3367477

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

الحمد للہ کہ این گلدستہ نور صحیفۂ ہدایت نشور مولفہ جناب
مولانا مولوی محمد عبد السمیع صاحب ساکن رامپور ضلع سہارنپور مسمی

# انوار ساطعہ

در بیان

# مولود و فاتحہ

بہ تعمیل ارشاد فیض بنیاد جناب حکمت مآب جناب حکیم محمد مقرب حسین خان
صاحب بینوسپل کمشنر مالک مطبع اخبار عالم و مترجم بوستان خیال

در مطبع دار العلوم میرٹھ باہتمام محمد عبد الحکیم منصرم مطبع طبع شد

Acc No
Date
Price
N. I. C. DELHI

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

# قصیدہ مولف کتاب

ہے دل محمود مطلق مین ہو ہنگام رقم میرا
تو سجدہ کرکے ہر ہر کلمہ لکھتا ہے قلم میرا

الٰہی مرتے دم جاے بدل عشرت سے غم میرا
ترا جلوہ ہو آنکھونمین جب آنکھونمین ہو دم میرا

رکیگا مدح سے کب خامہ مدحت رقم میرا
جفا سے کوئی ظالم سر بھی کردے گر قلم میرا

مرے شعر و سخن مین نام اللہ اور نبی کا ہے
یہ سکہ کیون نہ رائج ہو عرب سے تا عجم میرا

موحد ہون محب مصطفے ہون اہل سنت ہون
میرا ہادی محمد ہے وہ شاہ ذی حشم میرا

نہین اہل حسد کی رد و کد سے کچھ نظر مجھکو
عقیدہ کر چکے تصدیق جب اہل حرم میرا

پھریرہ میرے نیزہ پر رہے نصر من اللہ کا
صف اعدا مین او یارب کہیو اے مولا علم میرا

رہے چلتا الٰہی مرتے دم تک تیری طاعت مین
قدم میرا قلم میرا درم میرا بچہ دم میرا

قدم سست اور کٹھن منزل ہے مولا دستگیری کر
رہا جاتا ہے تن گر گر کے جون لقمہ قدم میرا

خدا کی راہ مین مٹنے سے ہوتی ہے بقا حاصل
ہوا آخر بقا باللہ مٹ مٹ کر عدم میرا

بجا ئین کاش محشر مین یہ کہکر مصطفے مجھکو
یہ بیدل ہے غلام خاص بیدام و درم میرا

# فہرست مضامین مندرجہ کتاب مستطاب انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ


| | | | |
|---|---|---|---|
| سبب تالیف کتاب | ۳ | اشغال مشائخ و تقلید تحفی باوجود بعد قرون ثلثہ حادث ہونیکی جائز ہے | ۴۸ |
| فریق ثانی کی زبان درازیان بابت مولد شریف و فاتحہ | ۶ | اجماع امت کا بھی جائز ہے | ۴۹ |
| وجہ نظر ثانی انوار ساطعہ | ۸ | دوسری حدیث من سن فی الاسلام سے بدعت حسنہ کا ثبوت | ۷ |
| براہین قاطعہ کے دو مضامین جس سے سنت کو نفرت ہے | ۱۳ | اقوال فقہا و محدثین در ثبوت بدعت حسنہ | ۵۱ |
| مولف براہین قاطعہ نے اصول مطالب انوار ساطعہ کہاں لئے | ۱۴ | نیت منہ سے کہنا بدعت حسنہ ہے | ۵۳ |
| صفہ اور اصحاب صفہ کا حال | ۱۸ | آخر چھٹی صدی میں محفل مولد شریف بہیت کذائی حادث ہوئی | ۵۵ |
| منکرین کے پیشواؤں کا شجرہ اور سلسلہ | ۲۰ | آٹھویں صدی میں تسلیم بعد اذان حادث ہوا | ″ |
| اقوال اربعہ در بدعت حسنہ و تردید آن | ۲۱ | احداث جدید کرنا مولوی اسمعیل صاحب کے پیر و مرشد سے | ۵۶ |
| ایجاد بعد قرون ثلثہ بدعت سیئہ کہنے والونکا استدلال حدیث خیر القرون سے | | جواز فاتحہ بر طعام و شیرینی | ۵۷ |
| غلط ہے ہم بارہا اشتہار دے چکے ہین | ۲۲ | حضرت کا دعا کرنا طعام موجودہ پر غزوہ تبوک وغیرہ مین | ۶۱ |
| زمانہ قرون ثلثہ کا کب تک رہا | ۲۴ | شاہ ولی اللہ سے طعام پر فاتحہ کا ثبوت | ۶۵ |
| جن چیزو نپر انکار صحابہ واقع ہوا اور پھر جائز بالاتفاق ہین | ۲۶ | شاہ عبد العزیز سے ثبوت فاتحہ بر طعام | ۶۶ |
| جو کہتے ہین کہ بدعت حسنہ کچھ چیز نہیں انکا رد دلائل منقول و معقول سے | ۳۴ | عرس کی اصلیت | ۶۷ |
| زمانہ قرون ثلثہ مین کتنی باتین ایسی ہوئین کہ خیر نہین | ۳۷ | فاتحہ پر براہین قاطعہ کے اعتراضات پھر اونکا جواب | ۶۹ |
| حدیث من احدث فی امرنا و جمیع احادیث بدعت کی اصل تحقیق | ۳۸ | خاتمہ سب ہنود سے یہ تحقیق کہ فاتحہ مین ہنود کا تشبہ نہین | ۷۴ |
| جو چیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین وہ مکروہ و بدعت نہین | ۴۰ | ہجرات کی فاتحہ اور روحون کا آنا دنیا مین | ۷۷ |
| فجر کو نفل مکروہ ہونی کی وجہ | ۴۱ | براہین قاطعہ کا اعتراض روحون کی بوجہ پھر اوس کا جواب | ۸۱ |
| عبد اللہ ابن مسعود کا نکالدینا ذکر اللہ کرنیوالونکو پھر اوسکا جواب | ۴۲ | براہین قاطعہ کا اعتراض روحون کے آنے پر پھر اوسکا جواب | ۸۶ |
| حضرت علی کا انکار نفل قبل عید پھر اوسکا جواب | ۴۴ | اہل قبور کو صدقہ پہنچنے سے خوش دیکھنا ہجرات کا ذریعہ پہنچنے ہی مفہوم | ۸۸ |
| ابن عمر کا چاشت پر انکار پھر اوسکا جواب | ۴۵ | عیدین و شب برات و محرم مین فاتحہ | ۹۰ |
| ابن عمر کا قنوت پر انکار اور اوسکا جواب | ۴۶ | حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے اس کی تحقیق | ۹۳ |
| پہلے عید گاہ مین منبر نہ تھا | ″ | فاتحہ سوم کا بیان اور کلمہ طیبہ کے فضائل | ۱۷ |
| پہلے جمعہ کی اذان اول نہوتی تھی | ۴۷ | سوم مین تعین دانہ مخصوص کی وجہ | ۹۸ |
| پہلے طواف کعبہ مین اونٹھ پالنو نہین پھرتے تھے | ″ | سوم مین قرآن پڑھنا اور مانعین کے جوابات | ۹ |

| | |
|---|---|
| سوم مین اجتماع اہل اسلام کی وجہ | ۱۰۳ |
| سوم کا تیسرون معین کرنا | ۱۰۵ |
| سیم کہ بعض علماء نے جو منع کیا ہے وہ باعث بعض بدعات نامشروعہ کے کیا تھا | ۱۰۹ |
| تعین سورت کی تحقیق اور یہ کہ تعین سوم کی کراہت پر دلیل نہین ہوسکتی | ۱۱۰ |
| سوم مین تشبہ ہنود ہرگز نہین اور مسئلہ تشبہ کی تحقیق | ۱۱۲ |
| جہاز اور خیر کے فعل مین کچھ تفاوت ہوگیا تشبہ ہر مثل صوم یوم عاشورہ | ۱۱۵ |
| دہم و بستم و چہلم کا جواز | ۱۱۸ |
| مولوی اسمعیل صاحب دہلوی نے چہلم وغیرہ کے کہانیکو جایز فرمایا | ۱۲۱ |
| میت کے لئے قران اجرت سے پڑہوانا | ۱۲۲ |
| طعام میت کا ثبوت حدیث سے اور اسکو سیاحت مین داخل کرنیکا جواب | ۱۲۳ |
| طعام صدقہ غنی متمول کو بھی کہلانا ثواب مین داخل ہے | ۱۳۱ |
| اختلاف زمان سے بعض احکام بدل جاتے ہین | ۱۳۵ |
| تعین تاریخ دہم و بستم و چہلم وغیرہ کی وجہ | ۱۳۶ |
| بعض عمل ریا کی ساتھ کئے ہوئے بھی کسیوجہ سے نفع دیتے ہین | ۱۳۷ |
| عدد چہل کی حکمت چند مواقع سے | 〃 |
| ہر زمانہ والون کو اپنے سلف کا اتباع چاہیے | ۱۳۹ |
| نصایح درباب اموات | ۱۴۱ |
| میت کو دفن کرکے اوسکی قبر پر ٹھہرنا اور کچھ پڑہنا چاہیے | 〃 |
| اثبات مولد شریف بنص قرآن و حدیث و اجماع سواد اعظم | ۱۴۵ |
| پھر دوبارہ اثبات اصل ذکر و قیود بالائی اور آیگا دوسرے مقام پر | ۱۶۰ ۱۶۸ |
| مولد شریف پر بلا نکیر اجماع ہونیکے پچاس برس بعد فاکہانی پیدا ہوا بنا علیہ اوسکا مخالف اجماع ہوکر انکار کرنا مردود ہے | ۱۵۱ |
| سواد اعظم مراد اکثر مسلمین ہین | ۱۵۳ |
| مدتون تک اتفاق پر گذرنا علماء محققین کا اگرچہ وہ مجتہد نہون حجت ہے | 〃 |
| شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے خاندان سے ثبوت مولد شریف | ۱۵۴ |

| | |
|---|---|
| مولوی اسحٰق صاحب کی عبارت باب مولد شریف | ۱۵۶ |
| مولوی اسحٰق صاحب کا شریک ہونا محفل مین | ۱۵۹ |
| سید احمد صاحب کے سامنے مولد شریف کا ہونا | ۲۶ |
| مولوی اسمعیل صاحب کی عبارت سے مولد شریف کا ثبوت ضمناً | ۱۶۲ |
| حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مرحوم سے ثبوت مولد شریف | ۱۶۳ |
| مولد شریف مین نکہنیا کے جنم کا تشبہ ہے نہ نصاری کا | ۱۶۴ |
| مسجد کی زینت مین تشبہ نصاری ہی پھر بھی جایز ہے | ۱۶۸ |
| اصل مولد شریف قران و حدیث و صحابہ و دیگر دلایل سے | ۷۰ |
| محفل کے امور بالائی کا جواز | ۷۲ |
| ابن عمرؓ نے جو چینک کے جواب مین السلام علی رسول اللہ کہنے کا انکار کیا اسکا جواب | 〃 |
| التحیات کے درود مین سیدنا زیادہ بڑہا دینا درست ہے | ۷۳ |
| مدرسون کے امور محدثہ کا بیان اور مولف براہین کا سنت کہنا اسکو | 〃 |
| محفل مین استعمال عطر و شیرینی و طعام و فروش کا جواز | ۷۵ |
| تقسیم شیرینی و نصب منبر یا چوکی و تداعی | ۷۶ |
| جب سب چیزین الگ الگ مباح ہین تو جمع ہوکر بھی مباح ہونگی | ۷۷ |
| منکرین کا اعتراض اجتماع مباحات پر پھر اوسکا جواب | 〃 |
| محفل مولد کے امور بالائی کی دوسری تقریر | ۷۸ |
| محفل کے امور بالائی کی تیسری تقریر | 〃 |
| محفل کی ایسی نظیر شرعی جسمین چند سنن موجود ہین | ۷۹ |
| موافق تقریر مولوی اسمعیل صاحب کی سنت ہونا محفل مولد شریف کا | ۸۰ |
| کسی امام کے مسئلہ پر اگر ہماری قواعد کے خلاف ہو تو عمل نہ کرنا چاہیے | ۸۲ |
| یہ محفل بارہ مہینہ جایز ہے بہ تحقیق ادلہ شرعیہ | ۸۳ |
| اس اعتراض کا جواب کہ تم صحابہ سے بھی بڑہ گئے انہون نے یہ اہتمام نہین کیا تم کرتے ہو | ۸۴ |
| اگر کوئی خاص بارہوین ربیع الاول کو محفل کرے اور ہر سال کرتا رہے اوسکے لئے دلایل شرعیہ | ۵ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| تخصیص یوم پر دوسری دلیل یوم صوم عاشورا | ۱۸۵ | شامی نے خود قیام کو بدعت لاأصل لکھا پھر اسکا جواب | ۲۳۲ |
| مولد علی الدوام کرنے پر دلیل احب الاعمال ادومہا | ۱۸۷ | قیام اگر مستحب ہے تو کبھی ترک کیوں نہیں کرتے واجب کیطرح مصمم کرتے ہیں | ۲۳۶ |
| آپ ہر مہینہ ابتدا عو ماہی دوام مولد کی دلیل | 〃 | قبور مشائخ وعلماء پر قبہ بنانا | ۲۳۷ |
| اہل حق قول طیبی من اصر علی مندوب وقول ابن عبدالسلام اصدکم للشیطان | ۱۸۹ | اکثر چیزیں اسوقت اچھی گنی جاتی ہیں صحابہ کے نزدیک مکروہ نہیں | 〃 |
| جواب اعتراض ابراہیم قاطبہ بر صوم عاشورہ وعید یکشنبہ عیسی علیہ السلام | ۱۹۰ | عوام کے سامنے وہ بات نہ کہی جو وہ نہیں سمجھتے پس فاتحہ اموات و | |
| مولد میں قیام کرنا بدعت سیئہ ہرگز نہیں | ۱۹۲ | ومولد کو بدعت نہ کہا جاوے۔ | ۲۳۸ |
| حضرت کی تعظیم عبادت ہے اور واجب ہے۔ | ۱۹۳ | قیام کے منکر پر تارک فرض کیطرح ملامت کرتے ہیں۔ | ۲۳۹ |
| یہ قیام شرک وکفر ہرگز نہیں | 〃 | ندائے یارسول اللہ کی تحقیق نور ق میں | ۲۴۰ |
| تحقیق سجدہ لغیر اللہ | ۱۹۴ | التحیات میں السلام علیک حضرت کو کہنے کی تحقیق دو ورق میں | 〃 |
| قبر شریف پر دست بستہ کھڑا ہووے | ۱۹۵ | بیوت اہل اسلام میں روح مبارک حاضر ہونیکے معنی | ۲۴۱ |
| یہ عقیدہ کسیکا نہیں کہ حضرت اس محفل میں پیدا ہوئے معاذ اللہ | ۱۹۷ | نماز حاجت کی دعا میں یا محمد کہنا | ۲۴۴ |
| تردید اسکی جو اعتقاد حضور روح مبارک کو شرک قرار دے | 〃 | خطاب یارسول اللہ صحابہ سے چودھویں صدی تک | ۲۴۷ |
| ملک الموت وشیطان اور چاند سورج کی مثالیں | ۱۹۸ | یارسول اللہ کیوں کہتے ہیں اسکے وجوہ | ۲۵۲ |
| ارواح انبیاء واولیا چلتی پھرتی ہیں تصرف کرتی ہیں | ۲۰۰ | فتوی حرمین کا مع مہر جناب مولانا رحمۃ اللہ صاحب پایہ حرمین جواز یارسول اللہ میں | ۲۵۶ |
| ایک آن میں بہت جگہ ظاہر ہونا ابرار کا اور حل مشکلات کرنا | ۲۰۶ | محفل میں چوکی اور فرش مکلف بچھانے اور زینت کا اثبات | ۲۵۹ |
| قصہ تالاب شمسے دہلی | ۲۰۹ | خوش الحانی سے قصائد پڑھنے اور سماع مباح کا جواز | ۲۶۰ |
| کشف والہام کی حقیقت اور یہ بات کہ اوسپر عمل بھی ہوتا ہے | ۲۱۰ | امرد ونکامد پڑھنا بھی درست ہے | ۲۶۲ |
| حضرت کو علم غیب ہے یا نہیں اور محفل کی خبر ہوتی ہے یا نہیں۔ | ۲۱۳ | نابالغ کے امام بنانے میں اختلاف ہے | 〃 |
| جواب اسکا کہ حضرت کی حیات میں قیام نہیں کرتے تو اب کسطرح جائز ہو | ۲۲۵ | امرد کیطرف بلا شہوت دیکھنا بالاتفاق جائز ہے | ۲۶۴ |
| جواب اسکا کہ حضرت کا نام سنکر کھڑے ہو جائیں خدا کے نام پر نہوں | ۲۲۶ | لڑکیوں کا شعر پڑھنا دف بجا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے | ۲۶۶ |
| جواب اسکا کہ حضرت کا نام اذان وخطبہ میں سنتے ہیں نہیں اٹھتے | 〃 | سلامی وجوابی کی تحقیق | 〃 |
| فرزندوں کی تعظیم ہی تو جب سنیں کہ حضرت مسجد میں آئے ہیں جا دیکھے آئے کھڑے ہو جائیں | 〃 | تعنتی اہل فسق کی قواعد پر نہ چلیں | ۲۶۷ |
| ذکر ولادت بہت جگہ ہوتا ہے ہر جگہ قیام کیوں نہیں کرتے | ۲۲۷ | شعر خوش آوازی سے پڑھنے میں حروف قطع ووصل ہونا جایز ہے | 〃 |
| بتقدیر عدم ثبوت تو اصل حقیقت کا معاملہ کیا جاوے پھر اسکا جواب | | روشنی کی تحقیق صحابہ سے اب تک | ۲۶۸ |
| بطریق حج وتصور شیخ سے۔ | ۲۲۹ | مسجد میں قندیل جلانے کی فضیلت | ۲۶۹ |

| | | |
|---|---|---|
| روشنی کے تین درجہ ہیں تیسرا منع ہے | ۲۷۱ | تقریظ مولانا محمد ابوالبرکات صاحب غازی پوری ۳۱۲ |
| جواب اعتراض بانیان محفل نے مطلق شرع کو مفید کردیا ہے | ۲۷۲ | تقریظ مولانا محمد فاروق صاحب چڑیا کوٹی ۳۱۳ |
| جواب اعتراض مولد شریف ممبر پر پڑھتے ہیں قرآن شریف نیچے بیٹھکر | ۲۷۳ | تقریظ مولانا محمد عبدالمجید صاحب فرنگی محل // |
| جواب اعتراض جب قرآن پڑھتے ہیں نہ فرش بچھاویں نہ سامان کریں | ۲۷۴ | تصدیق لسانی مولانا عبدالحی صاحب مرحوم ۳۱۴ |
| جواب اعتراض محفل میں روایات بے اصل پڑھتے ہیں | // | تقریظ قاضی مولوی عبدالغفور صاحب ۳۱۵ |
| جواب اعتراض لباس رشمین خلاف شرع پہنکر مولد میں آتے ہیں | ۲۷۵ | تقریظ مولانا محمد عادل صاحب ۳۱۶ |
| جواب اعتراض جو زیادہ رات تک مولد شریف ہو تو صبح کی نماز میں حرج آتا ہے۔ | // | تقریظ مولانا محمد عبداللہ صاحب رس اکبرآباد // |
| اون علماء نامی اہل سنت کے نام جو مجوز مولد شریف ہیں | ۲۷۶ | تقریظ مولانا ابومحمد عبدالحق صاحب مولف تفسیر حقانی ۳۱۷ |
| نقل فتاوی عرب مع مُہر مولانا محمد رحمۃ اللہ صاحب مکہ معظمہ | ۲۷۹ | تقریظ مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی ۳۱۸ |
| حرمین کی فضیلت اور ایک قصہ لطیفہ | ۲۸۶ | تقریظ مولانا عبدالحق صاحب سہارنپوری رس رڑکی ۳۱۹ |
| فتاوی بغداد و دیگر مقامات | ۲۸۹ | تقریظ مولوی محمد صادق علی صاحب مداح |
| حکم اخیر بعد تنقیح مقدمات در باب مولد شریف | ۲۹۴ | تقریظ مجدد زمان حضرت مولانا محمد رحمۃ اللہ صاحب مکہ معظمہ ۳۲۰ |
| مناجات ختم کتاب | ۲۹۵ | اختتام کتاب بکلمات طیبات مرشدآفاق حضرت حاجی |
| تقریظ مولانا لطف اللہ صاحب علیگڈھی | ۲۹۶ | شاہ امداد اللہ صاحب در تائید مستحب و مبارک و محل انوار |
| تقریظ مولانا فیض الحسن صاحب مرحوم سہارنپوری | ۲۹۷ | بودن محفل اقدس |
| تقریظ مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری | ۲۹۸ | |
| تقریظ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین صاحب | ۲۹۹ | |
| تقریظ مولانا محمد امجاد حسین صاحب | ۳۰۰ | |
| تقریظ مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی | ۳۰۱ | |
| تقریظ مولانا محمد عبدالقادر صاحب بدایونی | ۳۰۴ | |
| تقریظ مولانا عبیداللہ صاحب رس بمبئی | ۳۰۵ | |
| تقریظ مولانا سید عمادالدین صاحب رفاعی | ۳۰۶ | |
| تقریظ مولانا وکیل احمد صاحب سکندرپوری | ۳۰۷ | |
| تقریظ مولانا نذیر احمد خان صاحب مدرس گجرات | ۳۰۸ | |

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

الحمد للہ کہ این گلدستہ نور صحیفہ ہدایت نشور مولفہ جناب مولنا
عبد السمیع صاحب ساکن رامپور ضلع سہارنپور مسمّٰی بہ

# انوار ساطعہ

در بیان

# مولود و وفات

بتعمیل ارشاد فیض بنیاد جناب حکمت مآب جناب حکیم محمد مقرب حسین خانصاحب
مینیجر سیل کمشنر مالک مطبع اخبار عالم و مترجم بوستان خیال

در مطبع دار العلوم میرٹھ بہ اہتمام محمد عبد الحکیم منصرم مطبع طبعشد

بار دوم ۱۰۰۰ جلد

آغاز سنہ ۱۳۰۶ ہجری

ہزار ہزار شکر تیرا اے منعم حقیقی کہ تو نے ایسا حبیب مقبول عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجا جسکا وجود باجود مومنین کے لیئے موجب نور ایمان اور باعث آرام جان ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ پھر لاکھون کروڑون درود اوس امام رسل ہادیٔ سُبل کی روح پُر فتوح پر جسکے فیض تعلیم وہدایت سے ہر زندہ دل اپنے مُردگانِ غمناک کی ارواح کو فاتحہ درود سے راحت رسان ہے۔ ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولاتجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم۔ **اما بعد** عرض کرتا ہے اُمیدوار فضل باری احقر العباد **عبد السمیع** انصاری کہ اہل اسلام کو اپنی اس حالت نازک پر رونا چاہیئے کہ اسلام ایک گلِ پژمردہ کی طرح سموم اختلافات بیجا سے آناً فاناً کُملایا جاتا ہے اور عناد و فساد ایک تند باد شدید ظلمانی کی طرح ہر طرف سے اُٹھا چلا آتا ہے۔ نہ زبانین سچی نہ سینے صاف۔ سیکڑون مفسدے ہزارون اختلاف۔ کوئی یہہ کر رہا ہے کہ جناب باری عزاسمہ جسکی شانِ عالی یہہ ہے۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ اوس کو امکانِ کذب کا دھبہ لگانا ہے۔ اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جسنے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے کہ ایکم مثلی۔ یعنی کوئی ہے تم مین میری مانند۔ یہہ کہکر ایک تم مین میری طرح نہین۔ اور وہ تو وہی ہین اُن کی ہمسری کی وہ شان عالی ہے کہ خود اللہ تعالےٰ

نے فرمایا ہے۔ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء۔ پھر اس زمانہ مین ایک ادنے سا آدمی ہے کہ وہ کہہ رہا ہے رسول اللہ میرے بھائی ہین۔ واضح ہو کہ بھائی جسقدر ہوتے ہین سب اپنے باپ کے کل ترکہ مین برابر کے شریک ہوتے ہین۔ اس لفظ مین معاذ اللہ ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیاء کے ساتھ ہے۔ اب کس کس اختلاف کو بیان کیجیے۔ ایک کہتا ہے کہ وتر ایک رکعت پڑھو تین رکعت ضرور نہین اور تراویح بیس پڑھنی بدعت اور آٹھ سنت ہین۔ اس ملک مین جو قدیم الایام سے تین رکعت وتر اور بیس رکعت تراویح پر اجماع و اتفاق تھا اوس مین پھوٹ ڈالتے ہین۔ اور ایک یہ کیا بہت باتون مین طرح طرح کی شاخین نکالتے ہین۔ وہ محفل میلاد جسکو عالم عامل محدث کامل فقیہہ فاضل حافظ ابوالخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جمیع اطراف و جوانب ارض مین اہل اسلام پڑھتے ہین مولد نبی کریم اور پاتے ہین اس کے سبب برکات عظیم۔ اب اس دورہ مین کوئی آدمی اوسکو کفر و شرک کہتا ہے کوئی بدعت کہتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا علی ہذا القیاس وہ اموات جو مخزون و دردناک ایک غار تنگ و تاریک مین پڑے ہوئے آہ کر رہے ہین کاش میرا بیٹا یا بیٹی کچھ مجکو دین یا بھائی بہن فاتحہ درود بھیجین۔ اب اس وقت مین بعض صاحب ہین۔ کہ بے دھڑک فتوی دے رہے ہین کہ یہہ سب امور بدعت اور حرام ہین۔ عوام جو تعیین تواریخ کی تقلید پچھم کر گذرتے تھے وہ بالکل شتر بے مہار ہو گئے۔ بدعت سنکر مصارف خیر سے سبکدوش اور دست بردار ہو گئے۔ امداد اموات بند ہو گئی۔ تیرہوین صدی مین لوگون کا حال کیا غضب تھا اب چودہوین شروع ہوئی دیکھیے کیا قیامت ہو۔ دنیا مین کیا خرابی اور دین مین کیا مصیبت ہو۔ سنہ ۱۳۰۲ھ تیرہ سو دو ہجری مین دہلی کی تین علمار غیر مقلد اور علمار دیوبند و گنگوہ و سہارنپور کی حسن توجہ سے اور مطبع ہاشمی میرٹھہ کی سعی سے ایک فتوی چار ورق پر چھپکر اکثر اطراف مین تشہیر کیا گیا۔ اوس کی لوح سرنوشت یہہ تھی (فتوے مولود و عرس وغیرہ) اس فتوے کا جہان ذکر اس کتاب مین آویگا۔ فتوی اول انکاری لکھا جاویگا۔ خلاصہ مضمون اوس کا یہہ ہے کہ محفل مولد شریف علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بدعت ضلالت اور سیطرح امور دنیا

فاتحہ و درود جو ہندوستان مین رایج ہی یہ سب حرام اور رسم بد اور معصیت ہی کچھ دن اسپر نہ گذری تہی کہ فتوی دوسرا چوبیس صفحہ کا اوسی مطبع ہاشمی مین چھپکر مشتہر ہوا اوسکا نام لوح بر یہ لکھا (فتوی میلاد شریف یعنی مولود معہ دیگر فتاوی) اس فتوی کا جس جگہ اس کتاب مین ذکر آویگا فتوی ثانی انکاری لکھا جاویگا اس فتوی مین زیادہ تر مذمت میلاد شریف کی ہی اور وہ چورقہ جو پہلی چھپا تہا پھر دوبارہ اسمین چھپا مجھسے بعض اخوان طریقت نی بتاکید تمام یہ فرمایش کی کہ اس فتوی کی سبب کچی دلکی آدمی تشکیکات مین پڑی جاتی ہین اور معاندین اس فتوی کو جا بجا دکہاتی ہین اور اس فتوی کو پڑہ پڑہ کر اپنی مسلمان بہائیون کو بیدر دیسی چڑاتی ہین اور فتنہ کی آگ جو اس قسم کی تحریکات نفسانی سی بھڑکتی ہی بھڑکاتی ہین اب تمکو چاہیئی کہ تم خبر لو اور ایک قول حق افراط و تفریط سی خالی اس باب مین لکھدو ورنہ عوام جگر خام گرداب ضلالت مین ڈوب جاینگے اور پھر کبھی ساحل ہدایت کی طرف خروج نہ پاینگے تب حضرت الہم الصدق والصواب نی جسکی قبضہ قدرت مین بنی آدم کا دل ہی میری دلمین یہ ہی ڈالدیا کہ بالضرور اس مقدمہ مین ایک حکم فیصل لکھنا چاہیی اور عوام کو تشکیکات رد و جدال مین نہ رکہنا چاہیی تب مینی یہ رسالہ لکھا اور نام اسکا **انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ** رکہا اسمین چار انوار ہین **نور اول** مین پانچ لمعی ہین **لمعہ اولی** مین نقل مین کچہ عبارتین مفتیان فتاوی انکاری کی **لمعہ ثانیہ** مین وجہ نظر ثانی انوار ساطعہ کا بیان ہی **لمعہ ثالثہ** مین حال ہی کتاب براہین قاطعہ کا **لمعہ رابعہ** مین ذکر ہے علمائی مشایخ مسلم الثبوت مفتیان فتوی انکاری کا **لمعہ خامسہ** تحقیق بدعت حسنہ و بیان اقوال و شرح حدیث خیر القرون و بیان امور یکہ بزمان باہم انکار واقع شدہ مثل اذان جمعہ و اعراب قران وغیرہ و ثبوت بدعت حسنہ بدلیل عقلی و نقلی و شرح حدیث من احدث فی امرنا و دیگر احادیث بدعت و شرح اثر عبداللہ ابن مسعود و دیگر صحابہ در احداث و بیان امور یکہ در زمان نبوت نبود مثل منبر عیدگاہ و اذان اولی جمعہ و رجم القہقری طواف رخصت و عجب ست کسیکہ عامل باعمال مشایخ و تقلید باشد چہ طور منع کند فاتحہ و مولد شریف را و تحقیق من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ و اقوال

فقہا و محدثین در اثبات بدعت حسنہ نور دوم ص۵ مین چہ لمعی ہین لمعہ اولی مین ص۵ جواز فاتحہ و
جواب دلائل مانعین لمعہ ثانیہ ص۶ مین جمعرات کی فاتحہ لمعہ ثالثہ عید ص۹ مین و شب برات و
عشرہ محرم مین فاتحہ لمعہ رابعہ جواز طریقہ فاتحہ سوم ص۱۰ لمعہ خامسہ ص۱۱ ذکر چہلم و بستم و دہم کا
اور بہیجنا گھروں کا مساجد مین بہ نیت امداد مصلیان مساجد لمعہ سادسہ ص۱۳ نصایح در باب اسوا
نور سوم مین نو لمعے ہین لمعہ اولی ص۱۵ اثبات محفل میلاد با برکت بمذہب جمہور امت لمعہ ثانیہ
ص۱۵ مین یہہ بیان کہ خاندان عزیزیہ کے مشایخ کرام شامل محفل مولد شریف ہوئی اور جناب
مرشدی و مولای حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب دام فیوضہم بہی شریک محفل مولد شریف ہوتی
ہین لمعہ ثالثہ یہہ ص۱۲ اعتراض کہ محفل مولد شریف کو کنہیا کی جنم اور نصاری کی بڑی رات سے
مناسبت ہی پہرا سکا جواب لمعہ رابعہ یہہ ص۱۹ اعتراض کہ یہ محفل بدعت سیئہ ہے پہرا سکا
جواب اور اصول مقررہ مولوی اسمعیل صاحب سے ثابت کرنا کہ یہہ محفل سنت ہی بدعت
ہرگز نہین کیونکہ اسکی اصل بہی ثابت ہی اور نیز فضل بہی لمعہ خامسہ ص۲۳ یہہ اعتراض کہ محفل
خاص بارہوین ربیع الاولی کو کیون کرتی ہین اور ہر سال دوام کیون ہی پہرا سکا
جواب اور ثبوت تخصیص یوم و عمل دائمی چند دلایل سے لمعہ سادسہ ص۱۹ یہہ اعتراض کہ
قیام شرک ہی اور روح کا وہان حاضر جاننا شرک ہے پہر ان سب کا جواب اور چلنا پہرنا
و دعوت کا دلائل قویہ سے ثابت کرنا اور یہہ بہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچتی ہے محفل مولد شریف
کی اور قیام کی شبہات کا جواب اور یہہ تحقیق کہ تعیین قیام سے اصلی نہین کہ روح مبارک تشریف لاتی ہی
بلکہ قیام چند وجوہ سی شرع مین پایا گیا ہی لمعہ سابعہ ص۲۳ اعتراض کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم غایب ہین
الفاظ حاضر مخاطب کے وہان کہنے مین پہرا سکا جواب دلایل قاطعہ سے اور ثبوت اوسکا عہد صحابہ رض
سے ابتک لمعہ ثامنہ ص۲۶ اعتراضات متفرقہ پہرا سکا جواب لمعہ تاسعہ اسامی ص۲۷ مبارک حضرات
عالی درجات فقہا و محدثین مجوزین عمل برکات تضمین مولد ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اولیاء امت
اجمعین نور چہارم ص۲۹ مین تقریظات رشیق و تصدیقات انیق جو اس عصر کی علماء و فضلاء ذوی تحقیق

وتدقیق ونیز بعض عنایت فرمایان شفیق نے رقم فرمائی ہین **مؤلف رسالہ ہذا** بصد التجا اہل اسلا
کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ مین ایک مرد مریض ونقیہہ وکم طاقت حوائج علایق سے عدیم الفرصت
ہون تردّدات سے دم بھر خالی نہین - جنگ وجدال اور تضیع اوقات سے بچتا ہون کیونکہ مین کوئی
وارستہ مزاج لاابالی نہین - اپنے کاروبار کو اصلاح دین کے لیئے چھوڑ کر یہ رسالہ لکھتا ہون - اے اہل اسلا
للہ نظر انصاف سے اسکو دیکھو نفسانیت کو ہرگز دخل نہ دیجیو اگر حق سمجھ مین آجاوے قبول کیجیو اور قول
سابق سے رجوع کرنے کو کسر شان مت سمجھیو - اور اگر مدتون کی جمی ہوئی دل سے نہ نکلو تو اتنا ضرو
کیجیو کہ طرف ثانی کی تشنیع سے زبان سنبھالیو - ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان - جو لوگ باقتدای
سلف صالح ان امور حسنہ کے قایل ہین اُن کے پاس اپنی تقویت مین بہت دلایل ہین اور ادلّہ شرعیہ سے
مدلّل اُن کے مسایل ہین - **نور اوّل** مین پانچ لمعے ہین **لمعۂ اولیٰ** مین نقل ہین کچھہ عبارتین مفتیان
فتاوی النکاری کی **قال** - انعقاد محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدایش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرو
ثلثہ سے ثابت نہین ہوا پس یہہ بدعت ہے اور علی ہذا القیاس بروز عیدین وغیر عیدین وپنجشنبہ وغیرہ مین فاتحہ مروجہ کا
اوٹھا کر پایا نہین گیا البتہ نیابۃً عن المیت بغیر تخصیص ان امور مرقومہ سوال کے للہ مساکین وفقرا کو دیکر ثواب پہونچا
اور دعاے استغفار کرنی نہین امید منفعت ہے اور ایسا ہی حال سیوم دہم چہلم وغیرہ اور پنج آیت اور چنون اور شیرینی
وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث اور کتب دینیہ سے خلاصہ یہہ کہ بدعات مخترعات ناپسند شرعیہ ہین (مولوی حفیظ اللہ صا
(مولوی شریف حسین صاحب) (مولوی الٰہی بخش صاحب) (مولوی محمد یعقوب صاحب صدر مدرس اول مدرسۂ دیوبند
(مولوی محمد محمود صاحب مدرس مدرسۂ دیوبند) یہہ عبارت فتوی اوّل النکاری صفحہ ۳ اور فتوی ثانی النکاری صفحہ ۱۶
مین ہے **قال** جوابات سب صحیح ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار
(کتبہ فقیر محمد عبد الخالق دیوبندی عفی عنہ) فتوی اوّل النکاری صفحہ ۳ فتوی ثانی النکاری صفحہ ۷ **اقال**
ایسی مجلس ناجایز ہے اور اس مین شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اگر
حاضر ناظر جانکر کرے کفر ہے ایسی محفل مین جانا اور شریک ہونا ناجایز ہے اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے
اور سیوم بھی کہ یہہ سب ہنود کی رسوم ہے - البتہ ثواب پہنچانا اموات کو بلا قید روا ہے اگر کامضایقہ نہین فقط -

واللہ تعالیٰ اعلم (رشید احمد عفی عنہ گنگوہی) یہ عبارت فتوی اول الکاری صفحہ ۴ و فتوی ثانی الکاری کے صفحہ ۱۰ مین ہے **قال**
التزام مجلس میلاد بلا قیام و روشنی و تقاسیم شیرینی وغیرہا لا یعنی کی ضلالت سے خالی نہین ہو وعلی ہذا القیاس سوم و فاتحہ
و طعام کہ قرون ثلثہ مین نہین پائی گئی۔ فتوی اول الکاری صفحہ ۴ فتوی ثانی الکاری صفحہ ۱۰ **قال** مجلس مولود
جیسا کہ اس زمانہ مین اس ہیئت کذائیہ مشہورہ کے ساتھ مروج ہی یعنی مجتمع ہونا اور خلط ملط ہونا چھوٹون بڑون کا بلکہ
عورتون اور امرد لڑکون کا اور پڑھنا اشعار کا گانی مین اور پڑھنا روایتون موضوعہ کا جو بالکل بے اصل ہین اور ہین
اور طالب الدنیا لوگون سے روپیہ کمانیکے واسطے اونکو گھڑکر عوام الناس کی تسخیر کے لیئے اپنی باتونکو چٹپٹی کرنا چاہا
اور ہر ایک کسی نا کسی امر مین بلا خواہ وہ لوگ لباس اور پہراوے برے خلاف شرع کے پہنے ہوئے ہون اور خواہ
داڑھی منڈائے ہوئے ہون۔ یہہ عبارت صفحہ ۸ فتوی ثانی الکاری مین مرقوم ہے **قال** یا یہہ وجہ کہ روح پاک
علیہ السلام کی جو عالم ارواح سے عالم شہادت مین تشریف لائی اوسکی تعظیم کو قیام ہو تو یہی محض حماقت ہی کیونکہ اس وجہ
سے قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریف کے ہونا چاہیئے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہی۔ پس یہہ ہر روز اعادہ
ولادت تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہین یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال
کرنی ہین معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھیرا اور یہہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہی بلکہ یہہ لوگ
اس قوم سے بڑھکر ہوئے وہ تو تاریخ معینہ پر کرتے ہین ان کے یہان کوئی قید نہین جب چاہین یہ خرافات فرضی بناتے ہین
عبارت فتوی ثانی الکاری صفحہ ۱۰ مین مرقوم ہی **قال** نہین جانتا مین اس مجلس مولود کی کچھ اصل کتاب و سنت مین
اور نہین نقل کیا گیا کرنا اوس کا کسی سے علماء امت مین سے جو کہ پیشوای دین اور چمکتے مارنیوالے ہین ساتھ آثار اگلون کے بلکہ یہہ عمل
نے ایجاد کیا اوسکو سبیودہ لوگون نے اور خواہش نفسانی ہی کہ ارادہ کیا اوس کا ٹکڑ گدھون پیٹ کو کتون بہت کھانیوالون
نجانا اللہ منہم و اعادنا اللہ من شرورہم۔ آمین بچاوے اللہ ہمکو ادن لوگون سے اور پناہ مین رکھے ہمکو اونکی شرارتون سے
آمین۔ فتوی ثانی الکاری صفحہ ۸ مین یہہ عبارت درج ہی۔ اور مولوی محمد حسین صاحب فقیر اگرچہ اس فتاوی مین شریک نہین
ہوا بہت کچھ مذمت مولد شریف کی کرتے ہین وہ اپنے رسالہ فقیر مین جو کہ اس فتوی سے بہت پہلے طبع ہو چکا ہی لکھتے ہین
ہزارون فاتحہ جہان مجمع محفل مین ۔ عجیب نفس کی لذت ہی محفل میلاد ۔ جو چشم دل بہی ہی سنا تو دیکھ بوجھ لو
اوسکے زیر حکم کی ہی محفل میلاد ۔ حرام محفل ہو یا ہو حلال ان کے لیئے ۔ تقاضای جملہ حاجت ہے محفل میلاد

چڑھی ڈاڑھی تو موچھی بڑھی ہین اکثر کی ۔ بھری ہین ہے بکثرت ہے محفل میلاد ۔ بہت بدائی سول خدا مین شاغل
یہہ مشرکونکی علامت ہے محفل میلاد ۔ اگرچہ یہ عبارتین اس قابل نہین کہ رد کتاب کیجاتین لیکن اس معذرت کے لیے لکھی گئین
کہ مبنی ایسی مقالات پریشان سے تنگ ہوکر قلم اوٹھایا ہے اصحاب انصاف مجھکو معذور فرمائین لمعہ ثانیہ مین جو نظر ثانی
انوار ساطعہ کا بیان ہے واضح ہو کہ جب حضرات مانعین کے دراز نفسے حد بڑھی مولد شریف کے منعوالون کو ٹکڑہ گدہی اور پیٹ کتہ
اور ہندو سبھی بتر ٹھیرایا اور مولد شریف کو خرافات اور رسانگ بتایا چنانچہ یہہ کلمات فتاوی مطبوعہ باغی سے بقید ہندسہ صفحہ
اولی مین نقل ہوچکی علاوہ اوسکے بعض رسائل منکرین اور بھی دیکھی گئی اونمین یہی الفاظ نامناسب مندرج تھی اسوجہ سے
نحیف نے بھی کتاب انوار ساطعہ مین جو سنہ ۱۳۰۲ تیرہ سو دو مین چھپی تھی کہین کہین بطور ظرافت اور کہین صراحتہ
ملامت کچھہ کلمات لکھی لیکن اون لوگونکی برابر بلکہ کمتر سو دہ بھی اس سہارے پر کہ ہم شرعاً انتقام کی مجاز ہین سو رہ شوریٰ
مین ہے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا یعنی برائی کا بدلا برائی ہی مثل اوسکی اتنی غلاظتون صاحبونکی کہ سلیقہ زبان دانی
اول اپنے طرف سے بلا سابقہ ظاہر فرماچکے اور ہرگز اپنی پاس کوئی دلیل شرعی اس بیہودگی کی نہین رکھتی اور جسکو لکھا
بہت کم تھا لیکن وہ بھی میری طرز کی خلاف تھا کیونکہ طعن و تشنیع سی مبرا ہون ہر ایک سے علاوہ کہتا ہون
یہی وجہ تھی جو مینی اپنا نام انوار ساطعہ مطبوعہ سنہ تیرہ سو دو مین ظاہر نہین کیا تھا آخرکار لوگونمین خوب چرچا ہوگیا تمام شہر و نمین یہانتک کہ ملک عرب مین بھی میرا ہی نام ظاہر ہوا مکہ معظمہ سے مرادنا اللہ شرفا و تعظیما
جناب مرشدی و مستندی و سیدی و ملتجائی و ملاذی و مولی و عدتی نعیم روحی و جسدی مرشد العلماء و الفضلاء
شیخ العرفاء و الکملاء شریعت آگاہ طریقت پناہ معرفت و ستگاہ حقیقت اکتناہ المولی الحافظ الحاج
المہاجر فی سبیل اللہ شیخنا المدعو بحاجی شاہ امداد اللہ مدظلہ العالی مدی الایام واللیالی کا یہہ ارشاد
سنہ ۱۳۰۱ تیرہ سو چار ہجری مین ہوا کہ انوار ساطعہ کے مسائل و دلائل مجھکو پسند آئی لیکن مرضی کی خلاف
یہہ بات ہی کہ اور علماء ہم عصر و ہم قافلہ کی نسبت بعض الفاظ شنیع لکھی یہہ ارباب تحقیق سے بعید ہے مینے
اوسکا عذر پیش کیا کہ ابتدا اوسی ہوئی لیکن بدیر انہوا اور کسطرح ہوتا آپ تو اوسید رجہ کی
نصیحت فرمائینگے کہ آپ جس مقام پر ہین یعنی خودی کو مثائی ہوی اپنی نفس و [illegible] ظاہر لوگونکی
ایذاؤن پر صابر اور شاکر تمسیل الکاظمین الغیظ و العافین عن الناس آپکا شیوہ [illegible] زبان سے

یہہ آیت جاری ولمن صبر وغفر ان ذلک من عزم الامور الحاصل یعنی حضرت کا فرمان ہان لیا
اور مولوی خلیل الرحمن صاحب جو اون ایام مین ہان موجود تہی حضرت سی مثنوی شریف پڑہتی تہی
یعنی اونکو ایک خط اون ایام مین لکھا تہا اوسمین یہہ مضمون لکہدیا کہ حضرت سی عرض کردیجو کہ جو الفاظ
تیز وتند کسیکی نسبت لکہی گئی ہین اونکو نکالدونگا اور فریق ثانی جو کچھ زباندرازی کرچکی ہین اور کررہی ہین
اوسپر صبر کرکی انتقام نہ لونگا پہر اوسکی جواب مین حضرت مرشدی کا جو کرامت نامہ تقدس شما صادر
ہوا نقل کرتا ہون وہ یہہ ہے — عزیزی ومجی مولوی عبدالسمیع صاحب سلام محبتکم — السلام علیکم و
رحمتہ اللہ وبرکاتہ بعد دعای ازدیاد علم واخلاص مکشوف باد کہ باطلاع مضمون خط شما کہ بہ خلیل الرحمن نوشتہ
بودید نہایت محظوظ شدم چونکہ آخر کار معاملہ بخدای علیم بذات الصدور افتادنیست لازم آنکہ از کتاب انوار ساطعہ
خود کلامیکہ دران تیز قلمی وغیظ نفسانی شدہ باشد کہ این باز ظر تحریر اصحاب تحقیق وارباب تہذیب بعید است
واسمای برادران طریقت خود وعبارت واسمای دیگر کہ از فور نفسانی صادر شدہ باشد اخراج نمایند و
مضمونیکہ فی مابینکم وبین اللہ تعالی باخلاص برای اظہار امر حق باشد باقی دارند انشاء اللہ تعالی مقبول
خواہد شد واگر کسی تبرید آن چیزی نویسد شما در پی تحریر جواب بجواب نشوند چرا کہ قصد شما اظہار حق بود
ظاہر شد وبس فی الحقیقت نفس مطلب کتاب موافق مذہب ومشرب فقیر وبزرگان فقیر است خوب نوشتید
جزاکم اللہ خیرا بجزاء اللہ تعالی ما وشما را وجمیع مومنان را در ذوق وشوق ومحبت خود داشتہ حسن خاتمہ
نصیب کند آمین الراقم الاثم فقیر امداد الہ عفی عنہ محررہ ۲۲ شوال ۱۳۰۲ از مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب انتہی
اور ایک خط مولوی خلیل الرحمن صاحب کا مکہ معظمہ سی آیا اوسمین لکھا تہا کہ حضرت مرشدی ارشاد فرماتی ہین
کہ جب دوبارہ کتاب انوار ساطعہ مطبوع ہووی پانچ جہہ نسخہ ہماری پاس ضرور روانہ کرین انتہی الحاصل
بعد ورود صحیفہ شریفہ حضرت مرشد مجی ہستندی کی بجکو فرصت نظر ثانی کی نہ ملی بنا علیہ یہہ بات ملتوی
رہی جب خط ہر طرف سی طلب انوار ساطعہ مین آنی لگی مجبور ہوکر یہہ ٹہہرا کہ اب دوبارہ مطبوع ہونا چاہیئے
۱۳۰۶ مین نظر ثانی شروع کی حضرت مرشدی ومولائی کا ارشاد زبانی بعض آیندگان مکہ معظمہ چار
پانچ مقام کی لی تہا یعنی یہہ کیا کہ ہر مقام سی جس لفظ کو موجب ملال سامع سمجہا نکالدیا حتی کہ بعض

کرامت نامہ جناب حاجی صاحب

طعن آمیز عبارتین معہ جواب کل خارج کردی گئین کہ نہ اونکی الفاظ بعینہ انوار ساطعہ مین نقل کی جائینگی نہ
اونکی جواب مین اوسیطرح کی الفاظ جواب ترکی بہ ترکی آئینگی بلکہ اسپر اختصار کیا گیا کہ فریق ثانی کی
بعض عبارتون کو بلا ذکر جواب لمعہ اولی مین بطور نمونہ لکھدیا مجھکو رضاجوئی حضرت مرشدی مولائی کی
بجان و دل منظور ہی تعمیل ارشاد مرشد مین قصور کرنا سراسر قصور ہی تعجب کرتا ہون ان لوگون کی
حال پر جنہون نی شہر میرٹھ کی مطبع حدیقۃ العلوم مین اشتہار چھاپ کر شائع کیا کہ فلان فلان عالم نی حا
حاجی صاحب یعنی حضرت مرشدی و مستندی سی بیعت تصوف مین کی ہی نہ شریعت مین الی آخ
اگر وہ لوگ اس گفتگو کو اپنی تک ہی رکھتی مین بہی سکوت کرتا لیکن جب یہ بات مطبوع ہوکر مشتہ
ہوئی اور کسی صاحب نی اسکی تلافی نہ کی تو مجھکو اسکا دفعیہ کرنا ضرور ہوا و اضح ہو کہ تصوف
کی چار منزلین ہین شریعت طریقت معرفت حقیقت جب تصوف کی بیعت مان لی تو چار دنمین
بیعت مان لی پہر ایک منزل سی خارج ہونا عجب فسانہ ہی ان ہذا لشی عجاب اور حضرت کی
بیعت شریعت سی کیون انکار کرتی ہین حضرت کو اتباع شرع شریف مین بڑا اہتمام ہی اور مسائل
فروع و اصول عقاید اہل سنت مین تحقیق تام ہی پس آپ عارف بہی ہین و عالم بہی اور عالم شریعت
ہونیکی لئی علم فلسفہ وغیرہ کی حاجت نہین بنا بر اجمالیہ اگر حضرت کو منطق و معقولات مین مزاولت نہین
کیا حرج ہی منطق ایک آلہ ہی جس ہی خطاء فی الفکر سی آدمی محفوظ رہتا ہی میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ
خود تصریح کی ہی جو لوگ من عند اللہ موید ہین بنفوس قدسیہ وہ علم حقایق مین محتاج فکر و نظر کی نہین ہین
یعنی اونکو منطق سی کچھ کام نہین اونکی ذہن مین حق سبحانہ ایسا حدس پیدا کر دیتا ہی کہ جھٹ مبادی
مقاصد کو پہنچ جاتی ہین بلا فکر و نظر جس شخص کو یہہ بات آزمانی منظور ہو دی تو جسوقت حضرت مثنوی
شریف کا درس دیتی ہین اوسوقت دیکھی اور معلوم کری کہ جن مطالب مین بڑی بڑی معقولی تیج
آپ ایک اشارہ مین حل فرادیتی ہین حق یہ ہی کہ حق تعالی نی آپ کی ذات کو جامع علم شریعت و
طریقت بنایا ہی اور یہہ تخیف شریعۃ اور طریقۃ ہر طرح حضرت سی اعتقاد رکھتا ہی اسلئی تعمیل ارشا
حضور کی بجا آوری واجب سمجھی اور اس کتاب مین نظر ثانی کری جو جو عبارت طعن و تشنیع آمیز

نکالدی لیکن جب قلم ترمیم پر اس وجہ خاص سی اوٹھایا تو پھر یہہ بھی عمل مین آیا کہ بعض بیان جو کچھ ہماری
مطالب اصلیہ کی موقوف علیہا نہ تھی مثل کیفیت تعمیر مسجد دیوبند و مسئلہ سماع وحقہ وغیرہ گھٹائی گئی
اور جو فوائد مفید مطالب تھی وہ اور بڑہائی گئی اور بعض مضامین جنکو مانعین ایک عبارت سی نہ
سمجھتی تھی دوسری عبارت سی سمجہائی گئی والہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق **لمعہ ثالثہ**
مین حال ہی براہین قاطعہ کا واضح ہو کہ جب ۱۳۰۲ھ مین انوار ساطعہ مطبوع ہو کر مطبوع خلایق
ہوا اکثر شایقین حق طلب نے دور دور سی کمینی قیمۃً کمینی ہدیۃً منگا کر مطالعہ کیا قاصی بلا دوامن
بعد سی بہت شکریہ کا مضمون لکھا آیا کہ الحمد للہ ہمنی اس کتاب کی سبب بہت مغالطات و اوہام و
تشکیکات سی امان کی پایا پھر دو برس بعد یعنی ۱۳۰۴ھ مین ایک کتاب براہین قاطعہ بجواب انوار ساطعہ
مطبع ہاشمی میرٹھ مین چھپی اس پتہ سی کہ یہ کتاب حسب الامر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مطبوع ہوئی دیباچہ
مقام اظہار نام مولف مین اونکی مرید مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی کا نام ہی اور ختم کتاب پر مولوی
رشید احمد صاحب موصوف کی تقریظ واسطی تصدیق جواب و تائید و تحسین کتاب کی زیب قلم ہی مجہکو میری بعض
احباب و نیز بعض علماء دہلی و پنجاب وغیرہ نی خطوط لکھی کہ تم براہین قاطعہ کا جواب کیون نہین لکہتی یعنی اس کتاب
مین تحقیق حق بلکہ غیظ قلبی کو ظاہر کیا ہی نہ کوئی دلیل معقول نہ موزون جواب صرف کلمات غیر مہذب
اور ناصواب سی کتاب کو بہر دیا مغلطات مین کوئی لفظ باقی نہین رکہا جو اوسمین نہین لکھا اگر ساری کتاب
کا انتخاب ہو تو غالبًا مضمون سب و شتم و غیظ و غضب مین نصف کتاب ہوا سکتا کہ جواب لکھنا بہت
ضرور ہی مینی کہا نہین مجہکو اب چند وجوہ سی سکوت منظور ہے **وجہ اول** یہہ ہی کہ حضرت
مرشدی جناب حاجی صاحب ادام الہدا رشادہ تحریر جواب الجواب سے خواہ اسی کتاب کا ہو یا کسی اور رسالہ ناصواب
کا عموماً باقتضای رفع نزاع مانع ہین چنانچہ رقعہ ہدایت مرقعہ حضرت کا لمعہ ثانیہ مین منقول ہو چکا مزید
بران یہ کہ علامہ زمانہ المشتہر بالالسنۃ والافواہ استاذنا الحاج المہاجر مولانا رحمۃ اللہ الہندی
المکی ثم المکی خصہ اللہ بالعنایۃ الجلی والخفی فی بہی ایک نامہ رحمت ختامہ اسی مضمون مین مرحمت فرمایا ہی
جنانچہ بجنسہ منقول ہوتا ہی **رقعہ** مولویا حبیبا شفیق عالم مولوی عبدالسمیع صاحب سلامت سلام مسنون

مرحمت فرمایا حضرت مولانا رحمۃ اللہ

بعد مرام یہہ ہی کہ آپ سے جو قدیم سی محبت اور بی تکلفی ہی اسلئی لکھتا ہون کہ جو آپکے اور مولوی رشید احمد
کی مخالفت حد کو پہنچ گئی اور تحریر بہی اب بڑی سختی سی ہوتی ہی اسلئی حافظ عبد الہہ صاحب جو مدرس دو
مدرسہ فقیر کی ہین اونکو دہلی سی چھٹاری واسلی لینی زر مقررہ دو برس کی جو سرکار چھٹاری سی وصول
نہین ہوا یہہ ضرور تھا سو اونکو تاکید کی گئی کہ جاتی یا آتی آپ سی بہی ملین سو وہ ملاقات
کر کی زبانی بہی آپ سی کہینگے کہ یہہ مقدمہ جتنا دب سکی دبائیو اور ہرگز نہ بڑہائیو فقط والسلام راقم اثم
محمد رحمۃ اللہ از کہہ معظمہ انتہی بہلا جبکہ استاد اور پیر دونو نکا ایک ہی ارشاد ملک واجب الادب یعنی عرب
آئی تو بندہ کسطرح اس باب مین قلم اوٹھائی **وجہ ثانی** یہہ کہ شروع مین جب مانعین نے مولد شریف
کرنیوالونکو احمق اور ضال اور کنہیا کی جنم کرنیوالون سی بہی بڑہکر لکہا اور یہہ کلمہ دور دور یعنی روم و شام
و مصر و یمن و حرمین شریفین و بیت المقدس وغیرہ کی علماء عظام اور مشایخ کرام اگلی پچہلی جیار و اطراف
غرضکہ جمیع ذوات بابرکات تک پہنچتا تہا تب اون سبکی برارت اور مذہب حق کی نصرت کی لئی مینی
رسالہ انوار ساطعہ لکہا تہا اور اسی اخلاص نیت و انتصار حق کی باعث یہہ رسالہ طالبان حق مین مقبول
اور مشہور ہوا اور شہرہ اسکا دور دور ہوا اب جو یہہ کتاب براہین قاطعہ چہپی ہی تمام لعن و طعن وغیرہ سی
بہری ہی نہ کوئی مضمون سنجیدہ نہ موزون تقریر جہانتک نظر کیجئی میری ذات خاص کی توہین و تحقیر
بناء علیہ مین اپنی ذات خاص کا انتقام نہین لیتا اونکی الفاظ ثقیلہ کا جواب نہین دیتا حدیث خیر الانام علیہ
اکمل الصلوۃ والسلام سی ہم معلوم کر چکی ہین کہ جبتک انسان اپنی برائیون کو سنکر چپ رہتا ہی اوسکی طرف سے
فرشتہ جواب دیتا ہی اور جب یہہ خود جواب دینی لگتا ہی تب وہ فرشتہ جو انتقام کرواتا ہی چپ ہو کر اپنی
راہ لیتا ہی اسلئی مجہکو منظور نہین کہ مین بذات خود اپنی نفس کا انتقام لون اب یہی اچہا ہے کہ قلم کو جواب
سے تہام لون **وجہ ثالث** یہہ ہی کہ جب براہین قاطعہ چہپکر بیہار و دہر شایع ہوا اور اوسکی
مقلدین نی انوار ساطعہ کو برا کہنا شروع کیا تب مینی اپنا رسالہ انوار ساطعہ علماء عصر کی خدمت مین بہیجدیا
تاکہ اسکا ملاحظہ من اولہ الی آخرہ حرفا حرفا فرمائین اگر مضمون درست اور حجت چست پائین تو اپنی تصدیق
اور تریم تقریظ سی اسکو مزین فرمائین چنانچہ بڑی بڑی شہرون کی نامی اکابر فضلا اور دور دور کے

مشاہیر علمائی اس کتابکو بالاتفاق پسند کیا اور ترقیم تقریظات سے اس تحیف کو سربلند کیا اون تقاریظ سے یہہ ہویدا ہی کہ انوار ساطعہ کا دعوی اور دلیل سب درست و بجا ہی چنانچہ وہ تقاریظ نور چہارم مین انشاء اللہ تعالی ہم مرقوم کرینگی اور ناظرین اونکی مضامین بلاغت آئین معلوم کرینگی پس ہمکو جواب دینی براہین قاطعہ کی کیا حاجت ہی ہماری مضامین پر کثرت سی اجماع ہونا سلف و خلف کا اور نیز اتفاق اسوقت کی علمای ذی شرف کا کافی حجت ہے **وجہ رابعہ یہہ ہی** کہ مولف براہین قاطعہ نی بہت مضامین ایسی لکھدیے جس سی اکثر اہل اسلام متوحش و نفور ہوگئی مثلاً یہہ کہ صہ۳ براہین قاطعہ مین ہی کہ جو کوئی یون کہی کہ خدا تعالی کا ہونٹ بولنا ممکن ہے اوسپر طعن کرنا جہالت ہے صہ۷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ بنی آدم کی بہائی ہین الی آخرہ - قید ایمان کی بہی شرط نہ رکھی جو آیہ کریمہ انما المومنون اخوۃ سی بعض آدمی ثابت کرتی ہی صہ۸ وتر کی ایک رکعت کو قوت ہی صہ۵ جو کوئی آٹھہ رکعت تراویح کو سنت جانی نہ بنیں کو وہ قابل اعتراض نہین صہ۱۶ دیوبند کی عالمون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام ہندی بولنا آگیا صہ۱۸ حرمین شریفین کے علما کو رشوت دیکر جو چاہو فتوی لکھوالو الی آخرہ - پس گویا آیہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون کی مصداق ہین صہ۹۹ عوام کا مذہب معین نہین ہوتا الی آخرہ - یعنی سب لا مذہب ہوتی ہین اور یہ ظاہر ہی کہ دنیا مین زیادہ تر عوام ہین اور جو خواص ہین وہ کہتی ہین کہ ہمکو خود بصیرت حاصل ہی چنانچہ فرقہ غیر مقلدین کی زبان پر جاری ہی پس خواص بباعث علمیت اور عوام بباعث ناواقفیت تقلید سی نکل گئی تو تقلید ائمہ جسپر اجماع مدت سے چلا آتا ہی کہ ہر گز ایسا مسئلہ ایسی وقت پر شور و شر مین لکھنا خلقت مین آگ لگانی ہی صہ۳۲ مسئلہ اختلافی بلا ضرورت بہی جایز ہی الخ یعنی تقلید امام واحد کی واجب نہین جسکا جی چاہا بلا ضرورت مسئلہ کسی امام کا لیلیا صہ۲۷ جسکو ایک نماز فوت ہونیکا اندیشہ ہو اوسکی ذمہ سی حج ساقط ہو جاتا ہی - مکار حیلہ طلب آدمیونکی لئی ایسی دستاویز لکھدی وہ کہدیا کرینگی کہ ہمسی جہاز اور اونٹونکی سفر مین بیشک نماز ادا نہوگی بنا علیہ ہمکو جانا حج کی لئی ضرور نہین ہمین کیا حکمت ہے کہ ایک فرض ادا کرنیکو جایین دوسرا قضا ہو جاے صہ۱۲ ہندوستان کی آدمی صدقہ اموات رسما کرتی ہین دوسری جگہ لکھا صہ۱۳ کہ الریا شرک

الی آخرہ - تو صدقہ اونکا رسمی اور ریائی اور اونکو مشرک ٹھیرانا صلہ ۱۰ اور ہندوستان کے آدمی
تعیین تاریخ مین تشبہ بالہنود کرتی ہین اور تشبہ کو دوسرے مقام صلہ ۱۳ پر لکھا کفر ہی - گویا سوم و چہلم کرنیوالے
کافر ٹھیرائے یہ کیسی بے انصافی اور زبان زوری ہی کہ بسکی نسبت حکم ریا اور رسم و تشبہ بالہنود کا دیدیا
صلہ ۱۴ محفل مولد شریف کرنی والی کہنیا کا جنم کرنے والونسے بھی بڑے کہے ہین وہ تو سال بھر مین ایکبار
کرتی ہین یہہ جب چاہتی ہین خرافات فرضی اور سانگ لادت کا کر لیتی ہین اسمین حاصل بہت مقامات
پر ایسی ایسی تقریرین دل آزار رقم کی ہین جس سے اہل اسلام علما و غیر علما سب کبیدہ خاطر ہوگئی کوئی
قلم ہی کوئی زبان ہی ہر شخص حسب استعداد اونکی مسائل کی تردید کر رہا ہی جب اس کتاب کی یہہ حالت ہے
تو مجھکو جواب لکھنی کی کیا حاجت ہے ہان جو کوئی شبہ صاحب براہین قاطعہ کا واجب الدفع سمجھا جائیگا اسپر
نظر ثانی کر رہا ہون خاص اپنی انوار ساطعہ مین اس شبہ کو لکھکر حل کر دیا جائیگا **وجہ خامس**
یہہ ہی کہ مولف براہین قاطعہ کو اگرچہ بظاہر میری مسائل و دلائل پر شدت سی انکار ہی لیکن
ایسی انکار مین خاصی طرح اقرار ہی چنانچہ صلہ ۲۳ سطر ۱۶ مین آپ لکھتی ہین وہ ایات مندرجہ انوار ساطعہ کی بات
(آپکی سب وہ ایات منقولہ مسلم ہین) دیگر صلہ ۶ سطر ۱۸ مین لکھا جمع بین العبادتین کا کوئی منکر نہین الی آخر
- ہم کہتی ہین فاتحہ و اطعام طعام مین جمع بین العبادتین ہی تو ہی دیگر صلہ ۸ سطر ۵ ہر روز ثواب پہنچانا
اور عیدین کو اور شب برات کو بہی درست ہی الی آخرہ - پھر فاتحہ و طعام ان ایام مین ایصال ثواب
ہی کی لی تو ہوتا ہی دیگر صلہ ۱۵ سطر ۱ مین لکھا کہ جو فقرا کیواسطے ہو بطور صدقہ تو نفس طعام مباح ہی فقرا
کو اگرچہ بتعیین یوم کی بدعت ہی الخ صلہ ۱۲ سطر ۱۴ اگرچہ طعام صدقہ ہی اور ثواب پہنچیگا مگر اس فعل تعین
کی وجہ سی مکروہ ہوگا الی آخرہ صلہ ۱۲ سطر ۱۱ مانعین اس عمل کی بدعت ہونیکی قایل ہین نہ کہ ایسی صورت
مین منکر وصول ثواب کی - دیکھئے ایصال ثواب تعینات مروجہ ہند مین بہی ہوجانا تسلیم کیا اور
تعین کو بدعت کہا سو ہم بدعت حسنہ کہتی ہین اور دلائل انوار ساطعہ مین مذکور ہین دیگر صلہ ۱۳ سطر ۱۳
طرز اشغال گو متقدمین ہی لیکر آجتک بدلتی چلی آتی ہی اور نسبت کا رنگ بہی بدلتا رہتا ہی مگر اصل مطلق
واحد ہی الی آخرہ - یہی جواب ہمارا فاتحہ اموات و محفل میلاد شریف مین ہی کہ اصل مطلق واحد ہی

گورنگ اور طریق بدلگیا دیگر صـ۱۷۳ سـ۱۲ الیغین نہ فرحت ولادت کو بُرا کہین اور نہ ذکر ولادت کو منع
کرین بلکہ ایسے امر مستحسن مین ہی آخرہ دیگر صـ۱۷۵ سـ۹ سچ ہی کہ فرحت ولادت فخر عالم مین جسقدر کیا
جاوی بوجہ مشروع وہ تھوڑا ہی الی آخرہ دیگر صـ۱۹۶ سـ بدعت حسنہ سنت ہی ہوتی ہی اوسکو
بدعت باعتبار ظہور اور شیوع کی کہا جاتا ہے الی آخرہ - پس ہم کہتی ہین فاتحہ طعام اور مولد شریف
دونون سنت ہین کیونکہ انکی اصلین قرون ثلثہ سی ثابت ہین گو ظہور اور شیوع ان امور کا بہیئت کذائیہ
بعد مین ہوا بس اس ظہور خارجی اور شیوع کی سبب انکو بدعت حسنہ کہنا چاہئی نہ بدعت ضلالت دیگر
صـ۱۹۱ سـ۱۵ کہانی اور شیرینی کی بحث تو چند دفعہ ہو چکی کہ اصل اوسکی مباح اور تخصیص و تاکد موجب سی
کراہت پیدا ہوئی - یہ ذکر ہی کہانی اور شیرینی محفل مولد شریف کا دیگر صـ۲۰۲ سـ قیام مباح تو تھا
مطلقاً اور تعظیم شان فخر عالم علیہ السلام کی واسطی مستحب بہی تھا مگر جہلا کی تقید اور تخصیص اور عوام کی سنت
اور وجوب سی بدعت ہوا تھا صـ۲۰۲ سـ اور مولد کبیر وغیرہ مین جو مستحسن کہا ہی (یعنی قیام مولد شریف
کو) تو اصل مطلق کی فرد کی وجہ سی کہا ہی بظن غالب وہان عروض اس قید اور تاکد کا نہوا تھا بخلاف ہمارے
زمانیکی الخ دیگر صـ۲۴۲ سـ۵ تا دیل جلبی کی یہ ہی کہ وہ ذکر مطلق کی فرد کی وجہ سی قیام کرتی ہتی اور
تقید مطلق کا درجہ اس قیام مین نہین تھا اور نہ عوام کا اندیشہ تھا لہذا جائز جانتی ہتی اب وہ امر نہین
رہا مگر وہ ہو گیا - دیکھئی قیام کو بہی مان لیا باقی یہ بات کہ اب مکروہ ہو گیا سو یہ ان حضرات کی اجتہاد
سی مکروہ ہوا اسکو ہم تسلیم نہین کرتی دیگر ندای یارسول اللہ جو بعض اشعار و قصاید مین ہوتی ہی اوسکی
بابت براہین قاطعہ صـ۲۲۲ سـ۱۵ مین لکہا ہی اگر ذات فخر عالم کو حاضر ناظر بالذات کوئی عقیدہ کرے تو
مشرک ہوتا ہی اور اگر یہ عقیدہ نہین بلکہ محض محبت مین کہتا ہی یا بوجہ اسکی کہ اگر ضمن صلوۃ و سلام مین
تو ملائکہ آپ تک پہنچا دینگی اور جو بدون اوسکی ہی وقت عرض اعمال کی پیش ہو جاویگا تو جایز ہی الخ
دیکھئی یہہ مطالب لکہی ہوئی انوار ساطعہ کی سب تسلیم کر لئی ہین اور وہ جو ہر ایک بات مین تسلیم کی ساتھ
کچھ کچھ شاخ انکار کی بہی درج کی ہی سو حقیقت اوسکی انوار ساطعہ مین ناظران حق طلب ملاحظہ کرین کہ ہر حجت
کی کیفیت اپنی اپنی مقام پر کہولدی گئی ہی علاوہ براین عاقلان سخن فہم بخوبی سمجھتے ہین کہ یہ شاخ نکالنا

اسلئے ہی کہ جب نام تردید انوار ساطعہ کا لیا کچھ تو شاخ نکالدینی چاہیئے ورنہ سب لوگ کہینگی کہ یہ کیا
رد لکھا ہی کہ ہر بات کو مان لیا ہی اور بڑا فائدہ براہین قاطعہ سی یہہ حاصل ہوا کہ بیشتر اکثر ناواقف
آدمی ہم سی اولجھا کرتی ہتی کہ میلاد سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات و نیز فاتحہ اموات بدعت ہے
اور بدعت حسنہ کوئی چیز نہین جو بدعت ہی وہ ضلالت ہی اور جو ضلالت ہی وہ فی النار ہی ہر چند
ہم ثبوت دیتی کہ بدعت دو قسم ہی ایک سیئہ مذمومہ دوسری حسنہ محمودہ لیکن وہ ہرگز نہ مانتی جب مینی انوار ساطعہ
مین تقسیم بدعت کا قاعدہ مدلل بدلائل شرعیہ ترقیم کیا مولف براہین قاطعہ نی صہ ۳۰ سطر ۱۳ مین اوسکو تسلیم کیا عبارت
اونکی یہہ ہی (جو امر بعد فخر عالم علیہ السلام کی حادث ہوا مطلقاً خواہ محمود ہو خواہ مذموم یعنی اوسکی جواز کی
دلیل شرع مین موجود ہو یا نہو سو اوسکی دو قسم کرتی ہین قسم اول محمود کہ جسکی دلیل جواز کی شرع مین ہی
اور دوسری مذموم کہ دلیل اوسکی جواز کی نہین پس قسم اول کو بدعت حسنہ نام رکھتی ہین اور ملحق باسنت
جانتی ہین اور دوسری قسم بدعت ضلالہ ہی الخ) واضح ہو اگرچہ مولف براہین قاطعہ یعنی مولوی
خلیل احمد صاحب انبہٹوی کا اس قاعدہ کو تسلیم کرنا فی نفسہ و نظراً الی ذاتہ و صفاتہ کسی بشر کی نزدیک
مخالفین یا موافقین مین قابل اعتماد و استناد نہ تہا لیکن چونکہ اونکا یہ سب مسودہ درحقیقت اونکی پیر و مرشد
مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی انعکاس تنویر افادات و افاضات سی منور ہی اور پھر یہہ نظر باظہر التقریظ
بہی اونکی آخر کتاب مین بہ جلوۂ تصدیق جمیع مسائل و دلائل جلوہ گر ہی بنا علیہ اوس کتاب کا ہر مضمون
بقاعدہ مشہورہ نور القمر مستفاد من نور الشمس مولوی رشید احمد صاحب ہی کا مضمون متیقن ہو کر ہماری ضلالت
و فلاح مین جمیع مخالفین کی نزدیک مستند و معتبر ہے الحمد للہ کہ مخالفین کو اپنی ایسی مسلم الثبوت کی زبانی
ہماری قاعدہ کی تصدیق کا مل ہوئی اور ہمکو اونکی سمع خراشی لایعنی سی نجات کلی حاصل ہوئی دوسرا
فائدہ براہین قاطعہ سی یہہ ہوا کہ بعض اصحاب علم و نظر اگر تقسیم بدعت کی قائل بہی ہوتی ہتی تو یونہی
کہتی ہتی کہ بدعت حسنہ اگر ہی تو بس قرون ثلثہ تک کا ایجاد و دست لاکلام ہی اور بعد قرون کا ایجاد
بالکل ضلالت اور حرام ہی مینی آشکارہ انوار ساطعہ مین کامل کیا اور بدلائل شرعیہ ثبوت دیا کہ ایجاد کرنا
اوس امر کا جو کہ خیر اور سعدہی جایز ہی گو قرون ثلثہ کی کتنا ہی بعد ہی چنانچہ اسکو بہی مولف براہین

قاطعہ نی صہ ۲۹ سطر ۱۰ مین تسلیم کیا عبارت یہہ ہی جسکی جواز کی دلیل قرون ثلثہ مین ہو خواہ وہ جزیئہ بوجود خارجی
اون قرون مین ہوا یا نہوا اور خواہ اوسکی جنس کا وجود خارج مین ہوا ہو یا نہوا ہووہ سنت ہی الی آخرہ پھر اسی
صہ ۲۹ مین گیارہ سطر کی بعد لکھتی ہین دیکھو کہ تقلید شخصی کی دلیل قرون ثلثہ مین موجود ہی گو وجود خارجی اوسکا
کبھی ہوا اس سی ہم کو بحث نہین الی آخرہ پھر چار سطر کی بعد لکھا لہذا بالتعیین وجود وجوب وغیرہ تقلید شخصی کا
بعد زمانہ قرون ثلثہ کی ہوا اگرچہ وجود شرعی اسکا قرون ثلثہ مین ثابت تھا الی آخرہ دیکھی مولف براہین نے
اس مقام مین یہ قرار کر لیا کہ یہہ ضرور نہین جس امر کا وجود خارجی قرون ثلثہ مین نہوا ہو وہ منع ہو وی بلکہ صرف
دلیل جواز کا وجود قرون ثلثہ مین پایا جانا کافی ہی جس امر کی دلیل کا وجود اون قرون مین پایا گیا پھر وہ
امر بوجود خارجی خواہ کبھی کسی زمانہ قریب یا بعید مین موجود ہو وہ سب سنت ہے اور صہ ۱۹۶ مین لکھا بدعت
حسنہ سنت ہی ہوتی ہی اوسکو بدعت باعتبار شیوع اور ظہور کی کہا جاتا ہی چنانچہ اوپر بھی یہہ عبارت نقل
ہو چکی پس وہ جو بعضی ناواقف منکرین جھگڑا کرتی تہی کہ محفل مولد شریف نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی منعقد
فرمائی نہ کسی صحابی نی نہ کسی تابعی نی نہ تابعین کی اتباع نی بنا علیہ یہہ محفل بدعت سیئہ ہی سو یہہ دعوی اور
دلیل اور سب قال و قیل اونکی تقریر براہین قاطعہ سی بالکل رد ہو گئی اسلئی کہ اس محفل کا موجود بوجود خارجی ہونا
اون قرون مین کچھہ ضرور نہین دلیل جواز کا پایا جانا اون قرون مین کافی ہی باقی رہی یہہ بات کہ کوئی تھوڑی
سمجھ کا آدمی دلیل کی معنی یہہ نہ سمجھی کہ اگر اوس فعل خاص کا نام صراحتہً اور اوسکی کل کیفیات کا بیان بعینہٖ تشریحاً
قرون ثلثہ مین ہو گا تب وہ فعل بعد قرون جایز ہو گا ورنہ ناجایز ہو گا خوب یاد رکھو کہ یہہ ہرگز مراد نہین اسکا تصیفہ
بھی مولف براہین قاطعہ نی کر دیا ہی اسلئی کہ انوار ساطعہ مین یہہ مضمون لکھا گیا ہی کہ تعمیر مدرسہ کو بھی تم بدعت
حسنہ یعنی ملحق بالسنتہ اور سنت حکمیہ مانتی ہو پھر ایسی ہی محفل مولد شریف اور فاتحہ اموات بھی ہی اگر یہہ امور
اوسوقت مین بہئیت کذائیہ ثابت نہین تو تعمیر مدرسہ بھی بہئیت و صفت کذائیہ مروجہ حال قرون ثلثہ سی
ثابت نہین اسکا جواب براہین قاطعہ صہ ۱۵۳ سطر ۳ مین یہہ دیا ہی مثال تعمیر مدرسہ کی محض کم فہمی ہی صفہ کہ
جسپر اصحاب صفہ طالب علم دین و فقرا مہاجرین رہتی تہی مدرسہ ہی تو تھا نام کا فرق ہی لہذا اصل سنت وہی
ہان تبدل ہیئت مکان کی ہو گئی الی آخرہ اب ہم براہین صاحب براہین قاطعہ کا حال کہتی ہین واضح ہو کہ

صفہ ایک سایہ دار مکان تھا مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین اور متصل اوسکی یہہ تھی کہ تحویل قبلہ سے پہلے مسجد شریف کی جانب شمالی قبلہ تھا جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو قبلہ اولی کی دیوار قایم رہی تاکہ یہان فقیر مسکین یعنی جنکا گہر بار کچھ نہین ہا کرین فوکرہ فی جذب القلوب عن المذہبی اور منتخب اللغات مین ہی جمعی از غربیان اہل اسلام کہ خانہ مداشتند در موضعی از مسجد کہ بالایش پوشیدہ بود ندمی گذراندند اور صحیح بخاری مین ہی کہ جب صدقات کہین سے آتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو بھیجدیتے اور مشکوۃ کی باب فضل الفقرا مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہ مینے ستر اصحاب صفہ دیکھے کسیکی پاس چادرہ اور پاجامہ ہی کو تہبند ایک ایک کپڑا تھا کسیکی پاس فقط نیچی باندہنی کو تہبند تھا اور کسیکی پاس اوپر باندہنی کو کملی تھی جسکو گلیمین باندہ لیتے تھی کسی کی آدہی پنڈلی تک کسی کی کملی یا تہبند پہنچتا تھا اور کسیکے ٹخنون تک وہ لوگ اپنے کپڑونکو سجدہ وغیرہ کی حالت مین سمیٹا کرتے تھے کہ مبادا مقام ستر عورت کھلجائی اور دوسری کو نظر آئی انتہی اور کام اونکا یہ تھا جو قران شریف مین ہی یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ یہہ آیۃ کریمہ دو جگہہ ہی سورہ انعام مین اور سورہ کہف مین کما قتادہ مفسر نے یہ آیت اصحاب صفہ مین نازل ہوئی وہ ایک نماز پڑہ کی بیٹہی رہتی کہ اب دوسری نماز پڑہینگے اس صورت مین یدعون ربہم کے معنی یہ ہوی کہ نماز پڑہتے ہین اور یہ معنی حضرت ابن عباس اور مجاہد سے بھی روایت ہین اور بعضی مفسرین نے یہ کہا کہ یدعون ربہم سے یہ مراد ہی کہ دعا کرتی ہین خدا سے اور یاد کرتے ہین اوسکو یہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کذا فی التفسیر الکبیر والمعالم اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی یہ معنی اخیر اختیار کیے ہین سورہ انعام مین ترجمہ آیۃ کریمہ مرقومۃ الصدر فرماتی ہین مناجات می کنند پروردگار خویش را بامداد و مسامی طلبندروی اور انتہی اور شاہ عبد القادر لکہتے ہین پکارتے ہین اپنے رب کو صبح و شام چاہتے ہین اوسکا مونہہ انتہی اصبح شام سے مراد دوام ہے یعنی وہ لوگ صدا مناجات الہی مین رہتی ہین اللہ کو پکارتے ہین اب مدرسہ کا مسئلہ معلوم کرنا چاہیے کہ سب علما فی زماننا تعمیر مدرسہ کو جائز فرماتی ہین کیونکہ اپنی اصطلاح کے موافق سنت حکمیہ اور ملحق بالسنۃ کہا اور کسیسے عبادت عسنہ قرار دیا صفہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی نظیر اور دلیل ٹھہراتے ہین اب اصحاب انصاف وعدل خیال فرماوین کہ اصحاب صفہ کی حقیقت اور اشتغال اور طلباء مدرسہ کی کیفیت اور صدور افعال مین کیا کیا

کچھ تباین ہی اور اسیطرح بناء صفہ اور تعمیر مدرسہ مین حقیقۃً وصفۃً و وضعاً کسقدر تخالف ہی کسی چیز مین شترک نہین نہ نام نہ تعمیر مکان مین نہ کیفیت انتخال اصحاب مکان مین بجز ایک بات کی کہ صفہ بھی ایک مکان تہا جسمین مسلمان طالب دین رہتے تھے مدرسہ بھی ایک مکان ہی جسمین مسلمان طالب دین رہتے ہین یہ ایک علت جامعہ مشترک دونون مین دیکھکر تمام علماء موافق و مخالف مدرسہ کو جایز رکھتے ہین چنانچہ اسی مبنی اور علت پر مولف براہین اور اونکی مرشد اور مفرظ فی تعمیر مدرسہ کا جواز مسلم رکھا پس ثابت ہوگیا کہ امر خیر نو ایجاد کی جواز و استحسان کی لئے اتنی دلیل کافی ہی جیسے آجکل کی ہئیت و کیفیت مدارس کی جواز کے لئے وجود صفہ دلیل کافی سمجھی گئی گو تبدیل ہیئت بدرجہ کمال ہی جسپر یہ عمدہ اس تشریح و توضیح سے خود صاحب براہین فاطعہ نے تسلیم کرلیا ہی اب ہمکو اُنکی کتاب کی رد و جواب کی حاجت کیا ہے ہماری انوار ساطعہ مین مقصود اصلی و مطلب اہم دو امر مین محفل سید الکاینات علیہ افضل الصلوٰۃ و فاتحہ اموات سو یہ دونون مسئلہ تقریر مولف براہین سے ثابت ہوگئی ہم کہتے ہین فاتحہ اموات بطور دہم و چہلم وغیرہ ایصال ثواب ہی تو ہی اور محفل مولد شریف روایت معجزات ہی تو ہی گو ہئیت بدل گئی اور نام بدل گیا جسطرح مدرسہ باقرار مولف براہین قائمہ صفہ ہی تو ہی گو ہئیت بدل گئی ہے اور نام بدلگیا نادان لوگ ہئیت کذائیہ ہی مین سمع خراشی فضول کیا کرتے تھے مولف براہین نے تبدیل ہئیت و نام صفہ و بانی مدرسہ تسلیم کرکے ہمکو نوح ہذا کی مجادلین سے نجات بخشی کہ تبدل ہئیت سابقہ اور لحوق ہئیت کذائیہ لاحقہ قابل نزاع نہین بناء علیہ ہم کہتے ہین کہ فی الحقیقت براہین قاطعہ بنظر غور کچھ ہماری مخالف نہین بلکہ عین موافق مدعا ہی اور ہم نے جن اصول و دلائل و نظائر کو اثبات دعاوی انوار ساطعہ مین جابجا قایم کیا ہی اہل نظر بتامل ملاحظہ فرماوینگے کہ ہر دلیل ہماری دلیل صفہ سے کہین بلند و اعلیٰ ہی معلوم رہی کہ جس مقام پر نام اس برہین قاطعہ کا کتاب ہذا مین آئیگا تمیز اور فصل کی لئے لفظ براہین قاطعہ گنگوہی بباعث چھپوانی اور شایع کرانی جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی لکھا جائیگا اسلئے کہ ایک رسالہ اور بھی مسمی بہ براہین قاطعہ ہی جسکا جواب دلایل ساطعہ قاطعہ براہین قاطعہ ہی لمعہ رابعہ مین ذکر ہے علماء و مشایخ مسلم الثبوت مفتیان فتوی انکار لیکا۔ واضح ہو کہ ان فتاوی کی جسقدر مفتی ہین وہ معتقد ہین ان دو عالمون کی یعنی مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اور مولوی اسحٰق صاحب دہلوی کی پس بعضون کو ان صاحبون کی خاندان مین واسطہ در واسطہ رابطہ شاگردی

حاصل ہی اور بعضون کو مریدی طالبی اور بعضون کو محض تقلید اور پیروی پس مولوی اسمعیل صاحب کا خاندان
طریقت یہہ ہی کہ وہ مُرید ہین سید احمد صاحب کی اور وہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب اور
مولوی اسحق صاحب علم حدیث مین شاگرد ہین شاہ عبدالعزیز صاحب کی اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی اور شاہ ولی اللہ
صاحب کا سلسلہ اوپر کو اسطرح چلتا ہی خاندان مجددیہ مین کہ وہ مرید ہین اپنی باپ شاہ عبدالرحیم صاحب کی اور وہ سید
عبداللہ سی اور وہ سید آدم بنوری سی اور وہ امام ربانی مجدد الفثانی سی الخر اور وہ سلسلہ اپنا
شاہ ولی اللہ صاحب نے کتاب انتباہ مین یہہ لکھا ہی کہ اس فقیر نی علم حدیث لیا اور خرقہ تصوف پہنا اور خلافت
پائی شیخ ابوطاہر سی اور اونہون نی شیخ احمد قشاشی سی اور اونہون نی شیخ احمد شناوی سی اور اونہون نے
اپنی باپ علی ابن عبدالقدوس سی اور اونہون نے شیخ عبدالوہاب شعرانی سی اور اونہون نے شیخ جلال الدین
سیوطی سی اور اونہون نے شیخ کمال الدین امام کاملیہ سلی اور اونہون نے شیخ الاسلام ابوالخیر ابن الجزری شیخ القراء
والمحدثین ہی الی آخرہ الحال یہ بزرگوار ان مندرجہ سلاسل مذکور مقتدا اور پیشوا ہین مفتیان فتوی انکاری
کی اور نقل کیا ہمنی ان اسماکو اونکی مسلم الثبوت کتب مشایخ مثل انتباہ وقول جمیل وغیرہ سی اور یہ ایسی کہ ہم جو قول
یا دلیل پیدا کرینگی تو وہ یا خود ان بزرگوار ونکی تصانیف مین ہوگی یا ان بزرگوارون کی مسلم الثبوت کتابون مین

**ملخصہ مین اثبات ہی بدعت حسنہ کا** واضح ہو کہ یہ مسلا ایک اصل عظیم ہی اصول دین متین سے
جب یہہ ثابت ہو گیا تو جان لو کہ اکثر مسائل ممتازعہ فیہا طی ہو گئی بنا علیہ ہم اولا اسی مین گفتگو کرتی ہین
بحول اللہ وقوتہ القویہ ای طالبان حق بیدار دل ہو کر سنو کہ بدعت حسنہ مین چند اقوال ہین **قول**
**اول** یہہ ہی کہ جو امر قرون ثلثہ یعنی صحابہ یا تابعین تابع تابعین کی زمانہ مین ایجاد ہوا وہ سنت ہی
اور جو بعد انکی ہو وہ بدعت ہی اور ہر بدعت ضلالت ہی یہ مولوی اسمعیل صاحب کی مقلدونکا قول ہی جو ہمارا
معارضات مین پیش کرتی ہین اور قید نظیر کی جو رسالہ تذکیر الاخوان مین مولوی اسمعیل صاحب نی لکھی ہی اوسمین
یہہ کہتی ہین کہ اسی رسالہ مین دوسری مقام پر لکھا ہی کہ نظیر کا سمجھنا کام مجتہد کا ہی پس جس کام ازروی نظیر
مثل ایجاد ہو گا وہ بھی اوسی مجتہد ین بعلق کی وقت مین اگر ایجاد ہو گا تو جایز ہو گا ورنہ ناجایز ہو گا چنانچہ
اسی بنا پر مفتیان فتوی انکاری مولود وفاتحہ کو بدعت ٹہیرا چکی عبارتین اونکی لمعات اولی مین نقل ہو چکین کہ انعقاد محفل

میلاد و قیام قرون ثلثہ سی ثابت نہین ہوا پس یہہ بدعت ہے فتوی انکاری ثانی صفحہ علی ہذا القیاس سوم و
فاتحہ بر طعام کہ قرون ثلثہ مین پائی نہین گئی فتوی ثانی انکاری صفحہ اور مولوی اسحق صاحب کی مایہ مسائل
سوال پنجم دہم مین ہی معہذا در مولود ہم اختلاف است زیرا کہ در قرون ثلثہ کہ مشہود لہم بالخیر است این امر
معمول نبود بعد قرون ثلثہ این امر حادث شدہ بنا بریں علمای در جواز و عدم جواز آن مختلف شدہ اند
انتہی اس عبارت سی یہی ظاہر ہی کہ جو علما مولد شریف کو منع کرتی ہین وہ بباعث نہونی عین اس امر کی اون
قرون مین منع کرتی ہین نہ بباعث نہ پائی جانی نظیر کی اور تحقیق الحق صفحہ مین تفہیم المسائل و قرۃ العینین
سی نقل کیا ہی جو چیز بعد ان تینون قرن کی ایجاد ہوئی وہ بدعت سیئہ سراسر ظلمت اور موجب ضلالت ہے
نصاب الفقہ مین ہی ہر انچہ بدعت حسنہ مجتہدان قرار دادہ اند ہمان صحیح است اگر درین زمان چیزی
را بدعت حسنہ قرار دہند خلاف سنت زیرا کہ در مصفی گوید کل بدعۃ ضلالہ انتہی یہہ مضمون مانعین کی چند
رسائل مین موجود ہی الحاصل یہہ لوگ تذکیر الاخوان کا مطلب اسیطرف راجع کرتی ہین کہ مجتہدین اربعہ تک جو کچھہ ہو گیا
سو ہو گیا آگی سب بدعت ضلالت ہی اور راقم الحروف کی نزدیک معنی عبارت تذکیر الاخوان کے وہ ہین جو مباحث
مولد شریف کی ملعہ رابعہ مین لکھی جاینگی لیکن اس مقام پر اسمین گفتگو کیجاتی ہی جو اونکی مقلدین کا قرار دادہ فی زمانہا
اور بعض صحابی اس فریق کی یہ بات بھی زبان پر لاتی ہین کہ بدعت حسنہ کوئی چیز نہین جو چیز بدعت ہوئی اوسمین حسن
کہان یہ بات رسالہ قنوجیہ وغیرہ مین مندرج ہی **دوسرا قول** یہہ ہی کہ جو چیز بعد صحابہ اور تابعین کے
نکالی جاوے وہ بدعت ہے اور نا مشروع یہ مایہ مسائل کی سوال چہل و ہشتم مین لکھا ہی امر یکہ منقول نباشد از
آنحضرت و صحابہ و تابعین غیر مشروع است الی آخرہ اور تمامی مسئلہ ہذا مین لکھا ہی عدم نقل از حضرت و صحابہ و
تابعین دلالت بر بدعت و کراہت فعل و امر دالی آخرہ قول اول مین بتبع تابعین تک کی بات سنت معلوم ہوتی تھی
اس قول مین فقط تابعین تک کا قول مستند ہی **تیسرا قول** یہہ ہی کہ صحابہ کا فعل تو سنت مین داخل ہی
لیکن صحابہ کی بعد جو قول فعل حادث ہو وہ بدعت ہی اور ضلالت ہی چنانچہ جلد اول مکتوبات مجددیہ کی
مکتوب یکسو چہیاسی مین ہی ہر چہ در دین محدث و مبتدع گشتہ کہ در زمان خیر البشر و خلفاء راشدین او نبودہ
علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات اگرچہ آن چیز در روشنی مثل فلق صبح بود این ضعیف را با جمعی کہ با او ہستند

گرفتار عمل آن محدث مکروہ نادان اور اسی مکتوب کے اخیر مین لکھا ہی فعلیکم بالاقتصار علی متابعۃ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاکتفاء علی اقتداء اصحابہ الکرام اب دیکھو اس کلام سے اگر استدلال کیا جائیگا تو قول وفعل تابعی کا بھی مستند اور واجب الاجتناب ہیگا قول چوتھا یہ ہی کہ تابعین تو تابعین ہین خود صحابہ کا کچھ اعتبار نہین ہے اونکی باتون کو بھی بدعت کہتی ہین ان علماء کے نزدیک بدعت کے یہ معنی ہین البدعۃ ما لم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر حضرت کی بعد اگر صحابہ بھی ایجاد کرین اون علماء کے نزدیک وہ بدعت ضلالت ہے غیر مقلدون کا آپس عمل ہی کہ وہ خلفاء راشدین کے فعل کو بھی بدعت اور ناجائز کہتی ہین اور حبابون کو کہا جاتا ہی کہ حضرت سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کی تو اس کا جواب دیتے ہین مسک الختام شرح بلوغ المرام مین یہ ہی کہ نہین مراد سنت خلفاء راشدین سے مگر السیا طریقہ اونکا کہ موافق طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور معلوم ہی قواعد شریعت سے کہ کسی خلیفہ راشد کو نہین پہنچتا کہ کوئی طریقہ سوا اوس طریقہ کے کہ اوسپر حضرت نے مقرر کرے انتہی ملخصا اور کتاب مفاتیح الاسرار التراویح مین ہی کہ مراد سنت الخلفاء سے وہی سنت اونکی ہے جسمین وہ موافق اور متبع سنت نبوی ہین نہ وہ کہ جسکی وہ خود موجد ہین الی آخرہ پس ان بزرگوارون کے نزدیک تو صحابہ کرام بھی کہ بعض امور اونہون نے زائد کئی مین بدعتی ٹہرتے ہین نعوذ باللہ منہا چنانچہ مصباح التراویح مین ص۱۴ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم لکھتی ہین کہ منکرین گیارہ رکعت کو سنت جانتی ہین اور میں کو بدعت اب طالبان حق غور سے سنین یہہ چارون اقوال جو بیان کئی گئی ہیں قول شاذ مخلفہ بعض علما کی ہین چوتھی قول کو تیسرا رد کرتا ہی اور تیسرے کو دوسرا اور دوسرے کو اول اب قول اول جو ہمارے معاصرین پیش کیا کرتی ہین اور زیادہ تر اسیکو مستند ٹہیراتے ہین اوسمین جو خلل ہی یہ عاجز بیان کرتا ہی واضح ہو کہ متقدمین متاخرین مین کسینے سنت کی یہ تعریف نہین لکھی کہ سنت وہ شی ہی جو قرون ثلثہ مین پائی جاوے یا یہ کہ جو کچھ قرون ثلثہ مین حادث ہو وہ سب سنت ہی اور نہ کسینے حدیث سے یا قول صحابہ یا تابعین و تبع تابعین سے یہ بات صراحۃً ثابت کی ہم نے بارہا اس مذہب والون کو مہلت دی کہ مہینہ دو مہینہ برس دو برس مین کسی کتاب سے خود یا اپنے مددگارون سے تلاش کرکے ایسی حدیث معتبر ہم کو دو جسمین خاص یہ الفاظ ہون کہ قرون ثلثہ کی بعد جو بات نکلی گی وہ بدعت ہوگی اور جو عین قرون ثلثہ مین ایجاد ہوگی وہ سنت ہوگی اور اگر حدیث نہ ملی تو خاص یہی الفاظ جو بات اصحاب یا تبع تابعین کی

زبانی ارشاد فرمائی ہوئی ہمکو دکھاؤ معتبر اسنادی معتمد علیہ کتاب سے اسواسطے کہ جب تمہاری نزدیک اعتماد و استناد قرون ثلثہ ہی پر حصر ہوگیا چنانچہ براہین قاطعہ گنگوہی مین اسکی تصریح ہی عبارت یہ ہے ص۲ سطر ۲ یہ ضرور اور واجب ہے کہ تمہید قواعد جواز و عدم جواز کی محدود بزمان سے بعد قرون ثلثہ کے جو کوئی قاعدہ تجویز ہووہ ہرحال مردود ہوگا انتہی کلامہ سیوسطی تو ہم اس قاعدہ کا بھی خاص قرون ثلثہ ہی سے ثبوت مانگتے ہین کہ کس طبقہ مین طبقات مذکورہ سے یہ قاعدہ جاری کیا گیا اور اگر بعد مین یہ قاعدہ ایجاد ہوا یا اوسی دور مین ہو لیکن اسپر نکیر بھی واقع ہوئی تو یہ قاعدہ بموجب قرارداد تمہاری بدعت سیئہ ہوا جاتا ہے اور تم بمصداق من احدث فی امرنا مالیس منہ فہو رد کی ٹھہرتی ہو الغرض ہمارا مطالبہ دلیل کیا گیا لیکن کوئی نہ لاسکا یہان تک کہ مولف براہین قاطعہ بھی بمقام پر جوش خروش ظاہری دکھا کر حرف مدعا مین خموش ہوگئی اور کہین اپنی نئی پورانی کتاب سے سند حسب شرائط مطلوبہ نہ لاسکے اور لاتین کہان سے سب کے سب فقط ایک حدیث پڑھ دیتے ہین خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم اور حال اسکا یہ ہوا ولا خود حضرت عمران ابن حصین صحابی رضی اللہ عنہ اس حدیث کی راوی تک بیان فرماتی ہین کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنی قرن کی بعد دو قرن بیان فرمائی ہین یا تین صحیح مسلم مین ہی قال عمران فلا اوری اقال رسول اللہ علیہ وسلم بعد قرنہ قرنین او ثلثا اسیطرح بخاری مین بھی ہی اور مسلم مین عبداللہ ابن مسعود سے بھی یہ حدیث روایت کی ہی اوسمین بھی شک ہی قال ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم فلا اوری فی الثنتہ او فی الثالثہ قال ثم تخلف بعدہم الحدیث اور ابوہریرہ سے بھی یہ روایت ہی اوسمین بھی شک ہی قال ابوہریرۃ فلا اوری مرتین او ثلثا اور سوای بخاری و مسلم کی دیگر محدثین بھی شک بیان کر رہی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قرن کے بعد دو قرون بیان فرمائی یا تین جب ہے بعد تین قرن بیان فرمانی کا شک ہی تو چار قرن کا احتمال بہت صحیح روایتون سے پیدا ہوگیا چاہے چار قرن تک کی بات اس فریق کی نزدیک سنت ہو پھر بعد قرون اربعہ جو پیدا ہووی تو وہ بدعت ضلالہ و سیئہ ہوا پس قرون ثلثہ کا قاعدہ بروایات صحیحہ مشکوک ٹھہرا ثانیاً یہ کہ اس حدیث مین لفظ قرن واقع ہوا ہی اور یہ لفظ سمانی مین مشترک ہی قرن سید القوم کو بھی کہتے ہین کذا فی القاموس اور بعضون نے کہا قرن زمانہ ہی متعلق اور بعضون نے کہا مقید بہراون مین بھی اختلاف ہی دس برس یا چالیس یا ستر یا سو اکیسویں شرح مسلم مین ہے

قال الحسن وغیرہ القرن عشرسنین وقتادہ سبعون والنخعی اربعون وزرارۃ بن ابی اوفی ماۃ وعشرون وعبدالملک بن
عمیر ماۃ وقال ابن الاعرابی ہوالوقت انتہی اور بعضوں نے کہا کہ زمانہ نہیں بلکہ اہل زمانہ مراد ہین قرن ایک طبقہ
کی آدمیون کو کہتی ہین القرن کل امۃ ہلکت فلم یبق منہا احد اس تقریر پر بعضوں نے کہا کہ حدیث مین قرنی ہی
مراد صحابہ ہین الذین یلونھم سی اونکی اولاد دوسری الذین یلونہم سی اولاد کی اولاد اور کہا بعضوں نے کہ اول
وہ جنہون نے آپکا جمال باکمال دیکھا پھر جنہی اونکو دیکھا پھر جنہی اونکو دیکھا اور کہا بعضوں نے اس لفظ سے کہ اول
صحابہ ہین دوسری تابعی ہین تیسری تبع تابعی ہین یہ سب اقوال شرح مسلم مین موجود ہین پس لفظ قرن مشترک
ٹھہرا معانی کثیرہ مین اور لفظ مشترک یقین فایدہ دیتا قطع اور یقین کو اور حکم اوسکا توقف ہی کما تقرر فی علم الاصول
**ثالثا** یہ کہ لفظ مشترک مین تامل و تفکر کرکی جو معانی متعددہ سے کسی ایک معنی کو بقرائن و دلائل ترجیح دیکر
واسطے عمل کی لیلیا کرتی ہین سو اوسکا بھی حال مختلف ہی کوئی کیسکو ترجیح دیتا ہی کوئی کیسکو مولوی
عبدالجبار اور امداد علیصاحب اپنی رسائل مین عینی شرح بخاری سی نقل کرتی ہین ہذا اذا کان فی زمن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء الراشدین الی انقضاء القرون الثلثۃ وہی تسعون سنۃ واما بعد فقد تغیرت
الاحوال وکثرت البدع الی آخرہ اس سی معلوم ہوا کہ جب سن نوّے ۹۰ ہجری پر نوبت پہونچی قرون ثلثہ
تمام ہوچکی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مطبوعہ بریلی کی صفحہ ۷۵ مین لکھتے ہین واما ما یستدل
بہ علی خلافہم من حدیث القرون الثلثۃ فقد اخرج احمد عن ابراہیم عن عبیدہ عن عبداللہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یاتی بعد ذلک قوم تسبق
شہادتہم ایمانہم وایمانہم شہادتہم وبنای این استدلال بر توجیہ صحیحی ست کہ اکثر احادیث شاہد
آن ست قرن اول از زمان ہجرت آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم تا زمان وفات وی صلی اللہ علیہ
وسلم وقرن ثانی از ابتدای خلافت حضرت صدیق تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ عنہما وقرن
ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہر قرنی قریب بہ دوازدہ سال بودہ است انتہی اور مجمع
البحار صفحہ ۵۴۶ جلد سوم مین وفات عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا ہی وقتل ثمانی عشر من ذی الحجۃ السنۃ خمس و
ثلثین پس موافق تقریر شاہ ولی اللہ صاحب کی سنہ پینتیس ۳۵ ہجری تک انقضاء قرون ثلثہ ہوگیا اور

جناب مولینا احمد علی صاحب محدث مرحوم سہارنپوری فرماتی تہی کہ یہ معنی خیر القرون کی نہایت موزون اور حسبان ہین اسلام کی شوکت جبہی تک خوب رہی پہر خانہ جنگی شروع ہوگئی اور خیریت قرون ثلثہ کی جوتہی گم ہوگئی آور تکملہ مجمع البحار صہ۱۴۴ امین ہی وقد ظہران مدۃ مابین البعثۃ الی اخر من مات من الصحابۃ مائۃ وعشرون سنۃ بالتقریب فان اعتبرت وفاتہ کان مائۃ وما قرن التابعین فان اعتبر من سنۃ مائۃ کان نحو سبعین وما من بعدہم فان اعتبر من سنۃ مائۃ کان نحو خمسین فظہران مدت القرن یختلف باعتبار اعمار اہل کل زمان والفق ان آخر اتباع التابعین من عاش الی عشرین ومائتین الی آخرہ اس روایت سی معلوم ہوا کہ قرون ثلثہ کی مدت سنہ دوسو بیس۲۲۰ کی بعد تمام ہوئی اب دیکہیے قول اول کی موافق تو یہ چاہیئے کہ جن چیزون کو مجتہدین بدعت حسنہ قرار دیکر بقیاس و اجتہاد جایز فرما چکی ہین وہ بہی سب بدعت ضلالت اور سیئہ ٹہرین کیونکہ مجتہدین اربعہ کا افتاء و اجتہاد بعد نوے سال کی شائع ہوا ہی نہ پہلی اور قول ثانی کی موافق خود صحابہ رضوان اللہ علیہم کی باتین بعد عہد عثمان رضی اللہ عنہ کی بدعت ٹہرتی ہین اور موافق قول ثالث کی اکثر مذاہب مبتدعین کی مثل روافض وخوارج ومرجیہ و قدریہ ومعتزلہ سب سنت مین داخل ہوئی جاتی ہین کیونکہ یہہ مذاہب سال دوسو بیس۲۲۰ سی پہلی پہلی سب ایجاد ہوچکی اور ان لوگونکی نزدیک جو چیز قرون ثلثہ کی اندر ایجاد ہو وہ سنت ہی تو یہ سب مبتدعین مذکورہ کی بدعتین سنت ہوئین اور یہ جو بعض آدمی ان اعتراضات سے بچنے کی لئی قید لگاتی ہین کہ جو چیز قرون ثلثہ مین بلا نکیر رایج ہوئی ہو وہ سنت ہی اور جسپر انکار ہوا ہو وہ بدعت ہی سو جواب اسکا یہہ ہے کہ اس فقرہ کی سند ہی ہم قرون ثلثہ سے طلب کرتی ہین حدیث صحیح یا اجماع صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین سی دلیل گذار دکہنی یہہ فقرہ روایت کیا ہی پس اولا تمہارا یہہ فقرہ ہی ایک فقرہ ہی بالکل غیر مستند وغیر مسلم ہی ثانیا اگر تم اسکو مان لوگی تو تمہاری بہت چیزین جنکو تمہاری پیشوا اور مقتداء اعظین مدرسین محدثین استعمال کر رہی ہین بدعت ضلالت سیئہ مظلمہ ہوجائیگی اب لیجیے دو چار باتین لکہی جاتی ہین شرح بخاری مین ہی کہ جو چیزین جدید اور محدث ہین اونمین سی ایک جمع کرنا احادیث کا ہی کتاب مین پہر تفسیر کرنا قران کا پہر جمع کرنا مسائل فقہ کا پہر جمع کرنا ان چیزون کا جو اعمال قلوب سے

متعلق ہین پس انکار کیا اول بات پر عمر اور ابو موسی اور ایک جماعت نے رضی اللہ تعالی عنہم اور آخر
نی اجازت دی اوسکی اور اوس دوسری بات پر انکار کیا ایک جماعت تابعین شعبی وغیرہ نی اور
تیسری بات پر انکار کیا امام احمد نی اور ایک جماعت نی الی آخرہ اب قرآن شریف کی کتابت مین
اختلاف دیکھیے احیاء العلوم وغیرہ مین ہی حضرت حسن بصری اور ابن سیرین انکار کرتی ہی کہ قرآن شریف
مین نہ عشر نہ لکھی جائین اور شعبی اور ابراہیم مکروہ جانتی ہی زیر و زبر لکھنے کو اور ہدایہ وغیرہ مین ہے
کہ ہماری ائمہ متقدمین سب مکروہ جانتی ہی زیر و زبر لکھنی کو اور شرح بخاری مین بلند صحیح ثابت کیا ہے
کہ انکار فرماتی ہی حضرت عبداللہ ابن مسعود کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس قرآن مین
نہ لکھی جائین اور یہہ بھی روایت ہی کہ وہ جہان لکھی دیکھتے ہی چھیل دیتی ہی ان دونو سورتون کو اور
کتب فقہ حنفیہ مین بھی کجا نہین فرماتی ہی حضرت امام اعظم اور ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
قرآن اور حدیث اور فقہ کی پڑہائی کو اور اجرت امامت اور وعظ اور اذان کو اور جسوقت
مدرسہ معین ہوا انکار کیا اور سپر علمانی کشف الظنون مین ہی کہ جب علماء ماوراء النہر کو خبر پہنچی
کہ بغداد مین مدرسی قایم ہوئی بہت غمگین ہوی کہ اب تک ہمارا طالب آخرت خالصا للہ پڑہتے
پڑہاتی ہی بنا علیہ اینمین بعض فراد کالمین نکل آتی ہی اب اجرت قرار پائی تو علماء طالب الدنیا ہونگی
اور مواہب وغیرہ مین ہی کہ ابن ابی شیبہ نی ابن عمر رضی اللہ عنہ سی روایت کی کہ فرمایا اونہون نے
الاذان الاول یوم الجمعۃ بدعۃ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت مین وہی اذان ہی جو خطیب
کی آگی کہی جاتی ہی اب جو قبل اوسکی بھی اذان ہوتی ہی اوسکو ابن عمر رضی اللہ عنہ نی بدعت فرمایا اور
تفسیر عزیزی پارہ الم مین ہی کہ قرآن شریف کا جمع کرنا برا جانا گیا تھی اور انکار کرتی تھی اوپر ابراہیم
نخعی اور اعمش و ابی موسی اشعری و حسن بصری و سعید بن مسیب و عبداللہ ابن عمر اور امیر المومنین
عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین الحاصل کہان تک شمار کرون صحابہ و تابعین کے اختلافات و نکیر کو اگر یہہ
قاعدہ گہڑا ہوا یاردن کا صحیح ہوتی تو تمام روی زمین پر کوئی آدمی سنی نہ نکلے ایک بدعت
مین ضرور گرفتار ہوگا کیونکہ وہ باتین بہت کم ہین کہ جسپر کسیکا انکار نہوا ہو اور چند باتین جو ہمنی اوپر لکھی ہین

ایک مقدمہ یہ ہی کہ دین ہی اور بہت باتین ہین لباس و طعام و نکاح و بنای مسجد و فروش و معاملات ہین کہ
ہین پر انکار ہوا ہی اور اونکو اب منکرین بلا انکار استعمال کر رہی ہین اور یہہ قاعدہ یاد رکہو کہ منکرین
اسبات کہان چکی ہین کہ ایک آدمی کا انکار ہی معتبر ہی اجماع کو توڑ دیتا ہی پہر منکرین میلاد و کہا دین اپنی
عبادات و معاملات مین سے ای فرایض متفق علیہا ہی کہ کون کون بات انکی اجماعی ہی کہ جسمین ایک کا بہی
انکار نہوا ہو قرون ثلثہ مین پس واضح ہو کہ اس نقرہ اور اس قاعدہ کی بانی مین تمام اہل اسلام کی عقاید و
اعمال درہم برہم ہوی جاتی ہین رابعاً اگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث
سی یہ قاعدہ سمجہہ جاتی تو ہرگز تین قرون تک کسی کی احداث پر انکار نفرماتی حالانکہ صحابہ نی اپنی زمانہ مین
بہت احداثات پر انکار فرمایا ہی اس حدیث خیر القرون کی راوی حضرت عبداللہ ابن مسعود ہی ہین کما فی
الصحیحین دیکہو اونہون نے جہر سی ایک جماعت کو ذکر اللہ کرتی ہوا دیکہا اور اونکی فعل کو بدعت قرار دیا کتب
فقہ و حدیث مین یہ روایت مذکور ہی حالانکہ وہ لوگ اونکی ہم عصر تہی یا صحابہ تہی یا تابعین اگر فعل
اونکا اس حدیث کی موافق سنت ہوتا تو اس حدیث کی راوی عبداللہ صحابی کیون اونکو منع فرماتی
خامساً صحابہ اور تابعین اس حدیث کی یہہ معنی کسطرح سمجہتی وہ کلام کا مغز سمجہنے والی تہی کونسی
قاعدہ استدلال کی اس حدیث شریف سی نہین ہین بڑتا اسلئی کہ مراد شارع سمجہنی کی لئی قواعد یہہ تہری
ہین کہ مدعا یا عبارت النص سی ثابت ہوگا یا اشارۃ النص یا دلالت یا اقتضا سی اور عبارت النص مین
ضرور ہی یہ بات کہ مدعا کی الفاظ ظاہر ہون اور کلام اوسی مدعا کی لئی وقوع ہوا ہو منار مین ہے
واما الاستدلال بعبارۃ النص فہو العمل بظاہر ما سیق الکلام لہ اور یہان ظاہر ہی کہ دونون باتین
نمبار و حدیث مسلم مین ہی سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس خیر قال قرنی الحدیث یعنی حضرت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا گیا تہا کہ آدمیون مین کونسی آدمی اچہی ہین آپ نی فرمایا میرا قرن الخ
معلوم ہوا کہ لوگون نی یہ نہین پوچہا تہا کہ کس کا ایجاد بدعت ہوگا اور کسکا سنت اور نہ حضرت نے اپنی
طرف سی اس قاعدہ کو یہان بیان فرمایا کم سی کم پڑہا آدمی بہی جان سکتا ہی کہ احکام و معانی
الفاظ سی پیدا ہوا کرتی ہین پہر اس حدیث مین بدعت اور سنت اور احداث کی الفاظ کہان ہین

لہذا یہہ استدلال عبارت النص ٹہرا اور اقتضار النص بہی نہین اسلئی کہ اقتضار کی تعریف یہہ ہے توضیح
صہ ۱۳۰ دلالۃ اللفظ علی معنی خارج یتوقف علیہ صدق او صحتہ الی آخرہ کذا فی التلویح پس قرون ثلثہ کی
خیریت کی صدق و صحت کیواسطی کب لازم ہے یہہ بات کہ اگر اونکا ایجاد سنت ہو جائے تب تو اونکی
خیریت ثابت ہووی اور نہین تو نہین پس اقتضار النص بہی نہوا اب رہی دلالت اور اشارت اگر لفظ
خیر سی جو خیر القرون مین ہی یہہ بات ثابت کرنا چاہین تو یہہ قاعدہ شرعی پیش کرین کہ اچہا آدمی جو کچہہ
ایجاد و احداث کر دیا کرے اصول شرع کی موافق یا غیر موافق وہ سب خیر ہوتا ہی حالانکہ یہہ بالاتفاق
غیر مسلم ہی چنانچہ چند وقائع قرون ثلثہ کی عنقریب قول منجم بدعت مین ہم بیان کرینگے کہ وہ کسی کی
نزدیک معمول بہ نہین پس واضح ہو گیا کہ وجوہ معرفت مراد شارع کی چارون طرق یہان نہین چلتی اور
جہان استدلال ان طرق سی نہین طرح پر ہو اوسکو نور الانوار مین لکہا ہی فہو من الاستدلالات الفاسدۃ
قطع نظر اسکی ہم کہتی ہین کہ اگر لفظ خیر سے استدلال ہی کرینگے تو جب لوگ خیر ہین تو ایجاد بہی اونکا خیر ہوگا اس
صورت مین ہم کہتی ہین کہ بہت احادیث مین لفظ خیر واقع ہوا ہی مثلاً روایت ہے کہ ابو عبیدۃ بن الجراح
جو عشرہ مبشرہ مین صحابی جلیل القدر ہین اونہون نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا یا رسول اللہ ایکہ
خیر منا اسلمنا و جاہدنا معک یعنی یا رسول اللہ کوئی ہم سی بہی اچہا ہوگا ہم اسلام لائی اور آپکی ساتہہ ہو کر
اہنی جہاد کی آپنے جواب دیا نعم قوم یکونون من بعدکم یومنون بی ولم یرونی یعنی آپ نی فرمایا کہ ہان
تم سی اچہی تمہاری بعد وہ لوگ ہونگی جو مجہہ پر ایمان لاوینگی بغیر دیکہے یہہ حدیث مشکوۃ مین ہی روایت
کیا اسکو احمد اور دارمی نی دیکہو اس مین لفظ خیر موجود ہی جسطرح خیر القرون مین پس چاہیئی کہ بعد کی آنیوالی
فعل نکالا ہوا بہی سنت ہو بدعت مین داخل نہو اور ابی امامہ نی روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نی طوبی لمن رانی وطوبی سبع مرات لمن لم یرنی وآمن بی یعنی خوشحالی ہو جیو اوسکو جسنی مجہکو
دیکہا اور سات مرتبہ خوشحالی ہو جیو اوسکو جسنی مجہکو نہین دیکہا اور ایمان لایا - یہہ بہی مشکوۃ مین موجود ہی
اور حدیث مین وارد ہی مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ یعنی حال میری امت کا ایسا ہی
جیسا مینہ معلوم نہین اول اوسکا خیر ہی یا آخر محدثین لکہتی ہین کہ مراد حدیث سی یہہ ہے کہ سب امت

میری خیری جیسے مینہ اول سی آخر تک ایسا ہوتا ہی پس ان احادیث کی سبب چاہیی آخرامت کا
ایجاد ہی سنت ہو جسطرح خیر القرون کا ایجاد سنت کہتی ہو اور اگر افضلیت سے خیریت کلی مراد رکھوگی نہ
جزئی تو خیریت کلی صحابہ کو سب تابعین اور تبع تابعین پر ہے چاہیے کہ بس دو قرن مابعد کا جو کہ مفضول
ہین ایجاد جایز نہو اور اگر عام مراد لیتی ہو کہ خیریت خواہ کلی ہو خواہ جزئی تو خیریت جزئی مین وہ سب
افراد شامل ہین جنکی نسبت احادیث مین لفظ خیر وقع ہوا ہی چاہیی کہ اونکا ایجاد بہی درست ہو
واضح ہو یہانتک کلام تہا اونکی جملہ اولی مین کہ جو امر قرون ثلثہ مین ہوگا وہ سنت ہے اب ہم شروع
کرتی ہین دوسری جملہ مین کہ جو چیز بعد قرون ثلثہ پیدا ہوگی وہ سب بدعت اور ضلالت ہوگی ہم کہتے
ہین یہ بات بہی بالکل بی اصل ہی اولاً اسلئے کہ یہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابواب شہادت
مین روایت کرتی ہین عمران ابن حصین سے خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ان بعدکم قوم
یخونون ولا یؤتمنون ویشہدون ولا یستشہدون وینذرون ولا یفون ویظہر فیہم السمن
دوسری روایت عبداللہ ابن مسعود سی ہی اوسمین ثم الذین یلونہم کی بعد یہ ہی ثم یجی اقوام تسبق
شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ یہہ دونون روایتین بخاری کی باب فضایل اصحاب مین ہی
ہین اور صحیح مسلم مین بعد ثم الذین یلونہم کے ہی ثم یجی قوم تسبق شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ
اور دوسری روایت مسلم کی یہ ہی ثم یخلف بعدہم خلف تسبق شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ اور
تیسری روایت مین ہی ثم یخلف قوم یخونون ولا یؤتمنون ویشہدون قبل ان یستشہدوا اور چوتہی مین ہے
ثم یکون بعدہم قوم یشہدون ولا یستشہدون یخونون ولا یؤتمنون وینذرون ولا یفون ویظہر
فیہم السمن اور نسائی کی باب الوفاء بالنذر مین بہی اسیطرح ہی اور ابوداود کی باب فضائل مین ہے
ثم یظہر قوم الی آخرہ ویفشو فیہم السمن ہی اور ترمذی کی فضایل مین یہہ الفاظ ہین ثم یاتی قوم بعد ذلک
تسبق ایمانہم شہادتہم او شہادتہم ایمانہم اور ابن ماجہ کی ابواب شہادات مین ہی ثم یجی قوم تبدر
شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ اور دوسری روایت اوسکی یہ ہی ثم یفشو الکذب حتی یشہد الرجل
ولا یستشہد ویحلف ولا یستحلف یہہ چھ ۶ کتابون مشہورہ بصحاح ستہ کی روایتین ہین خلاصہ

مضمون ان سب روایات کا یہ ہی کہ اون قرون خیر کی بعد ایسے لوگ پیدا ہوجائینگے کہ گواہی دینے
بڑی حریص ہونگی کچھ پروا نکرینگی کبھی قسم سی پہلی گواہی کبھی گواہی سی پہلی قسم کہائینگے اور اپنا
بدن موٹا تیار کرنا پسند کرینگی اور خیانت کرینگی اور کوئی اونکو امانت دار نجانیگا عہد کرینگے
اور پورا نہ کرینگی اور ظاہر ہوگا جھوٹ یہان تک کہ آدمی گواہی دیگا اور کوئی اوس سے گواہی
طلب نہ کریگا اور قسم کہائیگا اور کوئی قسم کہائیگا نہ کہیگا دیکھئے ان روایتون مین کسی جگہہ
بدعت اور احداث کا ذکر نہین یہ کسطرح سمجھہ مین آئی کہ ان لوگون کا قاعدہ تو ایسا بڑا کلیہ
جامع و مانع کہ جسکی بدولت اہل اسلام مین پھوٹ اور خانہ جنگی و تفسیق اور تضلیل و سب و شتم
و غیبت و کینہ و فساد باہم رائج رہا ہی پھر نہ کسی راوی نے لفظ بدعت و احداث اس حدیث مین
روایت کیا اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ دانای لغت اور مبین حکم شریعت تھی اودھر بجائے
بدعات کی بی لفظ کل بدعۃ و کل محدثۃ و سن احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد و غیر ذالک
ظاہرہ منصوصہ فرماتی تھی اس حدیث مین لفظ صریح منصوص نفرمایا اگر یہ ایسا زبردست قاعدہ
مابہ الامتیاز فاصل مین السنۃ البدعۃ اور ماہیت سنت اور بدعت کا معرف شارح ہوتا تو
آپ یا رفقاء اصحاب کوئی تو صراحۃ نام احداث و بدعت کا بیان فرادیتا تعجب ہے کہ یہان تو
اسکا نام بھی نہیں اور ان حضرات نے وہم مجادی ثانیا اگر لفظ کذب سے استدلال کرین اگرچہ وہ
ایک روایت مین واقع ہوا ہی اور بہت کثرت سی روایتین ایسی ہین صحیحین وغیرہ کی کہ اونمین
لفظ کذب واقع نہین ہوا جیسا کہ نقل روایات اوپر ہوچکین تو جواب وسکا یہ ہی کہ ہر محاورہ دان
جانتا ہی کہ کذب کی معنی جھوٹ ہین اور بدعت کی معنی نئی بات
پھر کیا جھوٹ بولنا اور کجا نئی بات العجب ہے مولوی عبدالجبار صاحب فرماتے ہین کہ بدعت کی
بدعتی سے جب ثواب جاتی ہین پس یہ کذب ہوا الخ دیکھئے یہ کیسی بڑی جہالت ہی کہ صحابہ رضوان اللہ
علیہم سے لیکر شاہ عبدالعزیز صاحب مولوی اسحق صاحب تک فقہاء محدثین نے کی بدعت حسنہ کو مسلم رکھتی
آئے چنانچہ عنقریب نقل کیجائیگا پھر یہ سب بعد ہذا اس قول کی موافق کذب کی فاعل ہوکر انکی

نزدیک کذاب ٹھہرے جو بدعت کو حسن اور مستحسن اونھون نی قرار دیا کہ کسینی فرمایا نعمت البدعۃ اور
کسینی فرمایا بدعۃ مستحسنۃ اور کسینی فرمایا من البدعۃ ما یکون مستحبا و منھا ما یکون مستحبا و مستحسنا اور برابن
حجر مکہ کنکوہی کی عبارت اسمقام مین یہہی صفحہ ۳۵ (بدعت بہی جہوٹ مین داخل ہی کذب عام ہی اور
بدعت خاص ایک فرد کذب کی ہی) مین کہتا ہون کہ اس قول پر بہی وہ اعتراض سابق بحال رہا کہ
صحابہ ہی لیکر آجتک کے علمای مجوزین بدعت حسنہ کذب مین داخل ہی اور ایک تیشہ دوسرا اپنی پانون مین
بہری سی مار لیا یعنی آپ نی عام خاص کا لفظ جا کر یہہ جانا کہ حدیث مین لیقولوا الکذب و لیظہر الکذب کے
معنی یہہ ہو جاوین کہ لیظہر البدعۃ حالانکہ اسمین بالکل اپنی ماتہہ قلم کر چکی یعنی جب کذب کو عام مان لیا
تو وجود عام مستلزم وجود خاص کو نہین ہوتا یہہ کلیہ ہر عاقل کی نزدیک مسلم الثبوت ہی پس ظہور کذب کے
یہہ لازم نہوا کہ خاص بدعت ہی مین ظاہر ہو وہی جایز ہی کہ کسی افراد خیانت و دروغ حلفی وغیرہ مین
ظاہر ہو جای اور مولف براہین بہی اس قاعدہ کو جانتا ہی عبارت اوسکی صفحہ ۵۵ سطر ۱۲ مین یہہ ہے
(وجود عام کا بدون وجود خاص کی ہو سکتا ہی مثلاً حیوان بدون انسان کی اسکو ہر عاقل جانتا ہی الخ)
یہی کہی حضرت جی کی زبانی خود ثابت ہو گیا یعنی آپ صفحہ ۳ مین فرماتی ہین کہ کذب عام ہی اور
بدعت خاص) اور یہان یعنی صفحہ ۵۵ مین فرماتی ہین (وجود عام کا بدون وجود خاص کے ہو سکتا ہی
پس یہ مطلب نکلا کہ وجود کذب کا بدون وجود بدعت کی ہو سکتا ہی یعنی ممکن ہے کہ بعد قرون ثلثہ کذب
زائل ہوا اور بدعت نہوا انہی کی زبانی انکا مدعا غلط ہو گیا یہ لوگ اوسوقت اپنی مطلب مین کامیاب
ہو سکتی تہی کہ کذب کو بدعت مین نسبت مساوات ترادف ثابت کرتی تو ثبوت کذب مستلزم بدعت
ہو جاتا و لیس کذلک ثالثا یہہ کہ محدثون مین یہہ ٹہرا ہوا ہی کہ بعض حدیثون مین شرح ہوتی ہین بعض حدیث
کی اس روایت مین لفظ کذب ہی قرینہ ہوا ہی کہ پہر ظاہر ہو گا جہوٹ تو اوسکی وہ ہی شرح ہی جو صحیحین مین
اس حدیث مین گذری کہ وہ لوگ خیانت کرینگی بدعہدی کرینگی قسم کہانینگی تیار ہونگی بغیر قسم کہلای اور
گواہی دینی کو تیار ہونگی بغیر گواہی لای اوسمین یہہ نہین آیا کہ وہ نئی باتین دین مین نکالا کرینگی پس لازم نہوا
کہ جہوٹ ہی باتین مراد رکہین نہ بدعت رابعا یہہ کہ یہ لوگ اپنی اس دعوی پر کہ جو چیز بعد قرون ثلثہ

پیدا ہوگی وہ بدعت ضلالت ہوگی حدیث ہذا کو سند لاتی ہین تو اس صورت مین حسب دعوی ما نعین اس حدیث مین
لفظ یظہر کی معنی ظہور وجودی کی ہونگی یعنی پہر تین قرن کے بعد جہوٹ پیدا ہوگا تو منشا اسکا یہی کہ پہلی
اس سی نہوگا حال آنکہ بدعتون کا وجود ان تین قرون مین ہوا ہی یعنی معتزلی اور قدریہ اور مرجیہ جو بدعتی
فرقے ہین قبل گذرنی قرون ثلثہ کی پیدا ہوگئی تہی پہر اگر کذب سی بدعت مراد رکہین تو یظہر اور یفشو سے
یوحد تو بڑا اعتراض یہہ پڑیگا کہ حدیث موافق واقع کی نہین ہوسکتی خامساً یہ کہ بعض علمائی لکہا ہے
کہ بعد قرون ثلثہ کی علم فلسفیہ یونانیون کا اہل اسلام مین رائج ہوا اوسکی پڑہنی سی اور اوسپر فکر کرنے سے
مسلمانون کی عقاید عقلی طور پر بدل گئی عقائد فلسفی لوگون مین برخلاف اعتقاد سلف کی ٹہہر گئی اور معتزلی وغیرہ
بدعتون کو علم فلسفی سی طاقت پیدا ہوئی اور مبتدعین اہل سنت مین عقایدی مباحثے پہیل گئی پہر
اگر کوئی لفظ حدیث سی کہ ثم یظہر الکذب ہی یہ مراد رکہی تو یہی صحیح ہوسکتا ہی کیونکہ مسائل فلسفی جہوٹے
ہین لیکن کہان فلسفی دلائل اور یونانیون کی مجادلات اور کجا محفل مولد شریف اور موتی کی فاتحہ درود
کرنا بہلا فلسفیون کی مسائل کو ان اعمال سی کیا علاقہ اور وجود بدعات کا حصر اگرچہ عقاید فلسفی مین
نہین لیکن صدق حدیث کی لئی ان افراد مین موجود کذب پایا جانا بس کرتا ہی یہہ کہان سے لازم آیا کہ حدیث
شریف کی تصدیق پوری نہی ہوگی ہر ہر فرد حادث بعد قرون کا بدعت اور ضلالت ہوجانے
سادساً جو مطلب یہہ لوگ ثابت کرتی ہین یہ مطلب اوسوقت ثابت ہوتا کہ حدیث کی لفظ
ثم لا یظہر الا الکذب یعنی بعد قرون ثلثہ نہین ظاہر ہوگا سوای جہوٹ کی یا یہہ ہوتی کہ ثم کل شی
یظہر فیکون کذبا یعنی پہر جو کچہہ ظاہر ہوگا وہ سب جہوٹ ہی جہوٹ ہوگا لیکن یہ الفاظ تو حدیث مین
نہین نہ کوئی کلمہ مفید حصر ہی نہ مفید کلیت ہی تو معنی حدیث کی یہ ہوگئی ثم یظہر الکذب یعنی پہر ظہور کذب
ہوگا پس ظہور کذب کی صدق کو بعض افراد محدثات مین کذب کا ہونا ہی کافی ہی یہ کیا ضرور ہے
کہ پہر جو چیز ظاہر ہووے وہ سب کذب ہی ہووی پس **اصل مطلب حدیث یہ ہوا** کہ سب
آدمیون مین اچہی میری قرن کی آدمی ہین پہر اونکی بعد والی پہر اونکی بعد والی اور بعد اونکے
فاش طور پر کذب ظاہر ہوگا یعنی جسطرح قرون ثلثہ مین خیریت غالب تہی اسطرح بعد کو کذب غالب

لیکن غلبہ خیر کی معنی کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ قرون اولی مین جو کچھ ہوگا سب خیر ہوگا اسلئے کہ وہ تمام بدعتین قدر وار جا و خروج
و رفض وغیرہ سب قرون ثلثہ ہی مین ہوئین اور اوقات خیر القرون مین ہونیکی سبب انکو کوئی اہل سنت والجماعت
خیر نہین کہتا پھر اسیطرح مابعد قرون ثلثہ کی کذب کا حال اوسکی مقابل مین سمجھنا چاہیئے کہ ظہور کذب مابعد کی
معنی یہ نہین کہ جو کچھ ظاہر ہوگا سب کذب ہوگا جسطرح یہ نہوا کہ جو چیز خیر القرون مین ایجاد ہو وہ سب خیر ہوا اس
تقریر سے صاف ظاہر ہوگیا کہ بعضی چیزین بعد قرون ثلثہ کی جنکو عباد صالحین نکالینگے وہ درست اور
احسن ہونگی اور بعض باتین جو خلاف شرع ایجاد ہونگی وہ گمراہی کا سبب اور قبیح ہونگی جسطرح خود مین قرون ثلثہ کی
بعضی بدعتین نکلی ہوئین سب خراب اور ضلالت ہین قول جمہور اور مذہب منصور یہی ہی اور شیوع و
ظہور کذب مین یہہ بھی ضرور نہین کہ شیوع بدعت ہی سے اوسکا تحقق ہو بلکہ اسطرح پر بھی ہوسکتا ہے کہ پہلے
اگر خیانت کا ایک تہا اب لاکھون ہین دروغ حلف قرون اولی مین اگر دو چار ہونگی تو اب کروڑون
ہین اسیطرح اور گناہون کو قیاس کرلو کہ ہر ہر گناہ اب زیادتی پر ہے اور بدعتی لوگ جو قرون ثلثہ مین
حادث ہوگئی تہی اب وہ بہت زیادہ اضعافاً مضاعفہ ہوکر پھیل گئی احادیث صحاح مذکورۃ الصدر کے
صدق کو یہ فشو و ظہور کافی ہی یہ کیا ضرور ہی کہ جب سب مستحسنات صلحای مابعد کو کذب مین داخل کرو
تب مضمون حدیث صحیح ہو حاشا و کلا انصاف شرط ہی والہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم اور
براہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۳۲ و ۳۳ مین جو یہہ بات لکہی ہی کہ یہ چار وان قوال گذشتہ بیان بدعت حسنہ
مع قول پنجم جو عنقریب آئیگا لاہی پانچون قول ایک ہین الی آخرہ یہہ ایک عجیب فسانہ ہی مرد دانا
خیال کرلگی دیکھی تیسری قول کو جو لوگون نی حضرت مجدد کی قول سی استدلال کیا ہی کہ جو چیز خلفاے
راشدین کی وقت مین نہ تہی خدا ہمکو اوس بدعت مین گرفتار نکری یہ کسطرح جمع ہوسکتا ہی دوسری اقوال
کی ساتہہ حال انکہ خود حضرت مجدد کی عبارت مکتوبات جلد ثانی مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۸ مکتوب بست و سوم
مین اقوال باقیہ کی خلاف ہی وہ یہہ ہی گذشتگان در بدعت حسنی دیدہ باشند کہ بعض افراد او را مستحسن
داشتہ اند ما این فقیر در مسئلہ ایشان ہیچ تعلق ندارد ہیچ فرد بدعت را حسنہ نمیداند دیکھی وہ خود
اپنی مُنہ سی فرماتی ہین کہ جو علما بدعت حسنہ کو مستحسن کہتے ہین مین اوسکی ساتہہ نہین پہر پانچون

قول کسطرح باہم موافق ہونگی پھر مکتوب مذکورین بعد آٹھ سطر کی لکھتے ہین اینجا فتوی متقدمین و متاخرین
متمشی نباید ساخت چہ ہر وقت را احکام علحدہ است الی آخرہ دیکھئے یہان خود اپنی زبان ہی تمام متقدمین
و متاخرین کا فتوی جواز بدعت حسنہ پر تسلیم فرماکر فرماتی ہین کہ اب وہ فتوی نہین چل سکتا ہر زمانہ کا حکم جدا
ہوتا ہی بھلا اگر جمیع مفتیان دین متقدمین و متاخرین کا قول حضرت مجدد کی موافق ہوتا تو یہ عذر اختلاف زمانہ
کا کیون پیش فرماتی نہین نہین بی انصافی کا کچھ علاج نہین حق یہی ہی کہ پانچون قول جدا ہین ہر ایک عالم
نی اپنی نزدیک کچھ مصلحت زمانی سمجھکر ایک قول اختیار کیا لیکن فتوی عام طور پر نہوگا سوای قول
جمہور علماء امت کی جو عنقریب آتا ہی اور بعض صاحبون کا یہ فرمانا کہ بدعت حسنہ کچھ چیز نہین یہ اوا
عقلیہ و نقلیہ کی بالکل مخالف ہی عقل کی مخالف اسلئے ہی کہ دو مفہوم کلی یا دونو متساوی ہونگی جیسے انسان
اور ناطق یعنی جسکو ناطق کہینگے وہی انسان ہوگا جسکو انسان کہینگے وہی ناطق ہوگا یا وہ دونو مفہوم متبائن
ہونگی جیسے انسان اور حجر جو چیز حجر ہوگی اوسکو انسان نہ کہینگے جو انسان ہوگا اوسکو حجر نہ کہینگے دونو
مین بالکل جدائی ہی یہ کچھ اور ہی اور وہ کچھ اور یا وہ دونون مفہوم عام خاص مطلق ہونگی جیسے حیوان
و انسان حیوان ہر جاندار کو کہہ سکینگے خواہ وہ انسان ہو یا گھوڑا یا ہاتھی یا اونٹ وغیرہ اور انسان
سوای آدمی کی کیسکو نہین کہہ سکتی تو انسان خاص مطلق ہوا اور حیوان عام مطلق یا وہ دونون مفہوم
عام خاص من وجہ ہونگی جیسی کبوتر اور سفید رنگ اسمین تین مادے ہوتے ہین دو افتراق کی ایک اجتماع کا
اسطرح کہ مثلاً قلعی مین سفید رنگ موجود ہی لیکن کبوتر نہین اور سرمی کبوتر مین کبوتر موجود ہی لیکن رنگ سفید نہین
اور سفید رنگ کی کبوتر مین دونو موجود کبوتر بھی ہی اور سفید رنگ بھی جب یہ معلوم ہوا تو حدیث سرو
صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنی چاہیئے آپنی ارشاد فرمایا ہی من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہا اللہ و رسولہ کا
علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بھا لا ینقص ذلک من اوزارہم شیئا واضح ہو کہ لفظ بدعۃ ضلالۃ مین
اپنی اساتذہ سی روایت حدیث بصیغہ اضافت پہنچی ہی اسیطرح مولانا احمد علیصاحب محدث مرحوم سہارنپوری
نی اپنی مطبع کی کتابون یعنی مشکوۃ شریف مطبوعہ ۱۲۷۶ اور ترمذی شریف مطبوعہ ۱۲۸۲ مین جسکو
کیا ہی اور اسیطرح صاحب مجمع البحار نی تکملہ صفحہ ۱۶ مین لکھا ہی عبارت یہ ہی یروی بالاضافۃ و

ویجوز نصبہا علی التمیز دیکھئے اگرچہ نحت کو بھی جایز رکھا لیکن اہل حدیث کی روایت کو بالاضافت لکھا جب اضافت ان دونون لفظون یعنی بدعت اور ضلالت مین ثابت ہوگئی تو اب قاعدہ اضافت طے کرنا چاہئی اگر یہ اضافت بدعۃ ضلالۃ مین بیانی ہی جسطرح فریق ثانی اکثر بیان کر رہی ہین تو عین مدعا ثابت ہی اسلئی کہ اضافت بیانی مین عموم خصوص من وجہ ہوتا ہی قال المولی الجامی فی بیان الاضافہ وہا المعنی من البیانیۃ فی جنس المضاف الصادق علیہ وعلی غیرہ بشرط ان یکون المضاف ایضا صادقا علی غیر المضاف الیہ فیکون بینہما عموم وخصوص من وجہ اور اوپر بیان ہوچکا کہ عموم خصوص من وجہ مین دو مادے افتراق کی ہوتی ہین ایک اجتماع کا پس مطلب یہ ہوا کہ کوئی شی ایسی ہوگی جو بدعت بھی ہو اور ضلالت بھی جیسی مذہب جبریہ و قدریہ وغیرہما مبتدعین کی اور کوئی چیز ایسی ہوگی کہ ضلالت ہوگی بدعت نہوگی جیسے کفر و ارتداد العیاذ باللہ اور کوئی چیز ایسی ہوگی کہ بدعت ہوگی اور ضلالت نہوگی جیسے مدرسہ اور محفل میلاد شریف اور اوضاع اذکار مشایخ کرام جو واسطہ جلای قلب کی ایجاد کئی گئی ایسی ہی چیزونکا نام بدعۃ حسنہ ہی تقریر دیگر بدعت اور ضلالت دو مفہوم کلی ہین اور ظاہری کہ یہ دونون باہم مبتاین نہین کیونکہ ضلالت محمول ہوتی ہی بدعت پر اور متساوی بھی نہین کیونکہ شرک و کفر پر بھی اطلاق ضلال جایز قرآن مجید مین موجود ہی یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا ومن یکفر باللہ وملیکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا یہان شرک و کفر پر لفظ ضلال اطلاق فرمایا حالانکہ یہان بدعت نہین کیونکہ حقیقت بدعت کی اور ہی اور کفر کی اور بدعت مقابل سنت ہی اور کفر مقابل ایمان اور بدعت عام مطلق بھی نہین نہ کلیہ کل بدعت ضلالۃ صحیح ہوگا جسطرح کل حیوان انسان صحیح نہین تو خاص مطلق بھی نہین اسلئی کہ خاص مطلق کی اضافت عام مطلق کی طرف ممتنع ہی شرح جامی و مسالک بہیہ وغیرہ کتب نحو مین یہ مسئلہ منصوص ہی یعنی جایز نہین کہ کہا جاوی بعت الیوم وفقہ العلم بلکہ کہا جائیگا بعت الیوم وعلم الفقہ پس ہر بدعی بدعۃ ضلالۃ کی اضافت صحیح نہین ٹہرتی اب باقی رہگئی نسبت عام و خاص من وجہ اور اوپر مین ہی دو مادے ہونگے افتراق کی ایک مادہ اجتماع کا جیسا کہ تقریر اول مین ثابت کر چکے ہین پس ایک بدعت نکلیگی جو ضلالت نہین ہوگی ایسی بدعت اگر ضابطہ اباحت مین داخل ہوگی وہ مباح ہوگی اور اگر کلیہ استحباب مین شامل ہوگی مستحب ہوگی

اور اگر قاعدہ ایجاب کی ماتحت مندرج ہوگی وہ واجب ہوگی انہی تین قسم کی بدعتون کو بدعت حسنہ کہتی ہین
کیونکہ واجب اور مستحب اور مباح وہی چیزین ہوسکتی ہین جنمین رنگ حسن موجود ہی اسی حسن کی سبب ایسی بدعتون
کو صفت حسنہ نصیب ہوئی اور وہ جو صاحب مجمع البحارنی لکہا کہ یجوز نصبہما علی النعت اس صورت مین
معنی حدیث کی یہ ہونگی کہ جسنی نکالی ایسی بدعت کہ ضلالت ہی الی آخرہ ہم کہتی ہین اسمین بہی بدعت حسنہ
کا ثبوت ہی اسلئی کہ نکرہ کو نکرہ کی ساتہہ صفت کرنی مین اصل قاعدہ یہ ہی کہ وہ فائدہ دیتا ہی تخصیص کا پس صفت ضلالت
نی اپنی موصوف بدعت کو جو عام شامل ضلالت و ہدی کو تہا خاص کردیا اور تمیز دیدی بعض افراد کو
یعنی بدعت ضلالت کو بعض سے یعنی بدعت ہدی وحسنہ سی جیسی رجل عالم مین صفت عالم نی تمیز دیدی
رجل کو غیر عالم سے اور صورت نعت صفت مین یہ معنی کرنی دو وجہ سی ضروری ہوئی ایک تو یہ ہی کہ
اصل توصیف نکرہ مین افادہ تخصیص ہونا نحو کا قاعدہ مطردہ ہی دوسری یہ کہ صفت کی ساتہہ تعریف
مطابق ہوجائے ساتہہ روایت اضافت کی جو اہل حدیث مین شائع ہی پس جس طرح روایت اضافت
مین لفظ بدعت عام من وجہ رہا تہا اسیطرح صفت و نعت مین بہی عام من وجہ رہی یہہ تقریر اثبات
بدعت حسنہ مین اس عاجز کو اپنی بعض رسالہ سی پہنچی ہی تعمیم الہ یعقرانہ اب شروع کرین ہم دوسری
تقریر یعنی بدعت حسنہ کو لاشی محض کرنا اور اوسکی وجود کا انکار کرنا مخالف نقل کی ہی وجہ اوسکی یہ کہ
جب حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی عہد کرامت مہد مین کچہہ لحوق کیفیت نماز تراویح کو
بہ نسبت سابق زیادہ ہوا اوسکو اپنے پسند کیا اور فرمایا نعمت البدعۃ لفظ نعمت زبان عرب مین
افعال مدح سی ہی اس سی تعریف کیا کرتی ہین کسی شی کی پس آپنی اوس کیفیت زائدہ علی قدر
السابق کی تعریف فرمائی کیا ہی یہ نئی بات نہ دیکہو حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ جنکی اقتدا کا
حکم ہوا از روی حدیث ہی اونہون نے بدعت کو بہا فرمایا معلوم ہوگیا کہ بدعت محمود بہی ہوتی ہی اور
ایسی ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ صلوۃ ضحی جسطرح اونہون نے لوگون کو پڑہتی دیکہا اور لوگون
نے اوسکا مسئلہ پوچہا آپنے یہ فرمایا انہا لحسنۃ وانہا لمن احسن اصلا ایسی مرجوح اور بدعت کو حسنہ کہنا
نص قول صحابی سی ثابت ہی اوس وقت سی ابتک باتفاق صحابہ کرام جمیع مجتہدین اعلام وائمہ

اسلام جمیع محدثات حسنہ کو جایز رکھتی اور بدعت حسنہ فرماتی چلی آئی چنانچہ بنقول اقوال فقہاء محدثین عنقریب آنیوالی ہین پس ثابت ہوگیا عقلاً و نقلاً ہر طرح کہ بدعت حسنہ کا وجود ثابت اور اطلاق بدعت حسنہ درست اور صحیح ہی **پانچوان قول مذہب جمہور** واضح ہو کہ کافہ علماء اہل تحقیق کی نزدیک سیئہ اور حسنہ ہونیکی بنیاد زمانہ پر نہین یعنی یہ بات نہین کہ جو کچھ خیر و شر زمانہ قرون ثلثہ مین ہوگیا وہ سب سنت اور مقبول ہی اور بعد زمانہ قرون کی جو کچھ بھلا یا بُرا ہوا وہ سب برا ہی اور مردود کما قدمنا ایک ایک مثال پر اکتفا کرتا ہون قصہ اول حضرت امیر المومنین عمر اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما تیمم سے منع فرماتی تھی نہانی کی حاجت والی کو یہ حدیث صحیح مسلم مطبوعہ کی صفحہ ۱۶۱ مین ہی اب دیکھیے یہ حکم صحابی کا ہی اور صحابی بھی کیسے خلفای راشدین مین لیکن اس قول پر کسی نے ائمہ مذاہب مین عمل نہین کیا دوسرا قصہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہی اونکا بیٹا یزید تھا تابعی تھا طبقہ وسطی تابعین مین یعنی جس طبقہ مین حسن بصری اور ابن سیرین ہین یہ اوسی طبقہ مین تھا کذا فی التقریب اس تابعی نی جو خیر القرون مین تھا دیکھو کیا کام سعادتمندی کا کیا کہ خدا کیسکو نصیب نکری کہ مظلمہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا اوسکی گردن پر ہے تیسرا قصہ یہ کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہی اونکا شاگرد واصل بن عطا تبع تابعین سے تھا وہ مذہب معتزلی کا موجد اور امام ہوا اوسنی یہہ مذہب نکالا کہ جو مسلمان گناہ کبیرہ کرتا ہی نہ اوسکو مومن کہنا چاہیے نہ کافر بلکہ یہ ایک درجہ ہی درمیان دونون کی یہ بالکل مخالف اہل سنت والجماعت کی اوسنی اعتقاد کیا اللہ تعالی اپنی بندون کو دو قسم فرماتا ہی فمنکم کافر ومنکم مومن قسم تیسری نہین فرمائی پس جب واصل بن عطا نی اپنا وہ عقیدہ بیان کیا تب اوسکی استاد حضرت امام حسن بصری نی ارشاد فرمایا قد اعتزل عنا یعنی یہہ الگ ہوگیا ہمسے پس اوسیروز سی اوس فرقہ کا نام معتزلی ہوا وہ سخت بدعتی ہین اور وہ اپنا نام کہتی ہین اصحاب العدل والتوحید کذا فی الشرح العقائد وغیرہ یہ تین قصہ قرون ثلثہ کی بیان کی گئی اور ایسی بہت قصص ہین غرضکہ ان امثال سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ خواہ کوئی فعل ہو یا قول یا اعتقاد اوسکا حسنہ اور سیئہ ہونا موقوف زمانہ پر نہین بلکہ اوسکا مدار مخالفت اور عدم مخالفت

شرع پر ہی اسی دعوی پر دو دلیل یعنی دو حدیث صحیح لکھی دیتا ہون حدیث اول
قال نبینا الآمر الناہی علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد
یہ صحیحین کی حدیث ہی یعنی جسنی نکالی ہماری اس دین مین وہ بات جو دین کی قسم سی نہین
یعنی کتاب اور سنت کی مخالف ہی وہ بات اوسکی رد ہی شارحین حدیث فی لفظ مالیس منہ
کی شرح مین لکھا ہے فیہ اشارۃ الی ان احداث مالا ینازع الکتاب والسنۃ لیس بمذموم اور
محدث دہلوی نی لکھا ہے لفظ مالیس منہ کی شرح مین کہ مراد چیزی ست کہ مخالف و مغیر دین
باشد اور نواب قطب الدین خان صاحب نے ترجمہ مشکوۃ شریف مین لکھا ہی کہ لفظ مالیس منہ مین اشارہ ہے
اسکی طرف کہ نکالنا اوس چیز کا کہ مخالف کتاب اور سنت کی نہو برا نہین انتہی یہ شروح عربی و فارسی
اردو کی ایک ایک نظر پیش کرتی ہی اور ان شارحین حدیث کو اسطرح معنی کرنی کی وجہ یہ ہی
ابوداؤد مین ہی من صنع امرا علی غیر امرنا فہو یعنے جسنے کیا کوئی کام ہماری کام سی غیر طریقہ پر
وہ رد ہی حضرت کا کام کتاب اور سنت ہی کتاب و سنت کی غیر وہی طریقہ ہوگا جو بالکل اسکی
مخالف اور اوسکا مغیر یعنی بدلدینی والا ہوگا الحاصل اس حدیث سی دو باتین ثابت ہوئین ایک
تو یہ کہ حضرت نی لفظ من ارشاد فرمایا یہ لفظ عربی مین عام ہے اسمین قید کسی قرن کی نہین
یعنی آپنی یون نہین فرمایا کہ جو کوئی نکالی نئی بات اول قرن مین دوسری مین تیسری مین یا
بالکل آخری زمانہ مین بلکہ عام فرمایا کہ جب کبھی کوئی نکالی وہ رد ہی دوسری بات یہ کہ
اوس نی بات نکالی ہوی کا مردود ہونا موقوف ہی اس بات پر کہ مخالف ہو کتاب اور سنت کی
بس یہی دعوی کیا تھا کہ حسنہ اور سیئہ ہونا امور محدثہ کا موقوف مخالفت اور عدم مخالفت
کتاب و سنت پر ہی نہ زمانہ پر اور یہ مسئلہ اصول مین ٹھہر چکا ہی کہ جب کوئی حکم کسی امر مقید پر
ہوتا ہی تو وہ حکم قید کی طرف راجع ہوتا ہی اس حدیث مین فہو رد حکم ہی یہ اصل احداث پر راجع
نہوگا بلکہ اوسکی قید جو مالیس منہ ہے اوسکیطرف راجع ہوگا یعنی جو نئی بات مخالف اور تغیر دینی والی
دین کی ہو وہ رد ہی نہ یہ کہ جو کوئی بات عمدہ اور صالح اور نیک اصول دین کی موافق نکالیجائے

وہ بھی رد ہی دیکھو اب قاعدۂ اصول کی موافق معنی کرنی سی ہی حدیث سی ثابت ہو گیا کہ بدعت
حسنہ یعنی اچھی بات کا ایجاد کرنا برا نہین ورنہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم احداث کو مقید لفظ مالیس
منہ کی ساتھ نفرماتی بلکہ یون فرمادیتی من احدث فی امرنا فہو رد کیا حاجت تہی لفظ مالیس منہ
بڑہانیکی اور شرح جوہرالتوحید مین ہی ومن الجہلۃ من یجعل کل امر لم یکن فی زمن الصحابۃ
بدعۃ مذمومۃ وان لم یقم دلیل علی قبحہ متمسکا بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم ومحدثات الامور ولا یعلم
المراد بذلک ان یجعل فی الدین ما لیس منہ انتہی اس تقریر سی جواب حاصل ہو گیا اون لوگون کا جو
حدیثین بغیر سمجہے بوجہے پڑہا کرتی ہین کہ شر الامور محدثاتہا اور پڑہا کرتی ہین وایاکم ومحدثات
الامور وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وجہ حصول جواب یہ ہی کہ حدیثین سب رشاد رسول
مقبول ہین صلی اللہ علیہ وسلم وہ باہم مخالف نہین ہو سکتین جب مقام مذمت مین آپ احداث کو
مالیس منہ کی ساتھ مقید فرما چکی یعنی وہ محدث بات مردود ہی جو کسی غیر طریقہ اسلام پر ہو اور
مخالف ہو پس جسقدر حدیثین منع اور بدعت مین ہونگی وہ احداث اور بدعت مخالف اسلام
کی طرف راجع ہونگی نہ احداث خیر اور بدعت حسنہ کی طرف اور اس تقریر سے اوس حدیث کی
معنی بہی بلا تکلف صحیح ہو گئی ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلہا من السنۃ اسلیے کہ جو بدعت مخالف
سنت ایجاد ہو گی ظاہر ہی کہ وہ سنت کو مٹادیگی چنانچہ مولوی قطب الدین خان صاحب نے
بہی مظاہر الحق مین اس حدیث کی ترجمہ مین لکھا ہی نہین نکالی کسی قوم نی بدعت یعنی جو بدعت
کہ مزاحم سنت کی ہو دیکھیے اس حدیث مین بہی ان لوگون کی علما مستندین ہی خاص اوسی
بدعت کی برائی ثابت ہوئی جو مخالف سنت ہو باقی رہی حدیث تفترق امتی علی ثلث وسبعین
ملۃ کلہم فی النار الا واحدۃ قالو من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی یعنی میری امت مین تہتر ۷۳
فرقے ہونگی سب آگ مین جائینگی مگر ایک لوگون نی پوچہا وہ کونسا فرقہ ہی فرمایا جس ملت پر مین ہون
اور میری اصحاب سو مراد اس سی یہ نہین کہ کوئی عمل جزیہ بخصوصہ اگر آپ نی یا اصحاب نی نہین کیا
تو اوسکا کرنیوالا فی النار ہوگا اسلیے کہ بالاتفاق ثابت ہی کہ مدرسہ آپنی کیا نہ اصحاب نے تو چاہیے

مدرسہ ہیئت کذائیہ کرنیوالا مستحق نار ہو معاذ اللہ بلکہ مراد یہ ہی کہ جو آپکی اور آپکی اصحاب کے اصول مین
اوسکی مخالف جو ہوگا وہ فی النار ہوگا اور احداث بدعت حسنہ مخالف اصول نہین بلکہ جناب سیادت مآب
نی خود من سن سنۃ حسنۃ فرماکر ترغیب ایجاد اعمال حسنہ کی دی جیسا کہ آگی آویگا انشاء اللہ تعالی
اور اسیطرح اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین نے بہت امور خیر ایسی کہ زمان نبوت مین نہ تھی ایجاد فرمائی
اور اطلاق احداث حسن اور نعمت البدعہ وغیرہ کا کیا پس جو لوگ مولد شریف یا فاتحہ ہیئت کذائیہ
کرتی ہین وہ اس احداث حسن مین خاصی طرح مصداق ما انا علیہ واصحابی کی ہین کہ آپ اور آپکی
اصحاب نے احداث حسن کی اجازت دی اور ہم بھی اونہی کی طریقہ پر قدم بقدم احداثات حسن کو
جایز رکھتی ہین فیا اخی خذ ما آتیتک وکن من الشاکرین **بعض ناتعین کہتی ہین** کہ مخالف
احداث کرنی سی مراد یہ ہی کہ جس کام کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین کیا وہی کام مخالف سنت
اور بدعت اور مکروہ ہی اوسکو احداث نکرنا چاہی اور صحابہ نی جن امور پر انکار کیا ہی وہ سب
امور خیر تہی اونمین کوئی بات سوا اسکی نہ تہی کہ ہیئت اونکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی نہین پائی
گئی مثلاً عبداللہ ابن مسعود نی ایک جماعت ذکر کرنی والون کو مسجد سی نکالدیا یہ ہیئت خاصہ
جدیدہ پر انکار تھا ورنہ اصل ذکر الہی خود مامور بہی اور حضرت علی نی قبل نماز عید نفل پڑہنی سے
منع فرمایا حال آنکہ خود نماز منہی عنہ نہین حضرت عبداللہ ابن عمر نی نماز جاشت کو جو اونکی شروط کی
موافق اونکو ثابت نہوئی بدعت فرمایا اور اسیطرح قنوت جو اونکی زمانہ مین پڑہتی تہی اوسکو
بدعت فرمایا انتہی **قولہم مین کہتا ہون** اگرچہ یہ تقریر موافق مشرب قائلین قول چہارم
کی ہی لیکن بعض آدمی اور بہی بیخبری سی یہ بات کہنی لگتی ہین جواب اسکا یہ ہی کہ جو امر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین کیا اوسکو مخالف سنت ومکروہ وبدعت کہنا صحیح نہین سوا اسکے کہ جس سے
نص شارع ساکت ہو اوسکو مخالف شرع نہین کہتی دار قطنی نی ابی ثعلبہ سے روایت کی کہ فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ اللہ تعالی نی فرض فرمائین بعض چیزین اونکو ضائع مت کرو اور حرام
ٹہرائین بعض چیزین اونکی حرمت مت توڑو اور باندہی ہین حدین اون حدون سی آگی مت بڑہو

اور سکوت فرمایا بعض چیزون سے دانستہ اونمین بحث مت کرو یہہ حدیث مشکوۃ کی باب الاعتصام
مین ہی اور حضرت ابن عباس نی ارشاد فرمایا کہ جو اللہ تعالی نی حلال کردیا وہ حلال ہی اور جو حرام
کردیا وہ حرام ہی اور جسمین سکوت فرمایا اور کچھہ بیان نہین کیا وہ معافی مین ہی یعنی اوسپر اللہ تعالی کی
طرف سی مواخذہ نہوگا یہہ مشکوۃ کی مایحل الکلام مین ہی اور حدیث سی علمانی ایک اصل عظیم پیدا کی ہی کہ
اصل اشیا مین اباحت ہی پس معلوم ہوا کہ جس چیز مین اللہ و رسول کی طرف سی سکوت ہوا وسکو مباح
جاننا چاہئی نہ بدعت و مکروہ و حرام اور شاہ ولی اللہ صاحب کتاب مصفی شرح موطا تلوح قبیل
عید مین لکھتی ہین مطبوعہ صدا کہ ماخذ دیگر ان استصحاب مشروعیت اصل صلوۃ است نیافتن دلیلی کہ
دلالت کند بر منع زیرا کہ نکردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بعض حالات دلالت بر کراہت نمی نماید
ترک فعل چیز نزد یک حضور دواعی آن دلیل کراہت نمیتواند شد انتہی اسمین خاص شاہ ولی اللہ صاحب
کھولکر فرمادیا کہ باوجود موجود ہونی دواعی کی بہی اگر کسی فعل خیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرین
یہہ دلیل کراہت کی نہین ہوسکتی انتہی اور وہ جو علما حنیفہ بعد طلوع فجر نوافل مین کراہت ثابت
کرتی ہین اوسمین علت اور ہی وہ یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پر بہت حریص تھی جعلت
غرۃ عینی فی الصلوۃ اور اوقات مین یہہ بات دیکھی کہ نماز بعض اوقات مین جائز اور بعض
مین نہین بنا علیہ علمانی باوجود اس حرص کی پھر ابدا کبھی نہ پڑہنا نوافل کا اسوقت مین وجہ کراہت
اسوقت کی ٹہہرائی الحاصل یہہ بات علی العموم صحیح نہین کہ جو فعل خیر آپنے نکیا وہ بدعت اور مخالف
سنت ہوتا ہی حق الامر یہہ ہی کہ مخالف سنت و بدعت وہی امر ہوگا جو امر و نہی شارع کی خلاف
ہوگا اسطرح کا امر جو کوئی احداث کریگا وہ داخل ارشاد من احدث فی امرنا لیس منہ فہو رد ہوگا
اور وہ فعل مکروہ و بدعت و ضلالت کہلائیگا امام حجۃ الاسلام غزالی آداب سماع حیاء العلوم جلد دوم
صفحہ ۲۷۲ مین فرماتی ہین و قول القائل ان فی لک بدعۃ لم یکن فی الصحابۃ فلیس کل ما لیکم یا باحتہ
منقولا عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم نعم المحذور بدعۃ تزاحم سنتہ مامورا بہا ولم ینقل النہی عن شی یکن ہذا
واضح ہوگا اس مقام مین حجۃ الاسلام نی بیان فرمایا ہی کہ جب صوفی حالت وجد صادق مین کہڑا ہوجاوے

تو لابدہی کہ جماعت اوسکی موافقت مین کہڑی ہوجای اور اسیطرح اگر یہہ عادت جاری ہوجائی کہ جب وجد کا عمامہ اوترجای تو سب عمامہ اپنا الگ کردین و سکا کپڑا بدن ہی الگ ہوجای تو لوگ بہی وہ کپڑا اپنی بدن سے ڈالدین اور سکی موافقت مین سو یہ باتین البتہ حقوق صحبت و حسن معاشرت مین داخل ہین اور اگر کوئی یہ کہی کہ یہ تو بدعت ہے صحابہ ہی منقول نہین ہم کہینگے بہتیری مباح باتین صحابہ ہی منقول نہین اندیشہ اوسی بدعت کا ہی جو شادی کسی سنت مامور بہا کو اور نقل نہین کی گئی کسی چیز کی لیی ان اشیاء مذکورہ ہی نہی واسطی ممانعت کی انتہی آب دوسرا مقام اسی جلد احیاء العلوم صفحہ ۹۲ مین ملاحظہ فرمایئی اما مجرد السواد فلیس بمکروہ ولکنہ لیس بمحبوب فان احب الثیاب الی اللہ تعالے البیض و من قال انہ مکروہ و بدعۃ اراد بہ انہ لم یکن معہودا فی العصر الاول ولکن لا ذم فیہ فلا ینبغی ان یسمی بدعۃ و مکروہا و لکنہ ترک لا احب فرمایا امام غزالی حجۃ الاسلام نی کہ فقط سیاہ لباس پہننا مکروہ نہین لیکن محبوب بہی نہین اسلیی کہ محبوب الہہ تعالی کی نزدیک سفید لباس ہے اور جسنی یہ کہا کہ مکروہ اور بدعت ہی مراد اوسکی یہہ ہی کہ عصر اول مین اوسکا دستور نہ تہا لیکن جبکہ اسمین نہی شارع سی وارد نہین تو اسکو بدعت مکروہ نکہنا چاہیی ان ترک احب ہے یعنی اسواسطی کہ احب الی الہہ تعالی سفید لباس ہتاہی دونون مقام کی تقریرین حضرت حجۃ الاسلام کی صاف بیان کررہی ہین کہ صدر اول مین دستور نہونا یا منقول نہونا سبب بدعت و کراہت کا نہین ہوسکتا جبتک صریح نہی شارع ناطق نہو پس جمیع اہل اسلام کو جاننا چاہیی کہ حدیث من احدث فی امرنا کی ذیل مین جو شارحین حدیث لکہہ ہی ہین کہ نکالنا اوس چیز کا جو مخالف کتاب و سنت کی ہو برا نہین اور سکی صاف یہی معنی ہین کہ جس چیز کی نہی کتاب الہہ اور حدیث رسول اگہہ مین موجود نہین اوسکا نکالنا برا نہین اور جسکی نہی موجود ہی وہ ایجاد اور احداث مردود ہی اور وہ نظیرین صحابہ کی جنکو معاندین پیش کرتی ہین اونمین یہہ ہی بات تہی کہ صحابہ نی اپنی نزدیک اونکو مقابل نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجہا تہا مثلاً حضرت عبداللہہ ابن مسعود کا انکار فرمانا اوسکی

وہ تین دو طرح پر ہین ایک اسطرح اخرج الطبرانی بسندہ عن قیس بن حازم قال ذکر لابن مسعود

قاص یجلس باللیل ویقول للناس قولوا لکذا الحدیث اس روایت مین لفظ قاص ہی یعنی ایک آدمی
قصہ گو رات کی وقت قصہ کہنی بیٹہتا تہا اور درمیان قصہ گوئی کی لوگون کو کہتا جاتا تہا کہ ایسا
کہو ایسا کہو یہ خبر عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ وہان تشریف لیگئی اور انکو دہمکایا
کہ تمنی یہ بدعت نکالی ہی واضح ہو کہ یہ انکار کرنا عروض ہیئت جدید کی سبب تہا بلکہ وہ اوسکا
مجمع کرنا قصہ گوئی کی واسطی یہ خلاف شرع تہا گو ذکر اللہ بہی کبہی درمیان مین ہوتا ہو اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصہ گویون کو جو بی اصل قصہ بیان کرتی ہتی مسجد سی نکالدیا کرتی ہتی
چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ آداب تذکیر قول جمیل مین بیان فرماتی ہین ولا یذکر القصص المحاربۃ
فان الصحابۃ انکروا علی ذلک شدالانکار واخرجوا ولئک من المساجد وضربوہم اور نصاب الاحتساب
مین ہی والقصص عندہم بدعۃ وکانوا یخرجون القصاص من الجامع اور حضرت پیران پیر غنیۃ الطالبین
مین فرماتی ہین وکان ابن عمر وغیرہ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم یخرجون القصاص من الجامع ان قرائن سے
صحیح طور پر معلوم ہوتا ہی کہ وہ قاص ایسا ہی قصہ گو تہا اور اگر وہ مرد واعظ حقانی اور وعظ کرتی کرتی
لوگون سی درمیان مین ذکر اللہ بہی کراتا جاتا وہ ہرگز منع نہ تہا قاضیخان مین ہی العالم اذا قال
فی المجلس صلوا علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہ یثاب علی ذلک وکذا الغازی اذا قال کبروا یثاب علیہ

**اور دوسری روایت** اسطرح پر ہی کہ وہ لوگ ذکر اللہ جہرا کرتی تہی اسلئی اونکو نکالدیا سو
اسکی وجہ بہی وہی ہی کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ذکر جہر کو مخالف شرع سمجہتے تہی جیسا کہ کتب فقہ
سی روایت آتی ہی اور مانعین جہر قرآن کی آیت سند گذارتی ہین ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ
اور حدیث کتاب الجہاد بخاری کی جو ابو موسی اشعری سی روایت ہی پیش کرتی ہین کہ وہان
صحابہ بلند آواز سی لا الہ الا اللہ اللہ اکبر کہتی ہتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی ارشاد فرمایا اربعوا علی انفسکم
لا تدعون اصم ولا غائبا انہ معکم انہ سمیع قریب یعنی نرمی کرو اپنی جانون پر تم کسی بہری اور غائب کو
نہین پکارتی وہ تمہاری ساتہ ہی وہ سنتا ہی پاس ہی اس ہی بعض صحابہ سمجہ گئی کہ ذکر جہر منع ہے
اسی بنا پر حضرت عبداللہ ابن مسعود نی اون لوگون کو منع فرمایا چنانچہ حموی مین فتاوی

القاضی الجہر بالذکر حرام وقد صح عن ابن مسعود انہ سمع قوما اجتمعوا فی مسجد یہللون ویصلون علیہ الصلوۃ والسلام جہرا فراح الیہم وقال ما عہدنا ذلک علی عہدہ علیہ الصلوات والسلام وما ارکم الا مبتدعین فما زال یذکر ذلک حتی اخرجہم من المسجد ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود نی اون لوگون کو فقط احداث ہیئت جدید کی نئی نہین بلکہ یہ سمجھکر نکالا تہا کہ یہ ذکر جہر کرنا انکا نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالف ہی اور یہ ہی ہم کہتی ہین کہ جو احداث مخالف امر و شارع کی ہو وہ منع ہی اور جو مخالف نہین وہ منع نہین چنانچہ یہ ہی ذکر جہر جن لوگون کی نزدیک مخالف نہین وہ سب جاینر کہتی ہین عمدۃ الفقہاء والمحدثین جناب مولینا شیخ محمد صاحب تہانوی جن ہی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نی بہی حدیث پڑہی ہی اپنی رسالہ دلائل الاذکار مطبوعہ دہلی صفحہ ۷۹ مین فرماتی ہین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجہر مع الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین بالاذکار والتہلیل والتسبیح بعد الصلوۃ انتہی اور حاشیہ شامی درمختار مین ہے جمع العلماء سلفا وخلفا استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرہا الا ان یفتوش جہرہم علی نائم او مصل او قاری انتہی اس سے معلوم ہوا کہ استحباب ذکر جہر پر بجماعت ذاکرین اجماع علماہی یہ علما حدیث بخاری کی بہی کو فرماتی ہین کہ وہ معنی قہقہا وہان کفار سے اپنا مال اخفا کرنا منظور تہا اسلی جہر کو آپنی منع فرمایا تہا نہ اسلی کہ جہر منع ہی اور اسیطرح آیت مین بہی ایک نکتہ بیان فرماتی ہین **دوسرا انکار** حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے کہ آپ نی قبل نماز عید نماز پڑہنی سے ایک شخص کو منع فرمایا واضح ہو کہ یہ منع فرمانا فقط اسی باعث سی نہ تہا کہ نماز اسوقت مین آپ سی منقول نہین ہی اور جب منقول نہین تو بدعت ٹہری جیسا کہ فریق ثانی مغالطہ مین پڑا ہے بلکہ منع فرمانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک دلیل ہی جسپر علما حنفیہ کا عمل ہی یعنی صریح نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہی شرح مجمع مین ہی روی انہ علیہ السلام قال لا صلوۃ فی العیدین قبل الامام بس یہ ہی ہمارا دعوی ہی کہ احداث اوس شی کا منع ہی جو امر و نہی شارع کی مخالف ہو جن لوگون کو نہی شارع پہنچ گئی اونہون نے صلوۃ عید سی قبل تنفل کو منع کیا جنکو نہ پہنچی اونہون نے فقط عدم فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبب حکم منع کا ندیا اور یہ کہا کہ ترک فعل خیر نزدیک ظہور دواعی آن دلیل کراہت

نمینواند شد جیسا کہ مصنفی شرح موطا سی اوپر منقول ہوچکا تیسیر الانکار حضرت عبداللہ ابن عمر کا ہی
نماز چاشت پر سو یہہ انکار مانعین کو مفید نہین سلی کہ وہ اسکو بدعت حسنہ فرماتی تھی سو ہم لیے ینہ اور
شرح مواہب صفحہ ۱۳ خاتم المحدثین زرقانی مین روایت ہے شعبی سی سمعت ابن عمر یقول ما ابتدع
المسلمون افضل من صلوۃ الضحی وروی ابن ابی شیبہ باسناد صحیح عن الحکم بن عبداللہ بن اسحق بن الاعرج
قال سالت ابن عمر عن صلوۃ الضحی فقال بدعۃ ونعمت البدعۃ وروی عبدالرزاق باسناد صحیح عن سالم عن
ابیہ قال لقد قتل عثمان وما احدث الناس شیئا احب الیہ منہا وروی سعید ابن منصور عن مجاہد عن
ابن عمر انہا محدثۃ وانہا لمن احسن ما احدثوا اور یہ روایت اخیر سعید بن منصور کی فتح الباری وغیرہ
شروح بخاری مین بہی موجود ہی پس ما بدعت حسنہ ثابت کرینوالونکا ثابت اور رد کرینوالونکا
رد ہوگیا اور بعض علمانی یہہ خیال کیا ہی کہ اصل نماز پر اونکا انکار نتہا کیونکہ وہ تو اونکی نزدیک بدعت
حسنہ افضل واحسن کام تھا اور سیر انکار کسطرح فرماتی بلکہ اگر انہون نے انکار کیا ہی تو اسبات پر کیا ہی
کہ لوگ اسکو نماز فرایض کی طرح جمع ہوکر اہتمام سی مسجدون مین پڑہتی تھی اور یہہ بات خلاف اصل
تھی کیونکہ صحیح حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی منقول ہی فعلیکم بالصلوۃ فی بیوتکم فان خیر صلوۃ
المرء فی بیتہ الا المکتوبہ اور یہہ بہی صحیح حدیث ہی صلوا ایہا الناس فی بیوتکم الحدیث معلوم ہوا کہ
سوای نماز فرض کی اور نوافل آدمی گہر مین پڑہا کری اور کہا ترمذی نی کہ نفل نماز گہر مین پڑہنی
کی روایتین حضرت عمر اور جابر اور ابو سعید اور ابو ہریرہ اور ابن عمر اور عایشہ اور عبداللہ بن سعید اور
زید ابن خالد سی روایت کی گئی ہین پس ممکن ہی کہ حضرت ابن عمر کا اجتہاد مقتضے ہوا ہو کہ نماز نوافل کی
گئی جیسکم ہوا صلوا فی بیوتکم اور یہان لوگون نی یہہ کیا کہ دائمی طور پر ہمیشہ مسجد ہی مین پڑہنی لگی
تو یہہ مخالف ٹہرا فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بعضون نی یہ بہی لکہا ہی کہ جب زمانہ شروع
اسلام کا تہا اور اوسوقت تک جمع فرایض و نوافل بخوبی جدا طور پر ممیز ایک دوسری سی عام طور پر
نہوی تہی بنا علیہ مجتمع ہوکر مساجد مین نماز چاشت پڑہنی سی لوگون کو شبہ پڑتا کہ وہ اوسکو بہی
فرض واجب اعتقاد کرتی چنانچہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ غنیۃ الطالبین مین فرماتی ہین

وانما اراد وابذلک تشبیہ بصلاۃ الفرض فیعتقد الناس وجوبہا الی آخرہ ان عبارت سے صاف ظاہر
ہوگیا کہ اگر نماز چاشت پر انکار ہوا ہی تو وہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت دائمی اور اندیشہ اشتباہ
فرایض و نوافل کی سبب تہا بنا علیہ یہ سمجھنا معارضین کا کہ یہ انکار فقط عدم ثبوت کی سبب تہا بالکل مخدوش
وساقط الاعتبار ہوگیا **چوتھا انکار** حضرت عبداللہ ابن عمر کا قنوت پر جو اونکی زمانہ مین لوگ
پڑہتی تھی آپنے اوسکو بدعت فرمایا جواب اوسکا یہ ہی کہ قنوت صبح کی نماز مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نی
ایک مہینہ پڑہا تہا پہر چہوڑ دیا وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہرا ثم ترکہ اب ائمہ دین مین
اختلاف پڑا بعضون نی کہا کہ چہوڑ دینا واسطے بیان جواز کی تہا نسخ ہونا اس سی ثابت نہین ہوتا اور جس کام
کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی کیا اوسکو بدعت نہین کہہ سکتی اور بعضون نی کہا کہ جب آپ نی چہوڑ دیا تو منسوخ ہوگیا
والعمل بالمنسوخ لایجوز اتفاقا اور دارقطنی نی روایت کیا سعید ابن جبیر سی وہ کہتی ہین مین شہادت دیتا
ہون کہ مینی سنا حضرت ابن عباس کو یہہ فرماتی ہوی ان القنوت فی صلاۃ الفجر بدعۃ ذکرہ الزرقانی
اور علامہ عینی شرح ہدایہ صفحہ ۵۳۱ مین لکہتی ہین وکان احد من روی ایضا عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ثم اخبرہم ان اللہ عزوجل نسخ ذلک حتی انزل علی رسولہ علیہ السلام لیس
لک من الامر شئی الآیہ فصار ذلک عند ابن عمر منسوخا فلم یکن ہو لقنت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وکان ینکر علی من لقنت انتہی تحقیقات متقدمہ سی ثابت ہوگیا کہ حضرت عبداللہ کی ہمعصر یا صحابہ ہتی یا
تابعین وہ قنوت پڑہتی رہتی وہ بہی اپنی طرح پر استدلال قایم کرتی ہتی اور منسوخ نہین سمجہتی ہتی اور حضرت
عبداللہ ابن عمر نی جو اوس قنوت کو منع کیا تو اونہون نی منسوخ سمجہا اور منسوخ پر عمل بالاتفاق خلاف
شرع اور ناجائز ہی کیونکہ جو عمل پہلی مامور بہ تہا وہ منسوخ ہونیسی منہی عنہ ٹہر گیا بنا علیہ حضرت ابن عمر کے نزدیک
اوسکا پڑہنا مقابل ہی متصور ہوکر بدعت ٹہیرا ہمارا دعوی ہی یہی ہی کہ جو مخالف امر و نہی شارع کی احداث
ہوگا وہی بدعت ضلالت ہوگا اور نہین تو نہین اور اگر یہ حضرات اسی بات پر جمجاوینگی کہ جو کام حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی جس ہیئت سے نہین کیا وہی مخالف سنت اور بدعت ضلالت ہی تو بہت سی کام انکو
چہوڑنی پڑینگی **ازانجملہ** عیدگاہ مین منبر بنانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت نہین قسطلانی مواہب لدنیہ مین

روایت کرتی ہین ابن خزیمہ سے خطب علیہ الصلاۃ والسلام یوم عید علی رجلیہ ہذا یشعر بانہ لم یکن فی المصلی
فی زمانہ علیہ السلام منبر ودفع فی المدونۃ للامام مالک ان اول من خطب الناس فی المصلی علی منبر عثمان
ابن عفان پس جبکہ حضرت نی عید کا خطبہ نہ پڑہا عیدگاہ مین منبر پر پہر خلیفہ اول و دوم نی بہی نہ پڑہا حضرت
عثمان کی دورہ مین منبر اینٹ اور مٹی سی کثیر ابن صلت نی تیار کیا اور حضرت عثمان نی خطبہ عیدکا وہ سر
پڑہا پس چاہیے کہ منکرین منبر عیدگاہ کو بہی اوڑادین اور چاہیی تہا کہ صحابہ بہی انکار فرماتی کیونکہ اس
حیثیت سی منبر عیدگاہ آپکی عہد ہدایت مہد مین نہ تہا اور اسیطرح چاہیے کہ اذان اول جمعہ کو
بہی مانعین بالکل موقوف کردین اسلئی کہ بروایت صحیح بخاری ثابت ہی کہ پہلی اذان ہوا کرتی تہی یعنی
جسوقت امام منبر پر بیٹہتا ہی یہ دستور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا اور یہی عہد خلیفہ اول و دوم مین رہا
بعدازان جبکہ دمی زیادہ ہوگئی تو حضرت عثمان رضی الہ عنہ نی ایک اذان سب سی اول زیادہ فرمائی اور
حکم دیا کہ مقام زوراء پر جو خارج مسجد سی بازار مین ایک مقام اونچا تہا وہان ایک اذان دیجایا کری
اور فرج مواہب لدنیہ زرقانی صفحہ ۵۲ ۴ مین ہی کہ ہر ہشام ابن عبدالملک نی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کی اسی برس بعد حکم دیا کہ یہہ اذان اول محدثہ عثمان رضی الہ عنہ مسجد کی اندر کہی جائی چنانچہ ابتک یہہ ہی
مروج ہی کہ اذان اول یہی مسجد مین کہی جاتی ہی اور اذان ثانی کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت
مین تہی وہ بہی خطیب کی سامنے کہی جاتی ہی اور بعد اتمام خطبہ تکبیر کہی جاتی ہی پہر اگر یہہ ہی قاعدہ صحیحہ
کہ جو کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کیا ہی وہی سنت ہی اوسکی سوا سب بدعت ضلالت ہی تو چاہیی
کہ یہہ اذان بہی معاذ الہ ضلالت ہو حال آنکہ یہہ شرقا غربا اہل اسلام مین رائج ہی اور اسیطرح طواف
رخصت مین اولٹی پانون پہرنا فتاوی اور متون و شروح کتب حنفیہ مین یہہ مسئلہ مندرج ہی کہ جب حاجی
رخصت کا طواف کری تو دعا کری اور روی اور اولٹی پانو پیچہی پہری حال آنکہ یہہ اولٹی پانو پہرنا
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت نہین ذکر کیا اسکو فقیہ شامی نی باب الحج مین اور علامہ زیلعی نی اس
اولٹی پانون پہننی کی دلیل یہ بیان کی ہی والعادۃ جاریۃ فی تعظیم الاکابر والمنکر لذلک مکابر
یعنی جب علامہ زیلعی حنفی کو دلیل اس فعل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی نہ ملی تو یہ کہا کہ عادت

جاری ہی تعظیم مین کچھ بزرگونکی سامنی سی پشت دیکر نہین پھرتی پس بیت اللہ سی رخصت ہوتی مین
بھی پشت دیکر نہ پھرنا چاہیئی جو اسکا انکار کری وہ بیوجہ لڑنیوالا آدمی ہی اور کہا علامہ طرابلسی فی قد فعلہ
الاصحاب یعنی اصحاب مذہبنا پس اتباع فعل اصحاب مذہب اپنے کا کرکی فقہا حنفی حکم دیتی ہین اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم تک اسکی اسناد نہین پہنچتی اور تعجب ہے کہ جو لوگ اعمال و اشغال و شایخ صوفیہ عمل مین لاتین اور
تقلید شخصی کو واجب اور حق کو منحصر چار امام مین جانین اور اجماع امت کو درست جانین اور پھر یہہ بات زبان
پر لائین کہ بعد قرون ثلثہ جو کچھ حادث ہوگا وہ بدعت ضلالت و فی النار ہوگا معاذ اللہ یہ نہین جانتی کہ
یہہ جو کچھ حضرات صوفیہ کرام نی ایجاد فرمایا ہی مثل حبس نفس اور اذکار کی کیفیات مخصوصہ و ضربی
سہ ضربی و حار ضربی اوراد اوضاع مخصوصہ قیام و قعود وغیرہ کی اور رگ کیماس کا دبانا اور تصور شیخ کرنا
علی ہذا القیاس دیگر امور کثیرہ جو کتب قوم مین مصرح ہین یہ ایجاد بعد قرون ثلثہ کی ہین حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب رسالہ انتباہ مین لکھتی ہین اگرچہ اوایل امت را باو اخر امت در بعض امور اختلاف بودہ است پس
صوفیہ صافیہ ارتباط ایشان در زمن اول بصحبت و تعلیم و تادب باداب و تہذیب نفس بودہ است نہ بخرقہ و بیعت
و در زمن سید الطائفہ جنید بغدادی رسم خرقہ ظاہر شد و بعد ازان رسم بیعت پیدا گشتا الی آخرہ اور مولوی
اسمعیل صاحب صراط مستقیم مین لکھتی ہین محققان ہر وقت از اکابر ہر طریق در تجدید اشغال کوشش ہا کردہ
آمدا الی آخرہ اور حضرت مرشدی و مستندی ادام اللہ ارشادہ ضیاء القلوب مین ارشاد فرماتے ہین و
ذکر اسم ذات و لطائف ستہ از تجویز قطب بانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ستا ہتی
پس گیارہوین صدی تک کے ایجاد تو عبارات مذکورہ سی ثابت ہوئی اور تیرہوین صدی کی یہی سندگی دیجیگی
اور اسیطرح تقلید کا یہ مسئلہ کہ تقلید شخصی واجب ہے اور حق منحصر مذاہب اربعہ مین ہی یہہ بھی بعد قرون
ثلثہ حادث ہوا حجۃ اللہ البالغہ مین شاہ ولی اللہ تحریر فرماتی ہین اہل المائتہ الرابعہ لم یکونوا مجتمعین علی
التقلید الخالص علی مذہب واحد اور بعد چند سطر کی لکھا اذا وقعت لہم واقعۃ استفتوا فیہا ای مفتی وجدوہ من
غیر تعیین مذہب معلوم ہوا کہ چوتھی صدی تک بھی لوگ تقلید خالص مذہب واحد پر مجتمع نہ تھے جب مسئلہ
پیش آتا کسی مفتی سی پوچھ لیتی بلا تعیین مذہب اور مولوی قطب الدین خان صاحب تفسیر احمدی مین تحریر فرماتے ہین

نقل کرتی ہین اہل السنۃ والجماعۃ قد افترق بعد القرون الثلثۃ او الاربعۃ علی اربعۃ مذاہب خلاصہ یہہ کہ
افتراق مذاہب اربعہ قرون ثلثہ کی بہت بعد ہوا اور چوتھی صدی تک بہی جو ب تقلید شخصی پر اجماع
نہوا تہا جس مذہب کی سی چاہتی تہی مسئلہ پوچھکر عمل کرلیتی تہی اور ظاہر ہی کہ چار امامون مین حضرت
امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ بہی ہین اونکی وفات دوسو اکتالیس مین ہوئی اور وہ تبع تابعین مین
نہین جیسا تقریب نے اونکو طبقہ عاشرہ مین لکھا ہی تو ظاہر ہی کہ انکی اجتہاد پر فتوی دینی والی اور حق کو منحصر
چارمین کرنیوالی انسی بہی بعد مین ہوی اور اسیطرح مسئلہ اجماع کا کہ کسی اصولی نی تصریح نہ فرمائی کہ
اجماع بعد قرون ثلثہ کا کذب و بدعت ہوگا کتاب تمہید مین حضرت امام ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ
لکھتی ہین اجماع الامۃ معتبرۃ بالاجمال لا بالتفصیل بدلیل قولہ تعالی وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکو
نوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا ولم یفصل ہین الصحابۃ رضی اللہ عنہم وغیرہم والامۃ اسم عام
یتناول الکل من الاول الی الاخر اس سی ظاہر ہوا کہ صحابہ سی لیکر آخر امت تک جس طبقہ کی اہل اسلام
کسی بات پر اجماع کرلینگی وہ معتبر ہوجائیگا اوسکو بدعت و ضلالت نکہا جائیگا پس جو لوگ قایل ہین
کہ قرون ثلثہ کی بعد جو کچہہ ہوگا وہ کذب و ضلالت ہی ہوگا اونپر یہ مسائل اور انکی سوا اور نظیرین بہت
مشکل پڑینگی یہہ کیا کہ جن مسائل کی خود فاعل ہو رہی ہو حالانکہ وہ بہی بعد قرون ثلثہ کی محدث
ہوی ہین انکو مستثنی کرکی اونمین کسی کو واجب کسیکو مستحب کہہ رہی ہو اور فاتحہ اموات و مولد شریف کو معاذ اللہ
ضلالت محض کہہ رہی ہو یہہ بڑی بی انصافی ہی اور ہم پر کچہہ اشکال نہین اسلئی کہ ہم ان سب امور کو بلا
فرق تسلیم کر رہی ہین کیونکہ یہہ امور مخالف کسی امر و نہی شارع کی نہین اور ہماری اصول کی موافق
بعض بدعتین واجب بہی ہوتی ہین کما قدمنا و یاتی قریبا الحاصل یہان تک جس قدر نظائر و امثال مذکور ہوئی
ان سب سی خلاصہ یہہ نکلا اور جسکی بصیرت قلبی پر غشاوہ تعصب و عناد نہین اوس مرد مبصر پر مثل صبح صادق
روشن ہوگیا کہ حدیث شریف من احدث فی امرنا ہین مراد احداث مخالف ہے اور مخالف سی مراد
مخالف امر و نہی شارع اور ہرگز قید زمانہ کی اسمین ملحوظ نہین اب دوسری حدیث شریف
ہدیہ ناظرین حق طلب کرتا ہون وہ یہہ ہی من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فعمل بہا بعدہ کتب لہ مثل

اجر من عمل بها ولا ینقص من اجورهم شی یہ صحیح مسلم کی حدیث ہی اسکی معنی اپنی طرف سی نہین لکھتا ہون مجمع البحا
اور شرح مسلم امام نووی کی یہ دونون کتابین ان لوگونکی پیشوا ونکی نزدیک بہی نہایت معتبر اور مستند ہین غرض کہ
ان دونو کتابونمین اس حدیث شریف کی معنی یہ لکھی ہین کہ جسنی جاری کیا اسلام مین طریقہ نیک پھر اوسکی بعد اس
طریقہ حسنہ پر عمل کیا گیا تو لکہا جاویگا اوس شخص کیواسطے اوسقدر اجر اور ثواب کہ جسقدر سب عمل کرنے والونکو
اوسکی بعد ہوگا اور اون لوگونکی ثواب مین سی کچہہ کاٹ کر اوسکو نہ دینگے بلکہ اللہ تعالی دونونکو اپنی خزانہ
لاتناہی سی ثواب دیگا اور وہ طریقہ جو اوسنی جاری کیا ہی خواہ وہ طریقہ ایسا ہو کہ اوس ہی پہلی ایجاد
کیا گیا تہا لیکن کسی سبب سی بند ہو گیا تہا اسنی پھر اوسکو جاری کر دیا یا یہ کہ پہلی اس سی وہ طریقہ ایجاد ہی
نہین ہوا تہا اسنی خود اپنی طرف سی اوسکو ایجاد اور جاری کیا اور وہ طریقہ خواہ تعلیم کسی علم کی ہو یا عبادت
ہو یا طریقہ ادب کا ہو مجمع البحار کی جلد دیم صفحہ ۱۴۲ - اور شرح مسلم کی جلد ثانی صفحہ ۳۱۴ مین یہ مضمون مرقوم
ہے دیکھی جیکا دل چاہی اس حدیث کی لانی سی ہماری دو مطلب ثابت ہوی ایک تو یہ کہ بدعت حسنہ کا بُرا ہونا
تو کیا بلکہ اور اوسپر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی وعدہ ثواب کا دیا ہی اور ثواب بہی کیسا کہ جب وہ
آدمی مر جائیگا اور اوسکی بعد دوسری خلق اللہ اوسپر عمل کرینگی تو بعد موت بہی اون سب کے برابر اوسکو
ثواب پہنچتا رہیگا یہی وجہ ہی کہ علماء شریعت نی طرح طرحکی اصول اور قواعد واسطہ تہذیب علم ظاہر دین
کی ایجاد کئی اور اولیاء طریقت نی قسم قسم کی مجاہدات اور اشغال بعد قرون ثلثہ واسطہ تزئین اور تصفیہ
قلب کی پیدا کئی رحمۃ اللہ علیہم وعلینا اجمعین اسیواسطہ لکہا شامی شارح درمختار نے اوائل جلد اول مین کہ یہ
حدیث قواعد اسلام سی ہی اور معنی اس حدیث کی ان الفاظ سی لکہی ہین کل من ابتدع شیئا من الخیر کان لہ
مثل اجر کل من یعمل بہ الی یوم القیمۃ دوسرا مطلب اس حدیث سی یہ نکلا اس بدعت حسنہ کی ایجاد مین بہی
وہی لفظ من جو عربی زبان مین ایک عام لفظ ہی ارشاد فرمایا یہ لفظ فرمایا کہ جو قرون ثلثہ مین کوئی آدمی
طریقہ حسنہ جاری کریگا اوسکو ثواب ہوگا اور جو بعد مین کریگا اوسکو عذاب ہوگا اور وہ بدعتی ہوگا
فی النار ہوگا نعوذ باللہ منہا بلکہ یون ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جب کبہی طریقہ نیک جاری کریگا ثواب ہوگا
چنانچہ علامہ شامی نی بہی من سن سنۃ حسنۃ کی معنی وہی کلی عام کئی ہین یعنی اوسنی لکہا ہی وکل من

ابتدع شیئاً الی آخرہ اور یہی مولوی اسحٰق صاحب نی یہی مایہ مسائل مین لکھا ہے سوال بدعت حسنہ
محدود ہست بوقت من الاوقات یا غیر محدود ہست الی یوم القیامہ جواب غیر محدود ہست عند القائل
بتقسیمہا الحدیث من سن فی الاسلام سنتہ حسنتہ الی آخرہ دیکھو سائل نی سوال کیا تہا کہ بدعت حسنہ کی
کوئی قید ہی وقت یا زمانہ کی کہ فلانی زمانہ تک تو ایجاد بدعت حسنہ کا جایز ہی اور فلانی زمانہ مین
نہین جایز یا یہ بات کہ کچہ قید نہین بلکہ ایجاد اوسکا جایز ہی قیامت تک کسی زمانہ مین ایجاد ہو اور
کوئی ایجاد کری اسکا مولوی اسحٰق صاحب نی جواب دیا کہ غیر محدود ہی یعنی زمانہ کی کچہہ قید نہین قیامت
تک بدعت حسنہ جایز ہی باقی رہی یہ بات کہ عند القائل بتقسیمہا کی قید کیون لگائی ہی یہ بات کچہہ
وجہ وحشت نہین تین وجہ سی ایک یہ کہ جو بدعت کی تقسیم نہین کرتی وہ بدعت حسنہ کو سنت مین داخل کرتی ہین
پس بدعت حسنہ کا لفظ وہی کہیگا جو قائل تقسیم بدعت ہوگا جو تقسیم کا قائل نہوگا وہ بدعت حسنہ کو سنت کہیگا دوسری
وجہ یہ کہ جب اونکی سند مین حدیث صحیح لکہدی تو وہ قائلین ہا یہ کے اعتبار مین ٹہہر گئی اور صحت اونکی قول کی مسلم ہو گئی
تیسری یہ کہ جب مولوی صاحب نی یہ فرمادیا کہ جو قائل ہین تقسیم بدعت کی اونکی نزدیک قیامت تک بدعت
حسنہ جایز ہی اب ہم تمکو بتلا دینگی بدعت حسنہ کو کس کس نی جائز کیا ہی پس جان لیجو کہ ان سب مفتیان
ہین کی نزدیک تا قیامت بدعت حسنہ جایز ہی کچہہ قرون ثلثہ پر حصر نہین ہے **اقوال فقہا و محدثین**
**اس باب مین کہ سیئہ اور ضلالت وہی بدعت ہی جو مخالف قران و حدیث**
**و اجماع کی ہی اور جو بدعت ایسی نہین وہ درست ہی** سیرت حلبی وغیرہ کتب
مشہورہ معتبرہ مین ہی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نی فرمایا ما احدث وخالف کتابا او سنتہ او اجماعا او اثرا فہذہ البدعۃ
ضلالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف من ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ اس روایت کو بیہقی نی بہی سابہہ اسناد
صحیح کی امام شافعی سی روایت کیا ہے کہ بدعت دو طرح ہی مذمومہ اور غیر مذمومہ مولوی اسمٰعیل صاحب نی
تقویت الایمان کی دوسری حصہ مسمی بہ تذکیر الاخوان مین فرمایا ہی جو مجتہدون نی اپنی اجتہاد سی
کیا وہ سنت مین داخل ہی انتہی پس یہہ قول شافعی بالضرور مسلم ہونا چاہیئی کیونکہ یہہ مجتہد ہین اور مجتہد کا حکم
کیا ہوا سنت مین داخل ہی بقول مولوی اسمٰعیل صاحب دوسری یہ کہ یہہ خیر القرون مین ہین تیسری یہ کہ وہ

خاص عربی ہین عرب کی لغت اور صحابہ اور تابعین کے محاورات اور حدیث کی اصطلاحات کے جاننی
والی ہین بنا علیہ جسقدر حدیثین بدعت کی مذمت مین آتی ہین موافق تفسیر امام شافعی اونکو محمول انہین بدعتون پر
کرنا چاہئی جو خلاف کتاب و سنت ہین اور محققین علماء محدثین و فقہای دین نی اسی پر عمل کیا اور فتوی دیا ہے
ازانجملہ حجۃ الاسلام امام غزالی نی احیاء العلوم کی جلد ثانی مین فرمایا ہی انما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ ماضیۃ
یعنی وہی بدعت منع ہی جو مٹاتی ہو کسی ایسی سنت کو جسکی قایم رکہنی کا ہمکو حکم ہی اور جلد اول احیاء العلوم مین
فرماتی ہین ولا یمنع ذلک من کونہ محدثا فکم من محدث حسن یعنی یہہ منع نہ کیا جاویگا بسبب نئی بات ہونیکی
اسلئی کہ بہتیری نئی باتین نکلی ہوئی نیک ہین انتہی آور کہا علامہ امام صدرالدین شافعی نی یکرہ البدع اذا
رغمت السنۃ اما اذا لم ترغمہا فلا یکرہ اور شمنی وغیرہ محققین نے بدعت سیئہ مذمومہ کی تعریف اسطرح فرمائی ہی
ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال ہو شبہۃ و استحسان و جعل
دینا قویما و صراطا مستقیما او کہنی اسمین قید مخالفت لی ہی اور کسی زمانہ قرون و غیر قرون کو نہین لیا بلکہ یہ قرار دیا
کہ ہمکو جو دلائل شرع کتاب و سنت و اجماع و قیاس وغیرہ امور حفظ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی پہنچی ہین اونکی خلاف اور اونکی
مٹانیوالی چیز جو ایجاد ہوگی وہ بدعت سیئہ ہی بشرطیکہ باعث شبہہ کی وہ مخالف بات ایجاد ہو یہ اسلئی کہ
فقہ شامی نی لکہا ہی اگر براہ عناد کوئی مخالف ادلہ قطعیہ کی ایجاد کریگا وہ قطعا کافر ہی خلاصہ یہہ ہی کہ جو
چیز مخالف ایجاد ہوگی وہی بدعت سیئہ ہی اور مخالفت کی تحقیق ہم اوپر کر چکی اور جو نئی چیز مخالف نہین وہ
حسنہ ہی خواہ کبہی ایجاد ہووی اور علامہ ابن اثیر نی جامع الاصول مین لکہا ہی الابتداع ان کان فی خلاف
ما امر اللہ بہ و رسولہ فہو فی حیز الذم و الانکار و ان کان فی فعل ما حث علیہ عموم ما ندب الیہ و حض علیہ رسولہ فہو فی حیز المدح
و ان لم یکن شیء منہ موجودا کنوع من الجود و السخاء و فعل المعروف فہذا فعل من الافعال المحمودۃ لم یکن لاحد
قد سبق الیہ فلا یجوز ان یکون ذلک فی خلاف ما ورد الشرع بہ لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد جعل لہ فی
ذلک ثوابا فقال من سن سنۃ حسنۃ کان لہ اجرہا و اجر من عمل بہا و قال فی ضدہ من سن سنۃ سیئۃ کان
علیہ وزرہا و وزر من عمل بہا و ذلک اذا کان فی خلاف ما امر اللہ بہ و رسولہ الی آخرہ اس سی بہی یہ ثابت ہوا
جو مخالف شرع ایجاد ہو وہ بدعت سیئہ اور جو مخالف نہو وہ بدعت محمودہ اور حسنہ اور فتاوی عالمگیری کی جلد

خامس مین ہی وکم من شئی کان احداثا وہو بدعۃ حسنۃ اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام فی آخر کتابہ القواعد
مین فرمایا ہی البدعۃ اما واجبۃ کتدوین اصول الفقہ والکلام فی الجرح والتعدیل واما محرمۃ کمذہب الجبریۃ
والقدریۃ واما مندوبۃ کاحداث المدارس وکل احسان لم یکن فی العہد الاول واما مکروہۃ کزخرفۃ المساجد یعنی
عند الشافعی واما عند الحنیفہ فمباح واما مباحۃ کالتوسع فی لذیذ المآکل والمشارب اور یہ تقسیم بدعت کی کہ بعضی بدعتین
واجب ہین اور بعضی حرام اور بعضی مستحب یعنی ثواب کی مستحق اور بعضی بدعتین مکروہ ہین اور بعضی مباح یعنی
اونکی کرنی مین نہ ثواب نہ عذاب پس یہ تقسیم بدعت پانچ قسم پر مسلم اور قایم رکہی ہی علامہ برکلی نی طریقہ محمدیہ
مین اور مناوی نی شرح جامع صغیر مین اور ملا علی قاری حنفی نی مرقات مین اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی
نی اشعۃ اللمعات مین اور سید جمال الدین محدث نی حواشی مشکوۃ مین اور علامہ ابن حجر نی اور علامہ ابن
عابدین نی شرح درمختار کی بحث امامت مین جب یہ قاعدہ مسلم ہوچکا اب ایک دو مسئلہ جو اس قاعدہ پر
متفرع ہی لکہتا ہون **مسئلہ اولی** علامہ شرنبلالی نی حاشیہ درر غرر فقہ حنفی مین لکہا ہی کہ نیت نماز کی اصل
دلسی ہوتی ہی اور مونہہ سی ادا کرنا اوسکا مستحب ہے عبارت اوسکی یہ ہے والتلفظ بہا مستحب یعنی طریق
حسن اجراء المشایخ لانہ من السنۃ لانہ لم یثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طریق صحیح ولا ضعیف ولا عن
احد من الصحابہ والتابعین ولا عن احد من الائمۃ الاربعۃ بل المنقول انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اقام الی
الصلوۃ کبر فہذہ بدعۃ حسنۃ اب غور سی علامہ شرنبلالی کی تقریر دیکہنی چاہئی کہ یہ بات ماننا کہ نیت زبان سے
نبی حضرت سی اور صحابہ سی اور تابعین سے اور مجتہدین سے ثابت نہین باوجود اسکی حکم کیا کہ یہ بدعت حسنہ ہے
مستحب ہے اور واضح ہو کہ ائمہ مجتہدین مین امام احمد ہی مین اروہ نہ تابعی نہ تبع تابعی بلکہ تبع تابعین سے علم اونہون
نی سیکہا ہی کما فی التقریب جب اوسکی دلسی ہی یہ تلفظ بالنیت منقول نہین ظاہر ہوا کہ قرون ثلثہ کی بعد سے کا
ظہور ہوا اور دوسری دلیل اسکی ظہور بعد قرون پر یہ ہی کہ شرنبلالی نی لکہا ہی تلفظ بالنیۃ کو اجلۃ المشایخ اور
مشایخ وہ متاخرین علما ہین جو امام اعظم کی شاگردونکا دورہ تمام ہونیکی بعد ہوی ہین درمختار مین لکہا ہے
زبان سے نیت کرنیکو کہ یہ ہماری علما کی سنت ہی شامی نی لکہا کہ یہ طریقہ حسنہ ہماری علما کا ہی اس سے
بھی ظہور تلفظ بعد قرون ظاہر ہوتا ہی اور فقیہ حلبی نی شرح کبیر منیہ مین اسطرح لکہا ہے کہ یہ ائمہ مجتہدین سے

بہی ثابت نہین اسکی بعد یہ لکہا ہی وہذہ بدعۃ لکن عدم الفضل و کونہ بدعۃ لا ینافی کونہا حسنا یعنی اسکی بدعت
ہونے سی یہ لازم نہین آتا کہ یہ بنیک نہو اب دیکہیے علمای دین اسکو بدعت مان کر پہر بہی اسکو حسن اور نیک
فرمارہی ہین اور اوسکا حکم دی رہی ہین اور یہ علما فریقین کی مسلم الثبوت ہین اور فتاوی قاضی خان
مین ہی فان قصد و ذکر بلسانہ کان افضل اور ملتقی الابحر مین ہی و ضم اللفظ الی القصد افضل اور ہدایہ
مین ہی و یحسن ذلک لاجتماع العزیمۃ اور یہی کافی مین ہی اور درر غرر مین ہی و التلفظ بہا مستحب یہ
کتابین ہین جو علما مذہب حنفی کی نزدیک نہایت درجہ کی معتبر ہین اب شافعی مذہب کو سننا چاہیئی علامہ
قسطلانی مواہب لدنیہ مین شافعی مذہب بیان کرتی ہین والذی استقر علیہ اصحابنا استحباب التلفظ بہا اور
غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم کی تالیف ہی وہ حنبلی تہی بیان مصنفین لکہتی ہین نیوی لطہارۃ رفع
الحدث و محلہا القلب فان ذکر ذلک بلسانہ مع اعتقادہ بقلبہ کان قد اتی بالافضل الحاصل یہہ عمل یعنی
نیت زبان سی کرنی اس قسم کی بات ہی کہ تمام ہندوستان اور فارس اور عرب غیرہ مین جاری ہی
علامہ شامی نی لکہا ہی قد استفاض ظہور العمل بہ فی کثیر من الاعصار فی عامۃ الامصار اور براہین قاطعہ
گنگوہی مین بہی صفحہ ۱۴ پر تلفظ بالنیت کو مستحسن مان لیا عبارت یہ ہے (اور نیت کا لفظ جو بدعت ہوا
تو اسکی دلیل جواز کی موجود تہی کہ حج مین تلفظ نسائی حدیث مین وارد ہوا ہی الی آخرہ) حال اس
استدلال کا سب صاحبون کو محفوظ رکہنا چاہیئی کہ کار آمد ہی اسلیئی کہ حج مین جو تلفظ مامور بہ اور
معمول بہ عند الفقہا رہی وہ یہ ہی اللہم انی اریدالحج فیسرہ لی و تقبلہ منی یعنی یا الہہ مین حج کا ارادہ
کرتا ہون سو آسان کیجو مجہپر اوسکو اور قبول کیجو مجہسے چنانچہ ہدایہ و وقایہ و درمختار وغیرہ مین موجود ہی
پہر بعض علمانی نماز مین بہی تجویز کیا کہ کہا جاوی اللہم انی اریدان اصلی صلاۃ کذا فیسرہا لی و تقبلہا منی لیکن
رد کیا اسکو جمہور علمانی کہ حج مین موانع اور صعوبتین پیش آتی ہین اوسمین وہ تلفظ مستحب ہے نماز مین کیا صعوبت
جو دعا کی جاوی یا الہہ ارادہ کرتا ہون نماز کا سہل کردیجو مجہپر بنا علیہ نیت نماز کا یہ تلفظ مخدوش رہا جیسا کہ
فقیہ شامی نی لکہا ہی بلکہ یہ ٹہرا کہ نوت فجر الیوم و ظہر الیوم وغیرہ کہا جاوی اور کثرت سے جو مستفیض اور مشہور
جماعات اہل اسلام مین زبان زد ہر خاص و عام ہی وہ یہی جو علامہ محمد ابن احمد زاہد الملقب بالزین نی ترغیب

الصلاۃ مین لکھا ہی نویت ان اصلی فرض فجر الوقت رکعتین للہ تعالی و توجہت الی الکعبۃ و اقتدیت بہذا الامام
اور نیت سنتون کی اسطرح نویت ان اصلی سنۃ الفجر رکعتین للہ تعالی متابعۃ للرسول و توجہت الی الکعبۃ چنانچہ
ہماری اضلاع مین بہی اسکی قریب عمل جاری ہی فرض مین کہتی ہین نیت کرتا ہون نماز کی واسطہ اللہ تعالی کی
دو رکعت نماز فرض فرض اللہ تعالی کا وقت فجر کا منہ میرا طرف جہت کعبہ شریف کی اور سنتون مین بجای لفظ فرض
کی کہتی ہین سنت طریقہ رسول اللہ کا باقی بدستور اب دیکہئے قرون ثلثہ سی نہ یہ الفاظ نہ انکی سوا اور کچہہ الفاظ نماز مین
ہرگز ثابت نہین ہوی حال انکہ تسلیم رکہا محققین اہل سنت نی انکو اور مولف براہین نی اسطرح تسلیم کیا کہ ان الفاظ
کی دلیل شرع مین موجود ہی یعنی جمع مین تلفظ پایا گیا اب اس مقام سے تا لغین یاد رکہین کہ بدعت حسنہ کی جواز کو
ایسی دلیل بس کرتی ہی کہ اگر خاص نمازین منقول نہین تو جمع ہی مین سہی گو وہ عبادت اور ہی اور یہ اور
پہر تلفظ مین بہی مطابقت شرط نہین جمع مین اور ہی نمازین اور پہر کیا وجہ ہی کہ اپنی مانی ہوئی بالتون مین
ایسی ایسی دلیلین تسلیم کرین اور ہم جو اثبات فاتحہ و میلاد شریف مین اس سی بہت اعلی دلائل پیش کرین وہ
غیر منظور ہون اسکا کچہہ علاج نہین بجز اسکی کہ حق سبحانہ اپنی قدرت کاملہ سے شان ہدایت کا جلوہ دکہائی

**مسئلہ دوسرا** آخر چہٹی صدی مین جو محفل مولد شریف منعقد ہوئی اوسکو اجلہ علما اور اکابر فضلای متحسن سمجہا اور شریک
ہوئی اور امام نووی کی استاد ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ نی اس محفل کو پسند کیا اور اسکو بدعت حسنہ قرار دیا اور یہہ
فرمایا و من احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات و
اظہار الزینۃ و السرور الی خرہ آور فرمایا ابن حجر محدث رحمۃ اللہ علیہ نی و عمل المولد و اجتماع الناس لہ کذلک
ای بدعۃ حسنۃ کذا فی السیرۃ الحلبیہ **تیسرا مسئلہ** آٹہوین صدی کی آخر مین جو تسلیم بعد اذان احداث
کی گئی اوسکو درمختار مین لکہا ہے التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبعمائۃ واحدی ثمانین و ہو
بدعۃ حسنۃ یعنی سلام پڑہنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد اذان کی سات سو اکیاسی سن ہجری مین ایجاد
کیا گیا اور یہہ بدعت حسنہ ہی انتہی اور اسطرح درمختار کی شارح شامی نی بہی اسکو مسلم رکہا اور نہر الفائق شرح
کنز اور قول بدیع سی یہ نقل کیا و الصواب انہا بدعۃ حسنۃ یعنی ٹہیک یہی بات ہے کہ یہہ سلام بعد اذان بدعت
حسنہ ہی دیکہئی آٹہوین صدی تو قرون ثلثہ کی بہت بعد ہی اوسوقت کی نکالی ہوئی چیز کو بہی فقہای بدعت

حسنہ کہا ہی اب دیکھنا چاہئی اقوال فقہا کو امام شافعی کی قول سی یہان تک یہ سب علما تقسیم ہونا بدعت کا لغوی
حسنہ اور سیئہ کی ان ہی ہیں اور بدعت حسنہ کو خواہ وہ قرون ثلاثہ مین نکلی ہو یا بعد قرون سب کو مستحب اور حسن
فرمارہے ہین پس مولوی اسحق صاحب کی فرمانیکی موافق ان سب فقہا کی نزدیک بدعت حسنہ کا ایجاد الی
یوم القیامہ ثابت ہوا اسلئی کہ وہ کہتی ہین غیر محدود ہست عند القایل بتقسیمہا اور خود موی اسحق صاحب اور مولوی
اسمعیل صاحب کے بزرگ بھی تقسیم بدعت مان ہی ہین شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سوالات عشرہ محرم
کی جواب سوال اول مین لکھتی ہین ساختن مزار نخ وصورت قبور وعلم وغیرہ انہمہ بدعت ست ظاہر است کہ
این بدعت حسنہ کہ دران ماخوذ بنا شدہ نیست بلکہ بدعت سیئہ ست وحال بدعت سیئہ این ست کہ در حدیث شریف
وارد ست شر الامور محدثاتہا وکل بدعۃ ضلالۃ انتہی اور شاہ صاحب صوف فی تحفہ مین بھی بدعت حسنہ کا اثبات
کیا ہی مطبع حسینی دہلی کی مطبوعہ صفحہ ۵۹ مین دیکھو اور تفسیر عزیزی پارہ الم مطبوعہ مطبع ولی محمد لکھنوی صفحہ ۲۱۲
مین بدیع قرآن شریف کو بدعت حسنہ فرمایا ہے اب تیرہوین صدی مین یہ مولوی اسمعیل صاحب کہ جنکا کلام تذکیر
الاخوان مین یہ تھا کہ جو کوئی دین کی عقیدی اور عبادت اور رسم مین وقت یا جگہ یا وضع یا ہیئت گنتی قید
اپنی طرف سی مقرر کری سو وہ بدعت اور باطل اور مردود ہی انتہی کلامہ شکر خدا کا کہ یہ قاعدہ ایجاد کر کی
آخر کار خود اوس راہ سی مخالفت اختیار کی وجہ ثبوت یہہی کہ اونہون فی صراط مستقیم مین لکھا ہی اشغال
مناسبہ ہر وقت وریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا میباشد لہذا محققان ہر وقت ازاکابر ہر طریق در تجدید
اشغال کوشیدہا کردہ اند بنا علیہ بمصلحت ہر وقت چنان اقتضا کرد کہ یک باب ازین کتاب برای بیان
اشغال جدیدہ کہ مناسب این وقت است تعین کردہ شود اس عبارت مین قرون ثلثہ کی کچھ قید نہین لگائی بلکہ
ہر قرن مین ایجاد اشغال اور تعینات مشایخ کو مسلم رکھا اور بذات خود اپنی تیرہوین صدی کے واسطہ اشغال
جدیدہ ایک باب مین لکھی اوس باب مین دیکھو ذکر اللہ اور عبادت الہی مین کیا کچھ وقت اور وضع اور
ہیئات اور عدد کی قیدین ہین اور صراط مستقیم کی آخر ورق مین بھی لکھا ہی تجدید اشغالیکہ این کتاب
محتوی بران است فرمودند یعنی مرشد صاحب نے نئی اشغال نکالی اور ظاہر ہی کہ تجدید مین احداث ہے
پس معلوم ہوا کہ انجام کار انکو بھی یہی حق معلوم ہوا کہ ایجاد بدعت حسنہ الی یوم القیامہ جائز ہست خیر

اللہ تعالی اونکی مقلدون کو بھی ہدایت نصیب کرے آپ اہل سنت و الجماعۃ خوب غور اور فکر سے ملاحظہ فرماویں
کہ یہ جو مفتیان فتوی انکاری نی مولد شریف اور فاتحہ اموات کو پنجشنبہ و عیدین وغیرہ مین منع لکھا ہا
اوسکی بنیاد اسی ایک دلیل پر تہی کہ جو کام قرون ثلثہ کی بعد ہوتا ہے وہ بدعت سیئہ ہوتا ہی اور سنا چکی
ہم تمکو حال اس دلیل کا کہ یہ دلیل نہایت سخیف اور رکیک ہی اور جب ٹوٹ گئی دلیل اونکی قول ارباب
تحقیق و اصحاب تدقیق سی تو شکست فاش کہا گیا اونکا فتوی اور قایم رہگئی وہ سب امور صالحہ اپنی
اباحت اور استحسان پر آلان کما کان پس مذہب صحیح اور مشرب اہل تنقیح یہی ہی جو علامہ حلبی نی جلد اول
انسان العیون مین لکھا ہی و قد قال ابن الحجر الہیتمی ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا کہا حافظ ابن
حجر فقیہ محدث نی کہ بدعت حسنہ کی مندوب اور مستحسن ہونی پر اتفاق کیا گیا ہی یعنی فقہا و محدثین مین جو
محققین ہین وہ سب بالاتفاق و الاجماع بدعت حسنہ کو جایز و درست فرماتی ہین اور اسی کی طرف
رغبت دلاتی ہین پس یہ سب امور مندرجہ فتوی انکاری یعنی مولد شریف و فاتحہ اموات عیدین و پنجشنبہ
وغیرہ باتفاق و اجماع اہل تحقیق طائفہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کی مستحسن ہڑی نہ سیئہ اور مخالفین جو بباعث
سخن پروری انکار کیے جاتی ہین اونکی انکار سی کچھہ حرج لازم نہین آتا کتاب تہمید مین حضرت ابو شکور رحمۃ اللہ
علیہ فرماتی ہین و اما خلاف الذین خالفوا نغر ضہم لا یعد خلافا پس جو لوگ اپنی کسی غرض کی سبب قایل
نہین ہوتی اونکی خلاف کرنے سی کچھہ قباحت ہماری امور مستحسنہ مین نہین آتی ربنا تقبل منا انک
انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت خیر القابلین

## نوزدوم مین چھہ لمعہ ہین لمعہ اولی در بیان جواز فاتحہ بر طعام و شیرینی

جو عبادت زبان یا جوارح و ارکان انسان سی صادر ہو
اوسکو عبادت بدنی کہتی ہین جیسی قرآن یا تسبیح و تہلیل وغیرہ پڑہنا اور جس عبادت مین مالیت صرف ہو اوسکو
عبادت مالی کہتی ہین جیسی روٹی گوشت روپیہ پیسہ کپڑا وغیرہ راہ خدا مین خرچ کرنا اہل السنت و الجماعت کا
مذہب ہے کہ دونو طرح کی عبادت کا ثواب اگر کسیکو بخشنا چاہین تو بہو بخشتا ہے کتاب ہدایہ مین ہے ان الانسان
ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوۃ او صوما او صدقۃ او غیرہا عند اہل السنۃ و الجماعۃ یہ ہدایہ علم فقہ مین نہایت
درجہ معتبر اور مشہور کتاب ہے اور شرح عقائد نسفی مین ہے و فی دعاء الاحیاء للاموات و صدقتہم عنہم نفع لہم

۵۷ بیشک انسان کو دوسرے کی عبادت کا ثواب کرکوہ اپنے غیر کو نفع پہنچا سکتا ہے یا اور کچھ بھی یہ مذہب اہل سنت و الجماعت کا ہے ۱۲ منہ

آدمی دو طرح کا ہے ایک اونکی طرف سی صدقہ خیرات اون کو نفع پہنچتا ہے اس مسئلہ کی تحقیق مین مستدل رد کرتی ہین ۱۲ منہ

خلافا للمعتزلہ یہ کتاب عقاید کی کتابون مین مشہور درسی معتبر کتاب ہے اور یہ مسئلہ بہت حدیثون سے
ثابت ہے تذکرۃ الموتی مین قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اون حدیثون کو نقل کرکی فرماتی ہین
لہذا جمہور فقہا حکم کردہ اند کہ ثواب ہر عبادت بمیت می رسد اور لکھا ملا علی قاری فی شرح فقہ اکبر مین
واسطہ عبادت بدنی کی مذہب ابو حنیفہ و احمد و جمہور سلف الی وصولہا الی آخرہ پس اس بنا پر یہہ عا
اکثر اہل اسلام کی ہی کہ جب کسی میت کی نام سی کچہہ کہانا یا شیرینی دینا جاہتی ہین تو احمد اور درو
شریف پڑہکر دعا اوس میت کی لئی کرتی ہین اور خدا سے درخواست کرتی ہین کہ جو کچہہ ہمنی پڑہ
اور یہہ جو کچہہ خیرات دیجاتی ہی اوسکا ثواب فلان میت کو پہونچی عوام مین اسکا نام فاتحہ ہی یون
کہا کرتی ہین آج فلان میت یا فلان بزرگ کی فاتحہ ہی اصل مین فاتحہ نام ہی الحمد شریف کا جو
الحمد اوسوقت پڑہی جاتی ہی اسلئی اس کل عمل کا نام فاتحہ قرار پایا تسمیۃ الکل باسم جزئہ اور منکرین نے
نام فاتحہ مرسوم رکہا ہی اب اس فاتحہ مین دیکہنا چاہئی کہ جو کچہہ درود و دعا الحمد پڑہی گئی یہہ عبادت بد
ہی وہ ثابت الاصل اور جو کچہہ کہانا یا شیرینی اوسوقت دیگئی یا دیجاویگی وہ عبادت مالی ہی وہ بہی
فقہ حدیث عقاید سی ثابت ہے ان دونو عبادتون کا ثواب میت کو پہنچایا جاتا ہی پہر منکرین کا یہہ
کہ اسکی کچہہ اصل نہین اسکی کیا معنی اگر یہہ کہو کہ عبادت بدنی جدا کردو اور عبادت مالی جدا لیکن دونو کا جو
کرنا ثابت نہین تو یہہ وہی مثال ٹہیرگی کہ جب کوئی مفتی شریعت حکم دی کہ بریانی کہانا جایز ہی اسمین
کہ اوسمین گوشت ہی گوشت حلال چیز ہی اور برنج ہی وہ بہی حلال اور رنگت زعفران کی جو بعض
برنج پر ہی وہ بہی حلال پس مجموعہ ان مباحات کا مباح ہی تو اوسکی جواب مین کوئی بیہودہ سر پہوڑ
تیار ہوجاوی کہ صاحب یہہ سب جدا جدا تو بیشک ثابت ہی لیکن ہم تو جب مانین کہ اس مجموعہ کا ذکر قرآ
یا حدیث مین کہاؤ یہہ حرف کہان لکہی ہین کہ بریانی کہانا درست ہی پس جسطرح اس بیہودہ کو سخت
سخیف العقل اور قابل مضحکہ جانینگی اوسی درجہ مین ان صاحبونکی یہہ بات ہے علاوہ برین جسطرح اثبات
جمع کو موقوف رکہتی ہو وجود صریح روایت پر اسیطرح جاہی منع کو بہی موقوف رکہو وجود روایت پر پس
اگر عبادت مالی اور بدنی جمع کرنی مین کوئی حدیث یا آیت ممانعت مین آئی ہو تو منع کرو ورنہ تمکو

چاہیی حال آنکہ ہم دعوی کرتی ہین کہ کوئی حدیث یا آیت ممانعت جمع بین العبادتین مین نہین ملتی اگر آئی
ہی پیش کرو ائتوا برہانکم ان کنتم صادقین ہم توجمع بین العبادتین کے لئی قواعد عقلی اور نقلی شرع شریف سی پیدا
کردینگے **ایک** تو یہی کہ جب ممانعت ثابت نہین تو اصل اباحت ہے **دوسری** یہ کہ سعادت عبد عبادت
معبود مین ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور عبادت بعضی زبان ہے بعضے اور اعضاء بدن ہے بعضے
مال سی جو کوئی ہر قسم کی عبادت کریگا لابد افضل ہوگا ایک عبادت والی سی شب معراج مین رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نی جو تحفہ جناب باری مین گذرانیہ لفظ ہی التحیات للہ والصلوات والطیبات مفسرین اور محدثین نے
اسکی معنی یہہ لکھی ہین کہ اللہ کیواسطہ ہین سب تعریفین جو زبان سے ادا ہون اور جو عبادتین بدنی ہین اور جو
عبادتین مالی ہین پس جبکہ تینون قسم کی عبادتین اللہ کی واسطی خاص ہوئین تو زہی قسمت اوس شخص کی کہ
ان تینون کو ادا کری فاتحہ مرسومہ مین یہہ بات حاصل ہی جب کہا الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک
یوم الدین یہ تحمید اور ثنا اور شکر زبانی ہوا اللہ تعالی کا اور جب کہا اہدنا الصراط المستقیم الی آخرہ یہ دعا
ہوئی اور نیز درود پڑہنا اور عاجز ذلیل بنکر اپنی اللہ تعالی کی سامنی ہاتہ اوٹھانا اور موتی کی لئی دعای
مغفرت کرنا یہہ بہی عبادت بدنی اور لسانی ہوئی اور جو کچہہ شیرینی یا کہانا للہ دیگا وہ عبادت مالی ہوگی
پس یہہ جو پانچون وقت نمازی نماز مین کہتا ہی التحیات للہ والصلوات والطیبات اسکا مجموعہ فاتحہ مین ہوجوے
زہی قسمت میت کی جو اوسکو یہ عطر مجموعہ پہنچی **تیسری** یہہ کہ پندرہوین بابنصاب الاحتساب مین کتاب التجنیس
والمزید مولفہ امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ سی نقل کیا ہی روی ان علیا رضی اللہ عنہ تصدق بخاتمہ وہو فی
الرکوع فمدحہ اللہ تعالی بقولہ یوتون الزکوۃ وہم راکعون یہ روایت تفسیر معالم و مدارک و بیضاوی و رازی وغیرہ
مین بہی وارد ہے لکہتے ہین کہ ظہر کی وقت ایک آدمی نی سوال کیا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین جب اوسکو کچہہ
نہ ملا اوسنی ہاتہ آسمان کی طرف اوٹھاکر کہا ای الہہ تو گواہ رہیی کہ مین مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین سوال کیا اور
کچہہ بہی کسینی نہ دیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ حالت رکوع مین تہی آپنے اپنی داہنی ہاتہ کی انگلی خنصر جسمین انگوٹہی تہی
سایل کی طرف کردی اوسنی آگی بڑہکر انگوٹہی جناب نبی کریم علیہ التسلیم کی سامنی انگشت علی کرم اللہ وجہہ سے
نکال لی انتہی اب دیکہیی صدقہ ایک عبادت مالی ہی اور نماز عبادت بدنی اور صاحب ہدایہ کی عبارت کتاب

التجنیس سے گذر چکی کہ اللہ تعالی نی اس جمع مین العبادتین کرنی پر سورۂ مائدہ مین تحریف فرمائی اور امام ابو البرکات
نسفی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کنز الدقائق جو علماء اعلام حنفیہ سے ہین اپنی تفسیر مدارک مین اس مقام پر فرماتی ہین کہ یہان
شان نزول فعل ایک کا ہی پھر صیغہ جمع کیون فرمایا جواب دیا کہ اسمین رغبت دلانی سب آدمیونکو کہ یہ ثواب کچھ ایک
کی لئی نہین جو کوئی اسطرح کام کریگا اون سبکو ایسا ہی ثواب ملیگا عبارت یہ ہی وورد بلفظ الجمع لان
السبب احداث رغبۃ للناس فی مثل فعلہ لینالوا مثل ثوابہ اور یہ ہی مضمون علامہ قاضی بیضاوی شافعی نی لکھا اور لکھا
مدارک مین والایۃ تدل علی جواز الصدقۃ فی الصلوۃ یعنی آیۃ سی معلوم ہوا کہ صدقہ دینا نماز مین جائز ہی جیسا علیہ
جمع کردینا عبادت بدنی ومالی کا نص کتاب الہی سی جائز بلکہ قابل مدح وثنا معلوم ہوا اور نمازوہ عبادت بدنی
ہی کہ اوسمین حرکت اجنبی سی جو متعلق صلوۃ نہو بچنا چاہیی جب اوسمین مالی وجود حرکت تصدق جمع مین العبادتین جائز
ہوا تو خارج نماز جو حرمت صلوۃ ہی مرد مکلف کی ذمہ نہین بدرجۂ اولی جائز ہوگا باقی رہا یہ اختلاف کہ بعض
کہتی ہین یہہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین ہی اور بعض کہتی ہین ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تھی اور بعضونکی
اور بھی اقوال ہین یہ ہمکو مضر نہین جب نص قرآن مین یوتون الزکوۃ وہم راکعون آگیا قال ابو البرکات النسفی
رحمۃ اللہ الواو للحال ای یوتونہا فی حال رکوعہم پس مورد آیت کوئی ہو وہی جمع مین العبادتین آیت سے
ثابت ہی لیکن یہہ جمع اسطرح ہے کہ اصل عبادت بدنی کرتا تھا اوسمین مالی عبادت بھی عمل مین لایا اب ہم اوسکے
سند دین کہ عبادت مالی کرنی مین بدنی عبادت بھی کی گئی دارمی محدث نی کتاب الاضاحی مین روایت
کی ہی جابر ابن عبد اللہ سی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نی دو مینڈھی قربانی کی جب اونکو ذبح کی لئی قبلہ رو
لٹایا تب اپنی یون پڑھا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی
ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اللہم ان ہذا منک ولک عن محمد وامتہ
ثم سمی اللہ وکبر وذبح یعنی اول حضرت نی وہ آیتین پڑہین پھر فرمایا یا الہی یہ قربانی تیری فضل وکرم سی ہے
اور تیری ہی رضامندی کی لیی ہی محمد اور اوسکی امت کی طرفسی پھر آپ نی بسم اللہ اللہ اکبر فرماکر اونکو ذبح کیا
اور مسلم کی حدیث مین دعا مانگنا ایک دوسری موقع قربانی مین اسطرح بھی آیا ہے اللہم تقبل من محمد وآل محمد ومن امۃ
محمد اور لفظ اول المسلمین کے جگہہ من المسلمین کے بھی روایت ہوا اور لفظ حنیفا سی پہلی علی ملۃ ابراہیم بھی مروی ہے

اور جسطرح احادیث مین ہی اوسی طرح آیات کا پڑہنا فقہاء عظام فی باب اضحیہ مین لکھا ہی اور محمد ابن احمد زاہدی
یہہ بہی لکھا ہی اللہم تقبل منی ہذا الاضحیہ فاجعلہا قربانا لوجہک الکریم خالصا وعلم اجری علیہا اور کیا نہین دیکھتے کہ
شائع ہی اہل اسلام مین عقیقہ کی وقت یہ دعا پڑہتی ہین اللہم ہذہ عقیقہ ابنی فلان فدمہا بدمہ ولحمہا بلحمہ وعظمہا
بعظمہ وجلدہا بجلدہ وشعرہا بشعرہ اللہم اجعلہا فداء لابنی من النار اور اسکے بعد وہی آیت انی وجہت اور ان
صلاتی تا الفظ من المسلمین پڑہکر کہتے ہین اللہم منک ولک بسم اللہ واللہ اکبر اسکو غور سے دیکہین یہہ کیا ہی وہی
عبادت بدنی ومالی کا اجتماع ہے اور کیونکر منع ہو جمع بین العبادتین حق سبحانہ فرماتا ہے فاستبقوا الخیرات
یعنی سبقت چاہو نیکیون مین اور تفسیر روح البیان مین ہی والمراد جمیع انواع الخیرات اور ایسا ہی تفسیر عزیزی
مین ہی معلوم ہوا کہ ہر قسم کی عبادات وخیرات بدنی ومالی جس کسی سی جسقدر ہوسکین سب مامور بہا ہین شرعاً
اور شاہ عبدالقادر صاحب اس آیت کی فائدہ مین لکہتی ہین (بہتری اوسیکو ہی جو نیکیون مین زیادہ ہو) اور
ظاہر ہی کہ دو قسم کی عبادت کرنیوالی ایک قسم کی عبادت والی سی افضل ہونگی پس جمع بین العبادتین
کرنے مین تو اوس قسم کی نتائج اور اوسکی فعل پر اتنی دلائل ہین اور اگر کہیئے یہہ کیا کہ ان سب کو ترک کیا اور
بدعت کہکر چہوڑ دیا جسطرح اب منکرین چہوڑی ہی ہین تو وہی مثل حرام کی کہنی ہین آئیگی **مرگئے مر دود فاتحہ نہ درود** اور رد فاتحہ کی دلیل مین یہہ بات پیش کرنا صاحب سیف السنہ کا
صفحہ ۶ مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز ثابت نہین کہا نہین سوای بسم اللہ پڑہنے کے نہایت
بیمحل ہے اہلئی کہ یہہ بسم اللہ تو ابتدای اکل طعام مین اہل فاتحہ بہی پڑہتی ہین کلام اسمین ہے کہ کہانا رکہا ہوا
سامنی موجود ہو اور انسان کچہہ پڑہی یہہ ثابت ہے یا نہین سو ہمارا دعوی ہی کہ یہہ ثابت ہے چند حدیثین مشکوۃ کی
باب المعجزات مین موجود ہین **ازانجملہ** حدیث ام سلیم بروایت مسلم وبخاری موجود ہی کہ حضرت کی
گرسنگی کا حال معلوم کر کی اوسنی چند روٹیان جوین پکا کر دوپٹہ کی پلہ مین باندہین یہہ قصہ طویل ہے
آخر یہہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اون روٹیونکو توڑ دیا ملیدہ کی طرح جو کچہہ اوسکی برتن مین گہی لگا ہوا
تہا وہ اوسمین ٹپکا دیا پہر حضرت نی الفاظ قسم دعا سی اوسپر پڑہے پہر دس دس آدمی کو بلا کر کہلانا شروع
کیا اسی اوسنیونکو پیٹ بہر بہر کہلا دیا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اور ام سلیم کی گہر بہر کے آدمیون نے کہا

اور پھر بھی بچ رہا یہہ دیکھی آپین کھانا سامنی ہی اور اوسپر دعا یا جو کچھہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی چاہا
اوسکا پڑہنا ہے **ازانجملہ** انس کی حدیث پر روایت مسلم و بخاری کا انس فرماتی ہین میری والدہ نی
ایک بادیہ مین کہانا کھجور اور گہی اور اقط کا مرکب بنایا ہوا بہیجا اقط ایک شی ہوتی ہی دہی ترش یا
چاہچہہ پکائی ہوئی کو خشک کرلیتی ہین عربی مین اوسکا قط کہتی ہین جسطرح دودہ کو پنیر یا یسی جاکر پنیر بناتی
ہین اور عربی مین اوسکو جبن کہتی ہین الحاصل اس طرحکی دہی اور کھجور اور گہی کا کہانا جب آپ کی پاس آیا
آپ نی اوسپر کچھہ پڑہا جو کچھہ اللہ تعالی کو منظور تہا پہر حضرت دس دس آدمی کو بلاتے گئے اور کہلاتے گئے
قریب تین سو آدمیون کو کہلادیا پہر مجہکو فرمایا اوٹہالی ای انس اپنا بادیہ مینی جب اوٹہایا حیرت مین گہیا
کہ جب مین لایا تہا اوسوقت آپین کہانا زیادہ تہا یا اب زیادہ پہلی سی موجود ہی **ازانجملہ** حدیث غزوہ
تبوک کی مشکوۃ مین بروایت مسلم مذکور ہے جب لوگ گرسنہ ہوگئی حضرت عمر نے دعا کرانی چاہی رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سی تب آپ نی دستر خوان بچہوایا اور فرمایا لے آؤ جو کچھہ کسیکی پاس کہانا بچا ہوا ہو تب کسینی
مٹہی جوار کسینی مٹہی کھجور کسینی ٹکڑا روٹی کا جسکی پاس جو کچھہ بچا ہوا تہا لاکر ڈالا بہت ہی تہوڑا سا ذخیرہ
جمع ہوا پہر آپ نی اوسپر دعا فرمائی اور فرمایا پہر لو اپنی برتن پہر جسقدر لشکر تہا سب نے اپنی تمام برتن جو
اونکی پاس تہی بہر لیے اور خوب کہایا اور پہر بہی کہانا بچ رہا شارحین لکہتی ہین کہ اوسوقت لشکر مین لاکہہ
آدمی موجود تہی پس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ لاکہہ آدمی اسبات پر شاہد ہتی کہ کہانا سامنی رکہی ہوے پر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی دعا مانگی باقی رہی یہ بات کہ حضرت نی وہ دعا مانگی جسکو ضرورت تہی صاحب
فاتحہ وہ دعا کرتا ہے جسکی اوسکو حاجت اوسوقت ہی پس دعا ہونے مین دونو برابر ہین یعنی دعا کی معنی
شرع مین یہی السوال من اللہ الکریم یہہ دونو جگہہ ایک ہین اوران مقامات مین یہ بات کسی راوی نی روایت
نہین کی کہ حضرت نی دعا کرنمین ہاتہہ نہین اوٹہای بلکہ علی الاطلاق عادت حضور کی تہی کہ جب دعا کرتی ہاتہہ
اوٹہا کر کرتی جیسا کہ جامع صغیر مین جلال الدین سیوطی نی نقل کیا ہے کان اذا دعا جعل بطون کفہ الی وجہہ یعنی
آپ جب دعا کرتی تہی تو ہاتہہ اوٹہانے مین ہتیلی ہاتہہ کی منہ کی طرف کرتی تہی اور ارشاد جناب یہی ہی کہ تم جب
سوال کرو تو ہاتہہ اوٹہا کر ہتیلی پہیلا کر سوال کرو پس احادیث مفیدہ قولیہ ہر طرح سے رفع یدین عند الدعا اور

دعا کا مانگنا بحضوری طعام ثابت ہوا اب اہل انصاف کو چاہیئی کہ سخن پروری کو چھوڑکر ان دلائل میں خوب تامل فرماویں اتباع حق کریں ورنہ ایسا تو کریں کہ فاتحہ پڑھنی والوں کو صلوات نہ سنائیں ؎

مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان ۔ تنبیہ ہاں اگر کوئی کم فہم عوام میں ایسا ہو کہ وہ ثواب عبادت مالی کو یوں سمجھے کہ بغیر فاتحہ پڑھی نہیں پہنچی گا اس عقیدہ کو بد کہنا چاہیئی اور اسکو زجر و توبیخ کرنا چاہیی کیونکہ اوسنے حکم اطلاق نصوص فرمان مصطفوی کو علیہ افضل التحیۃ والسلام اعتقاداً مقید کر دیا لیکن برتاو عملدرآمد لوگوں کا دیکھکر یوں معلوم ہوتا ہی کہ یہ عقیدہ اونکا نہیں اسلئی کہ جب میت کی طرف سی کچھ کپڑا یا روپیہ مسجد یا مدرسہ میں دیتی ہیں تو فاتحہ پڑھکر نہیں دیتی اور ہنود کی رسم یہ ہی کہ کہانا یا کپڑا یا کوئی چیز جو کچھ میت کی لئی کرتی ہیں سب چیز پر سنکلپ کرتی ہیں چنانچہ تحفۃ الہند صفحہ ۸ مطبوعہ فاروقی میں ہے جب اہل اسلام نی ایسا نہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ عقیدہ اونکا یہ ہے کہ ثواب عبادت مالی کا بدون کچھ پڑھے پہنچ جاتا ہے اسیطرح جب ختم قرآن شریف یا قل ہو اللہ وغیرہ پڑھکر میت کو بخشتی ہیں یا قبرستان میں جاکر اوپر فاتحہ پڑھتی ہیں اوس صورت میں یہ لازم نہیں پڑتی کہ اسوقت میں کچھ صدقہ بھی ضرور چاہیئی اس سی معلوم ہوا کہ اونکی نزدیک ثواب عبادت بدنی کا بدون عبادت مالی کی پہنچ جاتا ہے جب عقیدہ یہ ٹہرا تو اونکی حق میں کچھ مضر نہیں فاتحہ پڑھنا بعض صور مثل اطعام طعام و تقسیم شیرینی وغیرہ میں اسوجہ اسطی بزرگان دین کا اس طریقہ پر عمل رہا ہی عنقریب ہم نقل کرینگی باقی رہی یہ بات کہ بعضے آدمی جو زیادہ احتیاط کرتی ہیں کہ روی بقبلہ بیٹھتی ہیں اور مکان پاکیزہ اور صاف میں پڑھتی ہیں سو یہ بات کچھ فرض نہیں بلکہ قسم آداب سے ہی شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعزیہ کی پاس درود و فاتحہ پڑھنے کی

سوالات عشرہ محرم میں رقم فرماتی ہیں فاتحہ و درود فی نفسہ درست ست لیکن ہر قسم جای نوعی بی ادبی میشود زیرا کہ نجاست معنوی دارد و فاتحہ و درود جائی باید خواند کہ محل پاک باشد از نجاست ظاہری و باطنی انتہی اس کلام سی صاف ثابت ہوا کہ فاتحہ پاکیزہ جگہ میں پڑھنی چاہیئی اور مولوی اسمٰعیل صاحب صراط مستقیم میں موافق تعلیم اپنے مرشد سید احمد صاحب کی لکھتی ہیں اول طالب را باید کہ با وضو و زانو بطریق نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار

کا کی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نمایدالی آخرہ مکان پاک مین رو بقبلہ ہو کر فاتحہ پڑہنا آداب کے ساتھہ ان بزرگوارون کی کلام سی ثابت ہوگیا اب اگر کوئی یہ کہی کہ فاتحہ یعنی الحمد کو مقامات ایصال ثواب مین کیون خیال کیا ہی جواب اوسکا یہہ ہی کہ الحمد کو فضیلت بڑی ہے کل سورتون پر سیرت جلی اور تفسیر عزیزی مین ہے اگر فاتحہ کو ایک پلہ ترازو مین رکہین اور تمام قرآن دوسری پلہ مین تو فاتحہ یعنی الحمد غالب آویگی سات حصہ اور تفسیر روح البیان مین ہے جسنے پڑہی الحمد دگنا اوسکو اللہ تعالیٰ ثواب گویا کل قرآن پڑہا اور گویا اوسنی صدقہ کیا کل مومنین اور مومنات پر انہی اسلئی اہل اسلام مین یہ رسم پڑگئی کہ جب کوئی اپنی میت کے لئی کچہہ کہانا یا شیرینی دیتا ہی تو الحمد پڑہہ دیتا ہے اسکی پڑہنی سی یہ اجر ہو جاتا ہی گویا جمیع مومنین و مومنات پر صدقہ دیا کیا خدا کی قدرت ہی اصحاب فاتحہ تو کس درجات کو پہنچ رہی ہین اور منکرین اس فعل سی منع کرکی کیا کیا خیرات جاریہ بند کرا رہی ہین

**اب رہا مسئلہ ہاتہہ اوٹھانیکا** سو جواب اوسکا یہہ ہی کہ فاتحہ مین دعا ہی کی جاتی ہے اور وقت دعا کہ جو خارج نماز سی کی جاتی ہی اوسمین ہاتہہ اوٹھانا مستحب ہے حصن حصین مین ہے آداب الدعا ویبسط الیدین **شمس** در فعہما ع یعنی دعا کی آداب مین یہہ ہی پہیلانا دونو ہاتہون کا روایت کی یہ ترمذی اور حاکم نی اور اوٹھانا دونو ہاتہون کا روایت کی یہہ چہہون محدثون صحاح ستہ کی مصنفون نی اور مشکوۃ مین حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرقوم ہی اذا سالتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم جب تم سوال کرو اللہ تعالیٰ سی تو سوال کرو ہاتہون کی ہتہیلیان اوٹھا کر اور نیز مشکوۃ مین حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیی کریم یستحی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردہما صفرا بیشک اللہ تعالیٰ شرم و حیا والا ہے کرم کرنے والا ہے شرم رکہتا ہے اپنی بندہ سی کہ جب وہ اوٹھائے ہاتہہ اوسکی طرف تو پہیر دے اوسکو خالی پس چونکہ فاتحہ میت کی امداد ہے اسلئی ہاتہہ اوٹھا کر دعا کرتی ہین کہ خدا تعالیٰ بموجب مضمون حدیث شریف کی ان ہاتہون کو خالی نہ پہیری بلکہ مراد سی بہردی اور مسائل اربعین مین مولوی اسحق صاحب نے مسئلہ سوم و دوم کی جواب مین کہ تعزیت میت مین ہاتہہ اوٹھا کر فاتحہ پڑہنا جایز ہی یا نہین رقم فرمایا ہے

اما دست برداشتن برای دعا وقت تعزیت ظاہرا جواز است زیرا کہ در حدیث شریف رفع یدین در دعا

مطلقا ثابت شدہ پس درینوقت ہم مضائقہ ندارد ولیکن تخصیص آن برائے دعا وقت تعزیت ماثور نیست انتہی
دیکھئے یہہ بات تسلیم کرکی کہ اس ہیئت خاص سے منقول نہین ہی حکم دیا کہ ہاتہ اوٹھانا کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ
مطلق دعا مین ہاتہ اوٹھانا ثابت ہی اس بناپر ہم کہتی ہین کہ خاص وقت فاتحہ میت کی اگرچہ کوئی روایت
ماثور نہو لیکن جب حدیثون مین مطلق دعا کی لئی ہاتہ اوٹھانا آیا ہے تو اس فاتحہ مین ہی ثابت ہوگیا کیونکہ یہہ
بہی دعا ہے اب دیکھئے مفتیان فتوی انکاری کوئی اس فاتحہ مذکورہ کو کہتا ہی کہ مخترعات ناپسندشرعیہ سے
ہے اور کوئی رسم نہو دلکہتا ہے افسوس افسوس جس چیز کی اصول احادیث صحیحہ سے نکلتے ہون اوسکو حرام
یا رسم نہو دیا ضلالت کہنا انہی با انصاف آدمیون کا کام ہے پہلے صلحاو علما تو اسکو مسلم رکہتی آئی ہین مولانا عبدالقیم
گجراتی جو بڑی عالم صالح متقی ہم عصر شیخ عبدالحق دہلوی کی رہتی وصیت نامہ مین لکہتی ہین تخصیصات وراء شرع
وتراکیب ماکولات وتعینات در مقروآت بفاتحہ ونیازہای بزرگان از رسوم صالحہ است انتہی اور جامع
الاوراد مین ہی اگر بر طعام فاتحہ کردہ بفقراء دہد البتہ ثواب می رسد اور اسی جامع الاوراد مین ہے چون فراغ
ختم کند اول پنج آیتہ خواندہ دست برائی فاتحہ بردارد وثواب ختم بارواح ہرکہ خواہد بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بخشد یہہ وصیت نامہ اور جامع الاوراد کی عبارتین صمصام قادری مین ہین اور زبدۃ النصایح مطبوعہ
مطبع محمدی جو ۱۲۶۷ھ کی مطبوعہ ہی اوسمین مولانا برہان الدین مرحوم کی یہ عبارت صفحہ ۵۶ پر موجود ہے
ہمین ہست مضمون فاتحہ مرسومہ پس ثواب درود وحمد وقل وہم ثواب بذل طعام نذر بروح آن جناب
خواہد رسید اب اس فرقہ کی بزرگوار ونکا احوال سُنئی مجموعہ زبدۃ النصایح مین صفحہ ۱۳۲ پر استفتا شاہ ولی اللہ
صاحب کا مرقوم ہے سایل نی سوال کیا تہا کہ کسی کی نام کا مُرغا یا بکرا ذبح کیا ہوا درست ہے یا نہین
اور ملیدہ یا شیربرنج وغیرہ نیاز اولیا کا درست ہے یا نہین شاہ ولی اللہ صاحب نے اوسکی جواب مین
ذبیحہ کو حرام فرمایا اور ملیدہ شیربرنج کی نسبت یہہ الفاظ لکہے اگر ملیدہ وشیربرنج بنابر فاتحہ بزرگی
بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزند وبخورانند مضایقہ نیست وطعام نذر الہ غنیا را خوردن حلال نیست
واگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد پس غنیا را ہم خوردن جایز است انتہی کلام دیکھئے کہانی پر فاتحہ دینا خاص فتوی شاہ ولی اللہ سے
ثابت ہی اور نیز شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین فرماتے ہین پس

پس ده مرتبه درود خوانند ختم تمام کنند و برقدری شیرینی فاتحه بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند وحاجت
از خدای تعالی سوال نمایند الی آخره جائز اور مباح ہونا تو اور بات ہی یہان تو امر فرمارہی ہین کہ اسطرح پر ہین
غرض کہ کلام مولانا عبد الشکور گجراتی اور شاہ ولی اللہ دہلوی سی معلوم ہوگیا کہ فاتحہ بحضور طعام و شیرینی رسم
صالحہ مقررہ صلحا و معمول بر علما سی ہی چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب بہی اسکی تصدیق فرماتی ہین تفسیر عزیزی
پارہ الم ترین ہی وسرش آنست کہ نزد عوام طریق ذبح جانور بہر گونہ کہ مقرر است متعین ہست برای رسانیدن
جان جانور برای ہر کہ منظور باشد چنانچہ فاتحہ و قل و درود خواندن طریق متعین ہست برای رسانیدن ماکولات
و مشروبات بارواح دیکہی یہان معلوم ہوگیا کہ شاہ صاحب کیوقت تک یہی فاتحہ و قل ایصال ثواب کے متوقع ہین
متعین تہا کیونکر آپ مثال دیتی ہین کہ جسطرح اہل اسلام ہین قل اور فاتحہ پڑہکر پہنچا دینا ثواب ماکولات و مشروبات
کا معین ہی اسیطرح عوام جانتی ہین کہ جب نام خدا لیکر جانور ذبح کیا تو جان اوسکی جسکو ہم چاہین میرانی اور
سدو وغیرہ کو پہنچ جاتی ہی حال آنکہ یہ بات غلط ہی جان کسیکو نہین پہنچ سکتی ماکولات و مشروبات کا ثواب
پہنچ سکتا ہی اس مضمون کو بیس سطر پہلی اس عبارت سے اسطرح لکہا ہی کہنہ این مسئلہ آنست کہ جان برای
غیر جان آفرین نیاز کردن درست نیست و ماکولات و مشروبات و دیگر اموال نیز اگرچہ از راہ تقرب بغیر اللہ
دادن حرام و شرک ست اما ثواب آن چیزہا را کہ عاید بدہندہ میشود از آن غیر ساختن ہم بر ست زیرا کہ انسان را
میرسد کہ ثواب عمل خود را بغیر خود ببخشد چنانچہ میرسد کہ مال خود را بغیر خود بدہد و جان جانور مملوک آدمی ہست
تا او را بکسی کہ خواہد بخشد الحاصل ماکولات و مشروبات وغیرہ مین شاہ صاحب کے وقت تک یہی تعین و معمول ہونا اس
رسم صالحہ کا ثابت ہے اور اگر اس عبارت تفسیر مین کوئی شخص اپنے فہم کی موافق ہیر پہیر کرنے لگے تو لیجی دوسرے
عبارتین شاہ عبد العزیز صاحب کی اونکی فتوی اور مکتوب کے جو صراحۃ دلیل جواز ہین سینیکی سوالات عشرہ محرم کی
جواب سوال نہم مین ہی کہ کہانا اون چیزون کا جو نذر و نیاز تعزیہ کے سامنے رکہکر فاتحہ پڑہتی ہین کیسا ہی
لکہتے ہین طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امام مین نمایند و بران فاتحہ و قل و درود خوانند متبرک مے شود
خوردن آن بسیار خوب ست لیکن بسبب بردن طعام پیش تعزیہ ہا و نہادن آن طعام پیش تعزیہ ہا
تمام شب تشبہ بکفار و بت پرستان میشود پس ازین جہت کراہیت پیدا میکند واللہ اعلم دیکہئے کہانی کی

اوپر فاتحہ کا پڑہنا شاہ صاحب کی کلام مین صاف لکھا ہوا ہی اور مکتوب آپ کا جو علی محمد خان صاحب
رئیس مراد آباد کو لکھا تہا اوسمین خود یہہ عبارت آپکی موجود ہے پس پرماحضر از طعام یا شیرینی فاتحہ
خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس میشود اس خط کی عبارت یہان بقدر حاجت لکھی گئی اور مباحث مولد
شریف مین زیادہ تر بیان ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ الحال حضرت شاہ صاحب اور انکی والد بزرگوار شاہ
ولی اللہ صاحب و دیگر علماء ربانی کی عبارت سی شیرینی اور کہانی پر فاتحہ پڑہنا بخوبی ثابت ہوگیا اور
سب سی زیادہ فاتحہ وغیرہ منع کرنی مین مولوی اسمٰعیل صاحب مشہور ہین حال اونکا یہہ ہی کہ وہ تاریخ
اور دن کی پابندی کو منع کرتی ہین اور اسپر بہی کوئی آیت یا حدیث سی ممانعت ثابت نہین کرتی
فقط بعضی مصلحتین بیان کرتی ہین چنانچہ مقامات تعین تاریخ بستم و چہلم وغیرہ مین ہم اونکی عبارت لکہیں گے
لیکن کہانی کی ساتھ فاتحہ پڑہنی کو وہ بہی منع نہین کرتی صراط مستقیم مین لکہتی ہین نہ پندارند کہ نفع
رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ہمچنی بہتر و افضل ست الی آخرہ ان عبارات منقولہ
بزرگان سے اثبات فاتحہ مرسومہ کا اہل عقل و انصاف کی نزدیک صاف ثابت ہوگیا اب اگر بعضی صاحب
منکرین مین زبردستی الزام دین فاتحہ کرنیوالون کو کہ ان لوگون کا تو اعتقاد یہی ہی کہ ثواب کہانی کا
بی فاتحہ کی نہین پہنچتا اور فاتحہ اور نیچ آیت وغیرہ پڑہنی کو یہہ لوگ یون نہین جانتی کہ یہہ امر خیر ہے اور ثواب
کی بات ہی بلکہ اسکو فرض و واجب جانتی ہین جواب سکا یہی ہی کہ منکرین لوگ ایسی ایسی زبردستی افترا باندہا
کرتی ہین شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو ہر سال اپنی باپ کا عرس کرتی تہی اوپر مولوی عبدالحکیم صاحب
پنجابی نی یہ اعتراض لکہا ہی کہ تمنی عرس کو فرض سمجہہ کہا ہی سال بسال کرتی ہو اوسکا جواب جو شاہ صاحب
موصوف نی لکہا ہی زبدۃ النصایح مطبوعہ ۱۲۸۶ھ کی صفحہ ۱۲ مین ہی این طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون
علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ ہیچکس فرض نمیداند آری زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان بامداد
ثواب تلاوت قرآن و دعای خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب ست باجماع علماء و تعین روز عرس برائے
آن مت کہ آن روز مذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل بدار الثواب بعد اس عبارت کی شاہ صاحب
نی عرس کی اصلیت احادیث سی ثابت فرمائی ہی در منثور اور تفسیر کبیر وغیرہ سی عن ابی رسول اللہ صلی اللہ

عرس کی اصلیت

۱۲ ۱۲ ۱۲

۱۵ روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ آپ نی فرمایا کہ جو شخص قبر پر جمعہ کی دن آوے اور سورہ یٰسین پڑہے اللہ تعالیٰ اوسکی سارے گناہ بخش دیتا ہی

علیہ وسلم اذا کان یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ
ہکذا یفعلون انتہی اس تقریر سے چند باتین ثابت ہوئین ایک یہ کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تعین
عرس کی اصلیت حدیث سے پہچانی یعنی ابن منذر اور ابن مردویہ اور ابن جریر کی روایتین جو در منثور اور
تفسیر کبیر سے نقل فرمائی ہین اور دین بیچہ بات ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سال بسال شہداء احد کی قبور
پر ہر برس کی سرے پر تشریف لاتی تہی اور اسیطرح بعد آپکی خلفاء اربعہ کرتی رہی غرض کہ اصلیت عرس
ثابت ہوگئی اور اس حدیث کو صحاح ستہ مین نہونیکی سبب رد کرنا صحیح نہین اسلئی کہ صحاح احادیث
منحصر کتب ستہ مین نہین اور ابن جریر وغیرہ پر جرح کرکی اس روایت کو رد کرنا بی بیجا ہے خود
شاہ عبد العزیز صاحب جو واقف انکی حالات سے تہی وہ خود انکی روایات کو لیچکے یہ دلیل ہے کہ
ان روایات کی تقویت شاہ صاحب کو پہنچ چکی اور مجمل ٹہرانا اس حدیث کا بہی درست نہین اسلئے
کہ نہ محرم الحرام سی شروع سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت مین ہوتا تہا اور نہ ربیع الاول سی بلکہ
عمر رضی اللہ عنہ کی وقت مین بمشورہ صحابہ کرام محرم الحرام سے شروع سال ٹہرایا گیا بنا علیہ باقی قبور الشہداء
علی راس کل حول مین مراد یہ حول دونو نہین ہوسکتی بلکہ مبتدا زردی لغت عرب اطلاق حول کا شروع
سے پورا سال گذر جانی پر ہوتا ہے پس یہ مجمل نہین بلکہ ازروی لغت یہ ہی ثابت ہوگیا کہ موت شہداء
کی دن سے برسوین دن ہر سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاتی تہی یہ ہی معنی عرس کے ہین
اور عرس مین کچہ بڑہنا ایصال ثواب کرنا اور مباحات کا مرتکب ہونا جایز ہے مگر محرمات سے احتراز
ضروری ہی اور سماع جو منہیات شریعت و طریقت سے خالی ہو وہ بہی مباح ہی حضرت قطب العالم شیخ
عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب صد و ہشتاد دوم مکتوبات قدوسی مین جناب مولانا جلال الدین
رحمۃ اللہ علیہ کو لکہتی ہین اعراس پران بر سنت پیران بسماع و صفائی جاری دارند صفائی کی لفظ سی خالی
ہونا منکرات سے ظاہر ہے اور خاندان عزیزیہ مین بہی عرس ہر سال خالی منکرات سی جاری رہتے
اب جو کوئی شاہ صاحب موصوف کی خاندان مین ہوکر اپنی بزرگونکا کلام رد کری اسکو اختیار ہی دوسری
بات یہ کہ قبور صالحین کی زیارت موجب برکت ہی تیسری یہ کہ قدیم سے حاسد لوگ زبردستی

طعنے دیا کرتی ہین اور افترا باندھا کرتی ہین کہ ان لوگون نے اسکام کو فرض واجب جان رکھا ہی چنانچہ
شاہ عبدالعزیز صاحب بہی شاکی ہین اور فرماتی ہین این طعن مبنی است بر جہالت الی آخرہ بس اسطرح جو
لوگ فاتحہ کرنی والون پر اور محفل مولد شریف کرنے والون اور قیام کرنیوالون پر اعتراض کرتی ہین کہ
یہ لوگ ان چیزونکو فرض و واجب جانتے ہین اسکا وہی جواب ہی جو شاہ صاحب نی فرمایا **چوتھی** یہ کہ
فتوی انکاری مین مولوی امیر باز خان سہارنپوری التزام امر مستحب کو حصہ شیطان کا ثابت کرتی ہین
تو کلام شاہ عبدالعزیز صاحب سی اور انکی معمول دائمی سی معلوم ہوگیا کہ مستحب کا بناہ دائمی کرنا مستحب ہے
**پانچوین** یہہ کہ ایک وقت مین جمع ہین اعباد تین یعنی قرآن اور دعا اور تقسیم شیرینی و طعام کرنا برا
نہین بلکہ مستحسن اور خوب ہی اور خوب ہی کیساکہ باجماع علما اب کہئے ان حضرات کی مقابل اور ان تحقیقات
کی مقابل مفتیان فتوی انکاری کی نکیر کب قابل قبول ہوسکتی ہی **تتمہ ضروری** براہین قاطعہ گنگوہی
مین بہی فاتحہ کو درحقیقت تسلیم کرلیا گو بظاہر انکار ہے صفحہ ۶۱ سطر آخر مین لکہا ہی (جمع بین العبادتین کا
کوئی منکر نہین بلکہ اوس جمع مین انکار ہی کہ اوس سے ہیئت منکرہ پیدا ہوجاوی) سب صاحب خیال فرماوین
کہ جب جمع بین العبادتین مان لیا تو فاتحہ علی الطعام کو مان لیا اب ہیئت منکرہ کی شاخ جو لگاتی ہین اوسپر
چار دلیلین لاتی ہین اول یہ کہ صفحہ ۶۳ مین لکہتی ہین (فاتحہ مین فساد طعام ہی کہ ٹہنڈا ہوتا ہی اور اکلین اور
قاری دونون کی شہوت متعلق طعام سی ہے تو گویا افساد خلوص اور نیت اکلین کا بہی ہی) معلوم نہین یہ کیسی صبر کی
رعایت کرکی فاتحہ کو عموماً رد کیا جاتا ہی جسکو شہوت طعام اسدرجہ ہی کہ گرم بہکتا ہوا کہانا جو دیگ سے اوتر کر آیا
اوسکی ٹہنڈی ہونی تک بہی نہین ٹہر سکتی حال آنکہ گرم کہانا منع ہی علمگیریہ مین ہے ولا یوکل طعام حار اور احیاء العلوم
مین لکہا ہے کہ صبر کری کہانیوالا جب ٹہنڈا قابل کہانیکے ہوجائی تب کہائی عبارت سے پیل پیرا الی آخر اسکا کہلا واضح ہے
**فاتحہ کی تین طریق ہین** کہین کسی طرح ہوتی ہین اور کہین کسیطرح اول یہ کہ شیرینی اور
کہانی پر فاتحہ وغیرہ خود مالک طعام نی پڑہکر کہانیوالونکو دیدیا اگر خود قادر نہو اور دوسری سی پڑہوا کر دیدیا
یا تقسیم کردیا دوسرا یہ کہ کہانا جماعت کو کہلادیا پہر جماعت مین جو خواندہ آدمی ہین اونہون نے کچہ سورتین کچہ
رکوع پڑہے بعد ازان دعای ایصال ثواب طعام و قران و درود وغیرہ میت کے واسطے

حاضرین نی کی اور مغفرت کی دعا مانگی یہہ دو طریق بہت رائج ہین تیسرا یہہ کہ کہانا حاضرین کی سامنے رکھکر
وارث میت نی کہدیا کہ کچھ کلام کلام پڑہکر میت کی روح کو بخشدو تب وہ الحمد و قل پڑہکر ہاتھہ اوٹھاتی ہین اور
دعا میت کی لی کرتی ہین پہر کہانا کہا لیتی ہین جو تہا طریق نہ ہنی سنا نہ دیکہا پس من صنف براہین کی یہہ دلیل
منع فاتحہ صورت اول و ثانی مین تو چل ہی نہین سکتی صورت اول مین تو کہانا آگلین کی سامنی آیا ہی نہین جو
کہانے کے لیے بیتاب ہو جاوین صورت ثانیہ مین جو آیا تہا جین سی کہا چکی البتہ صورت ثالثہ پر کچہہ تحریر براہین
کا دہوکا لگتا ہی اور فی الواقع اوسپر بہی یہہ دلیل نہین چلتی اسلیئے کہ درحقیقت کہانیکا مالک وہ ہی کہ جسنی کہانا
تیار کیا ہی جب وہ کیسکی تملیک کر دی تب وہ مالک ہو دی اور جب وہ ازراہ باحت طعام دی تب کہانا مباح
ہو دی مالک کی خود مرضی منصوص ہی کہ اول کچہہ پڑہکی بخشدو بنا علیہ قبل اس فعل کی ابہی تک وہ لوگ مالک
کی طرفسی کہانیکی مجاز نہین پہر ناحق اونکی شہوت بی ہنگام کیون اونکو پیچین کر رہی ہی اور افساد طعام جو کہانے
ہم نہین جانتی کہ الحمد و قل پڑہتی تک کیا فساد کہانیمین لازم آئیگا ہنی وہ مجلسین طعام ولیمہ شادی و ختنہ وغیرہ
کی دیکہی ہین جسمین الحمد و قل پڑہا جاتا ہی نہ ایصال ثواب کیا جاتا ہی اور مولویصاحبان بانعین فاتحہ بہی
اونمین موجود ہوتی ہین لیکن نہ کسی پر وہان احتساب کرتی دیکہا اور نہ یہہ دیکہا کہ حضرات خود ایسا کرتی ہون
کہ جب آدمی روٹی آگی رکہہ گیا تو اوسکو رو کہی گہا گئی جب سالن لایا اوسکو اوپر پیگئی جب دال لایا اوسکو نیچر
روٹی چاٹ گئی بلکہ یہہ ہوتا ہی کہ جب تمام مجلس مین اس سری سی اوس سری تک کہانا پہنچ جاتا ہے اور
پہر مالک اذن دیتا ہی کہ شروع کیجی تب کہاتی ہین اسمین بعض کہانی ٹہنڈی بہی ہو جاتی ہین مگر کسی عالم نے
اوسکی تحریم و کراہت مین نہ فتوی لکہا نہ رسالہ چہاپا یا ایک الحمد و قل کی بیچہی پڑ گئی خیر جو ہوا سو ہوا اب بندہ
باقتضای اصلحوا بین خویکم مناسب یون جانتا ہی کہ جس مقام مین ایسی کہانی والی شہوت طعام سی پیچین
ہوں اوس موقع مین اول کہلا دیا کرین تاکہ اونکا خلوص نیت نہ بگڑ جائی اور فاتحہ وغیرہ بعد کو پڑہ دیجائی
لیکن معلوم رہی کہ اول تو تین طریق فاتحہ سی ایک طریق فاتحہ مین یہہ بات پیش آتی ہی اوسمین بہی جب
اوسی قسم کی شہوت طعام والی جنکر جمع کیے جائین وہ بہی موسم قحط سالی مین تو ظاہر ہی کہ یہہ صورت نہایت
نادر قلیل الوقوع ہی بلکہ شاید صورت فرضی امکانی ہو دی اور عالم وقوع مین بہی نہ آئی تو ایسی صورت کو

پیش نظر کر کی علی العموم فاتحہ کو منع کرنا شان تفقہ فی الدین سی بعید ہے **دوسری دلیل** براہین قاطعہ صفحہ ۶۹ مین یہہ ہی کہ (فاتحہ یا کچھ قران پڑہکر ثواب میت کو پہونچادی تو دل سی نیت ایصال ثواب کی کرسی) اور صفحہ ۶۵ مین لکھا (فاتحہ کی دعا لغو اور لغو کا ترک مناسب ہے والذین ہم عن اللغو معرضون الخ) خلاصہ انکی تقریر کا یہہ ہی کہ ثواب دل کی نیت سی پہنچ جاتا ہی منہ سی دعا مانگنا لغو ہی **الجواب** صحت نماز کو نیت قلبی کافی ہی باینہمہ مستحب کیا ذکر لسانی کو فقہاء کرام نی باوجود عدم ثبوت قرون ثلثہ کی پس اسیطرح گو ثواب مردہ کو فقط نیت سی پہنچ جائے لیکن احضار نیت اور موافقت دل و زبان کے واسطی دعا زبانی کرنا جایز ہوتی ہے خالی نہین ثانیاً یہ کہ فقہا صراحۃً دعا ایصال ثواب کا امر کرتی ہین فقیہ شامی نی شرح لباب سے نقل کیا ہے کہ پڑہی آدمی مردہ کی واسطی فاتحہ اور الم مفلحون تک اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول وغیرہ ثم یقول اللھم اوصل ثواب ما قرأناہ الی فلان یعنی پہر دعا کری کریا الہہ پہنچادی ثواب میری قرارت کا فلانی کو دیکہئے نیت میت سے جب کلام پڑہا تہا تو ایصال ثواب کی لئی بس تہا بایہمہ دعا مانگنے کی ہدایت کی اور کیون نکرتی دعا کی لذت کو دعا کرنے والے خوب جانتی ہین الدعا مخ العبادہ مشہور ہی یعنی دعا عبادت کا مغز ہی اور فقیہ شامی نی متاخرین شافعیہ سی بہی دعا کرنا نقل کیا ہے وصول القراۃ للمیت اذا کانت بحضرتہ او دعی لہ عقبہا ولو غائبا لان محل القراۃ تنزل الرحمۃ والبرکۃ والدعاء عقبہا ارجی للقبول یعنی ثابت ہی پہنچنا قرارت کا میت کو جب میت کی سامنے قرارت ہو یا اگر سامنے نہو اور میت غائب ہو تو پڑہکر دعا کردی جائی اسواسطی کہ وقت قرارت رحمت اور برکت نازل ہوتی ہی بنا علیہ بعد قرارت دعا کرنی مین بہت امید قبولیت کی ہی انتہی کلامہ اس مقام پر بات مین بات یہہ نکل آئی کہ محوزین فاتحہ نی اسی قبولیت کی نظر سے قرارت الحمد و پنج آیت وغیرہ جسکا پڑہنا میت کی لئی ثابت ہی مقرر کیا ہوگا ثالثاً اوپر نقل ہو چکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امت کو ایصال ثواب اضحیہ یعنی قربانی مین جو عبادت مالی ہی شریک فرمایا باوجودیکہ حضور کی نیت بس کرتی رہتی پہر بہی اپنے تصریح فرمائی زبان سی اللھم ان ہذا منک ولک عن محمد وامتہ اور مسلم کی روایت مین ہے اللھم تقبل من محمد وال محمد ومن امۃ محمد اور عقیقہ مین سب مسلمان پڑہتے ہین اللھم تقبلہا منی و

واجعلها فدار الابی من الغنایہ نصوص صریح ہین کہ وہ شی صدقہ کی اپنی سامنی رکہی ہوئی ہی اور اوسکی قبولیت کی
دعا کی جاتی ہی اور جسکو اوسکی ثواب مین شریک کرنا ہی اوسکا نام لیا جاتا ہی زبان سے اور قربانی کی بی آچکا ہے
وان الدم لیقع من اللہ تعالی بمکان قبل ان یقع بالارض یعنی زمین پر گرنی سے پہلے خون قربانی قبول
ہوجاتا ہے تیسرے ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی دعای قبولیت فرمائی کہ اللہم تقبل من محمد وآل محمد پہر
طعام فاتحہ کی طرف اشارہ کرکی اگر کہا جائی کہ اللہ تعالی اس طعام کو قبول فرما اور اسکا ثواب فلان فلان
کو پہنچا یہ کسطرح بدعت ٹہیری اور نبی کریم کی دعا مانگی ہوئی اور فقہا کی جایز رکہی ہوئی دعا کو ہمارا نہ نہین
جو کہدین کہ لغو ہی اور داخل کردین اوسکو والذین ہم عن اللغو معرضون مین مولف براہین کو اختیار ہی جو
چاہی کہی اور جس دلیل سے مولف براہین نی نیت نماز کا تلفظ جایز رکہا ہے قیاسا علی الحج جیسا کہ تحقیق
بدعت مین گذر چکا دیکہ لینا چاہیی کہ یہ ہمارا ثبوت کسقدر اعلی ہی اوس سے انصاف شرط ہی **تیسری دلیل**
براہین قاطعہ صفحہ ۶۹ دعا رخفیہ بالفعلہ فی نفسہ قال شارح المنیہ لیس فیہا رفع لان فی الرفع اعلانا اور یہان
ایصال ثواب مین دعا خفیہ ہی کہ دل مین غرض ایصال ثواب کی ہی الی آخرہ یہ دلیل بہی تہیر گذاری
کہ ہاتہہ اوٹہا کر جو فاتحہ مین دعا مانگتی ہین یہ موجب کراہت ہی اسلئی کہ یہ دعا خفیہ ہی اور دعا خفیہ مین
ہاتہہ اوٹہانا نہین آیا جواب اسکا یہ ہی جب کوئی کسیکی طرف سی کہانا کہلاتا ہے یا شیرینی فاتحہ کی بانٹتا
اوسکی شہرت سب مین ہوتی ہی کہ یہ فاتحہ فلان ولی اللہ کی ہے یا کہلانا فلان میت کا ہی یہ کوئی
فعل مخفی نہین ہوتا کہ دل ہی دل مین ہے کوئی نہ جانی اور اعلان نہوا اور دعای خفیہ کا موقعہ وہ ہوتا
جو خود مولف براہین کی عبارت منقولہ مین موجود ہے ترجمہ کرکی دیکہنا چاہیے یعنی دعای خفیہ وہ
ہوتی ہی جسکو آدمی زبان سی نہین بلکہ دل ہی دل مین کرتا ہے تو ایسی دعا مین ہاتہہ
اوٹہانا نہین اسلیی کہ جی ہی جی مین دعا مانگنا اخفا اور پوشیدگی کو مقتضی ہے اور
ہاتہہ کی اوٹہانے مین اعلان ہوگا یعنی سب جان لینگے کہ یہ شخص دعا مانگتا ہے اب ارباب
انصاف خیال فرماوین کہ طعام فاتحات مین تو صاحب طعام و شیرینی کو اسقدر اخفا منظور
نہین ہوتا کہ کوئی معلوم نہ کرے کہ اسنے کسکی روح کو ثواب پہنچایا ہے

جب یہ بات نہین تو دعا رغبیہ نہ رہی بلکہ دعا رغبت ہوئی کیونکہ وہ دعا کرتا ہی کہ یا اللہ قبول کر تو ہی یہ
قرادت اور طعام اور پہنچادی ثواب سکا روح میت کو اور دعای رغبت مین ہاتھہ اوٹھانا سنت ہے
یعنی شرح ہدایہ مین محمد ابن الحنفیہ سے روایت کی ہی فی دعا الرغبۃ یحعل بطون کفیہ نحو السماء یعنی دعای رغبت
مین دونو ہتھیلیان آسمان کی طرف اوٹھائی اور اس مقام سے گیارہ سطر پہلی ایک سوال کیا کہ
ماوجہ رفع الیدین عند کل دعا یعنی کیا وجہ ہی کہ ہر دعا مین ہاتھہ اوٹھائی جاتی ہین پہر جواب علامہ سید
سمرقندی کی روایت سی دیا کہ یسر فیہ دہ حتی یری بیاض ابطیہ قال النبی علیہ السلام ان ربکم حیی کریم
فیستحیی من عبدہ اذا رفع یدہ ان یردھا صفرا الی آخرہ اور اوپر گذر چکی یہ حدیث مشکوۃ سی اور نیز
گذر چکی حدیث اذا سئلتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم اور مضمون رفع یدین کا دعا رین کتب فقہ غنیہ المستملی
وغیرہ مین بھی تصریحا موجود ہی بس بخوبی ثابت ہو گیا کہ دعا رفاتحہ دعا رغبت ہی اور دعا رغبت
مین ہاتھہ اوٹھانا سنت ہی نہ بدعت اور وقت طواف جو حضرت نی دعا مین ہاتھہ نہ اوٹھایا اول تو
وہ موقع چلنے پہرنی اور دوڑنی وغیرہ کا ہوتا ہے اور فاتحہ مقام سکون و قرار سی ایک دوسرے پر قیاس
نہین ہو سکتا دوسرے یہ کہ موقع طواف مین خاصتہ ہاتھہ اوٹھانا فعل یہود ہی نقل عن جابر انہ فعل الیہود
اور دعای فاتحہ مین ہاتھہ اوٹھانی کو نہ کسی نی فعل یہود کہا اور نہ ہنود کی عنکبوت مین رفع یدین کا دستور
اسواسطی کہ وہ لوگ ہاتھہ مین چلو پانی لئی رہتی ہین چنانچہ عنقریب آتا ہے بنا علیہ ایسی دلایل واہیہ سے
دعای فاتحہ مین رفع یدین کو غیر مشروع قرار دینا فہم و درایت کی خلاف ہی **چوتھی دلیل** براہمن
فاطمہ صفحہ ۱۶۹ و ترشبہ ہنود کا یہی اسمین مقرر ہی کیونکہ تمام ہنود مین رسم ہی اور اونکا یہ شعار ہی کہ طعام
پر بید پڑہواتی ہین جسکا دل چاہی ہنود سی تحقیق کر لیوی مولوی عبید اللہ اپنے تحفہ الہنود مین
لکہتی ہین کہ ہر سال جس تاریخ مین کوئی مرا اوس ہی تاریخ ثواب پہنچاتی ہین اور اوسکو ضرور جانتی ہین
اور پنڈت اوس کہانی پر بید پڑہتا ہی انتہی **جواب** اکثر ما لعین فاتحہ کو تشبہ بالہنود کا دعبا لگاتی
ہین اور فی الحقیقت اہل اسلام اس سی پاک ہین کچہہ ذکر اسکا اوپر بھی گذرا باقی اب تفصیل بیان کیا جاتا ہے
واضح ہو کہ مذہب ہنود کا وید ہی جسکو وہ کتاب آسمانی اور کلام الہی سمجہتی ہین وید مین ہرگز یہ بات نہین کہ

میت کیلیے عبادت بدنی یا مالی ہی کامیاب ہوتا ہی بلکہ انسان اوسی عمل کا نفع پاتا ہی جو بذات خود کرجاتا

ہی भस्मान्तꣳ शरीरम्॥ यजुर्वेद अध्याय ४ मंत्र १५

یعنی یجُر وید - اڈھیای ۴۰ - منتر ۱۵ مین ہی کہ جسم کا پھونک دینا آخری کام ہے -

شارحین نی یہ مطلب اسکا شرح کیا ہی کہ جو کام انسان کی ساتھہ کرنی تھی وہ سب ہوچکی اب

آخری یہ ہی ایک کام رہی کہ جلا دیا جائے اگر بعد جلا دینی کی کوئی اور کام بھی باقی ہوتا تو وہ بیان

ہوتا اور جلانیکو آخری کام نہ قرار دیا جاتا - اور منُو سمرتی اڈھیای ۴ - اشلوک ۲۳۹ مین

اسکی تشریح زیادہ تر ہے عبارت یہ ہے -

नामुत्र हि सहायार्थं पिता माता च तिष्ठतः नपुत्र दारा न ज्ञातिर्धर्मस्तिष्ठति केवलः मनुस्मृति

معنی اسکی یہ ہوی کہ پرلوک مین یعنی اوس عالم مین جو کہ بعد موت پیش آتا ہے نہ باپ مدد کرسکتا

ہے نہ ماں نہ بیٹا نہ جورو نہ قومی بھائی البتہ تنہا دہرم مددگار رہتا ہے انتہی منو سمرتی -

اس سے صاف روشن ہے کہ آدمی کا دہرم کام آتا ہے بعد موت کسی کی مدد کام نہین چلتا پس معلوم ہوا

کہ یہ لوگ جو کچھہ ایصال ثواب میت کی ڈھنگ چلتی ہین یا نکا اصل مذہب نہین پھر اسکو شعار ہنود قرار دینا

بڑی غفلت ہی ہم جو اپنی ان نوح مین یہ لکھتے ہین تو ہنود کی تین مت پاتی ہین ایک آریا سماج دوسرا

سراوگی تیسرا برہمو نکا برتاؤ سو آریا سماج جو دعوی کرتی ہین کہ ہم اصل وید پر چلتے ہین وہ تو اموات

کو پہنچا اعمال مالی و بدنی کا کچھہ بھی تسلیم نہین کرتی اور اسیطرح سراوگی قوم اب باقی رہی وہ جو برہمنکی

مت پر چلتے ہین سو اونکی حالات کتاب تحفۃ الہند سی جسکی مولف براہمن فاطمہ نی سند پکڑی ہی لکھتا ہون

تحفۃ الہند مطبوعہ فاروقی ص ۸۵ سطر ۱۵ ہندو نکی دین مین ثواب پہنچانیکا یہ طریق ہی کہ مثلاً کھانا یا کپڑا وغیرہ

جس چیز کا ثواب پہنچانا ہو تو اوسکا سنکلپ یعنی نیت یون کرین کہ ثواب پہنچانیوالا داہنی ہاتھہ مین پانی

لیکر شاستری زبان مین یہ کہی کہ اب جو فلانا مہینا فلانی تاریخ فلانا دن ہی تو مین فلانا شخص فلانی میری

قوم فلانی چیز فلانی شخص کی لئی صدقہ کرتا ہون پھر اوس پانی کو زمین پر ڈالدی تمام ہوا کلام تحفۃ الہند

کا واضح ہو کہ اس عاجز راقم الحروف نی ہنود سی یہ تحقیق کیا اور کتاب سنکلپ کی اس عاجز کی پاس بھی

موجود ہی سب تحقیقات سی یہہ ہی معلوم ہوا کہ مضمون مذکورہ بالا زبان شاستری مین پڑہتی ہین علاوہ
برآن دیوتا وغیرہ کی نام بہی لیتی ہین جنکا بیان طویل ہو لیکن وید جسکو وہ لوگ کلام الہی اعتقاد کرتی ہین
انہین پڑہتی کسی بڑی سنکلپ شادی وغیرہ مین البتہ ایک منتر پڑہ دیتے ہین جسکا مضمون یہ ہوتا ہی کہ
آؤ میری مکرم وہ اپنی تردیکا ارواح کو بلاتی ہین یا لفاظ سنسکرت کی پڑہکر۔ بہلا اہل اسلام کی فاتحہ کو
اس سی کیا مناسبت راقم نی ایک پنڈت سی پوچہا کیون جی تہاری وید مین ترکہہ بہی حکم ایصال میت کا
نہین تبہی یہ کہان سی نکلا جواب دیا کہ اگرچہ وید مین نہین لیکن اس سی نفع ہوتا ہے بالفرض اگر میت کو
نہ پہنچا تو اوسکی وارث خیرات کرنیوالیکو ثواب پہنچیگا جس بہانہ سی خیرات نکلے بہتر ہے اوسوقت مجہکو خوب
یقین ہوگیا کہ یہ باتین انکی بنائی ہوئی ہین اور تصدیق ہوگیا لکہنا مولوی عبید اللہ صاحب کا تحفۃ الہند صفحہ ۶
(یہ برہمنون کی بڑون نی اپنی اولاد کی گذران کی خوب تدبیر کری ہی کہ سنکلپ کیا ہوا مال سوای برہمنون
کی کوئی نہ لیوی انتہی کلامہ) جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہ ایسی ایسی احکام انکی مذہبی نہین تو معلوم ہوگیا
کہ یہ اور مذاہب سے اونہون نی لی گمان غالب یہ ہی کہ جب مسلمانون کو مہودی ایصال ثواب مالی و بدنی
میت کی لئی کرتی دیکہا اور یہہ بہی دیکہا کہ وہ رکتی ہین اللہم اوصل ثواب ما قرات وما انفقت الی فلان یعنے
یا اللہ پہنچادی ثواب ہماری پڑہنی کا اور ہماری خرچ کرنیکا جو کہانا وغیرہ کیا ہی طرف فلان میت ہماری کے
اور مسلمانونکو ہزار برس سی زیادہ اس ملک مین پہیلی ہوی ہوگئے تو غالبًا مہودی اہل اسلام کی یہ باتین
دیکہکر کچہہ کچہہ اوسکی قریب قریب اپنی مذہب مین سنکلپ وغیرہ جاری کردیا کچہہ اخذ کیا ہوا ایدہر کا ہوا
اور کچہہ اونکا ایجاد سب مل ملاکر یہ شکل دینمین پیدا ہوگئی اور انکی پیشوایان شکم بندہ فی شاستر مین بہی اون
باتون کو درج کردیا ہم افسوس کرتی ہین انمین بی تحقیق کی حال پر جو بندہ ونکو قواعد ایصال ثواب مین
اصل ہیول قرار دیکر مسلمانونکو اونکا پیرو اور متشبہ قرار دیتی ہین نہین نہین ہمکو ولنسی کچہہ مناسبت نہین وہ لوگ وقت
سنکلپ پانی چلو مین لیتی رہتی ہین سنکلپ کیا ہوا مال سوا برہمن کی کسیکو نہین دیتی اگرچہ برہمن مالدار دولتمند
اور دوسرا آدمی نہایت درجہ محتاج تنگدست ہو اور میٹ کا گہوڑا پوشاک برتن زیور وغیرہ جو کچہہ دیتی ہین
فقط برہمن کو دیتی ہین مہابرہمن وہ ہوتا ہی جو میت کا صدقہ لیتا ہی یہ مضامین تحفۃ الہند صفحہ ۱۵

وصفحہ ۸۶ مین موجود ہین اور یہہ کتاب مولف براہین قاطعہ کی نزدیک نہایت معتمد ہی اب کتاب براہین قاطعہ سے یہ بات نقل کرتا ہون کہ تشبیہ کو نسا منع ہی صفحہ ۱۸۴ سطر ۱۳ مین ہی جس شی شعار مین تشبیہ ہے اوسمین من کل الوجوہ تشبیہ ہو تو منع ہی جیسا مثلاً تمام مردی نصاری مین سی ایک کلاہ پہنی تو کلاہ من کل الوجوہ مشابہ ہو اگر اس کلاہ مین بعض وجہ تشابہ کی ہو گی تو حرام نہو دیگی انتہی کلامہ الحمد للہ کہ ہمکو جواب دینی کی حاجت نہین خود اونکی زبانی قصہ طی ہوا اب صاحب طریقہ مرسومہ اہل اسلام اور طریقہ مروجہ ہنود کو ملا کر دیکہین کہ من کل الوجوہ تشبیہ کہان ہی اول تو اونکی وید مین ایصال ثواب میت کے لیے آیا ہے نہین اور بہت آدمی قوم ہنود کی اسکو جائز نہین سمجہتی خیر اگر بعض ہنود نی اور دنکی دیکہا دیکہی یا مصلحت پرورش قومی وغیرہ کی سبب یہ کام کیا تو مشکل یہہی کہ اونکی یہان صدقہ کا لینی والا قوم خاص اور پرہنی والا قوم خاص اور سنکلپ یعنی ایصال ثواب مین خواہ کسی چیز کا ایصال ہو رفع یدین نہین بلکہ جلو پانی ہاتہ مین لیی رہتی ہین اور یہان اہل اسلام مین کوئی امر امور مذکورہ سی نہین بنا علیہ دعوی شبیہ بالکل باطل ٹہیرا بلکہ یہ سمجہنا چاہیی کہ اہل اسلام جو کچہہ فاتحہ مین کرتی ہین اپنی اصول دین کی موافق کرتی ہین **تلخیص یہہ ہی** کہ ایصال ثواب مالی و بدنی ہر دو شرعاً ثابت اور جمیع مین العبادتین ثابت اسمین نصوص شرعیہ منقول ہو چکین اور اسحالت مین کہ کہانا سامنی ہے اور اوسپر کچہہ پڑہنا اور دعا مانگی اسمین حدیثین فعلی نقل ہو چکین اور رفع یدین دعا مین احادیث قولی و فعلی سی نقل ہو چکا اور صحیحہ جو ایک شی مالی ہی اور سامنی موجود ہی اوسپر یہ دعا زبانی کہ یا الہ قبول کر اسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آل و امت سے جس جس کو شریک ثواب مین کرنا تہا اونکا نام زبان مبارک سے لیا اسکی نقل ہی نصوص احادیث سی گذر چکی اور حال دعا عقیقہ کا بہی گذر چکا پس اہل اسلام یا امور جسب قواعد شرعیہ کرتی ہین اور اگر احیاناً کسی شخص کو بادی النظر مین کوئی امر متشابہ و مشترک معلوم ہو دی تو چاہیے کہ وہ اسکو تشبیہ قرار ندین قسم توافق ملتین سے سمجہے جیسا کہ اہل اسلام خدا تعالیٰ کو مانتے ہین ہنود بہی وجود باری تعالیٰ کا اقرار کرتی ہین اصطلاح شرع مین اسکا نام تشبیہ نہین اوسکو توافق ملتین کہتی ہین اور یہ ممنوع نہین الحاصل براہین قاطعہ گنگوہی مین جو فاتحہ مروجہ مین جمیع ہین العبادتین مانکر چار وجوہ خارجی سے

کراہت عارضی قایم کی تھی وہ حرارت عارضی کی طرح بتریاد آ شرعیہ سے تعدیل پا چکے والحمد للہ علی ذلک

**لطیفہ** مولف براہین قاطعہ نے صفحہ ۱۳ اسطر ۷ مین لکھا ہی (تشبہ کی لفظ مین اخذ بتکلف ہی سو قصد اور فعل مکلف کا یقین ہونا چاہئی پس اسکی یہ صورت ہی اگر کسینی کوئی کام نادانستہ کیا اور پہر اوسکو خبر ہوئی تو ازالہ کری ورنہ اب بعد علم کی متشبہ ہوگا پہلی متشبہ نتہا اور اپنی فعل مین عاصی بہی نہین نتہا) انتہی بلفظہا اس عبارت سی معلوم ہوا کہ جن امور مین تشبہ کفار کی ساتھہ لازم آتا ہی اگر آدمی نجانتا ہو کہ انمین تشبہ ہی اور اس حالت نادانستگی مین یہہ فعل کرتا رہی تو جبتک اوسکو علم تشبہ حاصل نہو اوسوقت تک وہ معافی مین ہی نہ وہ متشبہ ہی کہ جو حکم من تشبہ بقوم مین داخل ہو اور نہ عاصی ہے پس اس تقریر کی موافق سب فاعلین فاتحہ و میلاد شریف برّی ہو چکی وہ ہر گزان امور کو تشبہ بالہنود نہین جانتی جب اونکو ثبوت تشبہ نہین ہوا تو باقرار مولف براہین متشبہ اور عاصی نہوئی

## **لمعہ ثانیہ**

## **مین جمعرات کی فاتحہ** شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نی اشعۃ اللمعات مین لکھا ہی و در

بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود در شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کند

روی یا نہ اور خزانۃ الروایات مین ہی عن بعض العلماء المحققین ان الارواح تتخلص لیلۃ الجمعۃ

فتنتشر فتجاء ذا الی مقابرہم ثم جاؤا فی بیوتہم اور صدر بن رشید تبریزی نی دستور القضات مین لکھا ہے

ن الفقاوی النسفیۃ ان ارواح المومنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ فیقولون بلفنا رہیوتہم ثم ینادی

احدہم بصوت حزین یا اہلی ویا اولادی ویا اقربائی اعطفوا علینا بالصدقۃ واذکرونا ولا تنسونا وارحمونا

فانا قد کان ہذا المال الذی فی ایدیکم فی ایدینا فیرجعون منہم باکیا حزینا ثم ینادی کلواحد منہم بصوت

حزین الہم قطعہم من الرحمۃ کما قنطونا من الدعاء والصدقۃ انتہی اور علی بن احمد غوری فی کنز العباد مین بہی

اس روایت کو نقل کیا ہی آن صاحبون کل قاعدہ ہی جس کتاب مین انکی خلاف عقاید بیان ہوتی ہین اوسکو

بیکار کرتی ہین یہہ معتبر نہین سکی ضعیف روایتین ہین اسلئی مین خبردار کرتا ہون کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ

علی دولوی اسحق صاحب فی مائۃ مسائل مین چند مقام پر سند پکڑی ہی اور کتاب خزانۃ الروایات

پر بہی انہون فی سند پکڑی ہی مائۃ مسائل کی مسئلہ ہشتاد سویم مین اور مسایل اربعین کی مسئلہ سے

۱۲ بعض علماء محققین ہی کی
۱۲ کہ روحین جمعہ کی رات کو اور پہیر جاتی ہین
۱۲ قبرون کی طرف آتی ہین
۱۲ یعنی جہان اونکا جسم
۱۲ مدفون ہین پہرا اپنے
۱۲ گہر کی طرف آتی ہین
۱۲ یعنی جہان حالت حیات
۱۲ دنیا مین مقیم تہین پہر
۱۲ فتاوی نسفیہ کا
۱۲ نجم الدین علامہ عمر نسفی کا
۱۲ کہ وفات اوسکی ۵۳۷ھ
۱۲ انسہ ستین مین ہی کا حال
۱۲ اس فتاوی مین کی آتی ہین
۱۲ روحین اہل ایمان کی
۱۲ جمعہ کی رات کو اور دن کو
۱۲ گہر کی ہوتی ہین اپنی
۱۲ گہر کی طرف پہر جاتی ہین
۱۲ گہر دون کی سامنے پہر پکارتی ہین
۱۲ ہر روح متکلم اور زبان کی
۱۲ اہل اولاد
۱۲ اہل اولاد
۱۲ میری رشتہ دار ہمسایہ
۱۲ میری رشتہ خیرات کی اور
۱۲ کرو رحمت کرو اور
۱۲ یاد کرو مجکو اور مت بہولو
۱۲ ارشد تمکو کہانا ہمارا
۱۲ فرشتہ مین یہ حال جو ہمارا ہی
۱۲ ہاتہ مین ہو کہا کہا ہو مین
۱۲ تنہا ہو اور رحمت پہیلانی
۱۲ ہین اور ہی رسمی ہوتی
۱۲ اور دامن آنسو

وپنجم مین مسئلہ بست سوم مین اور دستور القضات کی بہی سند پکڑی ہی مسئلہ سیزدہم مائۃ مسایل مین
پس یہہ کتابین انکی بزرگوارون کی مسلم الثبوت قابل سند ہین غرضکہ ان معتبر کتابون کی موافق معلوم
ہوا کہ جو لوگ کچہہ خیر خیرات اور دعا درود وغیرہ نہین کرتی اونکی گہر سے روحین موتے کی غمگین نا امید ہوکر
اونکو سستی بد دعا دیتی نکلتی ہین بنا علیہ سلفا مین دستور تہا کہ جمعرات کو صدقہ دیتی تہی لیکن آخری
صدی کی بعض علمانی چہوڑ دیا مولوی اسمعیل صاحب کی تابعین کہتی ہین اگر وہ میت بہشتی ہی تو روح اونکی
بہشت کو چہوڑ کر کیون آتی ہوگی اور اگر کافر دوزخی ہی تو دوزخ سی نہین چہوٹتی ہم کہتی ہین
یہہ خیالی اعتراضات سب بی اصل ہین یہ لوگ اپنی پیشوا مولوی اسمعیل صاحب کی دادا پیر جناب شاہ عبد العزیز
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کیون نہین دیکہتے کہ سورہ جن مین تحت آیۃ منا القاسطون جو چار قسمین
جنات کی لکہی ہین اونمین فرقہ چہارم کو لکہا کہ وہ جن بعض ارواح خبیثہ کو اپنی ساتھ لیکر اپنا ہمرنگ کرلیتی
ہین وہ روحین بہی لوگون کو ستاتی پہرتی ہین عبارت یہہ ہی ص ۱۸۵ چہارم فرقہ دیگر اند کہ بطریق
وزدان بعضی ارواح آدمیان را کہ باجنبیان در اخلاق بدمثل نخوت و تکبر و کینہ وری و تلطخ بہ نجاسات
مناسبتے بہم می رسانند کشیدہ می برند و برنگ خود رنگین می کنند و آن ارواح را طریق در آمدن
در مسام ابدان و برہم کردن مزاج ہا و تغیر کردن صورتہا تعلیم می نمایند تا باین وسیلہ اذی و بخی باد میان
رسانند و فرقہ آدمیان را فاسد نمایند اور سورہ عبس تحت آیہ ثم اماتہ فاقبرہ لکہتی ہین ص ۵۸ خلقت
آدمی از خاک است و بحکم کل شئی یرجع الی اصلہ او را باصل خود ش راجع باید ساخت بخلاف آتش کہ مادہ
خلقت شیاطین و جنیان است پس چون بدن آدمی را بعد از موت بآن بسوزند ارواح لطیفہ او
با دود آتش آمیزش نمودہ مشابہت تام با شیاطین و جنیان پیدا کنند و ازین است کہ اکثر ارواح
کسانیکہ سوختہ می شوند بعد از موت حکم شیاطین میگیرند و با دمیان می چسپند و ایذا می دہند پس دفن
کردن ارجاع شی بہ حقیقت خود است و در سوختن قلب حقیقت انتہی دیکہئی یہہ لوگ ارواح کی حرکت
کو محال سمجہتے ہے اونکی مسلم الثبوت کتاب شاہ صاحب کی کلام سی حرکت و سیر ارواح خبیثہ تک کی
ثابت ہوگئی اونکی اعتراض توڑنیکو تو یہہ ہی حجت بس ہے باقی اور جماعہ اسلام طالبان دلیل حق کی یہہ

یہ لکھا جاتا ہے کہ حرکت ارواح کی حدیث معراج سی ثابت ہی کہ جمیع انبیا علیہم السلام کی روحین
بیت المقدس مین جمع ہوئین اور اوپر نقل کرچکی ہم شرح مشکوۃ وخزانۃ الروایات ودستور القضات وغیرہ
سی یہہ روایتین کہ روحین جمعرات کو اپنی گہر برآتی ہین اور اسیطرح لیلۃ ثالثہ مین تنزل الملئکۃ والروح کا
بیان اور یہہ روایت آئیگی کہ شب برات وعید کو روحین آتی ہین اور مباحث مولد شریف مین بھی بیان
سیر ارواح کا آئیگا انشاء اللہ تعالی اور اب دو ایک روایتین اور بھی نقل کیجاتی ہین حضرت شیخ
الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نی کتاب عوارف کی باب چھپنویں مین یہ حدیث نقل کی ہے
روی سعید ابن المسیب عن سلمان قال ارواح المومنین تذہب فی برزخ من الارض حیث شاءت
بین السماء والارض حتی یردہا الی جسدہا اور قاضی ثناء اللہ نی تذکرہ الموتی والقبور مین لکھا ہے
ابن ابی الدنیا از مالک روایت کرد کہ ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند می روند الی آخرہ اور اس سی پہلے
اس فصل مین شہدا کی حق مین لکھا ہی حق تعالی در حق شہدا می فرماید بل احیاء عند ربہم ای قول علیہ ما بعد
مراد آن کہ حق تعالی ارواح شان را قوت اجساد میدہد وہر جا کہ خواہند سیر کنند واین حکم مخصوص شہدا نیست
انبیاء صدیقان از شہدا افضل اند واولیا ہم در حکم شہدا اند کہ جہاد بانفس کردہ اند کہ جہاد اکبر است یعنی
رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ازان کنایت است ولہذا اولیاء اللہ گفتہ اند واحنا اجسادنا
اجسادنا وارواحنا یعنی ارواح ما کار اجساد می کنند وگاہی اجساد از غایت لطافت بزنگ ارواح می برآید میگویند
کہ رسول خدا را سایہ نبود وصلی اللہ علیہ وسلم ارواح ایشان در زمین وآسمان وبہشت ہر جا کہ خواہند میروند
دوستان ومعتقدان را در دنیا واخرت مددگاری میفرمایند ودشمنان را ہلاک می نمایند انتہی ان آیتان
ارواح کی سیر کرنی دنیا مین بھی ثابت ہوئی اور یہہ ہی مذہب اہل سنت والجماعۃ کا امام عبد الہ یافعی
یمنی قدس سرہ کتاب روضۃ الریاحین الحکایۃ الثامنۃ والستون بعد المائۃ کی آخر مین لکھتے ہین
مذہب اہل السنۃ ان ارواح الموتی ترجع فی بعض الاوقات من علیین او سجین الی اجسادہم فی قبورہم
عند ما یرید اللہ تعالی وخصوصا فی لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ ویجلسون ویتحدثون الی آخرہ یعنی مذہب اہل سنت
کا یہہ ہی کہ ارواح موتی آتی ہین بعض اوقات علیین یا سجین سی اپنی ابدان مین جو قبور مین ہین جب

اللہ تعالیٰ چاہتا ہی خاص کر شب جمعہ اور روز جمعہ کو آتی ہین بیٹھتی ہین یا تین کرتی ہین الخ اور
اشباہ و النظائر کی احکام الجمعہ مین لکھا ہی وفیہ تجتمع الارواح وتزار القبور کذا فی الدر المختار وشرح
یعنی جمعہ کی دن روحین جمع ہوتی ہین اور زیارت قبور کیجاتی ہی غرضکہ قبور پہ کہ ارواح کا آنا شب جمعہ و
روز جمعہ مین ان معتبر کتب سے ثابت ہوا باقی قبور سی اپنی گھرون مین آنا وہ خزانۃ الروایات سی ہم اوپر
نقل کر چکی جاؤ اولاً الی مقابر ہم ثم جاؤ انی بیوتہم اس روایت کی موافق اختتام صدی اول و
شروع صدی دوم ہجری مین ایک عجیب قصہ گذرا ہے وہ بہی بطور استیناس لکھا جاتا ہے
امام ابو محمد عبد الہ یافعی یمنی طیب اللہ ثراہ روضۃ الریاحین مین لکھتی ہین عن بعض الصالحین قال کان
لی ابن استشہد فلم ارہ فی المنام الا لیلۃ توفی عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترا ای لی تلک
اللیلۃ قلت یا بنی الم تک میتاً فقال لا ولکنی استشہدت واتاحی عند اللہ ارزق فقلت لا اجاہ
بک فقال نودی فی اہل السماء الا لا یتیفی بنی ولا صدیق ولا شہید الا یحضر الصلاۃ علی عمر بن عبد العزیز
فجئت لاشہد الصلاۃ ثم جئتکم لاسلم علیکم یعنی بعض صالحین سے روایت ہی وہ فرماتی ہین میرا بیٹا شہید ہو گیا
تہا یعنی کہی اوسکو خواب مین نہ دیکہا سوا اوس دن کی کہ جب عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال
ہوا مجہکو اوس رات دکہائی دیا مینی کہا بیٹا تم مری نہین کہا کہ نہین مرا مین تو شہید ہون جیتا ہون
اللہ تعالیٰ سی مجہکو رزق ملتا ہی مینی کہا کہ پہر تم کیون آئی کہا آسمان مین آواز دیگئی تہی کہ خبردار کوئی
نبی اور صدیق اور شہید باقی نرہی سب عمر ابن عبد العزیز کے جنازہ پر نماز پڑہین سو مین اوسکی نماز
پڑہنی آیا تہا پہر تمہاری سلام کرنی کو بہی حاضر ہو گیا انتہی الحمد للہ کہ ہم جو بنظر ایصال ثواب اموات
وترغیب خیرات دعوی کرتی تہی کہ اہل سلام کی روحین خواہ وہ بالکل ابرار متقین ہون خواہ بیچارے
عصات مذنبین ہون آنا اونکا روایات کتب اسلامیہ سی بخوبی ثابت ہو گیا مذہبا اور روایۃً وکشفاً وعقلاً
ان صاحبون کی بڑے بی منصفی کہ اپنی پیر و مرشد قبلہ کی مونہ سی جو بات نکلی وہ تو تہیر کی لکیر ہو جاتی ہی
دوسرا شخص کیسی ہی دلائل قویہ سی ثابت کری اوسپر ایمان نہین لاتی ایسے کہئے مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی
جو صراط مستقیم کی آخر ورق مین اپنی پیر و مرشد کی تعریف مین لکھا ہی کہ حضرت غوث الثقلین اور خواجہ

بہاء الدین نقشبند کی روحین اونکی طرف متوجہ ہوگئین اور ایک مہینے تک وہین چھپٹی اور لڑائی رہی
یعنی ایک کہتی تہی کہ ہم سید احمد صاحب کو اپنی طرف لین دوسری کہتی تہی کہ ہم لینگی آخر دونون پاک روحون
نے آپس مین صلح کرکی یہہ بات ٹہہرائی کہ اچہا سید احمد صاحب مین ہمارا تمہارا دونون کا ساجہارہا
تب یکدن دونون روحین اونپر ظاہر ہوئین اور توجہ قوی ایک پہر تک دی اتنی دیر مین دونو طریقون کی
نسبت حضرت کو نصیب ہوگئی انتہی کلامہ اب دیکہئے کہان حضرت غوث اعظم کا مزار بغداد شریف مین اور
کہان خواجہ عالیشان نقشبند کا مزار بخارا مین پہر اونکی روحین خبر نہین کہ سید احمد کس طبقہ اور جنت
کی کس درجہ مین ہونگی اور یہہ بہی ہے کہ ان دونون حضرات مقدس کی مریدون مین سیکڑون
اولیاء کامل کیا کہون بلکہ ہزارون لاکہون مقبولین ہونگی تب پہر بہی اونکی ہوس نہ بہی اور سید احمد
صاحب کی اونکو خواہش پیدا ہوئی کہ سید احمد صاحب کو اپنی نسبت مریدی مین لیجئی اور اسکی روح
مین علیین یا بہشت سی ہندوستان مین وہ روحین توجہ دینی کو اترآئین ہم اسکو رد نہین کرتے
لیکن ان دانشمند مصنفون کے حال پر افسوس کرتی ہین کہ یہ مولوی اسمعیل صاحب کی تحریر باوجود یکہ
ازروی عقل اسمین چند باتین خلاف عادی معلوم ہوتی ہین لیکن اوسکو مسلم رکہتی ہیں اور ہم روحون کا
آنا اپنی گہرون پر باوجود مقتضائے عقل ہونیکے کہ البتہ اپنا گہر ہر کسیکو مالوف ہوتا ہی جب روح فی
دنیا کی سیر کی تو اپنی گہر کی سیر کیون نکرینگی اور روح کو بعد مکانی مانع نہین کیونکہ وہ مجردات سی ہے
اگر ثابت کرتی ہین اور اوسپر حدیث بہی پیش کرتی ہین اور روایات فقہاء رحمہم اللہ کی سند گذارتی
ہین اوسپر انکار کرتی ہیں اور اس اعتقاد کی باعث ہم لوگون کو اور ہماری ساتہ اون مفتیان دین
کو جو یہہ روایات اپنی فتاوی مین درج کرگئی ہین بدعتی کہنی لگتی ہین یہ وہی مثل ہی جسطرح فرقہ معتزلہ
خود اپنی کو اصحاب العدل التوحید نام کرتی ہین اور اہل سنت وجماعت کو بدعتی اور ارباب الہوا کہتی ہین
اور یہہ کہنا اہل انکار کا قصہ سید احمد صاحب مین کہ یہہ اونکو مکاشفہ ہوگیا تہا اسکی تحقیق مباحث مولد
شریف لمعہ سادسہ مقام تحقیق سیر ارواح مین آئیگا۔ اور مولف براہین قاطعہ گنگوہی کا یہ اعتراض
روح میت کی بدعادینی پر صفحہ ۸۰ مین کہ اگر زندہ نے مردہ کو ثواب نہ پہنچایا تو کوئی ظلم اوسنی پر

شرعاً نہین کیا ہان احسان بہی نہین کیا پس احسان نکرنی پر بہ دعا ظلم ہے بیشک باوجودیکہ ظلمت نفس و شیطان سی جہوٹا حقیقۃ الامر خیر و شر اوسکو برزخ مین واضح ہوگئی وہ اب بہی بزعم مولف بعد اتیان کشف و یقین آخرت کی شر نفس مین مبتلا ہی یہہ روایت قطعاً متہم و متروک ہی انتہی ملخصاً بچند وجوہ مخدوش ہی اول یہ کہ حدیث کی قوت و ضعف و صحت و سقم پہچاننے کے لیے میزان شرعی اسناد ہے اگر مولف براہین کو اسناد معلوم نہ تہی تو مفتیان شرع متین کی نقل پر جو چند فتاوی حنفیہ مین مرقوم ہی اعتماد کیا ہوتا وہ روایت جمعرات کو روحین آنیکی اور در صورت عدم تصدق بد دعا دینیکے فتاوی نسفیہ مین موجود ہی جسکو امام نجم الدین عمر بن محمد نسفی نے جو مشہور بہ علامہ سمرقندی تہی تالیف کیا ہی اوسمین وہ مسائل جمع کئی ہین جو اونکی حالت حیات مین اونسے استفتا کئے گئے تہے ۵۳۷ھ مین اونکی وفات ہی معتمدین علماء سلف سی تہی اسیواسطے علماء خلف نے اونکی روایت پر اعتماد کیا اور اپنی اپنی فتاوی مین درج کیا اور کیون نہ کرتی صاحب درمختار لکہتی ہین کہ ہماری ذمہ واجب ہے یہ بات کہ جو متقدمین فتوی دیگئی ہین ہم اوسکا اتباع کرین اصلی عبارت یہ ہی فعلینا اتباع ما رجحوہ و صححوہ اور شامی شارح درمختار اس مقام پر لکہتی ہین فانہ لا یسعنا مخالفتہم یعنی بیشک بات یہ ہی کہ ہمکو ہرگز گنجایش نہین کہ اونکی قرار داد کی مخالفت کرین وجہ ثانی مولف براہین نے اس روایت کو رد کیا تو کس طرح کہ بالکل اوہام و خیالات سی رجماً بالغیب اور یہہ جائز نہین جن صاحبون نے روایات دین کو خیالی باتون سی رد کیا ہی اونکو فقہاء و محدثین اہل سنت نے الفاظ شنیعہ سے یاد کیا ہی مثلاً یہہ حدیث جو صحیحین مین ہی کہ جب ملک الموت نے موسی علیہ السلام سی کہا کہ مین قبض روح کو آیا ہون حکم الہی قبول کیجے جب حضرت موسی نے ایسا تہپڑ مارا کہ ملک الموت کی آنکہ پہوٹ گئی پہر جناب باری مین جاکر عرض کی کہ خداوندا مجہکو ایسی شخص کے پاس بہیجا جو مرنا نہین چاہتا الی آخرہ اس حدیث پر بعضی عقلی خیالات والون نے طعن کیا کہ موسی علیہ السلام کیون بی قصور تہپڑ مارتے اور وہ بہی ایسا کہ آنکہ پہوٹ گئی بنا علیہ یہ حدیث صحیح نہین لیکن جو محدثین تہی اونہون نے اس حدیث کو تسلیم کیا اور معترض آدمیون کو ملحد لکہا عبارت یہ ہی وانکر بعض الملاحدۃ ہذا الحدیث قالوا کیف

یہ جو رعلی موسی مقدار عین ملک اور یہ قرار دیا کہ حدیث کو عقلی باتون سی رد نکرنا چاہیے بلکہ تاویل
کرنی چاہیئی اس حدیث مین تاویل ہوسکتی ہی کہ حضرت موسی کی پاس ملک الموت بشکل انسان
آئے اونہون نی جانا کہ یہ کوئی دشمن قتل کو آیا ہے اوسکی دفع کرنے کے لیے تہپڑ مارا اتفاق سے
آنکہ نکل پڑی، الی آخرہ اس نظیر سے ہمکو یہ ثابت کرنا ہی کہ روایات دینیہ کو ایسی خیالی
شاخسانون سے رد نکری محدثین ایسی کو ملحد کہتے ہین وجہ ثالث یہ کہ ترک واتہام حدیث
کے لیے عقلی لگا چلایا تو کیا کہ روحین کیون بددعا دیتین یہ نہ سمجہی کہ روح کو کچہہ تو تعلق آب و
گل بدن انسانی سی ہی فرشتے جو بالکل تکدر آب و گل سی مجرد ہین وہ بہی بخیل مسک کو بددعا دیتی
ہین تو روح کا بددعا دینا کیا بعید ہی صحیحین کے حدیث بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ ہر
صبح کو دو فرشتے آسمان سی اوترتی ہین اور دعا کرتی ہین یا اللہ خرچ کرنے والے آدمی کو بدلا عطا کر
اور بڑہا اور جو خرچ نہ کرے اوسکا جمع کیا ہوا مال تلف کر ہلاک فرما انہی ظاہر ہے کہ جب روح
دنیا مین مع الجسد تہی اوسوقت اوسکی نسبت احکام الہی اور تہی اور جب بدن سی مفارق ہوکر
اوس عالم مین شامل ہوئی تب اوسپر احکام و آثار اوس عالم کی مترتب ہوی پہر کیا عجب ہے کہ جسطرح
فرشتے خرچ نکرنے والے آدمی کو باذن الہی بددعا دیتی ہین اسیطرح روحین بہی اوس عالم مین جاکر
ایسے آدمی کو جو مال دباکر بیٹہہ رہا اور اپنی مورث کو فاتحہ و صدقہ سی یاد نہین کرتا باذن الہی بددعا
دیتی ہون یہ کیا امر محال ہی جسکی خیال سی روایت مفتیان دین کو کہا جاوی کہ قطعاً متروک و
متہم ہے وجہ رابع یہ کہ اس دعا کو ظلم ٹہہرانا بالکل بی اصل ہی کچہہ تو مخدوش مردود ہونا اسکا
وجہ ثالث سی ہی سمجہا گیا علاوہ بران ظاہر ہے کہ اگر ورثہ دعا اور تصدق کرتی تو از روی مسئلہ
شرعیہ ثواب اونکو بہی ملتا اور میت کو بہی جب کچہہ نکیا تو دونو محروم رہے پہر اگر ایسا مردا قعی
زبان ارواح سی صادر ہوا کہ الہی جیسی ہم ناامید پہری یہ بہی ناامید رہو رحمت سی یعنی ثواب سے
تو یہ کسطرح ظلم ٹہہرتا ہی اور اگر کوئی یہ کہی کہ امر واقعی کی دعا کیا کیجائے یہ تو تحصیل حاصل ہی جواب
اسکا یہ ہی کہ فقیہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نی اس مسئلہ کو خوب تحقیق کردیا ہی کہ تحصیل حاصل کی دعا

جایز ہی عبارت التقاطاً یہ ہی لو کان الدعاء بتحصیل الحاصل منہیا لما ساغ الدعاء لہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا
ولا بلعن الشیاطین یعنی اگر تحصیل حاصل کی دعا منع ہوتی تو نہ کیجاتی دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
وسیلہ کی جو بعد اذان دعا کرتی ہین کہ یا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ دیجو اور مقام محمود مین پہنچا یئو
کیونکہ یہ وعدہ خدا تعالی خود فرما چکا اور اسیطرح نہ جایز ہوتی لعنت شیاطین پر کیونکہ وہ خود لعنت
مین ہین بی دعا کئی انتہی اور اگر دعای ارواح کی یہ معنی ہون کہ ای وارثو جسطرح تمنی ہماری ساتھ
ترک احسان کیا اور ہم محروم پھری خدا کری کہ سب تم مرو تمہاری ساتھ تمہاری ورثہ ترک احسان
کرین اور تم بھی ناامید رحمت و ثواب سی پھرو تو اس مضمون مین کوئی اتلاف حق فرض و واجب کی
دعا نہین جو ظلم قرار دیا جای ترک احسان پر ترک احسان کی دعا ہے اور جس مواقع مین کہ میت کی
وصیت پر وارثون نی بباعث حرص و طمع نفسی عمل نکیا ہوگا اون مواقع مین تو بد دعا ارواح کی
کسیطرح محل کلام ہی نہین پھر معترضین نے یہ ہی خیال کیا ہوتا کہ قدوم ارواح کی سب حدیثون مین
تو ذکر بد دعا کا نہین ایک مین ہی تو یہ ہی موقع خاص ہوگا جسمین اتلاف وصیت صدقات ہی باقی اور
مواقع مین فقط یہہ بات کہ رد جین امید وار آئین اور ناکام چلی گئین غرض کہ ان صاحبون پر لازم تہا
کہ اس روایت مین یہ تاویل یا مثل اسکی اور کچھہ جو جو محمل صحیح نکلتی پیدا کرتی لیکن روایات
متقدمین مفتیان دین متین کو رد نکرتی وجہ خامس جب کوئی تو جیہ ان صاحبونکو نہ سوجہی اور
یہ ہی انکو معلوم ہوا کہ یہ بد دعا قبیح ہے تو یہ کیا دلیل قایم کی کہ عالم برزخ مین جب خیر و شر واضح ہو گیا
تو پھر کسطرح بعد کشف و یقین برا فعل یعنی بد دعا کرنا ارواح سے صادر ہوتا ہم کہتی ہین اگرچہ برزخ
مین انکشاف خیر و شر ہے لیکن روز قیامت سب سے زیادہ انکشاف حقائق ہوگا پھر اس روز صدائے
عالم الغیب و الشہادہ کی سامنے لوگ اپنی جرایم کو مکر جائینگے جھوٹ بولینگے تب اونکو نامہ اعمال
دکھائی جائینگے کہینگے کہ فرشتون نی زبردستی ہماری نام یہ گناہ لکھدیئے تب اونکی ہمسایہ
بلائے جائینگے وہ گواہی دینگی اونکو بھی جھٹلا یئنگے تب رب العزۃ جل جلالہ اونکی منہ پر مہر لگا کر
پوچھیگا سب اعضا بول اوٹھینگے کہ بیشک سنے یہ گناہ کیے کذا فی التفاسیر و امام رازی نے

تحت آیہ ان تشہد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ
زناکار دنکی پیشانیاوسر دزگواہی دینگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ آپنے فرمایا آدمی
کی اعضامین اول ران اور ہتیلی گواہی دینگی یعنی اسلئے کہ اول مساس ہاتھ سے واقع ہوتا ہی پھر وقت مباشرت
ران تک نوبت پہنچ جاتی ہی خلاصہ یہ کہ جب مجرمون کی اعضا گواہی دینگے تو بعد ازان وہ مجرم اپنی اعضا کو
دہمکائینگے کہ تمنے کیون گواہی دی اور اپنی اعضا کو بد دعا دینگے بعدا لکن وسحقا یعنی خدا تمکو دور کیجو اپنی رحمت
سی اور ہلاک کیجو یہ مضمون بد دعا کا صحیح مسلم کی حدیث مین ہی اور روح البیان مین ہی کہ جو مسلمان گنہگار
ہونگی اونکی اعضا ہی گناہ پر شہادت دینگے لیکن جن اعضا سی اونہون نے نیک کام کیا ہی جب وہ شہادت
اچھی دینی لگینگے وہ بخشدیئے جائینگے الحاصل روایات مذکورہ سی یہ ثابت ہوگیا کہ قیامت کی روز جو
نہایت درجہ انکشاف حقایق خیر و شر کا روز ہوگا اوسدن بھی آدمی ایسی ایسی بری کام کرینگے کہ خاص
اللہ تعالی کی سامنے مکر جائینگے جھوٹ بولینگے فرشتون کو اور آسمان و زمین کی ٹکڑونکو اور ہمسایون کو
سبکو جھٹلائینگے اور پھر جب اعضا گواہی دینگے حال آنکہ اونہون نی باذن الٰہی گواہی دی ہی اور سچی
گواہی دی ہی تبھی بھی بندہ اونکو بد دعا دیگا اور کوسیگا کما رواہ مسلم جب ایسی ایسی کام مذکورہ بالا
ایسی مقام کشف و عیان مین ہونگی تو بھلا عالم برزخ مین بد دعا دینا ارواح کا کسطرح اسدرجہ محال و
مستبعد ٹہرایا جس سی روایات فتادی کو جھٹلایا وجہ سادس حدیث صحیح ہے کہ یبعث کل عبد علی ما
علیہ یعنی آدمی اوسی خصلت پر اوٹہایا جائیگا کہ جسپر مراہی اور دوسری حدیث مین آیا ہی یبعث الناس
علی نیاتہم یعنی آدمی اپنی نیتون پر اوٹہائی جائینگے اس سے معلوم ہوا کہ جو صفات محمودہ یا مذمومہ انسان کی
جوہر روح مین راسخ ہوجاتی ہین وہ بعد موت بھی قایم رہتی ہین حتی کہ اونہی صفات کی ساتھ حشر اوسکا
ہوگا جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہی کہ آدمی دو قسم ہین یعنی بالکل خاک جو غصہ نام کو نہین عفو و صفح و
تجاوز اونکا جبلی کام ہی اور بعضی وہ جو اپنی سنافی طبیعت پر آزردہ ہوکر خفگی ظاہر کردیتی ہین پس یہ
دونو آدمی بعد موت بھی اپنی اوسی جبلت پر ہونگی اور ظاہر ہے کہ آدمی قسم اول قلیل الوجود ہین
اور ثانی زیادہ بلکہ زیادہ سی زیادہ تر و لاکثر حکم الکل کلیہ مسلمہ ہی پس جسطرح وہ لوگ دنیا مین جب دیکھتے تھے

کہ اونکی ایک نمک پروردہ یا رفیق نی جس پر اونکو بہروسہا تہا شدت حاجت کیوقت جواب صاف دیدیا
اور حقوق احسان ومروت کو بالکل فراموش کیا تو نی اختیار بددعا نکل جاتی ہی کہ جیسا تو نی میری ساتہ
کیا تیری مشکل کی گہڑی مین بہی خدا ایسا ہی کیجیو جب وہ مرگئی اور عالم برزخ مین گئی تو وہی جہلت
اونکی ساتہ گئی سبا علیہ وہی مادہ فطری اونکا وہان ظاہر ہوگا کہ جب اونکی اقربای احسان فراموش
اوسکا مال مار کر بیٹہہ رہینگے اور دعا وصدقہ مین ذرہ بہر اونکو یاد نکرینگے وہ بیساختہ اونکو بددعا دینگے
جسطرح کفار وفساق جو کچہہ صفات تکذیب وغیرہ کی دنیا سی ساتہ لیگئے تہی وہی محشر مین علی الاعلان
ظاہر کرینگی جسطرح روایات سابقہ مین گذر چکا وجہ سابع الزامی اس روایت کو فقط بددعا
ارواح کی سبب رد کرتے ہین اور مولوی اسمعیل صاحب کی تحریر مرقومہ ورق آخر صراط مستقیم کو رد نہین
کرتی جو لکہتے ہین۔ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین وجناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند
متوجہ حال حضرت ایشان گردیدہ وتا قریب یکماہ فی الجملہ تنازعی درمابین روحین حق حضرت
ایشان ماندہ زیرا کہ ہر دو احد ازین ہر دو امام تقاضای جذب حضرت ایشان بتمامہ بسوی خود میفرمود
دیکہئے یہان اپنی پیر ومرشد کی بابت دو امامون کی روح مقدس مین لڑائی ثابت کرتی ہین لفظ
تنازع لکہتے ہین منتخب اللغات مین ہی تنازع دشمنی وخصومت کردن اور صراح مین لکہا الخصام پیکار
کردن باہم دو اسم الخصومۃ مولف براہین کو لازم تہا کہ اول اس تحریر صراط مستقیم کو رد کرتے پہر
رد روایت فتاوی نسفیہ مین قدم دہرتے لیکن اسکو بڑی عبارت طویل سے صہ ۳۳ مین قوت دیتے
ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ انبیا علیہم السلام کو بہی کثرت امت کی خواہش ہوتی ہی جناب فخر عالم صلی
علیہ وسلم نی دو عورتون کی نکاح کی تاکید فرمائی ہی اسیواسطہ اون دونون نی ماموں جب سید
احمد صاحب کا درجہ دیکہا اور جانا کہ انکی بہت مرید ہونگی دونون نی اپنی اپنی طرف کہینچنا چاہا
انتہی ملخصا یہ جواب نہایت رکیک ہی سید صاحب کو بباعث کثیر المرید ہونیکی دو عورت یعنی
کثیر الولادت عورت کی نکاح سے جو تمثیل دی یہ خیال نکیا کہ ایسی شخص کی مرید کرنے کی تمنا رہتی ہے
لیکن تنازع حرام جسطرح دو عورت کی طرف رغبت صحیح ہے لیکن اسمین لڑائی ومخاصمت حرام

یہ تو نص قطعی کا معارضہ ہی حق سبحانہ فرماتا ہی لاتنازعوا شاہ ولی اللہ اسکا ترجمہ کرتی ہین باہمدیگر نزاع
مکنید اور شاہ عبدالقادر لکھتی ہین آپس مین مت جھگڑو پس جبکہ اس مکاشفہ تحریری کو بباعث
حرمت تنازع رد کیا تو چاہیی کہ روایات مفتیان دین کو بہی رد کرین باوجودیکہ اس قسم کی دعاکی
حرمت پر کوئی نص شرعی مولف براہین فی روایت نہین کی جسطرح ہم آیہ لاتنازعوا نص قطعی پیش
کرتی ہین پس دعوی اونکا بلا دلیل شرعی نامسموع ہی اور یہ خیال اونکا بوجوہ سبعہ مذکورہ مدفوع
ہے دوسرا اعتراض ارواح کی آنی پر صفحہ براہین مین یہ ہی کہ یہ روایتین مخالف صحاح
کی ہین کیونکہ مشکوۃ مین نسای اور احمد سی منقول ہی کہ جب میت کی روح برزخ مین جاتی ہے تو
ارواح جمع ہوکر اپنی اقارب کا حال پوچھتی ہین تو وہ جو پہلی مرلیا تہا اوسکو کہتا ہی کہ وہ تو مجھسے پہلے
مرلیا تہا اگر ہر ہفتہ ارواح اپنی گہر جاتی ہین تو اونکو کیا حاجت استفسار کی ہے جواب حاجت
استفسار کی کیون نہین مثلاً ایک شخص ہر ہفتہ اپنی گہر آتا ہے شب باش ہوکر چلا جاتا ہے تو چہ روز
بعد چلے آنے اوس شخص کی اگر کوئی اوسکی گہر سی آئیگا تو وہ اپنی اقربا کا حال پوچھیگا یا نہ پوچھیگا
سب عقلا جانتی ہین کہ وہ ضرور پوچھیگا پس اسیطرح جو روح شب جمعہ کو اپنی گہر ہوگئی ہتی تو جو آدمی
چارشنبہ یا روز پنجشنبہ کو مریگا اور روح اوسکی عالم برزخ مین جائیگی وہ روح ضرور پانچ چہ روز کی
غیبوبت کا حال اس روح تازہ سی پوچھیگے کہ فلان آدمی کسطرح ہے اور فلان کسطرح اور اسیطرح اگر
کوئی قریب وہنکار روز شنبہ یا شام جمعہ کو مرگیا ہوگا اور وہ اپنی شومی اعمال سی دوزخ مین گیا ارواح
مومنین مین نہ پہنچا پہر کوئی دوسرا عزیز مومن مخلص چارشنبہ کو مرکر ارواح مومنین مین پہنچا تو وہ
بالضرور یہ بیان کریگا کہ وہ مرد قریب مجھسے چار پانچ روز پہلی مرچکا کیا وہ تمہاری پاس نہین آیا
تب وہ روحین کہینگی کہ بس وہ دوزخ مین گیا اور یہہ بھی ہوسکتا ہی کہ روح ہر ہفتہ گہر پر آتی
ہو ایک عزیز کو ہمیشہ غیر موجود پاتی چونکہ اوسوقت آدمیون ہی اوسکو پوچھنا ممکن نہ تہا ہمیشہ چپ
رہی جاتی یہ خیال کرتی کہ شاید وہ کہین پردیس مین گیا ہی لیکن جب اوس گہر مین کوئی
مخلص مومن مرا اوسکی روح ارواح مومنین مین پہنچی تب اوس عزیز کا حال دریافت کیا جو ابدا

کہ وہ تو مجھسے پہلی مرچکا ہے کیا تمہاری پاس نہین آیا تب وہ روح جان لیتی ہی کہ اوس عزیز کو جو مکان پر موجود نہ دیکھتی تہی اور یہ سمجھتی تہی کہ وہ کہین پردیس مین ہوگا سو پردیس مین نہین بلکہ وہ دوزخ مین پہنچا اور یہہ بہی ہوسکتا ہی کہ روح کا اپنی گہر آنا منقول ہی ہمارا یہ دعوی تو نہین کہ وہ اپنی سب اقربا و غیرہ دون اور دوست آشنا ونکی گہر پہر جاتی ہی پس جایز ہی کہ وہ روحین اپنی اون دوست آشنا و عزیزونکا حال پوچہتی ہونگی جو اوسکی خاص گہر مین نہین رہتی تہی لفظ حدیث مین نہ قید اپنی خاص گہر مین رہنی والونکی ہی اور نہ یہ کہ خاص اپنی ذوی القربی کا حال پوچہیگا بلکہ جائز ہی کہ اپنی بعض دوستدارون اور غمگسارون کی حال دریافت کرین

حدیث کی اصل الفاظ یہ ہین فیسالونہ ماذا فعل فلان ماذا فعل فلان فیقول قدمات اما اتاکم فیقولون قد ذہب بہ الی امہ الہاویہ یعنی اوس نئی مردہ سی پہلی مردہ پوچہتی ہین فلانی کا حال کیا ہی فلانی کا حال کیا وہ جواب دیتا ہی کہ وہ تو مرچکا کیا تمہاری پاس نہین آیا تب وہ کہتی ہین کہ وہ دوزخ مین پہنچا انتہی اب قلوب قاسیہ کی نرم کرنیکو ایک قصہ نہایت معتبر کتاب سی جسکی مصنف کو نو سو برس سی زیادہ ہوی چار واسطہ سی امام ابو یوسف کی شاگرد ہین لاکہہ حدیث انکو حفظ ہی انکا خطاب امام الہدی ہی اور نام انکا نصر بن محمد اور لقب ابو اللیث سمرقندی مشہور ہی وہ اپنی کتاب تنبیہ مین باب فضل جمعہ مین فرماتی ہین کہ یحیی اپنی باپ سی سنا اور وہ فرماتی تہی کہ پہنچا مجہکو قصہ صالح مزنی کا کہ وہ جمعہ کی رات کو جامع مسجد مین آی کہ نماز فجر وہان پڑہین رستہ مین ایک مقبرہ ملا دل مین آیا کہ صبح صادق ہوجاویگی اوسوقت مسجد کو چلیجاینگے مقبرہ مین ٹہر گئے دو رکعت نماز پڑہی اور ایک قبر سے کچہہ سہارا لگا لیا نیند آگئی یکبارگی مین بہرآئی دیکہتے کیا ہین سب اصحاب قبور قبرون سی نکل کر حلقہ حلقہ بیٹہہ گئی باتین کرنی لگی ایک جوان کو دیکہا اوسکی کپڑی میلے اور اداس مغموم بیٹہا ہے اتنی مین بہت خوان ڈہکی ہوے خوان پوشمون سی آدمین ہر آدمی اپنا اپنا خوان لیتا گیا اور چلتا گیا آخر وہی بیچارہ جوان رہگیا اوسکی پاس کچہہ نہ آیا وہ اور اوس غم کا مارا اوٹہہ کر کہڑا ہوا جب قبرین داخل ہونے لگا صالح مزنی

ع سے لہا انہون نے ب سے تعزیت عنا سے انہون نے ب انتقام عنا سے انہون نے ب تعزیت عنا سے انہون نے ع تعزیت سا سے انہون نے امام ابو یوسف سے اور وہ شاگرد ہی امام اعظم کی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

کہتی ہین کہ مینی اوس سے کہا ای اللہ کی بندہ تو کیون اوداس ہے اوسنی کہا تمنی دیکھا نہین کہ مستقد خوان
آئی تھی مینی کہا کہ ہان وہ بولا یہہ تحفہ تحایف تھی جو اونکی واسطی خیرخواہون نی بھیجی تھی جو وہ صدقہ
دعاوغیرہ کرتی ہین اونکو پہنچتا ہی جمعہ کی رات کو اور مین رہنی والا ملک سندکا ہون اپنی مان کو لیکر حج
حج کرنیکے آیا تھا جب بصرہ مین پہنچا مین مرگیا میری مان نے میرے بعد نکاح کرلیا اور دنیا مین مشغول
ہوگئی مجھکو بھول گئی نہ مونہہ سی کبھی نام لیتی ہی نہ زبان سی دعا اب مین غمگین ہون تو کیا کرون میرا
کوئی نہین جو یاد کری تب صالح مزی کہتی ہین مینی اوس سے پوچھا تیری مان کہان ہے اوسنی بتادیا پہر صبح
ہوگئی نماز پڑہی اور اوسکا گھر ڈہونڈہتا ہوا گیا اوسنی اندر سی آواز دی تو کون ہی مینی کہا صالح مزی
اوسنی بلایا مین گیا مینی کہا بہتر یہہ ہی کہ میری اور تیری بات کوئی نہ سنی تب مین اوس ہی نزدیک
ہوگیا فقط ایک پردہ بیچ مین رہ گیا مینی کہا اللہ تعالی تجہپر رحم کری کوئی تیرا بیٹا ہے بولی کوئی نہین
مینی کہا کبھی ہوا تھا تب وہ سانس بہرنی لگی اور بولی ایک بیٹا جوان تھا مرگیا تب مینی وہ قصہ مقبرہ کا
بیان کیا اوسکی آنسو بہنے لگے اور کہنی لگی ای صالح مزی وہ میرا بیٹا میرا اکلوتا تھا پہر اوس عورت نی مجھکو
ہزار درم دیئی اور کہا کہ میرے نورچشم کی طرف سی خیرات کردیجو اور اب سی مین اوسکو دعا اور خیرات
سی نہ بھولونگی جب تک دم مین دم ہی صالح مزی فرماتی ہین پہر مینی وہ ہزار درم خیرات کردیئی اگلے
جمعہ کی رات اوس مقبرہ مین گیا دو رکعت پڑہی ایک قبر کی سہارے سے بیٹھ گیا سر جہکا کر پہر مینی اون
لوگون کو قبرون سی نکلتی دیکھا اور اوس جوان کو دیکھا سفید کپڑی نہایت خوش وہ میرے پاس
آکر کہنی لگا ای صالح مزی اللہ تیرا بہلا کری مجھکو ہدیہ اور تحفہ پہنچ گیا مینی کہا تم جمعہ کو پہچانتے ہو کہا جانور
تک پہچانتی ہین یہ کہا کرتی ہین سلام لیوم صالح یعنی یوم الجمعہ اتہی ای بہائیو اگر ایسی امام المہدی کا
نقل کیا ہوا قصہ درد آمیز تمہاری دل کو خوف الہی سی نہ ہلادی تو کمال حسرت کی بات ہی پتہر ہی
اسکی ڈر سی نرم ہوجاتی ہین ان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار قدیم الایام سی دستور چلا آتا ہی کہ قدما
اپنی اپنی اموات کی لئی کہانا جمعہ کی رات کو دیا کرتی تھی حفاظ اور ملا اور قرار مقابر وغیرہ کو بہیجتی تھی
حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو چھہ سو برس سے زیادہ گذری اونکی کلام مین ہی اسکا پتا موجود ہے

کلیات مین جو قصیدہ در باب تنبیہہ حال موت لکھا ہی اوسمین وہ لکھتے ہین کہ جب آدمی مرتا ہی چند روز
اوسکو روتی ہین جمعرات کو حلوا بھی بھیجتی ہین جب کئی برس گذر گئی پھر سب بھول جاتی ہین اور
وہ آدمی بے نام و نشان ہو جاتا ہے اشعار اونکے بطور التقاط لکھتا ہون ؎

| | |
|---|---|
| یکہفتہ یاد و ہفتہ کم و بیش صبح و شام | باگریہ دوست ہمدم و ہمدستان شود |
| حلوا سہ چار صحن شب جمعہ چند بار | بہر ریا بخانۂ ہر گورخوان شود |
| وانگہ کہ چند سال بران حال بگذرد | آن نام نیز بگذرد و بے نشان شود |

اگلے آدمی جمعرات کا اسقدر خیال رکھتی تہی کہ دو آنہ کا مزدور کہ جسکی اس کچھ بھی دینی کو نہوتا تہا وہ بھی جو
سیر بھر آٹا بال بچون کیواسطے لاتا اور شام کو پکواتا اوسمین نیت کرتا تہا کہ یارب العالمین یہہ جو بال بچون کا
نفقہ میری مر تیری حکم سی واجب ہے اور ادای واجبات الہی مین آدمی مستحق ثواب ہوتا ہی آج جو یہہ سیر بھر کی
روٹیان اپنی بال بچون کو دیتا ہون اس نفقہ واجبہ مین میری یہ نیت ہی کہ اسمین جو مجھکو ثواب ہوتا
وہ میری فلانی عزیز میت کو پہنچے غرض کہ نادار تنگدست آدمی اوسی روزمرہ کی نفقہ واجبہ عیال مین
نیت ایصال ثواب کرتی تہی اور فاتحہ درود پڑہ کی بعد ازان اپنی بال بچون کو وہ کہانا کہلا دیتی تہی
اموات کو محروم نہ رکہتی تہی اور تونگر آدمی تو بہت کچہہ دیا کرتی تہی اب جیسی ہمتین لوگون کی پست ہوگئین
اور اوس بخیلی کی ساتھہ یہہ بھی بہانہ ہاتہہ آگیا کہ اسکو تو مولوی لوگ بدعت کہتی ہین پس بالکل آدمی
چھوڑ بیٹہے اونگلی کو ٹیہلتی کا بہانہ مثل مشہور ہی اب ہنی تمکو روایات کتب معتبرہ کی سنادی چاہیئی کہ
اب سی سستی نکرو اور صدقات و خیرات اور درود فاتحہ سی اپنی عزیزونکو یاد رکہو ایک مسئلہ سناتا ہون
کہ جسقدر تم اموات کی نام دوگی یا پڑہکر بخشوگی اموات کو سب پہنچے گا اور اوسیقدر تمکو بھی ملیگا کچہہ تمہارا
ثواب کٹ بجاویگا تم اور موتے دونو کامیاب ثواب سی ہوگی خزانہ الہی مین کچہہ کمی نہین وہ دونو کو
دیتا ہی ان ربک واسع المغفرۃ فقط تمہاری نیت کا گہاٹا ہی **لمعہ ثالثہ عیدین اور شب برات**
**اور عشرہ محرم مین فاتحہ** فی خزانۃ الروایات عن ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول اذا کان
یوم عیدا و یوم جمعہ او یوم عاشورا او لیلۃ نصف من شعبان تاتی ارواح الاموات و یقومون علی ابواب

فائدہ
قربانی کی سائل
جو فادی عالیگری
مین لکہی ہین اوسمین
بیان کیا ہی کہ آگر کوئی
غریب آدمی قربانی کی
استطاعت نرکہتا ہو
اور اوسکے بال بچے
اوسکو پیہین تو اوسکی
اوسمین شرکت کرنی
سے قربانی ہو جاتی ہی
قربانی کا بیان

بہی ہی فاتحہ
خیال کرنا اور
کہلا دینا
کلام اللہ کا
ایسا جو ثواب آدمی
فاتحہ کا کہلا دیتی ہی
بال بچون کو
کہلا دینا
مسئلہ
ہر جمعرات کو
بال بچون کو
کہلا دینا
جب بال بچون کو
کہلا دیا تو یہ کہنا ثواب
ہوا جواب اسکا یہی
ہی اور صحیحین
حدیث ۱۲ ۱۳
المسلم

یہ ہم تقبولون ہل من احدیذکرنا ہل من احدیترحم علینا ہل من احدیذکر غربتنا یا من کنتم بیوتنا ویا من
سعدتم بما شقینا ویا من انعمتم فی اوسع قصورنا ونحن فی ضیق قبورنا ویا من اتخذلتم اتیا منا ویا من تکحم
نسائنا ہل من احدیتفکر فی غربتنا وفقرنا کتبنا مطویۃ وکتبکم منشورۃ واضح ہو کہ یہ کتاب خزانۃ الروایات
پورانی کتاب ہی جس نسخہ سی یہ عاجز نقل کررا ہی وہ چار سو برس سے کسیقدر کم کا لکھا ہوا ہی اب یہ کبھی
تصنیف کب ہوئی ہوگی صاحب کشف الظنون نی اسکی مصنف کا حال یہہ لکھا ہی کہ یہ قاضی حسن
ہندوستان کی حنفی المذہب اور ساکن گجرات تھی تمام عمر فتوی دینی اور لکھنی مین گذاری انتہی کلامہ
اس معتبر ہونا اسکا ظاہر ہوگیا اور نیز ہم بیان کرچکے ہین بیان فاتحہ جمعرات مین کہ مولوی اسحق صاحب
نی مائۃ مسایل مین اور مسائل اربعین مین اس خزانۃ الروایات کی سند پکڑی ہی معتمد علیہ ہونا اس
کتاب کا اور پورانا ہونا معلوم ہوچکا علاوہ براین علی بن احمد غوری نی بھی اس روایت کو کنز العباد مین
باب الوضوء باب خامس مع اربعین سے نقل کیا ہی استرجمہ اسکی روایت کا معلوم کرو حضرت ابن عباس سے
روایت ہی کہ جب ہوتا ہی دن عید کا یا جمعہ یا عاشورا محرم کا یا شب برات تب آتی ہین روحین مو تے
کی اور کھڑی ہوتی ہین اپنی دروازہ اور کہتی ہین کہ ہی کوئی ہمارا جو ہمکو یاد کری اور ہم پر رحم کری ہماری
قرابت کو یاد کری تم ہماری گھروین رہتی ہو ہماری مال سی چین کرتی ہو تم کھلی کشادہ مکانون مین
رہتی ہو ہم تنگ قبرون مین پڑی ہین ہماری یتیم بچون کو تمنی ذلیل کررکھا ہی اور ہماری بیبیون
نی نکاح کرلیا اب تم مین کوئی ہی جو فکر کری ہماری غربت اور محتاجی کا ہمارے
اعمال لپٹ چکی تمہاری نامہ اعمال کہلی ہوی ہین انتہی اور واضح ہو کہ جسطرح یہہ روایت خزانۃ الروایات
کنز العباد مین ہی اسیطرح وقایق الاخبار مین بھی ہی اور وقایق الاخبار منسوب ہے امام غزالی کی
اور تفسیر کریمہ تتنزل الملئکۃ والروح مین مفسرین کے چند قول ہین بعضون نی کہا روح ایک فرشتہ ہے
بعضون نی کہا کہ جبریل ہی اور بعضون نی کہا روح حضرت عیسی ہین جو فرشتون کی مانند اوترتی ہین
بعضون نی کہا روح سی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور وقایق الاخبار مین ہی کہ بعضون نے کہا ارواح
آدم مراد ہین عبارت آوسکی یہ ہی وقیل روح الاقرباء من موتی المومنین یقولون بنا اندن

لسا بالنزول الی سماء الدنیا حتی نری اولادنا و عیالنا فیزلون فی لیلۃ القدر آتہی اور تفسیر عزیزی مین
تحت شرح اس آیت کے لکھا ہے یعنی فرود می آیند ملئکہ از آسمانہا و ارواح از مقام علیین و ان شب اور
تینتیس ۳۳ سطر کی بعد لکھتی ہین کہ ہمراہ جبریل علیہ السلام جمیع ملئکہ و ارواح نزول می کنند اب گوش ہوش
سی سننا چاہیی کہ باپ کو اولاد صالح کی دعا سی نفع پہنچتا ہی صحیح مسلم کی حدیث ہی ولد صالح یدعو
اس حدیث مین تم لوگون کو اشارہ ہوا کہ تم جنکی اولاد ہو اونکی حق مین دعا کرو فاتحہ درود پڑہو دو
حدیث بیہقی کی ہی ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او اخ او صدیق فاذا لحقہ
کان احب الیہ من الدنیا و ما فیہا اس حدیث مین بی اشارہ ہو گیا ماں باپ کو کہ وہ اپنی اولاد کو دعا
سی یاد کرین اور بہائی بہائی کو اور دوست دوست کو ہو اسطے کہ اس حدیث مین بی ارشاد ہو گیا کہ
مردہ ان سب کی طرف امید لگای رہتا ہی غرض دونون حدیثون کی مضمون سی یہ بات ثابت ہو گئی
کہ سب دوستون اور اقربا کو چاہیی کہ اپنی دوست اور اقربا کو یاد کرین اور آدمیونکا حال یہ ہی کہ دنیا
کی جنجال مین پھنسکر اپنی عزیزونکو جو کہ مرگئی بالکل بہول جاتی ہین روزمرہ کی یاد تو کہان بہلا اگر
تیوہارون کو یعنی عید بقرعید شبرات محرم مین بھی یاد کرلین تو غنیمت ہے کیونکہ تیوہارون مین کہانیکی
کثرت ہوتی ہی طرح طرح کی چیزین پکتی ہین دوست آشناؤن مین تحفہ ہدیہ بہیجا جاتا ہی ہائی افسوس
زندہ آدمیونکو تحفہ ہدیہ بھیجین حال آنکہ زندہ آدمی خود بہی پکوا کر کہا سکتا ہی اور میت کو جو کہ بالکل عا
بی بس بیکس ایک غار تنگ تاریک مین پڑی ہین اور اعمال اونکی منقطع ہو چکی اب کچھ کر نہین سکتی اونکو
ذرا بہی یاد نکرین کسقدر غفلت کی بات ہی اور جو کوئی عالم ملا ہو کر لوگونکو اسکام سی روکی کسقد
مظلمہ موتی کا اپنی گردن پر لیتا ہی یا اللہ ایک پہلی وقتون کی عالم فاضل تہی کہ خیرات و حسنات کی
رغبت دلاتی تہی مصنف خزانۃ الروایات لکھتا ہی کہ مین شروع بلوغ سے فتاوی اور کتب فقہ او
مسایل مین کوشش کرتا رہا اور جب استفتا پیش ہوتی تہی جب تک جواب اونکی کتابون سی نہین نکا
تہا چین نہین آتا تہا اور مین کسی وقت خالی مباحثہ اور مطالعہ کتب سی نہین رہتا تہا اور مشکلین حل کر
کرتا تہا تمام عمر فتوی دینی مین گذاری اور جسقدر فتوی دیتا وہ سب مسائل اس کتاب مین لکہدیتا

بست قرین اب
ہے بسا کوی بار
جو آدمی فوت
کرتا ہی تعلق
کرتا ہے کہ دعا
ہے اور ثواب
کا طرف سے
یا ماں یا بہائی
یا دوست سے
پہر جب پہنچ جاتی
ہے اور سکو دعا
کسی کی نہیں پہنچتی
ہے وہ اور بہا
پیاسے زیادہ
دنیا سے اور
جو کچھ دین
مین ہے ۱۲
۱۲

انتہی کلامہ دیکھو یہ شخص ہندوستان کا قاضی سینکڑون برس کا عالم فقیہ گذرا ہوا ہندوستان مین فتوی جاری کرنیوالا اپنا فتوی اس کتاب مین لکھتا ہی اور روایت کرتا ہی کہ تیوہارون مین روضین آتی ہین چنانچہ روایت اونکی بیان کی گئی معلوم ہوا کہ یہ جو قدیم الایام سی عیدین وغیرہ تیوہارون مین دستور فاتحہ کا چلا آتا ہی ایسی ہی بزرگون کا حکم دیا ہوا اور جایز رکھا ہوا اور احادیث سی استنباط کیا ہوا ہی جاہلون کا ایجاد کیا ہوا نہین جاہل کسی قاعدہ دینی اور شرع کا موجد نہین ہو سکتا اور نہ کوئی جاہل کا اتباع کرتی یہ سبب سوم صالحہ اہل اسلام مین علماء صلحا کی تلقین فی مانی ہوئی ہین انجملہ یہہ بات کہ ہم اکثر دیکھتے ہین کہ عیدین وغیرہ مین جو فاتحہ دیتی ہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نام کا جدا نکالتی ہین یہ مسئلہ بھی امام ربانی مجدد الف ثانی کی کلام مین موجود ہی مانعین اہل امام کی معتقد ہین وہ اپنی مکتوبات کی جلد ثالث مین لکھتے ہین باید کہ ہرگاہ صدقہ بمیت نیت کند اول باید کہ بہ نیت آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام ہدیہ جدا سازد بعد ازان تصدق کند کہ حقوق آنسرور علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام فوق حقوق دیگران ست و نیز برین تقدیر احتمال قبول صدقہ ست بطفیل آن سرور علیہ وعلی الہ الصلوات والتحیات انتہی بجاں اللہ ایک ایسی ایسی علمار دیندار ہتی کہ کیا کیا ہدایت کی طریقی تعلیم فرماتی ہتی اور ایک اب پیدا ہوی ہین کہ بالکل اعمال معمولہ قدیمی اور خیرات مستمرہ سلف کو بند کرتی جاتی ہین اور یہہ جو مولوی اسحق صاحب نی مائۃ مسائل مین تحریر فرمائی ہی کہ آمدن ارواح درین شب ہا از احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد ثابت نگشتہ اور مسایل اربعین مین ان حدیثون کو لکھا بعض علمای محدثین ان روایات را ضعیف ہم فرمودہ اند و بیان غرابت آن آوردہ انتہی کلامہ مین کہتا ہون کہ اس کلام سی بس اسیقدر ثابت ہوا کہ یہ حدیثین صحیح متصل الاسناد نہین بعضی محدثون نی انکو ضعیف بھی کہا ہی سو اصول حدیث مین یہہ ٹھہر چکا ہی کہ حدیث صحیح نہونی سی یہ لازم نہین آتا کہ وہ حدیث جہوٹ بنائی ہوئی موضوع ہو چنانچہ ملا علی قاری اور صاحب مجمع البحار اپنی رسایل موضوعات حدیث مین لکھتی ہین قال الزرکشی بین قولنا لم یصح قولنا موضوع بون واضح فان الوضع اثبات الکذب و قولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم الی آخرہ ہان البتہ صحیح نہونی سی یہ ضرور ثابت ہو جاتا ہی کہ ضعیف ہی پس حدیث ضعیف کا ہم سی حکم سنو تفسیر روح البیان

کی دوسری جلد مطبوعہ مصر کی صفحہ ۶۲۲ مین ہے وانکانت ضعیفۃ الاسانید فقد اتفق المحدثون علی ان
الحدیث الضعیف یجوز العمل بہ فی الترغیب والترہیب یعنی اگر حدیثین ضعیف ہین تو اتفاق کیا ہی
کل کے اہل حدیث نی اسبات پر کہ حدیث ضعیف پر عمل جایز ہی جس مقام مین رغبت دلاتی ہون نیک کام
پر یا ڈراتی ہون بُرے کام سی اور نقل کیا اس کلام کو صاحب روح البیان نے امام نووی اور حلبی
اور ابن فخر الدین رومی وغیرہم سی اور اسی طرح منقول ہی فتح المبین مع لغہ علامہ ابن حجر سی اتفق العلماء
علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال اور میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ اصول حدیث مین
لکھتے ہین یجوز عند العلماء التساہل فی اسانید الضعیف فی فضایل الاعمال اور اعضاء وضو کی دعا ہونی مین
جو دعا مین وارد ہوئی ہین وہ سب ضعیف ہین باینہمہ لکھا صاحب درمختار نی فعل حسن ہے فی فضائل
الاعمال اور نسائی کا یہ طریق تہا کہ جس راوی کو بالاتفاق علماے حدیث نی چہوڑ دیا ہو اوسکی حدیث کو
وہ نہ لیتی تہی باقی سب حدیث ضعیف ہر قسم کی لے لیتے تہی اور ابوداود کا مذہب یہ تہا کہ وہ حدیث
ضعیف کو امام مجتہد کی رآے سی افضل جانتے تہے اور یہ نسائی اور ابوداود مصنفین صحاح ستہ کی دو امام
ہین اور شرح سفر السعادۃ مین ابن خرم سی نقل کیا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سب اصحاب
متفق ہین اسبات پر کہ حدیث ضعیف مقدم ہی قیاس اور اجتہاد پر انتہی پس حدیث ضعیف کی یہ
شان نہین کہ ہر طرح اوسکو رد کیا کرین اور کسی موقع مین قبول نکرین اور رسالہ انتباہ مین شاہ ولی اللہ
صاحب لکھتے ہین ورد فی فضایل رجل الاحادیث باسانید ضعیفۃ لاباس بالعمل بہا فان وجد فی نفسہ
قوۃ فلیعمل بہا اور مولوی قطب الدین خان صاحب نے مظاہر الحق مین بہہ رکعت صلوۃ الاوابین کو لکہا ہے
اگرچہ ترمذی وغیرہ نی اس حدیث کو ضعیف کہا ہی لیکن فضایل اعمال مین عمل کرنا حدیث ضعیف پر
جایز ہی انتہی مولف کہتا ہی کہ صلوۃ الاوابین کی حدیث ایسی ضعیف ہی جسکی بابت مشکوۃ مین
ہے لا نعرفہ الا من حدیث عمر بن ابی خثعم وسمعت محمد بن اسمعیل یقول ہو منکر الحدیث وضعفہ جدا
پس مولوی قطب الدین خان صاحب نی اسدرجہ کی حدیث پر بہی عمل کرنا ثابت کیا ہی شرح ملا علی قاری
سی اور شاید ان اسکی یعنی مقبول رکہنا حدیث ضعیف کا اعمال مین بہت مسایل فقہیہ مین ثابت ہی
اوسکو نہایت درجہ ۱۲

ف۱ یعنی اتفاق ہے علما کا اسبات پر کہ جایز ہی عمل کرنا حدیث ضعیف پر فضایل اعمال مین ۱۲
ف۲ اور جایز ہے علما مین تساہل کہ ضعف حدیثون کی اسناد مین باب فضایل اعمال ۱۲
ف۳ پس کیا حلوی اور درمختار نی فضایل اعمال مین ۱۲ اور ابن حجر مکی نی فضایل
ف۴ مجموعہ رجب کی حدیثون کو ضعیف حدیثون ضعیف کہنا فضایل مین نہین اور عمل کرنا اگر اوسی اپنی جان مین قوت پاوے عمل کرے ۱۲
ف۵ اسکی بابت مشکوۃ مین ہے کہ ابی خثعم اور اسکی بابت بخاری کو کہتے ہے کہ عمر بن ابی خثعم منکر الحدیث اور ضعیف جدا کہا ہے ۱۲

بباعث طول فقط اپنی عبارات منقولہ بالا پر اکتفا کرتی اب قاعدہ کلیہ جو اصول حدیث اور اصول فقہ
مین در باب حدیث ضعیف لکھتی ہین نقل کرتا ہون کہ حدیث ضعیف کو صفات باریتعالی اور تحریم
وتحلیل اور اعتقادیات مین نہین لیتی البتہ معجزات اور احوال قیامت اور موعظت اور فضایل اعمال
مین مقبول رکھتی ہین اور فضایل اعمال کی معنی علامہ شامی شارح درمختار نی یہ لکھی ہین کہ کسی عمل کی فضیلت
حاصل کرنیکی لئی حدیث ضعیف کو لیلینا جایز ہی انتہی کلامہ اور ضعیف پر عمل کرنیکی شرط یہ ہی کہ وہ عمل
ایسا ہو کہ ایک قاعدہ عام شرعی مین داخل ہو اور اس شرط لگانیمین حکمت یہہ ہی کہ حدیث ضعیف کی یہ معنی تو
نہین ہین کہ وہ جھوٹی بی اصل ہی بلکہ ممکن ہی صادق ہونا اوسکا پس اگر وہ حدیث ضعیف نفس الامر مین
عند اللہ صحیح ہتی تو اوسپر عمل ہونا بہت اچھا ہوا اور اگر نفس الامر مین ثابت نہتی تو اوسپر عمل کرنی سی
کچھہ نقصان نہ لازم آیا کیونکہ وہ قاعدہ کلیہ عام شرعی مین داخل ہی مثلاً یہی دعا ئین وضو کی اعضاء دھونی
مین جو ضعیف حدیثون سی ثابت ہوئی ہین اگر یہہ نفس الامر مین عند اللہ صحیح ہین تو حق ان احادیث
کا ادا ہو گیا اور ثواب موعود ملگیا اور اگر یہہ حدیثین عند اللہ صحیح نہین تو ہر عضو پر جدا جدا دعا پڑہنی سی
گنہگار ہی نہین ہوا کیونکہ اوسنی دعا پڑہی ہے کچھہ اور گناہ تو نہین کیا اور مطلق دعا کا مانگنا شرع مین
ثابت ہی اور ایک حدیث ضعیف مین یہی حضرت سی روایت کیا گیا ہی کہ آپ نی فرمایا جس شخص کو
میری طرف سی کوئی حدیث پہنچی اوسنی اوسپر عمل کیا تو اوسکو ثواب ملیگا اگرچہ فی الواقع وہ حدیث
میری نہو چنانچہ یہ مضمون شامی شارح درمختار نی علامہ ابن حجر سی نقل کیا ہی تعمل بالحدیث الضعیف
فی فضایل الاعمال لانہ ان کان صحیحا فی نفس الامر فقد اعطی حقہ من العمل والا لم یترتب علی العمل بہ مفسدۃ تحلیل ولا
تحریم ولا ضیاع حق الغیر وفی حدیث ضعیف من بلغہ عنی ثواب عمل فعملہ حصل لہ اجرہ وان لم اکن قالتہ
اور اسیطرح شاہ ولی اللہ صاحب نی جو ماہ رجب مین ہزاری روزہ اور اوسکی رات کو جاگنے کا حکم دیا ہی
وہ بہی مبنی اسی قاعدہ پر ہے یعنی اگرچہ یہ تخصیص دن اور رات کی ضعیف حدیث سی ثابت ہوئی لیکن
مطلق روزہ رکھنا اور شب کو عبادت کرنا تو دین مین ثابت ہے اور اسیطرح چھہ رکعت آدابین کو مولوی
قطب الدین خان صاحب نی جو لکھا ہی اوسمین بھی یہی قاعدہ ہی یعنی اگرچہ یہہ حدیث بہت ضعیف اور منکر ہی

لیکن کوئی اگر اس تعیین زمان اور تخصیص رکعات پر موافق اس حدیث ضعیف کی عمل کریگا تو کچھ برائی نہوگی کیونکہ مطلق نفل کا پڑھنا تو ہر وقت جایز ہی اور یہان ایک اور مسئلہ سمجھنا چاہیے کہ فقہا رحمہم اللہ ایسے عمل کو جو حدیث ضعیف سے ثابت ہوتا ہی مستحب لکھا کرتی ہین چنانچہ اسی صلوۃ الاوابین کو باوجود حدیث منکر ہونیکی مستحب اور مندوبات مین فقہا لکھتے ہین اور اسیطرح گردن کا مسح وضو مین ضعیف حدیث سے ثابت ہوا ہی اوسکو بھی مستحب لکھتی ہین اور ماہ رجب کی روزہ کو فتاوی عالمگیری مین مرغوبات و مندوبات کی ذیل مین لکھا ہی جب یہ قواعد اور فوائد ذہن نشین ہوچکی تو اب ہم اس قاعدہ مقررہ فقہا رمحدثین کو مسئلہ متنازع فیہ یعنی روحون کی آنی مین جاری کرکی دکھاتی ہین اور اول گفتگو ہماری اسبات مین یہہ ہی کہ وہ جو فاضل مذکور نی لکھا ہی کہ بعض محدثین نی احادیث آنی ارواح کو ضعیف کہا ہی ہم کہتی ہین کہ بعض محدثین کے ضعیف کہنی سی لازم نہین آتا کہ کل کی نزدیک ضعیف ہو ملا علی قاری وغیرہ لکھتی ہین لاحتمال ان یکون الحدیث موضوعا من طریق صحیحا من آخر پس اس بنا پر ہم کہتے ہین چونکہ صاحب خزانۃ الروایات نی جسکی سند اسی فاضل نی اپنی تصنیفات مین لی ہی اور فضایل اوسکی ہم اور وجوہ سی بھی بیان کرچکی ہین یہ حدیثین آنی ارواح کی اپنی فتاوی مین درج فرمائین لابدیہ بات دلیل انکی صحت اور قوت اور مفتی بہ ہونی پر ہی مفتیان دین کا ایک حدیث کو لیلینا دلیل قوت ہی اور بالفرض والتقدیر اگر ہم موافق قول اوس فاضل کی ضعیف ہونا ان احادیث کا تسلیم کرین تو حدیث ضعیف پر عمل کرنا فروع مسایل اور فضایل اعمال مین اقوال فقہا و محدثین سے بالاتفاق والاجماع ثابت ہی پس جو آدمی ان حدیثون پر اسبات مین عمل کریگا کہ کچھ صدقہ فاتحہ درود یتوہارون مین کریگا تو بلاشک یہ امر جایز بلکہ مستحب ہوگا اسلیے کہ اگر واقعی وہ روحین آئی تہین تو سبحان اللہ اصل مدعا ثابت ہوا کہ وہ خوش و خرم گئین اور اگر وہ بددعا کرتین اب یہہ آدمی اونکی بددعا سی بچ گیا اور اوسکو ثواب پہنچ گیا اور بالفرض والتقدیر اگر روحین آئی نہین تو بھی یہ صدقہ اور فاتحہ درود تو اونکو پہنچ ہی جاویگا انکا پہنچ جانا تو اصل قاعدہ شرعی سی ثابت ہی عند اہل السنۃ والجماعۃ بنا علیہ تیوہارون مین صدقہ اور فاتحہ درود کرینگو نہ فقط جایز بلکہ امر مستحب کہنا چاہیے چنانچہ ہم اسکی چند نظیرین کلام فقہا سے

لہ بسبب احتمال اسکی کہ ہو وہ حدیث کذاب یا وضاع اور دوسری آیتی سے صحیح یا حسن کی تعیین فی کی تعیین کی ہو یا علی کذا القیاس خراب اسناد سے یا کسی اور وجہ سے وہ موضوع کہا ہو اور دوسرا طریق جو ہو کہا پسند کی ہو اور اسناد اوسکا صحیح ہو ۱۲

صلاۃ الاوابین و مسح رقبہ اور صوم رجب کی بابت لکھہ چکی ہین اور علاوہ اسکی بہت نظیرین اسکی کتب فقہ مین موجود ہین جسکی نظر متون و شروح و فتاوی پر ہے یہ بات اوس سے مخفی نہین ان شاء اللہ تعالی دلیرین انصاف دین آمین یارب العالمین آمین **لمعہ رابعہ بیان طریقہ سویم کا** اس عمل مین پانچ چیزین ہین کلمہ طیبہ پڑہنا شمار کی لئی دانہا رکھود کا معین کرنا۔ ختم قرآن کرنا۔ برادری اور دوست آشناؤن کا واسطے قرآن اور کلمہ پڑہنی کی جمع ہونا۔ اس کام کی لئی تیسرا دن ٹہرانا **بیان امر اول** اختیار کرنا کلمہ طیبہ کا اسلئی ہی کہ حدیث مین وارد ہوا ہی لا الہ الا اللہ مفتاح الجنۃ اور امام ابو اللیث سمرقندی نی روایت کی ہی انس سے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قیل لہ یا رسول اللہ ہل للجنۃ ثمن قال نعم لا الہ الا اللہ جب معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ کنجی جنت کی اور قیمت ہی جنت کی تو ثواب بسانی ایسی چیز کی نہایت درجہ اولی و انسب ہے اور علاوہ اسکی یہ بہی ایک حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی میت کی میت سی ایک لاکہہ بار لا الہ الا اللہ پڑہے اور ثواب اوسکا میت کو بخشی اگر وہ قابل عذاب ہوگا اوسکو عذاب نکریگی اور اگر وہ قابل عذاب نہین تو اوسکی درجات بلند کردیئے جاینگی اور ایک روایت مین ستر ہزار بار پڑہنا لا الہ الا اللہ کا آیا ہی چنانچہ بزرگان دین سی اوسپر عمل بہی پایا گیا ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوبات مین حکم فرماتی ہین بیاران و دوستان فرمایند کہ ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ بروحانیت مرحومی خواجہ محمد صادق و بروحانیت مرحومہ ہمشیرہ اوام کلثوم بخوانند و ثواب ہفتاد ہزار بار را ببروحانیت یکی بخشند و ہفتاد ہزار بار دیگر را بروحانیت دیگری از دوستان در عاد فاتحہ مسئول است انتہی اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سی بہی اس باب مین ایک قصہ منقول ہی جسکو مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نی اپنی کتاب تحذیر الناس مطبوعہ بریلی کی صفحہ ۴۰ مین لکھا ہی کہ حضرت جنید کی کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہوگیا آپنی سبب پوچہا تو بروی مکاشفہ اوسنی یہہ کہا کہ اپنی مان کو دوزخ مین دیکھتا ہون حضرت جنید نی ایک لاکہہ یا پچہتر ہزار بار کبہی کلمہ پڑہا تہا یون سمجہکر کہ بعض روایتون مین اسقدر کلمہ کی ثواب پر وعدہ مغفرت ہی اپنی جی ہی جی مین اس مرید کی مان کو

بخشدیا اور اوسکو اطلاع نکی مگر بخشتی ہی کیا دیکھتی ہین کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہی آپنے
پھر سبب پوچھا اوسنی عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت مین دیکھتا ہون تو آپنی اسپر بہت فرمایا
کہ اس جوان کی مکاشفہ کی صحت تو مجھکو حدیث معلوم سی معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اوسکی مکاشفہ
سی ہوئی انتہی کلامہ دیکھو ان روایات احادیث اور دستور العمل ہونی سلف صالحین سے وجہ تخصیص
کلمہ طیبہ کی عمدہ طرح پر ظاہر ہوگئی پس بدعت اور ضلالت کہنا اسکا رد ہوگیا دوسرا امر تخصیص دانہ
نخود کی وجہ یہ ہے کہ دانہ نخود اگر متوسط ہو نہ بہت چھوٹا نہ بہت بڑا پہلی وزن سے کہ وہ اسی ۸۰
سے زیادہ تہا ساڑہے بارہ سیر نخود ازروی شمار ایک لاکہہ دانہ ہوجاتا ہے اس عاجز نی بہی اسکو
آزمایا ہے مولف براہین قاطعہ نی بہی صفحہ ۸۹ سطر ۱۶ مین اسکی تصدیق کی اور یہ لکہا کہ فی الواقع
اول مین دانہ نخود کی اختیار کی یہی وجہ تہی الی آخرہ اور دو شمار جو حدیث مین آئی ہین ایک مین ستر ہزار
دوسری مین سو ہزار احتیاطاً سو ہزار یعنی ایک لاکہہ پر عمل مقرر کیا گیا اور ہر کسیکو قدرت نہ تہی کہ اسقدر
تسبیحین جمع کرتا یا جنگل اور بازار وغیرہ سی گٹہلیان کہجور یا جامن وغیرہ کی چنتا اور جا بجا سے سینتا پہر
نخود مین یہ فائدہ ہوا کہ سہل الحصول ہین جہان سے چاہا جتنے چاہا بی تکلف مول دیکے شمار کی
شمار اوسمین قایم رہی اور بعد فراغ وحصول کار اونکو تقسیم کردیا یہ دوسری منفعت حاصل ہوگئی
کہ اسکا بہی ثواب میت کو پہونچ گیا اور اس قسم کی تعینات سکی منع اور کراہت ثابت نہین ہوسکتی
دلیل اسکی یہ ہی کہ روایت ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم سی یہہ حدیث بطور ثابت ہے
خلاصہ اوسکا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی ایک عورت کو دیکہا تہا کہ گٹہلیان یا کنکریان لئے
ہوئے ذکر اللہ شمار کر رہی تہی آپ نی اوسکو منع نفرمایا اسقدر ثبوت سی فقہا رحمہم اللہ نی مسئلہ نکال لیا
لا باس باتخاذ السبحۃ یعنی کچہہ مضائقہ نہین تسبیح ہاتہ مین لینی کا حال آنکہ کنکریون یا گٹہلیون کی گنتی
اور تسبیح مین بڑا فرق ہی یعنی دانون کا گول کرنا اور پہر دانہ بہی عقیق یمن کی عقیق البحر کی صندل
زیتون سنگ مقصود استخوان شتر شیشہ وخاک شفا وغیرہ کی ہوتی ہین اور اسمین سوراخ کرنا پہر اونکی
شمار سو دانہ پر رکہنا پہر اوسمین تاگا پرونا اور بیچ بیچ مین ایک دانہ کو امام سب دانونکا مقرر کرنا یہہ سب امور

مسلم الثبوت اور اہل اسلام کی عمل مین ہین حال آنکہ ثبوت فقط کنکریون پر شمار کرنا ہوا ہی اور ان فروعات زائدہ کی جواز پر صاحب بحر الرائق اور حلیہ اور علامہ شامی شارح در مختار اسطرح اشارہ کرتی ہین لاتزید السبحۃ علی مضمون ہذا الحدیث الا بضم النوی فی خیط ومثل ذلک لایظہر تاثیرہ فی المنع اب دیکہئی ضم النوی فی خیط کا لفظ لکہکر جمیع تخصیصات اور تعینات تسبیح کی طرف جو اوپر مذکور ہوئین فقہا اشارہ کر گئے بقولہم مثل ذلک الی آخرہ یعنی ایسی ایسی باتون کو منع مین کچہہ دخل نہین تسبیح سے مقصود شمار ذکر ہے سو شمار ذکر کا جواز حدیث سی پایا گیا بنا علیہ انہای نخود پر شمار کرنا ہی بمقتضای قاعدہ شرعیہ مستنبطہ فقہاء رحمہم اللہ جایز ہوا بلکہ دانہای نخود کی شمار کو واقعہ قصہ حدیث سی زیادہ تر مشارکت ہے بہ نسبت تسبیح کی کیونکہ تسبیح مین قیود زائدہ بہت ہین کما ذکرنا **تیسرا امر** پڑہنا قرآن کا ہی جو لوگ قرآن خوانی کو منع کرتی ہین دو ایک علما کی عبارتین پیش کرتی ہین اوسکو نہایت مستحکم جانکر اپنی کتابون مین درج کرتے ہین **سنداول** یہہ ہی کہ سفر السعادت کی عبارت سیف السنہ کی صفحہ ۱۴ اسطرح کہ عادت بنوی نبود کہ برای میت جمع شوند وقرآن خوانند ومختمات خوانند نہ بر سر گور ونہ غیر آن واین مجموع بدعت ست انتہی مین کہتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے جنازون کی نماز بذات خود پڑہتی تہی یہہ نماز نجات کے واسطی کافی ہوتی تہی فتح القدیر مین ابن حبان اور حاکم سی روایت کی گئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تم مین مرجایا کری مجہکو ضرور خبر کیا کرو فان صلوتی علیہ رحمۃ بیشک میرا نماز پڑہنا اوسپر رحمت ہی اور قرآن شریف سی بہی یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نی وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم تفسیر اسکی ابن عباس نی یہ کی ہی کہ دعا کر ان لوگون پر بیشک تیری دعا انکی لئی رحمت ہے اور امام رازی نی اپنی تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت قوی نورانی روشن ہتی جب آپ دعا خیر اوانکی لئی کرتی ہتی آپکی قوت روحانی سے اونکی روحون پر فیضان ہوتا تہا اور چمک جاتی تہین اس پر تو نورانی سی اونکی روحین اور ظلمت مٹ کر نورانیت آجاتی ہتی انتہی کلامہ اور ظاہر ہی کہ نماز جنازہ مین دعا ہوتی ہی واسطہ میت کی پس حال حضرت کی دعا کا قرآن اور قول صحابی اور تفسیر امام سے اور نیز حدیث سی معلوم کر چکے کہ

۹۷ یعنی اس حدیث کی مضمون سے سبحہ پر زیادہ تسبیح مین نہین سمجہا جاسکتا ہے اگر ایسی ایسی باتین منع ہونے لگین تو بہت سی باتین منع ہونے لگین

کیا کچھ اسمین مقبولیت اور فیضان الٰہی ہے ہم اپنی موتی پر جسقدر چاہین ختم قرآن کرین اور کرفاتحہ
درود پڑہین لیکن اوس ایک دعا کی برابری جو بہای سراپا رحمت حضرت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
کمال مقبولیت اور محبوبیت کے ساتھ نکلتی تھی نہین ہوتی نہین ہوتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
علاوہ نماز کی اور طرح پر بہی مشکل کشائی فرماتی تہی حضرت جابر فرماتی ہین کہ جب معاذ ابن معاذ دفنائے گئے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی سبحان اللہ سبحان اللہ پڑہا ہم بہی آپکی ساتھ دیر تک بہی پڑہتی
رہے پہر آپ نی اللہ اکبر پڑہا ہم بہی بہی پڑہتی رہے پہر حضرت سے پوچہا گیا کہ اسکا کیا سبب ہے آپ نی
فرمایا اسکو قبر نے دبا لیا تہا اس تسبیح و تکبیر کی برکت سی اوسپر قبر ہر طرف سی فراخ ہو گئی روایت کیا
اسکو امام احمد نی کذا فی المشکوۃ پہلا پہان اس طرح پر مشکل کشائی اور دستگیری ہوتی ہو اگر ختم قرآن
نکیا تو کیا حرج ہے ملکر قرآن نہ پڑہا تو ملکر ذکر اللہ تو حضرت نی پہی واسطی میت کی قبر پر کیا پس جواز
کے واسطے ایک اشارہ عند الفقہا کافی ہی اور بالفرض اگر عہد نبوی مین نہ پائی جانیکی سبب ختم
قرآن کو بدعت کہین مثل قول سفر السعادت کی اسکا مضایقہ نہین لیکن وہ حسنہ ہی ناجایز اور مکروہ تو
کہنا ہرگز صحیح نہین اسلئی کہ بہتیری نیک کام حضرت کے بعد کئے گئے اور بالاتفاق جایز رکہی گئی اوسکا نام
علماؤین نی بدعت حسنہ رکہا ہی چنانچہ ہم اول تحقیق کر چکی ہین اور اس مسئلہ مین بہی جزئی کلام پیش کرتی ہین
فتاوی قنیہ مین ہی وضع الید علی القبر بدعۃ والقراءۃ علیہ بدعۃ حسنۃ اور امام حجۃ الاسلام غزالی
نے احیاء العلوم مین فرمایا ہے لاباس بقراءۃ القرآن علی القبور اور اسجگہہ امام نی ایک قصہ عجیب
لکہا ہے علی بن موسی کہتی ہین کہ مین امام احمد بن حنبل کی ساتھ تہا ایک جنازہ پر بعد دفن کی ایک
اندہا قرآن پڑہنے لگا امام احمد نی فرمایا او آدمی یہ کام بدعت ہے جب ہم مقبرہ سی نکلی محمد بن قدامہ
امام احمد سے پوچہا کہ تم مبشر بن اسمعیل حلبی کو کیسا جانتے ہو فرمایا وہ ثقہ یعنی معتبر ہے اوسنے پوچہا
تمنے اوسنے کچہہ علم سیکہا ہی امام نی فرمایا ہان جب معلوم ہوا اقرار اونکی سے کہ وہ استاد ہین
امام احمد کے تب وہ محمد بن قدامہ بولا کہ خبر دی مجہکو مبشر بن اسمعیل نی اونکو خبر دیہی عبد الرحمن
سے کہ جب اونکی باپ علاء بن لجلاج کا انتقال ہوا وصیت فرمائی کہ جب مین دفن کیا جاؤن

میری سرہانی قبر کے پنج آیت اور آمن الرسول پڑہو اور یہہ کہا کہ مین نی ابن عمر کو سنا ہے وہ وصیت کرتے
تھی اسبات کی اوسوقت امام احمد نی فرمایا کہ مقبرہ مین جاؤ اور اوس اندہے کو کہدو کہ قرآن پڑہتا رہے
اور فتاوی عالمگیری مین ہی قراۃ القرآن عند القبور عند محمد رحمہ اللہ لا تکرہ و مشائخنا رحمہم اللہ اخذوا
بقولہ دہل ینتفع والمختار انہ ینتفع کذا فی المضمرات اور فتح القدیر مین ہے واختلف فی اجلاس القارئین
یقرؤا عند القبر والمختار عدم الکراہۃ اور مولوی اسحق صاحب نے مائۃ مسایل کی جواب سوال اختتاد وسوم
مین لکہا ہے حافظانرا برای قرارت قرآن نشاندن نزد قبر درین مسئلہ علمارا اختلاف است مختار ہمین است
کہ جائز است الی آخرہ پس اگرچہ صاحب سفر السعادت نی قرآن خوانی کو بدعت لکہا لیکن کلام امام محمد
اور امام احمد بن حنبل اور کتب فتاوی اور مولوی اسحق صاحب سی خوب ثابت ہوگیا کہ قبر پر قرآن پڑہنا
مکروہ نہین نہ جمع ہو کر نہ الگ الگ اور میت کو اوس سی نفع ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ختم قرآن نہ کرنی سی منع اور کراہت لازم نہین آتی اسلئی کہ آپ بہت انکار جہاد وغیرہ اور اصلاح امت
اور تعلیم نوآموز مسلمانون مین مصروف رہتی تھی اسقدر فرصت کہان پاتی تھی اور یہ ہی ہے کہ آپ کے
ایک دعا اور صرف نماز جنازہ پڑہ دینا ہماری ختمات قرآن اور اجتماعات اذکار سی نہایت افضل اور
اکمل ہوتا تہا اور بعد آپکے انصار نی اموات پر قرآن پڑہنا شروع کر دیا اور اونکی پیچھے تمام امت مین
رائج ہوگیا چنانچہ عنقریب بیان آتا ہے پس یہ روایتین تو مہنی قبر پر قرآن پڑہنے کی بیان کین
اب سوای قبر کے اور جگہہ اگر جمع ہو کر پڑہین اوسکا کیا حکم ہے اوسکو ہم مانعین کی دوسری سند مین
بیان کرینگی **سند دوسری** مانعین اپنے رسایل مین نصاب الاحتساب کی عبارت نقل
کرتی ہین ان ختم القران جہرا بالجماعۃ وکیسی بالفارسیۃ سیپارہ خواندن مکروہ انتہی جواب اسکا یہ ہے
کہ نماز کی اندر قرات امام کا سننا اور اوسوقت چپ ہوجانا تو بالاتفاق فرض ہے لیکن اگر خارج نماز
کی کسی مقام پر قرآن پڑہا جاتا ہو اوسکی استماع مین اور سامعین کے خاموش ہوجانے مین اختلاف ہی
بعضے اوسمین ہی فرض کہتی ہین اور بعضی مستحب جو علما مستحب کہتی ہین اونکی نزدیک کچہہ مضائقہ نہین
جو لوگ جمع ہو کر قرآن پڑہین بلند آواز سے اور جو فرض کہتے ہین اونکے نزدیک نہین جایز فتاوی

فتنیہ مین ہی یکرہ للقوم ان یقرؤا القران جملۃ لتضمنہا ترک الاستماع والانصات المامور بہا کذا فی خزانۃ
ابی الفضل الکرمانی وقیل لا باس بہ کذا روی عن ہین الائمۃ الکرباسی وعن نجم الائمۃ الحکیمی یہ دونون روایتین
جواز اور عدم جواز کے جلبی نی شرح مینیہ مین اور دوسری فتحانی ہی روایت کی ہین ان روایتون سے دو فائدے
پیدا ہوی ایک تو یہہ کہ جو لوگ علما سلف مین منع کرتے ہین اونہون نے یہ دلیل قایم نہین فرمائی جو اس
زمانہ کی مانعین قایم کرتی ہین کہ حضرت کی وقت مین جو جمع ہو کر قرآن نہین پڑہا گیا اسواسطے منع ہی بلکہ
یہہ دلیل ہمارین کی ہی کہ جب سب پکار کر پڑہین گے تو قرآن شریف کا سُننا جو فرض ہی وہ ترک
ہوگا دوسرا فائدہ یہ کہ جن عالمون نے منع کیا اونہون نے جہر سے پڑہنے کو منع کیا ہے چنانچہ نصاب الاحتساب
کی عبارت مین جسکو مانعین سند لاتی ہین لفظ جہر صریح موجود ہی پہر یہ صاحب علی العموم ختم قرآن کو کیون
منع کرتے ہین یہ ہی فرمادین کہ پکار پکار کر نہ پڑہین تاکہ بالاتفاق جائز ہو اور اگر پکار کر پڑہینگی بعضون کے
نزدیک جایز ہوگا اور بعضون کے نزدیک نہین چنانچہ صاحب خزانۃ الروایات فی کتاب مفید المستفید سے
یہ فیصلہ نقل کیا ہے بدین عبارت در سیارہ خواندن اختلاف است اگر خوانند چنان خوانند کہ یکدیگر نشنوند
اور مولوی اسحق صاحب سوال ہشتاد وسوم کی جواب مین خاص مایۃ مسایل مین لکہتے ہین
حافظ نزابرائے قرأت قرآن نشاندن نزد قبر درین مسئلہ علما را اختلاف است مختار
ہمین است کہ جایز است بشرطیکہ باواز بلند جمع شدہ قرأت نکنند انتہی خلاصہ یہ کہ جمع ہو کر
آہستہ اگر قرآن پڑہین خواہ قبر پر خواہ غیر قبر پر یہہ کسیکی نزدیک منع نہین دیکہو جمع ہو کر پڑہنا قرآن کا حدیث
صحیح مین وارد ہوا ہے مسلم نی روایت کیا ہے کہ جس گہر مین آدمی جمع ہوتی ہین اسلئی کہ تلاوت کرین
کلام اللہ کی اور پڑہین آپس مین اوترتا ہے اون کے دلون مین آرام وقرار وطمانینت اور
سب طرف سے لیتی ہے اونکو رحمت اور گرداگرد اونکے پہرتے ہین فرشتے دیکہو یہ کسقدر
فضیلت عظمی ہوئی علاوہ برین قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ تذکرۃ الموتی والقبور مین لکہتے ہین
حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد گفتہ از قدیم در ہر شہر مسلمانان جمع میشوند وبرائے
اموات قرآن میخوانند پس اجماع شدہ انتہی اور کتب عربیہ مین اسکی عبارت یون ہے

اور اگر پکار کر پڑہین جمع ہو کر قرآن پڑہنا ہم روایت سے بعض الائمہ کرباسی سے اور نجم الائمہ حکیمی سے ۱۲ ۱۲

یجتمعون ویقرؤن القران لموتاہم من غیر نکیر فکان ذلک اجماعا لفظ من غیر نکیر صاف بول رہا ہے کہ پہلے اسمین کوئی اختلاف نکرتا تہا اور علی قاری اور سیوطی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی سب لکہتے ہین عن سفیان قال کان الانصار اذا مات لہم المیت اختلفوا الی قبرہ ویقرؤن القران اور علامہ عینی شرح ہدایہ کی باب الحج عن الغیر مین لکہتی ہین ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر وزمان ویقرؤن القران ویہدون ثوابہ لموتاہم وعلی ہذا اہل الصلاح والدیانۃ من کل مذہب من المالکیۃ والشافعیہ وغیرہم ولا ینکر ذلک منکر فکان اجماعا انتہی مجموع ان روایات سی یہ معلوم ہوگیا کہ مذاہب اربعہ اہل سنت والجماعت کی تمام علمای دیندار محقق اور صلحا ہر شہر مین قدیم قدیم سی جمع ہوکر قرآن اموات کی واسطے پڑہتی رہے ہین اور کوئی اوپر انکار نہین کرتا تہا اور مراد یہ ہے کہ کوئی بڑا عالم محقق جسکی سند پکڑی جاوی اور اوسکا انکار انکار شمار کیا جاوی ایسا شخص کوئی نہین منع کرتا تہا اور کم درجہ کی علمامین اگر کسی نے انکار کیا وہ رد کیا گیا اوسکی قول پر عمل نہین ہوتا تہا عمل ہمیشہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی پر رہا ہے بالاتفاق والاجماع کہ پڑہنا قرآن کا مجتمع ہوکر قبر پر اور مکانات پر بہی جائز ہے **چوتہا امر** مجتمع ہونا عزیزون اور دوست آشنا ونکا واسطی پڑہنے کلمہ اور قرآن کی سو وجہ اوسکی یہ ہے کہ ایک لاکہہ کلمہ وارث میت تو پڑہ نہین سکتا اور اگر کوئی ہمت بہی کریگا تو مدتون مین تمام ہوگا یہان میت کا ابہی کام تمام ہوا جاتا ہی اسکی حق مین جلدی چاہیئے پس لابد ہوا کہ دوست آشنا ایسی حالت مین ورثہ میت کی مدد کرین کہ اونکی ساتہہ ملکر جلد انجام کار فرماوین اللہ تعالی نے فرمایا ہے تعاونوا علی البر والتقوی یعنی آپس مین مدد کرو نیکی اور تقوی پر اور یہہ بہی ہے کہ جب وارثان میت نے یہ جلسہ ذکر کا منعقد کیا تو جسقدر مومنین طالب حسنات ہین سب کو اسمین شریک ہونا موافق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجب خیر وسعادت ہوگا فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا یعنی جب گذرو تم جنت کے باغ وسبزہ زار مین تو وہان چرو چرنے سے مراد یہ کہ خوب ثواب پیٹ بہر کی حاصل کرو لوگون نے پوچہا کہ بہشت کی باغات اور سبزہ زار کیا ہین آپ نے فرمایا حلق الذکر یعنی جہان جماعتین ذکر کرنے والونکی حلقہ مارے بیٹہی ہین روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوۃ اب ہم پوچہتے ہین کہ

اس جلسہ مین جو قرآن اور کلمہ پڑہا جاتا ہے یہ ذکر اللہ ہے یا نہین اگر کہتے ہو کہ نہین تو کیا
گل بکاولی اور فسانہ عجائب ذکر اللہ ہوگا اور اگر کہو کہ ہان یہ مجلس مجلس ذکر ہے تو ہم کہینگے
کہ موافق ارشاد مخبر صادق یہ مجلس باغ اور سبزہ زار جنت ہے پہر اسمین چرنے سے کیون منع کرتے
ہو۔ اوپر گذر چکا کہ اہل اسلام کا اجماع ہے اور کسیکو انکار نہین کیا اسپر کہ مسلمان جمع ہوکر میت کے
لیے پڑہین پس یہ اجماع ثابت الاصل ہے اسکو ممنوع اجتماع الی اہل المیتہ مین داخل کرنا جو حدیث
جریر بن عبد اللہ سے سمجہا جاتا ہے عقل و فہم سے بہت دور ہے افسوس ایک وہ لوگ تہی کہ کسی امر
مکروہ کو دیکہتے تہی اور اوسمین کچہہ خیر اور بہتری ہوتی تہی تو اوس خیر کے باعث مکروہ سے چشم پوشی
کرتی تہی عید گاہ مین بعد نماز عید نفل پڑہنا ممنوع ہے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو
یہی نفل پڑہتی دیکہا اوسکو آپنے منع نہ فرمایا لوگون نی عرض کی یا امیر المومنین آپ اس آدمی کو منع
نہین فرماتے آپ نی جواب دیا کہ مجہکو خوف آتا ہے مبادا اون لوگون مین شریک ہوجاؤن جنکو
اللہ تعالی نی جہڑکا ہے ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلی یعنی تو نی دیکہا اوسکو جو منع کرتا ہے بندہ کو
جب وہ نماز پڑہتا ہے یہ قصہ حضرت علی کا درمختار مین اور دوسری کتب فقہیہ مین موجود ہے
اور درمختار مین اس مقام پر یہ مسئلہ بہی لکہا ہے کہ عید گاہ کے رستہ مین تکبیر نہ کہی اور نفل بہی نہ
پڑہی قبل نماز پہر یہ لکہا ما لعوام فلا یمنعون من تکبیر ولا من نفل اصلا لقلۃ رغبتہم فی الخیرات اور فقیہ
شامی نی اسکی شرح یون لکہی لا سرا ولا جہرا فی التکبیر ولا قبل الصلوۃ بمسجد او بیت او بعد ہا بمسجد فی الاصح
دونون عبارتون کا خلاصہ یہ ہے کہ عام آدمیونکو منع نہ کیا جائے تکبیر سے روز عید خواہ پکار کے
کہے یا آہستہ اور نفلون سی بہی منع نکرین خواہ قبل نماز عید پڑہین یا بعد مسجد مین پڑہین یا اپنے
گہر مین اسلیے کہ عام آدمی پہلی ہی خیرات و حسنات کی طرف رغبت نہین رکہتے وہ لوگ جسطرح خدا کا
نام لیلین غنیمت ہے اب دیکہئے ایک وہ دورہ صحابہ کا تہا کہ حضرت علی نی یہ خیال فرمایا کہ گو یہ ہیئت
کراہت کی اس نماز مین عارض ہی کہ بعد نماز عید عین عیدگاہ مین خلاف طریقہ سنت نماز پڑہتا ہے
لیکن پہر بہی یہ فعل خیر تو ہی اللہ تعالی کی یاد کر رہا ہے اللہ کی حضوری مین ہے منع نفرمایا اور منع

کرنے مین خوف آلہی کیا اور کہون نہ کرتے وہی لوگ ڈرا کرتے ہین اللہ سے جنکے دلون مین خوف آلہی ہوتا ہے
ایک یہہ دورہ آخری ہی کہ روز معین مین اجتماع اخوان کو اپنی خیال مین مکروہ بناکر کلمہ اور قرآن سے
منع کرکی ہی خداسی نہین ڈرتے **پانچوان امر** معین کرنا روز تیسرا واضح ہو کہ معین کرلینا کسی روز کا
واسطے کسی مصلحت کی شرع شریف مین وارد ہی شقیق رحمۃ اللہ علیہ جو کبار تابعین مقبولین سے ہین اور شاگرد
عبداللہ ابن مسعود صحابی کی روایت کرتے ہین کہ عبداللہ بن مسعود وعظ فرماتی تہی ہر جمعرات کی دن
جب لوگون نی کہا روز وعظ فرمایا کیجی جواب دیا کہ مجھکو پسند نہین آتا کہ تم کو تنگ کرون روز کہہ
کہہ کر جسطرح مین وعظ کہتا ہون اسیطرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمکو وعظ فرماتی تہی یہ روایت مسلم و
بخاری مشکوۃ مین موجود ہی اس روایت سی معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نی
دن جمعرات کا مقرر کرلیا تہا وعظ کی واسطہ اور یہہ اونکی بیان سی سمجہا جاتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نی بہی دن مقرر کر رکہا تہا حال آنکہ کلام اللہ سے وعظ کی لئی کوئی قید کسی دن کی معلوم
نہین ہوتی کیونکہ قرآن شریف مین وارد ہی وذکرفان الذکری تنفع المومنین اسمین قید دن کی
نہین پس ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نی جو دن معین کیا تہا تو کچہہ مصلحت اوسوقت
کی سمجہہ کر دن جمعرات کا مقرر کیا تہا ہماری اسوقت مین اکثر علمانی جمعہ کا دن معین کر رکہا ہی کیونکہ
اس زمانہ مین یہ مصلحت ہے کہ جمعہ کی نماز کو ہر طرف سی آدمی اطراف و مواضع سی خواندہ ناخواندہ جمع ہوتی ہین
ایسی مجمع مین وعظ کہنے سے فائدہ عام ہوتا ہے جمعرات مین یہ نفع متصور نہین **تنقیح** یہ حدیث اصل عظیم ہے
ارباب تفقہ فی الدین کی لیے کہ اگر کوئی دن کسی امر خیر کے لیے بباعث بعض مصلحت معین کیا جائی
تو جایز ہے امام بخاری نی اس حدیث سی تعین یوم پر سند پکڑی ہی اور ترجمہ یہ قرار دیا باب من جعل
لاہل العلم ایاما معلومۃ اب ہم یاد دلاتی ہین اس مقام پر قول مولوی اسمعیل صاحب کا جو تذکیر الاخوان
حصہ دوم تقویۃ الایمان مین ہی کہ جو امر قرون ثلثہ مین بلا نکیر جاری نہوا اور نہ اوسکی مثل اور نظیر پائی
گئی وہ بدعت ہی انہی ملخصا اس سی ثابت ہوا کہ اگر کوئی چیز بعینہ اوس زمانہ مین نہوئی لیکن اوسکی
نظیر اوسوقت مین پائی گئی وہ بدعت نہوگی اور براہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۲۹ مین ہی جسکی جواز کی

دلیل قرون ثلثہ مین ہو خواہ وہ جزیہ بوجود خارجی اون قرون مین ہوا یا نہوا اور خواہ اوسکی جنس کا
وجود خارج مین ہوا ہو یا نہوا ہو وہ سب سنت ہی انتہی دوسرا قول براہین قاطعہ صفحہ ۵۶ قرآن حدیث و قول
صحابی سی اگرچہ جزیہ ہی ہو فقہا کلیہ نکال لیتی ہین اور پہر اوس کلیہ سے صدہا مسایل جزیہ جلو ابواب فقہ
کی ثابت کرتی ہین انتہی اب ہم ان اقوال مسلمہ منکرین کو مسئلہ متنازعہ فیہا مین روان کرتی ہین واضح ہو
کہ جسطرح موعظت اور امر بالمعروف اور تعلم علم ایک امر خیر ہے اور کسی موقع مین فرض کسی موقع مین سنت و مستحب
اسیطرح محتاج کو کچھ دینا یا کہلانا امر خیر ہے اور مراتب اوسکے متفاوت بعض مقام پر سنت و مستحب اور بعض موقع پر
فرض ہی جیساکہ عالمگیری مین ہے وتفرض علی الناس اطعام المحتاج فی الوقت الذی تضجر عن الخروج والطلب
یعنی محتاج کو ایسی وقت مین کہلانا آدمیونکی ذمہ فرض ہو جاتا ہی کہ وہ عاجز ہو نکل کر کمائی کرنے سے پس سوم و
دہم و چہلم مین بعض افراد محتاجین ایسی بہی ہوتی ہین جنکی خبرگیری فرض ہی اور بعضونکی سنت یا مستحب ہے پس
وارث میت اطعام کی بعض افراد مین عامل فرض اور بعض مین ہو دی سنت و مستحب ہو گا جسطرح واعظ کہ
جس موقع مین امر بالمعروف مستحب تہا وہان فاعل مستحب ہوی جہان فرض تہا عامل فرض ہو پس حضرت ابن
مسعود کا دن معین کرنا تعلیم علم و امر بالمعروف کی لئی نظیر ہی واسطی دن معین کرنی صدقات فاتحہ کی یعنی
انفاق فی سبیل اللہ و قرارت کلام اللہ علی الدوام جائز اور ثابت الاصل ہے جسطرح وعظ کرنا علی الدوام
ثابت ہی لیکن تیسرا دن اور اسیطرح بستم و چہلم وغیرہ مخصوص کی گئی واسطہ مصلحت کی جسطرح جمعرات کو
وعظ کی لئی مخصوص کیا ابن مسعودی رضی اللہ عنہ پس جبکہ اس تعین یوم فاتحہ کی نظیر وہ تعین اوس زمانہ
مین پائی گئی تو یہ تعین بدعت نہوئی اور وہ تعین ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اگرچہ ایک قضیہ جزیہ ہے
لیکن از روی تفقہ فی الدین اوس سے ایک کلیہ پیدا ہوا وہ وہی جو اوپر لکہہ چکے کہ معین کر لینا دنکا
کسی امر خیر کے واسطے بعض مصالح کی سبب جائز ہے یہ ایک مفہوم کلی ہے جسکی نیچی بہت افراد جو متغایر
بالتشخص اور متحد بالحقیقت ہین داخل ہین اور ٹہیر چکا ہے اپنی محل مین کہ نوع کا مقتضی اطبعی نہین بدلتا
پس جبکہ ایک فرد تعین کا حکم صدر اول مین بحدیث صحیح معلوم ہو چکا تو افراد باقیہ تعین مین بہی وہی
حکم جواز جاری و ساری ہو گا اور یہی جاننا چاہیئے جب یہ ثابت ہو چکا کہ نوع تعین یوم کا ایک فرد

اوسوقت موجود تھا تو فی الحقیقت یہ سب فرادتعین اوسوقت بوجود معنوی و وجود شرعی موجود تھے
گو وجود خارجی وظہور اونکا کسیوقت مین ہوجاوی الی یوم القیمہ اور زبان سی نیت نماز کا مسئلہ یاد رکھنا
چاہیئے کہ فقط حج مین تلفظ ثابت ہوا تھا پھر وضو اور نماز و روزہ مین خواہ وہ فرض ہون یا واجب یا
سنت سب مین جاری ہوگیا کما ہو مصرح فی الفقہ وجہ اوسکی یہ ہی ہی کہ جب حسکم ایک فرد عبادت مین
ثابت ہوا تو سب مین ثابت ہوا اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول لایجعل احدکم للشیطان
شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لاینصرف الا عن یمینہ بعد نماز دہنی طرف سی واجب جان کر
پھیرنیکی ہی کو شامل تھا لاغیر لیکن طیبی رحمۃ اللہ علیہ نی اسمین ایک کلیہ پیدا کرلیا کہ من اصر علی مندوب فی آخرہ
یعنی جو کوئی کسی امر پر وجوباً عمل کریگا اوسمین شیطان کا حصہ ہوگا افسوس آتا ہے ان صاحبونکی حالات
پر کہ اپنی مطلب مین یہ شد و مد سی تحریر کہ قول صحابی سی اگرچہ جزئیہ ہو فقہا کلیہ نکال لیتی ہین اور
پھر اوس کلیہ سی صدہا مسائل جزئیہ جملہ ابواب فقہ کی ثابت کرتی ہین جیساکہ قریب گذرا پھر کیا
وجہ ہے کہ تعیین یوم مین فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود بعد از ان فعل عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی
عنہ موجود اور حدیث صحیح متفق علیہ سے اوسکا ثبوت ہے اوس سے کیون کلیہ پیدا کرکی بہت سی مسائل
تعیین یوم کو نہین کرلیتی اب ہم شروع کرین اوس بیان کو کہ سوم مین وہ مصلحت کہ جسکی لیی تعیین
یوم واقع ہوئی کیا ہی تعیین مفید ہی وارثان میت کو اور نیز جمیع قرآن و کلمہ پڑہنے والون کو وارثونکے
لیے اسطرح مفید ہے کہ تعیین اور تقرر کی قید مین خوب خیال جڑا رہتا ہے دل پر کہ یہ کام کرنا ضروری
ہے پس نہین فوت ہوتا اوسی یہ کام اور جو لوگ معین نہین کرتے اونکا کام کبھی کا کبھی ہوتا ہے بلکہ
بہتیری آدمیون سی فوت ہوجاتا ہے جو لوگ جمعرات کی تعیین مین روٹی فاتحہ اموات کی نیت سی
کہلادیتی ہین وہ تو کہلادیتی ہین اور جنہون نی تخصیص کو بدعت کہا اونکو ہفتہ کی ہفتہ بلکہ مہینے گذر جاتے
ہین روٹی گھر سے نہین نکالتے اور نافع ہونا اس تعیین تاریخ کا دوسری آدمیون کو اسی وجہ سی ہے
کہ اگر دن غیر مقرر رہتا تو کوئی کسی دن پڑہنے آتا اور کوئی کسی دن کام اسلوب کی ساتھ اور جلد نہوتا
دن مقرر ہونی سی عین ایک میعاد پر سب جمع ہوجاتی ہین اور خوش انجامی سے کام تمام ہوجاتا ہے

اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ اگر تمکو جلدی ایصال ثواب و امداد میت منظور ہے تو دفن سے اگلی دن کیون نہین ختم کرالیتی جواب اوسکا یہی ہی کہ اگر ہم دوسرا دن مقرر کرتی اوسپر بھی تم اعتراض کرتے کہ دوسرا دن کیون مقرر کیا تعین بدعت ہی علاوہ ازین مصلحت اوسمین یہہ دیکھی گئی کہ بروز دفن برادری کی آدمی اور دوست آشنا دیر تک بتجہیز تکفین مین رہتی ہین ہم دیکھتے ہین کسی میت کی قبر کھنی اور غسل و تکفین وغیرہ مین ایک ایک پہر اور بعض جگہ دو دو پہر کی دیر لگجاتی ہین اگر دوسری دن بھی جیہہ گھڑی یا پہر بھر کی محنت واسطے ختم قرآن اور کلمہ طیبہ کی دیجاتی تو متواتر تین دن آنا کیقدر دشوار ہوتا اسلئے ایک دن بیچ مین آسایش دیکر تیسرا دن معین کیا گیا دوسری مصلحت یہہ ہی کہ دار ثان میت کی تعزیت کی واسطے شرع شریف مین تین روز مقرر کئے گئے ہین چنانچہ فتاوی عالمگیری مین ہے

ولا باس للاہل المصیبۃ ان یجلسوا فی البیت او فی مسجد ثلثۃ ایام والناس یاتونہم وغیر وہم یعنی کچھ مضایقہ نہین مصیبت زدونکو بیٹھنا گھر مین یا مسجد مین تین روز تک اسمین آدمی آوینگی اونکی پاس اور تعزیت یعنی تسلی اور تشفی دینگی اہل ماتم کو انتہی پس تیسری دن کی معین کرنی مین یہہ بھی مصلحت سمجھی گئی کہ ان ایام مین آمد و رفت اہل تعزیت کی رہتی ہی لوگون کی بلانی اور جمع کرنی مین چندان مشقت نہوگی اجتماع مومنین سہولیت سی ممکن ہوگا اور یہہ بھی ہی کہ جو قرب جوار کی مواضع و قصبات مین اونکی اقربا دوست آشنا رہنی والی ہین بعد وصول خبر وفات وہ بھی اکثر شریک امداد فاتحہ ختم قرآن و کلمہ طیبہ کی ہوجاوینگی پس تعین تیسری دن کی مبنی اس مصلحت پر ہے اور جو کچھ اوسمین پڑہا جاتا ہی کلمہ اور قرآن اوسکا بیان بہت وضاحت سی اوپر ہوچکا اور یہ تعین کچھ ہماری مقرر کی ہوئی نہین بلکہ قدیم الایام سی علماء دین اور مفتیان شرع متین کی قرار دی ہوئی ہی ایک مختصر دلیل اسپر یہہ ہی کہ ملا علی قاری اور سیوطی اور علماء عینی وغیرہم کی کلام سی ہم ثابت کرچکے ہین کہ جمیع مذاہب کے علماء صلحا کل شہرون مین کل زمانون مین جمع ہوکر ختم قرآن کرتی رہی ہین اس پر اجماع امت ہی پس اس بنا پر ہم کہتی ہین کہ کل شہرون اور ملکون مین ہندوستان تو بڑا ملک ہے اسمین بہت شہر ہین پس ضرور ہی کہ یہان کی علما صلحا بھی جمع ہوکر پڑہنی کا طریقہ اپنی ملک ہندوستان مین بلاشبہہ جاری کیا ہوگا ہم جو

خوب تلاش کرتی ہین اور نظر کرتی ہین تو ہندوستان کے دور دور شہرون مین یہی طریقہ قدیم
الایام سی جاری دیکھتی ہین اور ہم اپنی آباواجداد سے اور ہماری آباواجداد اپنی آباواجداد سے
اسیطرح سنتی اور دیکھتے آئی ہین سیکڑون برس کے کتابون مین اونکا ذکر ہی پس یہہ لابد قرارداد
علماء سابقین اور صلحاء قدیم کا ہی البتہ جو وقت عوام اس مجمع یعنی یوم مین بعض باتین خلاف شرع کرنی
لگی اوسوقت ایک وجہ خاص کی سبب علماء اسکو منع کرنی لگی چنانچہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا
کلام شرح سفرالسعادت مین صاف اسبات کی طرف اشارہ کرتا ہی اما این اجتماع مخصوص روز سیوم
وار تکلف تکلفات دیگر وصرف اموال بی وصیت از حق تیامی بدعت ست وحرام انہی
کلاہر اہل انصاف دیکھین کہ اس کلام شیخ سے جو صاحب سیف السنہ وغیرہ قران اور کلمہ پڑہنے کا انکار
روز سوم مین نکالتے ہین کیسی بی منصفی ہے اس سے تو اجتماع للقراءۃ کی قباحت نہین نکلتی بلکہ اجتماع مخصوص
دن ایام کا جو خاص زمانہ شیخ مین بعض منہیات کی ساتھ ہوتا تہا جسکی طرف اشارہ بلفظ این اجتماع
مخصوص واقع ہی اور نیز اپنی ترجمہ فارسی مشکوۃ باب البکاء علی المیت مین لکہتی ہین باک نیست بشستن
تا سہ روز در خانہ یا در مسجد وانچہ مردم درین زمان از تکلفات کنند ہمہ بدعت وشنیع ونا مشروع است
غرض کہ اونکی کلام سی اس اجتماع مخصوصہ کی برائی اور یتیمون کی حق ضائع کرنی اور تکلفات کرنیکی ممانعت
پائی گئی اور اس عبارت سی پہلی جو سفرالسعادت کی عبارت بدعت ہوتی ختم قرآن مین تہی اوسکا جواب
ہم بیان امر تیسری مین دی چکی ہان البتہ تکلفات کرنی موتی مین ممنوع ہین چنانچہ بعض آدمیون نے بعض
شہرون مین نئی نئی تکلفات ایجاد کیے تہی جنکا ذکر نصاب الاحتساب مین ہے یقطعون اوراق الاشجار
ویتخذون منہ شیئا علی صورۃ الاشجار ویزینون بہا حول القبر ویلبسون القبر ثیاب الحریر اذا کان المیت
من اہل ای کان یلبس فی لک ویحضرون المجامر المصورۃ بتماثیل ذوات الارواح کالبازی ونحوہ وانہ مکروہ
ویبسطون الفرش ویقوم الشاعر فیمدح المیت بما لم یفعلہ وانہ کذب ویحضرون المصاحف فی المقابر ویضعونہا
فی المجالس لا یقرؤن ولا ینتظرون حضور الصدر فان فتح المصحف اخذ الناس فی القراءۃ ثم حضر الصدر
فغضب علیہم ویل ہو الامر النفس الامارۃ بالسوء انتہی کلامہ تلخیصا وفی حاشیتہ خزانۃ الروایات الناس

یہیئون الریحان و الورد فی الاطباق و مار الورد فی التمائم یعنی درختون کی پتون کو اسطرح تراشتے
ہین کہ صورت عین درختون کی اوسمین پیدا ہوجاتی ہی اور گرد قبر کی اون پتون کو سجاتی ہین اور قبر پر
رشیمین غلاف ڈالتی ہین اگر وہ میت پہنتا تہا اپنی زندگی مین ریشم اور لاتی ہین انگیٹھیان جسمین بازو غیرہ
جانورون کی تصویر ہووی اور بچھاتی ہین فرش یعنی تکلفی اور دھوم بہاٹ کہڑا ہوکر اوس مردہ کی جہوٹی
تعریفین کرتا ہی اور بجاتی ہین گور پر قرانو نکو اور رکہدیتی ہین پڑہتی نہین جب تک یہ مجلس آجاوے
اور اگر اوس نے پہلی قرآن پڑہنی لگین تو وہ خفا ہوتا ہی یہ نفس مارہ کی شامت ہی یہ نصایا لا متساہ
کی جنی ہوئی فقری ہین اور خزانتہ الروایات کی حاشیہ مین ہی کہ تیار کرتی ہین آدمی پہول پہلواری
اور گلاب کی پہول طباقون مین اور عرق گلاب بہرتی ہین قمقمون مین انتہی اب خیال کرینگا مقام ہے
کہ ورثہ میت تو مصیبت زدہ ہوتی ہین اونکو سرور کا سامان ایام مصیبت مین کرنا اور بعض امور
محرمہ اور مکروہہ سی زینت دینا کون عاقل گوارا کریگا چنانچہ مفتیان دین نی اسکو منع کیا اور تمام
عالم نی اوسکو مان لیا اب کہیے یہ باتین کوئی نہین کرتا البتہ ایک یوم معین مین جمع ہوکر کلام پڑہ
دیتی ہین اب جو بعضی علما تشدد کرتی ہین محض تعین یوم کی سبب سے قرآن اور کلمہ کو بہی مکروہ کہدیتے
ہین یہ صحیح نہین اور دلیل اونکی دو ہین ایک یہ کہ نماز مین بہین کر لینا کسی سورت کا مکروہ ہی
گو ایصال ثواب کی واسطے بہی تیسرا دن خاص کرنا مکروہ ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اگر ہم کسی امر کو قیاس
کرتی ہین تو تم کہا کرتے ہو قیاس کرنا مجتہد کا کام ہی اور خود اپنی مطلب کے لیے قیاس کرتے ہو تو
جایز ہے یہ بی منصفی نہین تو اور کیا ہے اس سی قطع نظر تعین یوم فاتحہ وغیرہ کو قیاس نماز پر کرنا
خود صحیح نہین اسلیے کہ امام شافعی کی نزدیک تو تعین سورت مکروہ ہی نہین اور حنفیہ کی نزدیک جو
مکروہ ہی تو امام حاوی اور اسبیجابی وغیرہ محققین کے کلام سی اوسکی کراہت دو سبب سے ہے یا تو یہہ کہ
پڑہنے والا اوسکو یہہ اعتقاد کری کہ اسی ایک سورت کا پڑہنا واجب ہے دوسری سورت پڑہون گا
تو اوسمین نماز نہوگی یا ہوگی تو مکروہ ہوگی دوسرا سبب یہہ کہ جاہل لوگ اسی ایک سورت کو جب پڑہتے
دیکہینگے مبادا وہ لوگ یہ اعتقاد کرین کہ نماز مین یہی ایک سورت واجب ہے دوسرے نہین یہ ضایر

فتح القدیر اور شامی اور برہان وغیرہ مین ہین اور غالبًا وجہ کراہت کی وہی سبب اول ہی یعنی وجوب
جاننا تعین سورت کا چنانچہ حدیث صحیح سے اسکی تصدیق پائی جاتی ہی صحیحین مین ہے کہ ایک آدمی امام تھا
وہ ہر رکعت مین قل ہو اللہ ضرور پڑہا کرتا بخاری کی روایت مین ہی کہ مقتدی لوگ اوس سے ادب سے
اوسنے جواب دیا کہ مین تو اس سورت کو نہین چہوڑتا تمہارا جی چاہی سو پڑہو میری یہی نماز انجام کار
یہ مرافعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کیا گیا آپ نی اوس سی پوچہا کہ تو کیون نہین مانتا انکی ارشاد
کیون التزام کر رکہا ہے تو نی اس سورت کا ہر رکعت مین اوسنی کہا کہ مجہکو پیاری لگتی ہی یہ سورت آپنے
ارشاد فرمایا اخبروہ ان اللہ یحبہ یعنی خبر دو اسکو کہ اللہ تعالی اسکو دوست رکہتا ہے اور ایک روایت
مین یہ آیا ہی کہ فرمایا حبک ایاہا ادخلک الجنۃ یعنی تو جو اس سورت کو دوست رکہتا ہی اسکی دوست
رکہنی نی تجہکو جنت مین داخل کر دیا اس قصہ سی معلوم ہوا کہ تعین سورت کو واجب اعتقاد کرنا ہی موجب
کراہت تہا جب اوس شخص نی اپنا وہ اعتقاد ہونا نہ بیان کیا بلکہ یہہ کہا کہ مجہکو اس سورت سی محبت ہے
تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اس تعین اور التزام و دوام کو منع نفرمایا اور یہ ہی حضرت نی ارشاد
نفرمایا کہ رفع اشتباہ عقیدہ عوام کی لئی اس تعین کو کبہی ترک کر دیا کر اسلیے کہ جب وہ بالمشافہہ کہہ چکا
کہ مین محبت کی سبب پڑہتا ہون یعنی واجب نہین جانتا تو جسطرح ترک احیانًا سے رفع اشتباہ متصور
تہا وہ تصریح زبانی سے ہو گیا یہ بات یہی قابل استحضار ہے اب ہم کہتی ہین کہ تعین سوم مین بہی وہ علت
کراہت مفقود ہے سب جانتے ہین کہ اموات کی لئی ایصال ثواب ایک امر مستحب ہے فرض و واجب کوئی نہین
اعتقاد کرنا جب اصل ایصال واجب و فرض نہوا تو تعین یوم سوم کو کون نادان فرض و واجب کہیگا علاوہ
برآن یہ تخصیص تیسری دن کی جو جاری ہی وہ مبنی بعض مصلحتون پر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اور سہولت
سے انجام کار ہو جاتا ہی اور خود فقہ مین بہی تعین سورت کی باب مین امام طحاوی نی تصریح کی ہے اما اذا

لازمہا لیسہل علیہ فلا یکرہ بل یکون حسنًا کذا فی البرہان اور قہستانی مین ہی فلو قرر للسنۃ او الیسر
فلا باس پس موافق اس تعلیل کی تعین سوم مکروہ نہ ٹہرا باقی رہا دوسرا سبب کہ مبادا دوسری
آدمی جاہل اسکو دیکہہ کر یہہ اعتقاد نکر لین کہ ایصال ثواب تیسرے دن ہی ہوتا ہے نہ پہلے اس سے

نہ پہنچے اوس سے سو یہہ علت بھی یہان مفقود ہی اسلئے کہ جو لوگ فرض و واجب سنت و مباح کی
حقیقت اور کنہ کو نہین سمجھتی اونکا تو کچھہ علاج ہی نہین وہ تو نماز روزہ مین بھی اُمور مستحبہ کو فرض فرض کر
افضل و اولی مکروہ کو مفسد اور حرام مباح کو واجب جو چاہتی ہین کہتی ہین اونکو ہرگز تمیز نہین اگر
اونکی لئی تغیر امور شرعیہ مین کیا جائیگا عجب نہین کہ کل شریعت اور ہی کچھہ ہو جائے سو ایسی اشد
اجہل العوام سی قطع نظر کرکی یہ دیکھنا چاہئی کہ جو لوگ عوام اس درجہ کی ہین کہ اونکو فرضیت اور
اباحت مین فرق معلوم ہے سو حضرت سلامت یہہ مسئلہ خاص اس درجہ کا ہی کہ اس درجہ کی عوام
سب جاہتی ہین کہ یہ مثل حج و زکوۃ کی فرض تو نہین ہے بلکہ واجب ہی نہین ایصال ثواب فی نفسہ
مستحب ہے اور تعین ایک مصلحت کی لی ہے بزرگان دین کا قرار دیا ہوا ایک امر متوارث چلا آتا ہے
اور یہہ شبہہ تو کسی کم سی کم عقل والی کو بھی نہین پڑ سکتا کہ یون جانی کہ ثواب آج پہنچیگا پھر پہنچیگا اسلئی کی
جب وہ دیکھتی ہین کہ وارثان میت سوای روز سوم کی اور دنون مین بھی فاتحہ درود کرتی ہین
تو کسطرح اعتقاد کرینگی کہ روز سوم ہی کو فقط ثواب پہنچا کرتا ہے بجز باقی کا شبہ تعین سورت مین جو
صاحب ہدایہ نی لکھا ہی وہ بھی جاتا رہا پس سبب کراہت کی سبب مفقود ہوئی تو تعین سیوم مکروہ
کہنے کی کوئی وجہ باقی نرہی **خلاصہ** یہ کہ تعین سیوم مین نہ یہ تعین ہے کہ قرارت قرآن وغیرہ کا
ثواب آج ہی پہنچتا ہی اسلیی کہ غیر ایام مین بھی پڑہکر بخشدیتے ہین اور نہ یہ تعین ہے کہ کہانا کہلانا میت کے
طرف سے یا تقسیم نقد و اشیاء ماکولہ وغیرہ آج ہی ہوتا ہے اسواسطے کہ یہ اُمور غیر ایام مین بھی کرتی رہتی
ہین کہانا میت کی طرف سی محتاج کو دینا روز موت سی جو شروع ہوتا ہی تو جا لیس روز تک اور کہین
اس سی کم و بیش برابر جاری رہتا ہی تخصیص روز سیوم کی نہین ہی معلوم ہوا کہ یہ تعین سوم نہ ایصال
ثواب مالی کی لئی ہے نہ بدنی کی لئی بلکہ یہ تعین مصلحت اجتماع مسلمین کے لیے ہے کہ حسب تعین سب
فراہم ہو جائین بی تعین اجتماع نہین ہو سکتا اور تعین سورت نماز مین یہ حکمت و مصلحت مفقود ہے
بنا علیہ یہ قیاس مع الفارق نا مسموع ہے **دوسری دلیل مانعین کی یہہ ہی**
کہ سیوم مین مشابہت ہے کفار ہنود کی اور حدیث مین ہے من تشبہ بقوم فہو منہم سو جواب اوسکا یہ ہے

کہ تشبہ مصدر ہی ماخذ اوسکا لفظ شبہ بالکسر ہے شبہ کی معنی مانند پس تشبہ کی معنی مانند کسی کی ہوجانا
جب معنی تشبہ کی معلوم ہوی اب ان منصفونکی زبان پر یہ بات ضرور سمجھنی چاہیئی کہ سیوم کرنیوالی کسیات مین
مانند ہندؤن کے ہوجاتی ہین ہم قرآن پڑہتی ہین وہ قرآن نہین پڑہتی ہین اور ہم کلمہ طیبہ پڑہتی ہین
جو کفر شکن ہے وہ کلمہ نہین پڑہتی سبحان اللہ کیا عقل سلیم ہی کہ کلمہ قاطع کفر کا پڑہنا مشابہ رسم اہل کفر قرار
دیتی ہین ہماری احباب اور برادری جمع ہوکر کلمہ کلام پڑہتی ہین اونکی برادری جمع ہوکر کچہہ نہین پڑہتی
فقط وارث میت سی دکان اوسکی کہلوادیتی ہین اور قلم سیاہی کتاب وغیرہ کو ہاتہ لگواکر سوگ دفع
کراتی ہین اور کچہہ اونکی یہان اگر پڑہتا ہی تو فقط ایک طرف کوئی برہمن پنڈت پڑہتا ہی وارثان میت
اور بہائی برادری اور دوست آشنا کچہہ نہین پڑہتی وہ اجتماع اور قسم کا ہی اور ہمارا اجتماع وہ ہی جو باجماع
اہل صلاح ودیانت امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم جایز ہی جیسا کہ علامہ عینی شارح ہدایہ کی عبارت گذر چکی
اور ہنود کا اصل مذہب یہ ہی جو کتاب ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس کے صفحہ ۱۵ مین ہی مضمون اوسکا
زبان اردو مین یہ ہی۔ مردی کو جلاکر سب لوگ چلی آئین اور نہادہو کر بدن کو صاف اور پاک باہر
سے کرلین جسکی گہر مین موت ہوئی ہی اوسکی کنبہ کی لوگونکو تسلی دیکر اپنی اپنی گہر چلی جائین چوتہے دن
مردہ کی راکہہ اور ہڈیان زمین مین گاڑدیوین یا باغ یا کہیت مین ڈالدیوین اور جب تک رنج دور
ہو تب تک اچہی عالمون فاضلون کی صحبت سی رنج کو دور کرین اونکو خورد و نوش سی خوش کرین مراد
یہ کہ اہل میصبت اگر کہانا بباعث رنج کی نہ کہاتی ہون تو علما وغیرہ اونکو کہلا پلاکر خوش کرین یہی
پنڈوان اور شراد جاننا اور مرنیوالا آدمی جو کچہہ دہن دہرم کی لئی چہوڑ گیا ہو اوسکو علم اور ملک کی
ترقی مین لگادین الی آخرہ غرض کہ اونکی اصل دین مین مرنی والے کے لیے اسکی بعد اور کچہہ نہین
لکہا اور اب جسطرح بعض فرقہ ہنود عمل مین لاتی ہین وہ یہ ہی جو کچہہ اوپر ہم لکہہ آئی ہین اور تیسرے
دن میت کی ہڈیان جلی ہوئی چنکر لاتی ہین پہر گنگا وغیرہ مین بہاتی ہین اور اہل اسلام کوئی عمل انمین
سے نہین کرتی پہر کس بات مین مانند ہنود کی ہوگئی اور کیا تشبہ پیدا ہوگیا انصاف شرط ہے
اور اگر کوئی مشابہت اسکا نام رکہی کہ اونکی یہان تیسری دن رسوم کفر ہوتی ہین تمہارے یہان رسم

اسلام یعنی کلمہ و قرآن ہوتا ہی تو انصاف کرنا چاہئی کہ یہ مشابہت کیا ہوئی یہ تو مخالفت ہوئی یعنی
ہم وہ کام کرتی ہین جو مخالف کفار ہین کی فرقہ کام کرتی ہین جو مخالف اسلام ہین ہم اپنی کام کرتی ہین ہم
اپنی مثلاً مغرب کی وقت اور عشا اور صبح صادق کیوقت ہم لوگون نے اذان کہی اور نماز پڑہی اونہون نے
ان تین وقتون مین تاقوس یعنی سنکھ بجایا پوجا کیا اب کوئی بیہودہ اسکو مشابہت قرار دینی لگی کہ ان
وقتون مین تمنی اپنی طور کی عبادت کی اونہون نی اپنی طور کی پس اتحاد اوقات سی تشبہ پیدا ہو گیا تم
سب عقلا ر اوسکی ہرزہ درائی اور کم عقلی پر قہقہہ مارینگی اور اسی طرح جب حاجی لوگ بیت اللہ زادہا
اللہ شرفاً سی واپس ہوتی وقت آب زمزم لاوین تو کوئی یاوہ گو کہنی لگی کہ یہ تشبہ ہنود ہو گیا وہ بہی
اپنی عبادت گاہ سی واپس ہوتی ہوی گنگا کا پانی لاتی ہین تم پانی زمزم شریف کا لای تو سمجھنا چاہئی
کہ یہ خرافات بیہودہ تشبیہین نکالنی سخت بیعقلی کی دلیل ہی اور مولف براہین قاطعہ نی جو صفحہ ۱۱ سطر
اول مین زمزم کا پانی لانیکو امر طبعی عادی لکہا اس غرض سی کہ جو چیز امور دینیہ سے نہین بلکہ امور طبعیہ
سی ہی اوسمین تشبہ منع نہین ہو یہ ناظرین کو قابل دید اور سامعین کو لایق شنید ہی اسلئی کہ کسی شی
کو مقتضای طبع قرار دینا اوسوقت صحیح ہے کہ انسان کی طبیعت اپنی حیات یا تلذذ و انتفاع جسمانی
مین اوسکی محتاج ہو سو پانی کا پینا عطش وغیرہ کی لئی البتہ مقتضای طبع ہی اور تعظیما حصول برکات کے
لئی پینا تو مقتضای طبع و عادت نہین بلکہ مقتضای دین ہی اور یہ سب جانتی ہین کہ اہل دینی کی اشتراک
کو یعنی پانی بترکا لانیکو جمیع علما ر ہند نی سلفا و خلفا بلا نکیر جائز رکہا پس واضح ہوا کہ من وجہ بوی تشبہ بنظر
ظاہر کسی امر مین پیدا ہو جانی ہرگز شرعاً ممنوع نہین اور تماشا یہ ہے کہ فقط تیسری دن کی مشارکت
مین ہی مشابہت قوم ہنود کی نہین تفصیل اسکی یہ ہی کہ ہندو مین بعض قومین مثل سراوگی بالکل سیوم یعنی
تیجے کی قائل نہین ہوا و نکی ساتہ تو کچہہ ہی مشابہت نہوئی انکی یہان تیجا عبارت فقط اس امر سی ہے
کہ تیسری دن کاروبار کرنی لگین سو گ میت کا دفع کرین سو تعزیت کیواسطی اور رفع سوگ کی لئی شرع
مین بھی تین دن معین ہین اور بعض قومین ہنود کی مثل شبنی اگروال جو سیوم کو مانتی ہین اور اموات
کی لئی ثواب رسانی کی کام کرتی ہین اگر اہل اسلام کو مشابہت لازم آتی تو اونکی ساتہ لازم آتی

سو غور سی دیکھئی تو اونکی ساتھ بھی مشابہت نہین کیونکہ اون لوگون کی قوانین متعلق گردش کواکب
سی ہین تیسری دن تجاوہ لوگ جب کرتی ہین کہ گرہ سامنی ہو اور اگر بخیک کی گرہ جو پانچ بجہتر ہین
سامنی آجاتی ہین تو جسوقت تک وہ گرہ ٹل نہین جاتی تجا نہین ہوتا پھر کبھی چار دن مین کبھی پانچ
دن مین کیا جاتا ہی اور مسلمان تیسری دن سی آگی نہین ٹلاتی اونکو اسکے کچھ بحث نہین اونہون
نی شرع سی یہ اصل پیدا کری کہ کسی امر خیر کے لئی بنابر مصلحت دن معین کر لینا جایز ہی دن معین کیا
تعین اہل اسلام شی دیگر ہی اور تعین ہنود شی دیگر پس حکم تشبہ بہ باعث مشارکت یومی بھی ٹوٹ گیا
اور یہہ مسئلہ شرعی ہی کہ جب ہماری اور کفار کی درمیان کسی امر مین تفاوت اور مبتیاز پیدا ہوجاتا
ہی تو حکم تشبہ باطل ہوجاتا ہی حدیث و فقہ پڑہنی والونکو یہ بات یاد ہوگی کہ یہود صوم عاشورا
رکھتی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی مسلمانون کو بھی حکم دیا کہ تم بھی رکھو اور مشابہت یہود سی جو لازم
آتی تہی اوسکی مخالفت مین اسقدر کافی ہوگیا کہ آپ نی ایک روزہ اول اور آخر رکھنی کا حکم دیا صوموا
یوم عاشورا وخالفوا فیہ الیہود صوموا قبلہ یوما او بعدہ یوما یعنی روزہ رکھو دہم محرم کو اور مخالفت کرو
یہود کی اسطرح کہ روزہ رکھو ایک دن اگلی یا ایک دن آخر روایت کیا اسکو امام احمد نی مسند مین اور بیہقی نی
سنن مین یہ امام سیوطی کی جامع صغیر مین ہی اور بیہقی نی یہ بھی روایت کی ہی کہ اگر مین اگلی برس
زندہ رہا تو حکم دون گا ایک روزہ پہلی اور ایک پچھلی کا اور ائمہ کبار حنفیہ سے امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ
شرح معانی الآثار مین بالاسناد روایت کرتی ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ وہ فرماتی تہی خالفوا الیہود
وصوموا یوم التاسع والعاشر اور یہہ بھی روایت کرتی ہین کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما صلی اللہ علیہ
وسلم سی یہ کلام نقل فرماتی ہین صوموہ وصوموا قبلہ یوما او بعدہ یوما ولا تشبہوا بالیہود یعنی تنہا
روزہ عاشورا رکھنی مین یہود کی مشابہت مت کرو بلکہ مخالفت کرو اول یا آخر روزہ رکھہ کر اور فقیہ
نظامی شرح قول درمختار مین لکھتی ہین کہ روزہ عاشورا بغیر روزہ نوین یا گیارہوین ملانیکی مکروہ ہی اور
محیط سی اسکی دلیل یہ لکھی کہ لانہ تشبہ بفعل الیہود یعنی اکیلا دسوین محرم کا روزہ رکھنا تشبہ فعل یہود سے
اسلیی مکروہ ہی اور اول آخر روزہ ملانے سے وہ کراہت تشبہ جاتی رہتی ہی اور اسیطرح روز شنبہ

اکیلا روزہ مکروہ لکھا کہ فعل یہود ہی لیکن جب یکشنبہ کا روزہ اوسمین ملا لیا یا جمعہ کا تب مکروہ نہین
کیونکہ تشبہ بالیہود باقی نرہا اور کنز العباد مین ہی کچھہ مضایقہ نہین کہ اہل مصیبت گہر کی اندر یا مسجد
مین میہنہ جاکے لوگ اُسکی تعزیت کو آئین لیکن دروازہ پر نہ بیٹھے فان ذلک عمل اہل الجاہلیۃ دیکھیے ذرا
تغیر مین حکم بدل گیا الحاصل ان نظیرون سی ثابت ہوگیا کہ جب متشبہہ اور متشبہہ بہ مین تغیر آجائیگا
حکم تشبہ باقی نرہیگا اسمقام پر مولف براہین قاطعہ صفحہ ۱۱ سطر آخر مین عجیب بات لکھتی ہین وہ یہ ہے
(تنہا روزہ عاشورا کا کسیکی نزدیک مکروہ نہین) مین کہتا ہون مولف کو کتب دینیہ سی سخت
بیخبری ہی دیکھو مکروہ ہونا اور منہی عنہ ہونا اوسکا ہم حدیث و فقہ سی ثابت کرچکی اور یہہ بھی کہ تشبہ
مٹانے کے لیے اول و آخر روزہ ملانا کافی ہوا اب دیکھیے وہ اصل روزہ عاشورا جسکو یہود رکھتی تہی اوسکی
فعل مین مسلمان شریک ہی لیکن ایک روزہ اول اور ایک آخر ملانے سے جو تغایر پیدا ہوا حکم تشبہ
باطل ہوگیا اسیطرح ہم کہتی ہین کہ جب اہل اسلام کا صیوم دایم تیسری دن برقرار رہا اور یہود کا تیجا
مبتدل و متغیر یعنی کبھی روز سیوم کبھی چہارم کبھی پنجم ہوتا رہا پہر اوسمین بھی ہماری افعال اور کچھہ اوسکی
اور کچھہ اور ہماری امور خمسہ مندرجہ سیوم مستنبط قواعد شرعیہ سی ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا پہر تشبہ
کس بات مین ہوگیا **فائدہ** مولف براہین قاطعہ نی اس مقام پر ہمارا مدعا بالکل نہ سمجہا اسلیی کہ صفحہ ۱۱
مین یہ لکھا۔ مولف انوار ساطعہ حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین تشبہ بجمیع اجزاہ مشکل الوجوہ سمجہا ہی
کہ سب اجزا و ہیئت مشابہ ہوجاوی تو اوسوقت تشبہ مخطور ہی ورنہ درست ہی اسیوجہ سی لکھتا ہے
کہ کس بات مین تشبہ ہنود کی ہوگئی انتہی بلفظہ اسکی بعد مولف براہین نی تین ورق سیاہ کئی وہ سب
فضول و لاطایل ہین اسلیی کہ ہماری یہ مراد نہین بلکہ ہمارا دعوی یہ ہی کہ پانچ چیزین فاتحہ سیوم مین
ہین اہل اسلام ان پانچون مین کسی چیز کی اندر مشابہ اہل ہنود نہین معلوم نہین ان صاحبون کا کیسا
تفقہ اور کیسا فہم و ذکاہی کہ ہرگز ژرف نگاہی اور موشگافی علل احکام مین نہین فرماتی مفتی قاطع السنہ
یعنی صاحب سیف السنہ اور اوسکی آبا و اولین اور اخوان معاصرین سب کے سب اس مسئلہ مین بی سمجہی ہوئی
حکم تشبہ لکھ رہی ہین اور حدیث بنوی من تشبہ بقوم فہو منہم کو نہایت درجہ بی محل پڑہ رہے ہین

فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا یہ لوگ نہ تشبہ کی معنی لغوی جانین نہ اصطلاحی اسلیکی معنی تشبہ کی ہین ا ننہ ہوجانا اب تم دیکھ چکی اور سُن چکے کہ ہنود کا تیجا مشتمل کن امور پر ہے اور اہل اسلام کا شامل کن امور پر پہر مانند ہونا دونو فریق کا رسوم یکدیگر مین کہان ہی اب معنی شرعی سُنئی صاحب بحر الرائق شرح جامع صغیر قاضیخان سے نقل کرتا ہی کہ کفار کی ساتھ تشبہ ہر بات مین مکروہ ہنین فلانا کل ونشرب کما یفعلون یعنی اسیلی کہ ہم بہی اوسیطرح کہاتی پیتی ہین جسطرح وہ کہاتی پیتی ہین اور درمختار مین قید لگائی ہی کہ اگر ارادہ کری آدمی اونکی ساتھ مشابہت کا اور جس چیز مین مشابہت کرتا ہی وہ شرع مین مذموم ہی ہو اوسوقت تشبہ مکروہ ہی عبارت اوسکی یہ ہے ان قصدہ فان التشبہ ہم لا یکرہ فی کل شئی بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ اور مسلم رکہا اس حکم کو شامی نی اور مولوی اسمعیل صاحب کی تحریر سی بہی رسالہ اثبات رفع یدین مین معلوم ہوتا ہی کہ اونہون نی مشابہت کی مکروہ ہونے مین قصد کو معتبر رکہا ہی یعنی جب اونپر یہ اعتراض کیا گیا کہ ان ملکون مین رفع یدین کرنین تشبہ روافض کی ساتھ لازم آتا ہی اوسکی جواب مین لکہتی ہین لاتحری تشبہ الفرق الضلالۃ بل اتفقت الموافقۃ یعنے ہم رفع یدین مین ارادہ تشبہ فرقون گمراہ کا نہین کرتی بلکہ اتفاقاً موافقت لازم آجاتی ہی انتہی اب دیکہئی کہ یہود مین نہ مسلمانون کی غرض قصد مشابہت وارادہ موافقت ہنود ہی کیونکہ اگر یہہ ہوتا تو اونکی طرح یہ بہی سبوم کو کبہی روز سبوم اور کبہی چہارم کبہی پنجم کرتی جیسا کہ اوپر گذرا اور نہ تیسری دن پڑہتا قرآن کو کہ حدیث اور قرآن سے مذموم وممنوع ہر منع کا حکم دینا کیسا اور علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر مین لکہتی ہین انما ممنوعون من التشبہ بالکفرۃ واہل البدعۃ المنکرۃ فی شعار ہم لا منہیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کانت من افعال اہل السنۃ او من افعال الکفرۃ واہل البدعۃ یعنی ہمکو مشابہت کافرون اور بدعتیونکی ساتھ اوسی بات مین منع ہی جو اونکی دین کا خاص تمغہ اور پختہ علامت اونکی فریق کی ہے اور نہین منع مشابہت ہر مباح بدعتون مین اگرچہ وہ بدعتین افعال اہل سنت والجماعت سی ہون یا کافرون سی یا اہل بدعت سی انتہی اب خیال کرنیکا مقام ہی کہ تشبہ جو حدیث مین منع ہی اوسکی یہ معنی ہین شرعاً یہ ہمکو قوم ہنود سی کسی بات مین مشابہت نہین نہ قرآن پڑہتی ہین نہ چنون پر کلمہ پڑہتی ہین یہان تک کہ تیسرے دن کی تعین مین بہی شرکت نہین کیونکہ اونکی تعین بدلتی رہتی ہے بباعث پیش آنی گرہن

۱۲ ۱۲ ۱۲

مذکور کی پس شبہ لغوی و شرعی کسی طرح کا ہمکو اونکی ساتھ نہین والحمد للہ علی ذلک **لمعہ خامسہ فاتحہ چہلم و بستم**

**و دہم و سبو فرستادن در مساجد** پہلی دستور تھا کہ مٹی کا گہڑا جسکو فارسی مین سبو اور عربی مین جرہ کہتی ہین میت کی طرف سی مساجد مین بھیجا کرتی تہی نہ فقط ایک گہڑا بلکہ چند گہڑی علاوہ اون گہڑونکی جنمین غسل میت ہوتا ہی بھیجتی تہی وجہ اوسکی یہ ہی کہ جب سعد بن عبادہ کی والدہ مرگئین اونہون نے پوچہا یا رسول اللہ کونسا صدقہ بہتر ہے آپنے فرمایا پانی تب اونہون نے ایک کنوا یعنی ایک چاہ تیار کرایا اور کہا ہذہ لام سعد یعنی یہ چاہ سعد کی والدہ کا ہی اوسکو ثواب پہنچی یہ مشکوۃ مین حدیث ہی پہر ہر کوئی تو کنوا یعنی چاہ کہدوانی اور بنانی کا مقدور نہین رکہتا اسلیی مسلمانون مین یہ قاعدہ ٹہر گیا تہا کہ کورے گہڑی مسجد مین بہیجا کرتی تہی کہ حضرت نی پانی کو اچہا صدقہ فرمایا ہی اگر کنوان نہ بنایا ہمارا گہڑا بہرا ہوا مسجد مین رہیگا کوئی اوس سی پیاسا پانی پی گا کوئی وضو و غسل وغیرہ کی خرچ مین لاویگا ثواب ہوگا یہہ اصل ہی گہڑا بہیجنی کی اور بہیجنا اس گہڑی کا مسجد مین مبنی اعانت اہل اسلام پر ہے اور جس شخص کو یہ مد نظر نہو بلکہ اوسین رسوم جاہلیت ادا کری کلاوہ باندہی رنگ سی نقاشی کری وہ درست نہین اور چالیس روز تک کہانا مساجد کی ملاؤن اور مساکین کو جو بہیجتی ہین اوسکی وجہ یہ ہی کہ فقہا نی لکہا ہی یستحب ان یتصدق عن المیت الی ثلثہ ایام یعنی مستحب ہے کہ صدقہ دیا جاوے میت کی طرف سی تین دن اور بعضون نی لکہا ہی الی سبعتہ ایام یعنی سات دن تک اور بعضون نے اربعین یعنی چالیس دن لکہی ہین یہ روایتین خزانۃ الروایت اور شرح برزخ وغیرہ مین ہین مبنی ان

یواظب علی الصدقۃ للمیت الی سبعتہ ایام وقیل الی اربعین فان المیت یشوق الی بیتہ یعنی چاہیئے کہ سات دن تک ہمیشہ صدقہ دیا جاوے میت کی طرف سی اور بعضون نے کہا کہ چالیس دن تک کیونکہ میت آزردہ مند اور سائل ہوتا ہی اپنی گہر کی طرف انتہی اور شاہ عبد العزیز صاحب نی بہی لکہا ہے تفسیر عزیزی مین کہ موت کی بعد اپنی ابنای جنس کی طرف لگاو باقی رہتا ہی زندونکی مدد مردونکو خوب پہنچتی ہی اور وہ امیدوار رہتی ہین صدقات اقربا وغیرہ کی غرض کہ اس قسم کی روایات کی سبب آدمی چالیس دن تک برابر روٹی محتاج کو میت کی طرف سے دیتی ہین باقی رہا چہلم

**چالیس روز تک کہانا دینا**

چہلم وغیرہ تو صورت اوسکی یہ ہی کہ جو صاحب اسکو منع کرتی ہین اونکی چند دلیلین ہین اول اونکا
حال معلوم کرنا چاہئی بعد ازان وجہ جواز سننی چاہئی **دلیل اول** عبارت شرح منہاج نووی شافعی
کی ہی جو سیف السنۃ کی صفحہ ۱۴ اوسمین ہی الاجتماع علی المقبرۃ فی الیوم الثالث وتقسیم الورد واطعام
الطعام فی الایام لمخصوص کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والاربعین والشہر
السادس فی السنۃ بدعۃ ممنوعۃ جواب اسکا یہ ہی کہ شرح منہاج مین دو امر کا ذکر ہی ایک تو جمع ہونا تیسرے
دن مردہ کی قبر پر اور وہان جاکر گلاب کی پہول اور عود یعنی اگر کی بتیان وغیرہ حاضرین مجلس پر
تقسیم کرنا سو اوسکا ذکر تو بیان سویم مین گذر چکا نصاب الاحتساب سی کہ لوگون نی نہایت
تکلفات بیہودہ ایجاد کئی ہی اور وہ تکلفات بہی کرتی ہی گو میت پر پس ممنوع ہونا اوسکا صحیح ہے
چنانچہ ہم خود اوسکی ممانعت پر تصریح کرچکی اور جن بعض آدمیون نی ایسی رسمین ایجاد کی تہین بعد
منع علماء کی چہوڑدین اب یہ رسم نہین دوسری بات شرح منہاج سی یہ نکلی کہ کہانا تیسری دن اور
پانچوین اور نوین دسوین بیسوین چالیسوین دن چہٹی مہینی برسوین دن بدعت منع ہی سو ظاہر
یہ ہے کہ یہ کہانا ان ایام مین قبر مردہ پر جاکر کہلاتی ہی فتاوی بزازیہ مین تصریح ہی قبر پر کہانا
لیجانی کی دیکرہ نقل الطعام الی القبر فی الایام لفظ ایام جمع ہی موسم کی اور موسم بعضے
مین ایک چیز کی وقت کو اور جمع ہونیکی جگہ کو کذا فی المنتخب وغیرہ پس بعضے یہ ہوئی کہ مکروہ ہی کہانا لیجانا
قبر مردہ پر ایام مقررہ مین اس سی صاف معلوم ہوا کہ تیسری نوین دسوین دن اور چہاہی اور برسی اور
ایام عید و شبرات وغیرہ مین جو کہ یہ ایام واسطے فاتحہ اموات کی ہین بین اہل اسلام مین بعضی آدمیون نی
بعض شہرون مین کہانا قبر پر لیجانا اور اوسی جگہہ جاکر کہلانا رسم کرلیا تہا اوسکو اہل فتوی نی منع کیا اور
نصاب الاحتساب سی ہی اسکی تصدیق پہنچتی ہی کہ لکہا ہی ویشربون المشربۃ عند القبور وفی الحدیث
الاکل فی المقابر کیسی القلب یعنی پیتی ہین شربت قبرون کی پاس حالانکہ حدیث مین آیا ہے کہ
کہانا قبرستان مین سخت کردیتا ہی دل کو پس علماء دین نی جہہ ممنوع اور مکروہ ہونیکی مخالفت حدیث شریف
کی بیان کی ہے کہ احادیث سی قبرون پر کہانا پینا منع ہے یہ نہین لکہا کہ یہ کہانا بہاءت خاص کرینی



صحیح ہونا مقبرہ
تیسرے دن
اطعام شیرینی
عطر بیکی ہوئی
کہانا اگر کہلا کر
سیر ہونا خاص
دسوین بیسوین
تیسرا پانچوان
دن اور
مہینہ اور
برسی یا
مقبرہ پر
دن یہ بدعت
ہے ۱۲
مکروہ
لیجانا کہانا
دن اور
بوسہ دینا
۱۲
۱۲
۱۲

دن کی مکروہ ہی اور ظاہر ہی کہ ان ملکون مین جو فاتحہ دسوین بیسوین چالیسوین وغیرہ کی کرتی ہین
مقابر پر نہین کرتی تو وہ جایز ہوئی **دوسری دلیل** فتاوی بزازیہ کی عبارت ہی جو کہ مستملی
شرح منیتہ المصلی مین منقول ہی ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام
الی المقابر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام
او الاخلاص اس عبارت سی تین مسئلہ پیدا ہوی **ایک** یہ کہ مکروہ ہی کہانا تیار کرنا میت کا پہلی
دن اور تیسری دن اور ہفتہ کی بعد یعنی آٹھوین دن جواب اسکا یہ ہی کہ اسمین دسوین بیسوین چالیسوین
کا نام ہی نہین پھر یہہ عبارت کسطرح چہلم وغیرہ کی ممانعت پر دلیل ہوسکتی ہی اور اگر اجتہاد کرکے قیاس
قایم کرو کہ جسطرح بزازیہ مین اون ایام کو منع کیا ہی ہم ان ایام کو منع کرتی ہین تو اسکو بہی ہم رد کرتی
ہین دو وجہ سی ایک وجہ یہ کہ خود شارح مینہ المصلی فی عبارت بزازیہ نقل کرکی اوسکو رد کیا ہی اور
اوس کہانی کا مکروہ ہونا مسلم نہین کہا اور یہ لکہا ہی ولا یخلو عن نظر لانہ لا دلیل علی الکراہۃ یعنی مکروہ
کہنا اس کہانی کو خالی بحث سی نہین اسواسطی کہ کوئی دلیل کراہت پر نہین الی آخرہ پس جبکہ خود شارح
مینہ المصلی فی کراہت کو مسلم نہ کہا ہم بہی مسلم نہین رکہتی معلوم نہین جن حضرات نی یہ عبارت
بزازیہ کی شرح مینہ سی نقل فرمائی تو ایک سطر کی بعد شرح مینہ مین اوسپر اعتراض لکہا تہا کیون نقل نہ
فرمایا دوسری وجہ رد استدلال ملغین کے لیے یہ ہی کہ اگر طعام ایام مخصوصہ کی کراہیت موافق کلام
بزازیہ کی مسلم بہی رکہین تو وہ کراہیت خاص اوس کہانی کی لئی ہوسکتی ہی جسکو وارثان میت بعض
ملکون مین فخریہ طور پر کرتی ہین اور جسطرح شادی عروسی وغیرہ مین سفان اور فخر کی ساتہ کہانا کہلانیکا
دستور ہی اوسی طرح میت کا کہانا تکلف اور زینت سی اغنیا اور امیرون اور عزیز قریبون کنبی والون
کہلاتی ہین جسطرح محدث دہلوی اور فقیہ شامی کی کلام سی عنقریب دلیل تیسری مین نقل کیا جاوی گا
لیکن اوسکی ممانعت بہی ایسی ہی کہ اس عبارت سی سمجہ لو جو سمجہو فتاوی عالمگیری کی جلد خامس باب
الہدایا والضیافات مین لکہا ہی لا یباح اتخاذ الضیافۃ ثلثۃ ایام فی ایام المصیبۃ واذا اتخذ لا باک
بالاکل منہ بعض علما اسمین تشدد زیادہ کرتی ہین بعض کم اور فتاوی قاضی خان جلد اول فصل فی المسجد

ف۱ کرو ہی تیار کرنا کہانا تیسرے دن اور ساتوین دن اور اسکی بعد کی بعد کہانا کہانا کہلانا بلکہ دین مومنین مین امر کرنا دعوت کی اور جمع کرنا صلحا اور قاریون کا واسطے ختم کی یا پڑہنے سورہ انعام کی یا اسورہ اخلاص کی ۱۲

ف۲ یہان یہ تین اضافت کا تین دن تک ایام مصیبت مین اور جیب ضیافت کی تو کہ مضاف تین کہا یہ ہی ۱۲ ۱۲

یہ مسئلہ لکھا اور کراہت کو مقید کیا کہ مکروہ جب ہے کہ میت کی ترکہ سی کہانا پکایا جای اور وارث صغیر سن نابالغ
ہوا بڑا ہو اور غائب ہو عبارت یہ ہی ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی المصیبۃ من الترکۃ ان کان الوارث صغیرا او کبیرا
غائبا اور صاحب بزازیہ نی جو منع کیا ہی تو اوسطرح کی کہانیکو منع کیا ہی جو شادی کی طرح ہو دلیل اوسکی خود
کلام صاحب بزازیہ ہی جو شرح منیۃ المصلی ہین اسی مقام پر مرقوم ہی وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا
یعنی اگر غریب آدمیون کی لئی کہانا تیار کرین اچھی بات ہی اگر صاحب بزازیہ کی نزدیک کراہت طعام
مذکورہ بباعث تعین ایام ہوتی تو یون لکھتا وان اتخذ الطعام فی غیر الایام المخصوصۃ کان حسنا پس صاف
معلوم ہوگیا کہ صاحب بزازیہ کی نزدیک کراہت بباعث تخصیص ایام نہین بلکہ اسلئی کہ وہ لوگ غریب ہونکو
نہین کہلاتی ہتی اپنی دوست آشنا اغنیا کو کہلاتی ہتی رسما اسواسطہ کہا صاحب بزازیہ نی کہ اگر کہانا
تیار کرین واسطہ غریبون کی اچھی بات ہی اور جناب مولینا شیخ محمد محدث تہانوی مرحوم جو مولوی شیر احمد
صاحب گنگوہی کی استاد ہین اونہون نی اپنی کتاب انوار محمدی مین چند فتاوی مرقومہ خاص مولوی
اسمعیل صاحب دہلوی کی جمع کیے ہین ازانجملہ یہ فتوی بھی صفحہ ۴۶ مطبوعہ مطبع ضیائی میرٹھ مین ہے

**سوال ہشتم** آنکہ خوردن طعام روز سوم ودہم وچہلم وغیرہ از اہل میت **جواب** محتاج را منع نیست
انتہی دیکھی مولوی اسمعیل صاحب نی فتاوی بزازیہ کی تصدیق کردی یعنی جو کہانا فقراء کی لئی ہو وہ
حسن ہی اور اہل علم کو یہہ بات مولف براہین قاطعہ صفحہ ۱۲۱ کی قابل دیدہی آپ فرماتی ہین پہلی
روایت بزازیہ کی کتاب الجنائز کی ہی اور دوسری کتاب الاستحسان کی پہر کسطرح استثناء درست
ہوا نہتی کیون صاحب اگر ایک ہی مسئلہ دو باب مین ہو تو استثنا ایک کا دوسری سی کیون صحیح ہوگا
کتب فقہ واحادیث اس سے بھری ہوئی ہین لیکن ہم اپکی خوشنودی کی لئی ایک ہی جگہہ دونو مطلب
دکھائی دیتی ہین یعنی فتاوی قاضیخان کی کتاب الخطر والاباحۃ ملاحظہ کیجئی ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام
المصیبۃ لانہا ایام تاسف فلا یلیق بہا یکون للسرور ان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا دیکھی یہان دونو
مسئلہ موجود ہین یعنی ایام مصیبت مین ضیافت برادرانہ تکلفی مثل شادی نکری کیونکہ وہ سرور مین
ہوتی ہی پس مصیبت مین بجا ہوئی پہر استثنا کیا یعنی دوسرا مسئلہ بیان کیا کہ اگر فقراء کی لئی کہانا

پکاویگا تو حسن ہی اب مرد منصف کو چاہیئی کہ خداسی ڈرکر ان دلایل پر نظر کری اور زبان ورای اور سخن پروری سی تایب ہو وما علینا الا البلاغ دوسرا مسئلہ منجملہ تین مسئلون کی عبارت بزازیہ سے یہ معلوم ہوا کہ کہانا میت کی قبر پر لیجانا مکروہ ہی یہ بات ہمپر حجت نہین ان ملکون مین یہ رسم ہی نہین

تیسرا مسئلہ یہ نکلا کہ قاریون اور حافظون کو ختم قرآن کی واسطی جمع کرنا مکروہ ہی سو تحقیق اسکی یہ ہی کہ اگر اہل اسلام جمع ہوکر قرآن پڑہین بری خدا اور میت کو بخشدین اسکا حکم ائمہ مجتہدین اور علمای محققین اور اجماع اہل دیانت وصلاح سی اور مولوی اسحاق صاحب کے کلام سی ہم ثابت کرچکی کہ وہ ہرگز مکروہ نہین پس بالضرور مراد صاحب بزازیہ کی یہ ہی کہ موافق رسم بعض ملکون کی اگر حافظون کو مزدوری دیکر قرآن پڑہوادین یہ البتہ مکروہ ہی اسکی تصدیق کتب فقہ مین موجود ہی شامی فی باب الاجارہ مین لکھا ہی قال تاج الشریعہ فی شرح الہدایہ ان قرأ القران بالاجرۃ لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری وعن شیخ الاسلام ان القاری اذا قرء القران لاجل المال فلا ثواب لہ فاین شی یہدیہ الی المیت انتہی کلام الشامی ملخصا یہ جو لشکرون اور جہادیون اور بعض شہرون مین قرآن اسطرح پڑہواتی ہین کہ روپیہ کی تین قرآن یا چار قرآن کی حساب سی یا کچھ سپارہ کا روزمرہ ٹہراکر اوسکا ہیکہ کردیتی ہین اسطرح قرآن شریف میت کی واسطہ پڑہوانا منع ہی اور صفحہ بارہ سیف المنہ مین جو عبارتین طریقہ محمدیہ اور قرطبی کی نقل کی ہین اون مین بہی مراد وہی مزدوری کی طور قرآن پڑہنا ہے اسلئی کہ اوسوقت مین بعض ملکون مین وہی دستور تھا اور خود طریقہ محمدیہ کی عبارت سیف المنہ مین ہی والماخوذ منہا حرام للآخذ وہو حاص بالتلاوۃ والذکر لاجل الدنیا اور بعض علمارنی جو قبر پر قرآن پڑہوانی کی اجرت جائز رکہی ہی اونہون نی قبر پر آنی اور جانی کی محنت اور اسقدر پابند ہوکر بیٹہنی کی اجرت سمجہکر جایز کیا ہی اجرت قرآن کی نہین وہ گویا ہدیہ ہی قاریون کی طرف سی پس فتاوی بزازیہ کی عبارت سی کراہت ان باتون کی ثابت ہوتی ہی قرآن مزدوری دیکر ختم کرانا مردہ کی قبر پر کہانا لیجانا پہلے میسری آہٹوین دن ضیافت اغنیا واحباب کے لیے بطور فرحت وسرور کہانا پکانا مکروہ ہی اور جسطرح ہماری ملکون مین رواج ہی یعنی طعام دسوین اور بیسوین اور چالیسوین کی حق مین جو

کہانا لیجانے کی ممانعت کی شرح ہدایہ مین لکہکر قرآن پڑہنے کی قبر پر لیجانے کی ممانعت نہین کی قرآن پڑہنا ثواب ہے قبر پر لیجانا ثواب نہین قبر کو اور قاری کو اور شیخ الاسلام سے روایت ہے کہ جب قاری نے قرآن مال کیواسطے پڑہا تو اوسکو کچھ ثواب نہین ہوتا الخ میں کہتا ہون کہ ثواب پہنچانا کیا ہے وہ میت کو علم ہوا کلام شامی کا فقری حین کر ۱۲

اور جو کچھ کہا ہے کہ اوسوقت مین بعض ملکون مین وہی دستور تھا اور جو کچھ کہا ہے کہ اوسکو کچھ ثواب نہین ہوتا الخ میں کہتا ہون کہ ثواب پہنچانا کیا ہے وہ میت کو علم ہوا کلام شامی کا فقری حین کر ۱۲

خالصاً للہ پکار مصیبتوں اور ملا لوگوں کو اپنی گھر بلا کر کھلاوین ہرگز ہرگز کراہت یا حرمت اوسکی
عبارت بزازیہ سے نہین ثابت ہوتی بلکہ استحسان اور عمدگی ظاہر ہوگئی ہے کیونکہ اوسنی اور قاضیخان
نی لکھدیا وان یتخذوا طعاما للفقراء کان حسنا اور صاحب سیف السنہ اور اونکی والد بزرگوار نی یہ
فقرہ چونکہ حضرت کی مخالف مطلب تہا نقل نکیا لا تقربوا الصلوۃ پڑہکر واتم سکاری پر زبان بند کرلی

**تحقیق انیق** روایت کی عاصم بن کلیب نے اپنی باپ سے اوسنی ایک صحابی انصاری سے
رضی اللہ عنہ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو علی
القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیہ اوسع من قبل راسہ فلما رجع استقبلہ داعی امراۃ فاجاب ودخن
معہ فجیئ بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم فاکلوا فنظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ ثم
قال اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اہلہا فارسلت المرۃ تقول یا رسول اللہ انی ارسلت الی البقیع
وہو موضع یباع فیہ الغنم لیشتری لی شاۃ فلم توجد فارسلت الی جار لی قد اشتری شاۃ ان یرسل بہا
الی ثمنہا فلم یوجد فارسلت الی امراتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطعمی ہذا الاسری رواہ ابوداؤد والبیہقی فی دلایل النبوۃ کذا فی المشکوۃ فی باب المعجزات کہا اوس صحابی انصاری
نی راضی ہو اللہ تعالی اوسسے کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہ نکلی ایک جنازہ پر میں دیکہا رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کو قبر پر فرماتی تہی گورکن سی کہ پانو کی طرف سی قبر کو فراخ کر اور سر کی طرف سی فراخ کر پہر جب بعد
دفن آپ واپس ہوئی اوس میت کی بی بی نی آدمی بہیجا کہ کہانا تیار ہی نوش جان فرمایئے آپنے قبول
فرمایا اور ہم جماعت آپ کی ساتہ تہی وہان گئی کہانا سامنی آیا آپنے دست مبارک اپنا کہانیکی طرف بڑہایا
پہر سب جماعت قوم نی بڑہایا اور کہایا پہر میں دیکہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ لقمہ چبا رہی تہی
وہان مبارک میں اور نگلتی نہین پہر آپنے ارشاد فرمایا کہ مین جانتا ہون یہ گوشت ایسی بکری کا ہی
کہ جو مالک کی بی اجازت لیگئی ہی عورت نی آدمی کی ہاتہ یہ کہکر بہیجا کہ یا رسول اللہ مینی آدمی بقیع
مین بہیجا جہان بکریان بکتی ہین تاکہ بکری مول آجاوی لیکن نہ ملی تب مینی اپنی ہمسایہ کی پاس
آدمی بہیجا کہ جو اوسنی بکری خریدی ہی وہ مجہکو بقیمت بہیجدی اتفاق سی وہ ہمسایہ بہی گہر نہ تہا

پھر بنی اوسکی بیبی کی پاس بھیجا اوسنی بی اذن خاوند کی بکری بھیجدی تب فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ کھلاوی یہ کہانا قیدیونکو شیخ عبد الحق وغیرہ محدثین لکھتی ہین کہ وہ قیدی
لوگ کفار تھی کہ دائرہ تکلیف شرعی سی خارج تھی اور وہ خاوند اوسکا نہ ملا تھا تاکہ اوسکا اذن لیا
جاتا اور مسلمان کہا لیتی روایت کیا اس حدیث کو ابو داود نی اور بیہقی نی دلایل نبوت مین
یہ مشکوۃ کی باب المعجزات مین ہی اور کہا علامہ ابراہیم حلبی نی شرح کبیر منیہ مین کہ روایت کیا اس
حدیث کو امام احمد نی ساتھہ اسناد صحیح کی الحاصل اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ اہل میت کی دعوت
قبول کرنی جایز ہی اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہی سب جماعت کی ساتھہ کہانا کہانے کی لیے
بیٹھے تو یہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی غنی بہی جو مصرف صدقہ نہین ایسی دعوت مین شریک ہو جای درست
ہے پس منع جواز کا اس بات پر رہا جب اہل میت کہانا تیار کری نہ واسطہ ریا و سمعہ کی بلکہ بنظر ثواب
و قربت وہ جایز ہی مولینا شاہ عبد الغنی محدث رحمۃ اللہ علیہ جنسی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نی
حدیث پڑہی تھی کتاب انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مین لکھتی ہین وما صنعۃ الطعام من اہل المیت اذا کان
للفقراء فلا باس بہ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل دعوۃ المرءۃ التی مات زوجہا کما فی سنن ابی داود
یعنی کہانا تیار کرنا اہل میت کا جب بنظر ثواب فقراء کی لئی ہو وی کچہ مضائقہ نہین اسلئی کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نی قبول کی دعوت اوس عورت کی کہ جسکا خاوند مر گیا تھا جیسا کہ سنن ابی داود مین
ہے یعنی وہ حدیث عاصم بن کلیب کے جسکا حال اوپر لکھا گیا اور لکھا ملا علی قاری نی مرقات شرح
مشکوۃ مین ہذا الحدیث بظاہرہ یرد علی ما فرہ اصحاب مذہبنا من انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم
الاول و الثالث او بعد الاسبوع یعنی یہ حدیث عاصم بن کلیب کی ظاہر کہلی طور پر رد کر رہی ہے
اوس مسئلہ کو جو ہماری مذہب والون نی قرار دیا ہی کہ کہانا تیار کرنا پہلی روز اور تیسرے دن اور
ہفتہ بعد مکروہ ہی اسکی بعد علی قاری نی اپنی مذہب والون کی وجہ بیان کی کہ وہ خلاف حدیث
کیون حکم دیتی اوسکا حکم محمول ہی ایسی مقامات پر کہ جسکی وارثون مین کوئی چہوٹا لڑکا نابالغ ہو یا یہ کہ
بالغ ہو لیکن غایب ہو وہان موجود نہو یا موجود ہو لیکن اوسکی رضامندی نہین معلوم ہوتی اور کیا

جائے یہ کہانا خاص مال ترکہ سے اور کیا ہو وی کسی ایک معین وارث نی اپنی مال سی عبارت مرقات
علی تاری کی یہ ہی تحمیل علی کون بعض الورثۃ صغیرا او غائبا اولم یعرف رضاہ اولم یکن الطعام من
عند احد معین من مال نفسہ اور آخر عبارت مین لکہا و نحو ذلک یعنی جیسی یہ عذر ہی بیان کی ایسے
ہی اور عذر مثل ریا و سمعہ وغیرہ کی جب پیش آئینگی اونکی سبب کہانا میت کا منع کیا جائیگا ہمارے
اصحاب مذہب کی غرض یہ ہی نہ یہ کہ اہل میت کا دعوت کرنا اگر محض ثواب کی لئی اور موانع مذکورہ
سی خالی ہو تب بہی مکروہ ہی حاشا و کلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
جس فعل کی فاعل ہوی ہون وہ ہرگز مکروہ نہین الحاصل باقرار محدثین یہ حدیث عاصم بن کلیب
در باب جواز طعام اموات ایک اصل عظیم ہی اور تعیین یوم اور بستم وغیرہ کی لئی ایک اصل عظیم سابق
گذر چکی کہ جسطرح وعظ کی لئی بیاعث بعض مصالح دن معین کیا گیا اسیطرح صدقہ اموات کی لیئی ہی
بیاعث بعض مصالح تعین یوم واقع ہوا بنا علیہ یہ فاتحات مروجہ ہندوستان موافق ادلہ شرعیہ مسلمہ
اہل سنت وجماعت نہایت صحیح ہین اور جو لوگ انکو رد کرتی ہین بیاعث اثر جریر بن عبداللہ رضی اللہ
عنہ کی کہ جسکو امام احمد اور ابن ماجہ نی روایت کیا ہی قال کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعہم
الطعام من النیاحۃ یہ دلیل کئی وجوہ سی محذوش ہی اولاً یہ کہ مقدمہ شرح مسلم مین ہی کہ جب صحابی
یون کہی کہ ہم ایسا کیا کرتی تہی یا ایسا کہا کرتی تہی تو اوسکی دو تفصیل ہین اگر وہ یہ کہی کہ زمانہ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین ہم ایسا کرتی تہی تو وہ حدیث مرفوع ہی ورنہ موقوف ہی اس قول
کو جمہور محدثین و اصحاب فقہ و اصول کا قول لکہا ہی پہر لکہا کہ ہذا ہو المذہب الصحیح الظاہر بنا علیہ قول جریر
بن عبداللہ جو مضاف طرف زمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین مع موقوف ہوا اور حدیث موقوف
حجت نہین جیسا کہ میر سید شریف رسالہ اصول حدیث مین فرماتی ہین الموقوف وہو مطلقا ما روی
عن الصحابی من قول او فعل متصلا کان او منقطعا و ہو لیس بحجۃ علی الاصح اور ملا محمد طاہر نی مجمع البحار
کی خاتمہ جلد ثالث مین لکہا الموقوف ما روی عن الصحابی من قول او فعل متصلا او منقطعا و ہو لیس بحجۃ
پس یہ حدیث موقوف جریر بن عبداللہ کی حجت نہین حال آنکہ معارض ہی اسکو حدیث صحیح مرفوع رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی **ثانیا** معنی حدیث جریر کی یہ ہوی کہ ہم نیاحت مین شمار کیا کرتی تہی اسبات
کو کہ لوگ جمع ہوو ین اہل میت کی پاس اور وہ اونکی لئی کہانا تیار کرین الجناح الحاجہ شرح ابن ماجہ مین
اسکی تفسیر یہ لکہی ہی نعد وزرہ کوزر النوح یعنی اسبات کا گناہ ہم ایسا شمار کیا کرتی تہی جیسا نوحہ مین
گناہ ہوتا ہی اور نوحہ کا مسئلہ یہ ہی کہ شرح کبیر مینہ مین ہے ویحرم النوح یعنی حرام ہے نوحہ کرنا اور ابوداود مین ہے
لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ یعنی لعنت کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی نوحہ کرنیوالی
پر اور رغبت سی نوحہ سننی والی پر تو معلوم ہوا کہ اس اجتماع اور طعام مین آدمی مرتکب حرام اور مستحق
لعنت ہوتا ہی بہلا اگر یہ بات صحیح ہوتی تو کسطرح ارباب فتاوی بزازیہ وقاضیخان وغیرہما فتوی دیتی
کہ اگر غریبونکی واسطی اہل میت کہانا تیار کرین تو یہی بات ہی اور کسطرح تشریف لیجاتی نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم مع اصحاب اوس عورت کی بلانی سی جسکا خاوند مر گیا تہا کیونکہ ان دونو صورتون مین
اجتماع الی اہل المیت اور تیار کرنا کہانیکا جنکو منکرین حرام اور مستحق لعنت لکہتے ہین دونو باتین
موجود ہین اور بڑی شوخی کی اس مقام پر مولف براہین قاطعہ نی کہ صفحہ ۹۰ سطر ۷ مین تحت جریر
جریر بن عبداللہ لکہا (اس حدیث مین اجتماع کو مطلق فرمایا ہی کوئی قید نہین کہ کسواسطے جمع ہوا تو
خواہ محض تعزیت مکررہ کیواسطے خواہ قرآن پڑہنی کو اور مطلق کو مقید کرنا بالرای حرام ہی اور طعام
بہی مطلق ہی) بہلا جب اجتماع مطلق رہا جمیع اجتماعات کو شامل اور طعام بہی مطلق رہا سب قسم
طعام کو شامل تو دیکہئے یہ کج فہمی مولف براہین کی کہان کہان پہنچیگی صورتین مذکورہ بالا ملاحظہ کرنی چاہئے
**ثالثا** فقہاء رحمہم اللہ نی اوس اجتماع اور طعام کو موت کی وقت مکروہ رکہا ہی جیسا کہ علامہ
حلبی نی شرح کبیر مین حدیث جریر کو لکہا ہی واما یدل علی کراہتہ ذلک عند الموت فقط اور
حدیث عاصم بن کلیب مین حضرت کا دعوت قبول کرنا بعد دفن میت کی تہا تو اس صورت مین
شبہہ تعارض ادلہ کا بہی رفع ہو گیا اور ہماری ارباب مذہب نے جو بعد دفن بہی چند روز تک
اطعام طعام کو منع کیا ہی اوسکا بیان فتاوی قاضیخان ہی اور عنقریب مرقاۃ علی قاری سے گذرے
کہ اوس منع کی شکلین اور ہین اور محض قربت وثواب کی نیت سے منع نہین بلکہ فتاوی مین ہی کہ سا

تک یوم موت سی یا چالیس روز تک میت کی طرف سے برابر صدقہ کیا جائی جیساکہ اوپر بیان ہوچکا
اور فقرا کی لئی طعام کا حسن ہونا بھی گذر چکا **رابعًا** علی قاری نی مرقات مین اوس اجتماع اور
صنع طعام کی شرح اس طرح پر لکھی ہی فیتبغی ان تقیید کلامہم بنوع خاص من اجتماع یوجب استحیاء
اہل المیت فیطعمونہم کرامۃ یعنی ہمکو چاہیئے کہ نہ مطلق رکھین اس اجتماع کی منع کو بلکہ مقید کرین کلام
ارباب فتاوی مستندہ حدیث جریر کو ایک قسم کی اجتماع خاص کی ساتھ کہ آدمی خواہی نخواہی
جمع ہو جائین اور وارثان میت اوسکو شرما شرمی سی کھلائین جبراً و کرہاً تو یہ اجتماع البتہ درجہ
حرمت مین اور مستحق لعنت ہوگا جو گناہ نوحہ کی برابر گنا گیا ہی اس صورت مین الف لام الاجتماع
کا حدیث جریر مین عہد کی لئی ہی مولف براہین نی جو سیوم کی اجتماع اور تقسیم نخود کو اور اسیطرح
دہم و بستم و چہلم وغیرہ کی اجتماعات و اطعامات کو حدیث جریر بن عبداللہ مین داخل کیا اور
اوسکی سب ہم مشرب اگلی پچھلی داخل کرتی ہین اور اسکو بڑی قوی دلیل لوہی کی لاٹ سمجھہ رہی
ہین معلوم ہوچکا تحقیقات مذکورہ بالا سی کہ بالکل بی اصل ہی اسلئی کہ سیوم مین اجتماع للقرابت
ہے وہ باجماع جایز جیساکہ عینی وغیرہ سی گذر چکا اور تقسیم نخود و شیرینی وغیرہ سیوم مین اور اطعام
طعام دیگر فاتحات مین نہ استحیاء اً شرما شرمی سی ہی جو ملا علی قاری نی اثر جریر ابن عبداللہ سے
ثابت کیا کہ لوگ خواہی نخواہی وارثان میت کی گرد ہوگئی اور حلقہ مار کر بیٹھہ رہی بلکہ خود ورثہ
میت نی ملانون اور مصلیون کو دعوت کر کی بنظر قربت و ثواب بلایا ہی جو لوگ اوس جلسہ مین
غربا ہین اونکی دینی مین ثواب صدقہ اور جو کوئی غنی ہین اونمین ثواب فعل معروف موجود ہی جسطرح
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماعۃ صحابہ مین اوس عورت کی گہر جسکا خاوند مرگیا تہا موجود تہی **خامسًا**
اثر جریر مین اجتماع اور صنع طعام دو نو فعل ہین اور فعل جب ہوگا لابد کسی زمانہ مین ہوگا وہ زمانہ
اس اثر مین محدود نہین بلکہ وقت وفات میت سی لیکر جب تک وارثان میت زندہ رہین اور سو وقت تک کو
شامل ہی پس حرج عظیم لازم آئیگا اسلئی کہ جب اجتماع مولف براہین نی مطلق لیا کہ خواہ کیسو اوسمین
آدمی جمع ہون اور تقیید بالرای حرام ہی اب ہم کہتی ہین کہ زمانہ بہی مطلق ہی خواہ کبہی آدمی جمع

ہو جائین تو لازم آئیگی دو قباحتین **ایک** یہ کہ موت میت کی بعد سے ابدا اہل میت کی کہرا اجتماع اور
اطعام طعام خواہ کسی وجہ سے ہو ممنوع اور حرام ہو گیا اور یہ بڑی حرج کی بات ہی اسی سبب سے علامہ
حلبی نے اسکو مخصوص کر دیا وقت دفن کی ساعۃ کہ وہ وقت تاسف اور وقت مشغولی تکفین و غسل وغیرہ
کا ہے اور بعد دفن کا حکم اس سے خارج رہا عبارت اونکی شرح حدیث جریر مین یہ ہے وانما یدل علی کراہۃ
ذلک عند الموت فقط یعنی یہ حدیث جریر فقط موت ہی کی وقت صنع طعام و اجتماع کی کراہت تحریمی
پر دلالت کرتی ہی لاغیر **دوسری قباحت** یہ کہ جب زمانہ مطلق رہا تو جمیع افراد یعنی ایام
معینہ و غیر معینہ کو شامل ہوگا المطلق یجری علی اطلاقہ کلیہ مسلم الثبوت ہی تو جسطرح ایام معینہ کی فاتحہ
مین اجتماع و صنع طعام ہوگا اوسیطرح ایام غیر معینہ کی اطعام مساکین مین بھی یہی دو نو باتین موجود ہونگی
الاجتماع الی اہل المیت و صنعہم الطعام پس جس دلیل سی ایام معینہ کی کہانیکو منع کرتی ہو اوسی دلیل سے
ایام غیر معینہ مین اطعام مساکین مکروہ و حرام مثل نوحہ ٹہریگا مانعین ایسا اعتراض کا جھونکا لائی گر اپنی مشت خاک
بھی اوڑا لیگی الحاصل جناب شرح کبیر مینکی نظر بہت صحیح ہی اور اس نظر پر جو فقیہ شامی نے نظر فرمائی ہے
اوسکا بعض مضمون بخلاف یہ عبارت فانہ واقعۃ حال لاعموم لہا مع احتمال سببہا بخلاف ما فی حدیث
جریر علی انہ بحث فی المنقول فی مذہبنا و مذہب غیرنا کا شافعیہ مخالف قرار دادعلمای متقدمین مثل علی قاری
وغیرہ کی ہی کیا ضرور ہی کہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحیح اسناد سی پہنچا ہوا کہ جسکی بابت ارشاد ہی ما آتاکم الرسول فخذوہ و بلا معارض مرفوع صحیح واقعہ حال ٹہرا کر ترک کر دیا جائی اور اوسکی مقابل مین ایک صحابی
کا اثر جو موقوف اوہنی پر ہے قانون کی تجویز کیا جائی اور طرفہ اجرا یہ ہی کہ دونون مین تعارض بھی نہین
حدیث عاصم بن کلیب مین ثابت ہوا وہ بنظر قربت ثواب ہی اوسکو ہماری اصحاب جایز رکھتی ہین اور
جو حکم اثر جریر ابن عبد اللہ مین ہی وہ استحیاد سمعہ و ریا موانع مذکورہ بالا کی سبب سے اوسکو ہماری ارباب
فتاوی منع کرتی ہین پس منقول فی المذہب مین بحث ہوئی اور شافعیہ وغیرہ کا مذہب ہم پر حجت نہین
اس سبب سے عاجز راقم مسطور فی سابقا انوار سماطہ مین فقط کبیری کی نظر کو ذکر کیا
اور شامی کی نظر کو بیان نہ کیا تہا کہ وہ خود منظور فیہ تہی اور اس مضمون کی بعد جو فقیہ شامی

وجہ کراہت مین منا کیر بیان کی ہین وہ ہماری اور علامہ حلبی وغیرہ کی خلاف نہین بلکہ عین موافق ہین یعنی
ورثہ کا صغیر یا غائب ہونا اور سامان فرحت سرور مثل بجانی طبل اور تغنی وغیرہ کی افعال قبیحہ کرنا وجہ کراہت
تحریم ضیافت متعلقہ اموات کی ہی یہ ہرگز نہین کہ بنظر ثواب کہانا پکانا اور اجتماع ہونا فقط یہی دوام
مندرجہ حدیث جریر موجب کراہت و تحریم ہوئی یہ تعلیلات متاخرہ شامی کی بالکل فقہاء احناف
کی موافق و مطابق ہین اور شاہ عبد الغنی دہلوی موصوف الصدر کا بیان ہی ہی ہی کتاب شفاء السائل مین
طعام مجتمعین مثل شادی و جمع شدن در خانہ میت مثل اجتماع شادی کردہ است اور یہ ہی مطلب ادا کیا ہے
اونہون نی اپنی دوسری کتاب انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مین اما اذا کان للاغنیاء والاضیاف ممنوع
کردہ لحدیث احمد وابن ماجہ کنا نری الاجتماع وصنیعۃ الطعام الی آخرہ یعنی جب وہ کہانا مخصوص اغنیاء کی
لی لئی ہوا اور اون لوگون کی لیی جو خواہی نخواہی آکر جمع ہوگئی ہین تو وہ ممنوع اور مکروہ ہی پس شاہ صاحب
موصوف نی صاف بیان فرمادیا کہ ممنوع و مکروہ وہ شکل ہی جسمین مثل طعام شادی اجتماع اغنیاء اضیاف
کا ہو اور یہ محمل حدیث جریر کا ہی اونکی نزدیک اور جو بنظر ثواب ہو وہ جایز ہے وہ محل ہے اونکی نزدیک
حدیث عاصم بن کلیب کا جیسا کہ انجاح الحاجہ سے اوپر نقل کیا گیا اور یہ ہی مذہب ہے **تیسری**
**دلیل** مانعین کی در باب چہلم وغیرہ یہہ عبارت ہی کہ سیف السنہ کی صفحہ ۱ مین ہر قوم ہی کہ شاہ
ولی اللہ صاحب فی مقالۃ الوصیت یعنی وصیت نامہ مین فرمایا ہی دیگر از عادات شنیعہ ما مردم اسراف
است در ماتم و چہلم و ششماہی و فاتحہ سالینہ الی آخرہ مین کہتا ہون اگر یہ لوگ عاقل ہوتی شاہ ولی اللہ
کی کلام کو کبھی پیش نکرتی اسلیی کہ اسمین چہلم وغیرہ کی کہانی للہی کو نہین منع کیا اسمین تو اسراف کرنیکو دات
شنیعہ سی کہا ہی اسراف کہتی ہین بی اندازہ خرچ کرنی کو اور قرآن شریف مین ہی ولا تسرفوا انہ لا یحب
المسرفین اسراف کو کون درست کہتا ہی شاہ ولی اللہ صاحب کا منشا اوسکی بند کرنے مین بند کرنا
اسراف کا ہے چنانچہ اوسکی برائی اونہون نی بیان کی ہی اور ہم ہی اوسکو برا کہتی ہین اور اسراف
لوگون مین طرح طرح کی مختلف مقامون مین پیدا ہوگئی ہی علامہ شامی نی ضیافت اموات کی شناعت
مین کہا ہی یحصل عند ذلک غالبا من المشکرات الکثیرۃ کالبکاء والنوح والتفاویل التی لا توجد فی الافراح

وکذا قی المطبول و الغناء بالاصوات الحسان و اجتماع النساء و الرجال و اخذ الاجرۃ علی الذکر و قراءۃ القرآن
الی آخرہ دیکھئے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ موتی کی کہانون مین قرآن اور تعمین وغیرہ کی جاتی ہین اسطرح کہ محافل
شادیون ہی کہانون اور طبلہ بجتی ہین اور گانا خوش آوازی سی ہوتا ہی عورتین اور بیبی ریشہ لڑکی آتی ہین جو
کچھہ قرآن پڑھتی ہین اوسکی مزدوری لیتی ہین یہ عبارت شامی فی باب الجنایز مین لکھی ہی معلوم ہوا کہ
بعض جگھا ایسی اسراف بھی جاری ہوگئی تھی اور اسیطرح جو خاص اپنی جایداد اور برادران اغنیا مین حصص
بطور توزہ بندی تقسیم کرتی ہین غریبون کو نہین کہلاتی وہ بھی فی الجملہ اسراف اور خودنمائی مین داخل
ہی چنانچہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو مولوی اسحق صاحب نے مسایل اربعین کے سوال سے
وششم مین جامع البرکات سی نقل کی ہی وانکہ بعد از سالی و ششماہی یا چہل روز دراین دیار
پزندو درمیان برادران بخش کنند آنرا ہیچ گویند چیزی دراصل اعتبار نیست بہتر ان است کہ بخورند
انتہی واضح ہو کہ شرح منہاج مین جو گذرا کہ ششماہی و سالیانہ وغیرہ کا کہانا مکروہ ہی اوسمین ایک یہ بھی
سبب ہی کہ جو مستحق اوس کہانی کی ہین اونکو نہین کہلاتی اور کہانا اسطرح کا تکلفی پکاتے اور آپین
طرح طرح کی زینتین کرتی ہین جسطرح شادی عروسی کی کہانی مین مستور ہے اور احباب کی ضیافت
خوشی خوشی کرتی ہین ایسی کہانی کو فقہا منع کرتی ہین فتح القدیر شرح ہدایہ مین دیکھو اتخاذ الضیافۃ
من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور یعنی آخر ہی بدعۃ مستقبحۃ الی آخرہ اور حاشیہ
خزانۃ الروایات مین ہی ولا ضیافۃ فی بیوت الموتی وہم فی اللحود یعنی احباب کی ضیافت تکلف
اور زینت کی ساتھ اہل میت سے لینا اور کہانا مکروہ ہی کیون کہ یہ بات سرور مین جایز ہی موت مین
سرور کہان یہان تو شرور یعنی غم ہین اور موتی کی گہر دفن ضیافت کیسی حال یہ کہ وہ قبر دن مین پڑی
ہین واضح ہو کہ جس فقیہ کی کلام مین ممانعت ہی وہ ایسی قسم کی کہانی کی ممانعت ہی دلیل اوسکی یہ ہے
کہ صریح بزازیہ وغیرہ مین ہی جو وہی وان اتخذوا طعاما للفقراء کان حسنا اور جو لوگ تعینات کی ساتھ
ان فاتحات کو جایز رکھتی ہین وہ سب شرط کرتی ہین کہ محض اغنیا کو کہلا دینا ثواب صدقات مین
معتبر نہین چنانچہ تحفۃ النصایح مین ہی ؎ سازی طعام مردہ چون روز سیوم ہفتم چہل

باید وہی درویش را ورنہ بنا شد معتبر ۔ باقی رہی یہ بات کہ جب طعام بنظر ثواب اموات کیا گیا اور فقرا ہی کو کھلایا لیکن کوئی غنی شخص بھی اسمین شریک کیا گیا تو اسکا بھی ثواب میت کو پہنچتا ہی یا نہین یہ مسئلہ ایکبار مولنا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم کی سامنے پیش کیا گیا کہ مولانا اسحق مرحوم کے مانہ مسایل سوال بنجاہ و یکم مین ہی (طعامیکہ بنیت تصدق بر فقرا از اموات پزند تا ثواب آن بایشان رسد جز فقیر را رسد یا ہمہ را چہ تصدق بر فقرا می باشد و ہدیہ مر اغنیا را) اور اوسوقت مولنا موصوف الصدر کے میرمنہ کو بھی شیخ الہی بخش خان بہادر مرحوم مین کہانا گیارہوین کلی تناول فرما رہی تہی موقع وقت بھی یہی تہا کہ جناب مولنا بفضل حق سبحانہ بہت خوشحال و متمول و صاحب تجارت تہی اور وہ کہانا ایصال ثواب روح پرفتوح حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کی لیی تہا ارشاد فرمایا کہ اسکی معنی یہ ہین کہ اغنیا کی کہانے مین اس درجہ کا ثواب نہین پہنچتا جسطرح فقرا کی کہانیکا پہنچتا ہی اور یہ نہین کہ اغنیا کی کہانیکا بالکل ثواب نہ پہنچے اسلئی کہ اطعام الطعام اگرچہ اغنیا ہی کو ہو وی منکرات سی نہین بلکہ معروفات شرعیہ سی ہی اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ کل معروف صدقہ یعنی ہر معروف کام شرع مین شرعا صدقہ کا ثواب ملتا ہی انتہی کلام مولنا المحدث بعد ازان بندہ کو تلاش ہوئی کہ یہ تو از روی حدیث جواب ہوا اب جزئیہ فقہا ہی دیکہنا چاہیئے تو چند کتب مین بندہ نی اس مسئلہ کو مصرح پایا چنانچہ لکہتا ہون اول سی مایہ مسایل سوال بنجاہم مین بحر الرایق سے نقل کیا ہی ۔ وقید بالزکوۃ لان النفل یجوز للغنی کما لکہا شمی یعنی قید صدقہ زکوۃ کی اسلئی کہ نفل صدقہ جائز ہی غنی کو جسطرح جایز ہے مرد ہاشمی نسب کو اور قہستانی کی فصل مصرف الزکوۃ مین ہی سوق الکلام میتر الی جواز صرف صدقۃ التطوع الی الغنی اسکا بھی خلاصہ وہی نکلا اور ہدایہ کے فصل صدقہ مین ہے قد یقصد بالصدقۃ علی الغنی الثواب یعنی اغنیا کا کہلانا جسطرح اونکی رضا جوئی اور اپنی کاربراری وغیرہ وجوہ دنیوی کی لیی ہوتا ہی اسیطرح کبھی بارادہ حصول ثواب بھی ہوتا ہی اور مجمع البحار جلد دوم مین ہی الصدقۃ ما اعطیت علی الفقر ای علی قصد الثواب فانہا علی الغنی جائزۃ عندنا ثواب بلا خلاف یعنی صدقہ وہ ہی جو فقرا کو دیا جاوی اور مراد اس سی یہ ہی اکثر صدقی ایسی ہی ہوتی ہین ورنہ صدقہ بیشک غنی کو بھی دینا جایز ہی اوسپر ثواب ملتا ہی بلا خلاف انتہی اگر کوئی یہ کہی اغنیا کا دینا ہبہ اور ہدیہ ہوتا ہی تو جواب یہ ہی کہ ہدیہ

اور یہہ مسلمانونکو کرنا ہی معروفات شرعیہ اور موجبات ثواب مین ہی پس تم اب ضرور ملیگا گو یہہ بنسبت فقرا کے
کم ہو **چوتھی دلیل** منع چہلم وغیرہ پر قاضی سنار اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہہ قول جو وصیت نامہ
مین فرماتی ہین بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم وبستم وچہلم وششماہی وبرسینی ہیچ نکنند کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ از سہ روز ماتم کردن جایز نداشتہ اند الی آخرہ واضح ہو کہ کہانا للہ کہلانا اُمور
سی ہی اور قاضی صاحب نی رسوم دُنیوی کو منع فرمایا ہی وہ یہہ کہ عورتین جمع ہو کر ان ایام مین رو
پیٹا کرتی ہین اور یہہ ہم اپنی طرفسی نہین کہتی خود قاضی صاحب کی دلیل اپنی مونہہ بول رہی ہی یعنی
چہلم وغیرہ کی دلیل یہہ فرماتی ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تی تین دن سی زیادہ ماتم کرنا جایز نہین فرما
پس اس سی یہہ ثابت ہوا کہ چہلم ہی برسی چہلم وغیرہ مین ماتم نکرین مولوی اسمٰعیل صاحب نی بھی تذکیر الاخوان
مین لکھا ہی جو عورت ماتم پرسی کو آتی ہی وہ بھی اونکی پیٹنے چلانی مین شریک ہوتی ہی پھر کسیکی یہان تین
دن کسیکی سات دن کسیکی دس دن کسیکی چالیس دن کسیکی چھ مہینی تک کسیکی برس روز تک کسیکی دو برس تک
یہی بات جاری رہتی ہی جتنی دنون جسقدر یہہ نوحہ زیادہ ہوا وسیقدر آپس مین اون لوگون کی تعریف
ہوا اور اگر نہو تو طعن کرتی ہین کہ فلان کی یہان میت کی کچھہ قدر نہوئی اور مرد جو جاتی ہین تو صرف دسوتے
رواج کی موافق اون لوگون کی دکھلانی کو کچھہ فاتحہ وغیرہ پڑہتی ہین اور اوس فاتحہ سی مردکی واسطی تو
منظور نہین ہوتا یہ عبارت ملخص تذکیر الاخوان کی ہی پس قاضی صاحب کا اشارہ ان امور کی طرف ہی ورنہ وہ خود
اسی وصیت نامہ مین فرماتی ہین واز کلمہ درود وختم قرآن واستغفار از مال حلال صدقہ بفقرا باخفا امداد فر
انتہی اس سی ظاہر ہو گیا کہ ختم کلمہ قرآن وغیرہ سب قاضی صاحب کی نزدیک درست ہے اور صدقہ کو جو پوشی
فرمایا وہ اسلیی کہ اپنی ورثہ مین کچھہ طرق نمود اور نمایش وغیرہ کا دیکھا ہوگا جیسا کہ ہم اوپر لکھہ چکی ہین اسہی
اخفا کا حکم دیا ورنہ صدقہ ظاہر کرنا شرع مین درست ہی اللہ تعالیٰ نی فرمایا ان تبدوا الصدقات
ہے شاہ عبدالقادر صاحب نی اس آیت کا ترجمہ اسطرح کیا ہی اگر کہلی دو خیرات تو کیا اچھی بات ہی
اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکا فارسی ترجمہ یہ کیا ہی اگر اشکارا کنید خیرات را پس نیکو چیز ست اور
ظاہر کر کی دینی مین ایک نفع اور بھی ہی تاکہ اور آدمیون کو ہدایت ہو وہ بھی صدقہ کرین

**پانچوین دلیل** منع چہلم وغیرہ کی لی یہ لکھتی ہین کہ حضرت نی فرمایا ہی طعام المیت یمیت القلب وطعام المریض یمرض القلب دور نوادر ہشام آمدہ کہ مکروہ ست اجابت کردن طعامی کہ بجہت روح مردہ کردہ باشند یعنی میت کا کہانا دل کو مردہ کردیتا ہی اور مریض کا کہانا دلکو بیمار کردیتا ہی اور نوادر ہشام مین آیا ہی کہ مکروہ ہی قبول کرنا اوس کہانیکا جسکو روح میت کی واسطے کیا ہو وی انتہی کلامہم کہتی ہین کہ اگر اس حدیث کو صحیح رکہو گی تو دوسری حدیثین جو ترغیب خیرات مین میت کی طرف سی آئی ہین اور باجماع امت وہ مقبول ہین اونکا کیا جواب دوگی اور اس حدیث کی اسناد بہی معلوم نہین نہ صحابی کا نام کہ کس صحابی نی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا اور نہ مابعد صحابی کی اور راویونکا حال معلوم کہ پہر صحابی سی کن کن راویون نے اسکو روایت کیا اور نہ کتاب حدیث کا نام مرقوم کہ صحاح ستہ مین یا کیسی اور کتاب حدیث مین یہہ حدیث موجود ہی اور قطع نظر ان امورکی پیش کرنا اس حدیث کا واسطہ ممانعت فاتحات مخصوصہ معینہ سیوم ودہم وبستم وچہلم کی فقط صحیح نہین ہین مطلق طعام میت کی نہی موجود ہی تو صدقہ لاعلی التعین بہی مدار دہوا اسکو تم جائز کہتی ہو اور جب اوس دعوت کا قبول کرنا مکروہ ہوا مطلقا بلا قید غنی وفقیر تو وہ جو حکم صدقہ کا میت کی طرف سی فقہ وحدیث مین ہی اوس دعوت کو قبول جنات کرین گی یا جنگل کی وحوش وطیور منکرین ایسی سند کتاب اربعین سے لائی جس سی اپنی یا نومین خود تیشہ مارگئی

**چہٹی دلیل** منع کی یہ کہ مسایل اربعین مین لکہا ہی درنوادر الفتاوی اوردہ کہ اجابت کردن طعامیکہ از بہر مردہ ساختہ باشند مکروہ ست سہ روزہ ہفتہ وماہیانہ وسالیانہ وآن طعام علما وفضلا را مکروہ ست انتہی اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ برسی اور چہلم وغیرہ کا کہانا مکروہ علما وفضلا کی واسطی ہی اور ونکو مکروہ نہین اگر سب کو مکروہ ہوتا تو عالمونکا نام لینا کیا ضرور تہا خیر اگر یہہ لوگ اسیقدر لکہدین کہ مضایقہ نہین اسواسطہ کہ علما فضلا تو خود اس کہانی مین کم جاتی ہین اکثر اور آدمی کہاتی ہین اگر اورون کو جایز ہوا یہ بہی غنیمت ہے اور صحیح بہی ہی اس مسئلہ مین بڑی شہرت مولوی اسمعیل صاحب کی ہی کہ وہ رئیس المانعین ہین ان تعنیات کو مکروہ وحرام کہتی ہین صورت اوسکی یہ ہی کہ اونکی نزدیک محض باعث ممانعت کا یہ ہی کہ اونکہا نی ہم عصرون مین یہ معلوم ہوا

تہا کہ یہ لوگ خالصاً للہ نہین کرتی بلکہ لوگون کی دیکہا نیکو کرتی ہین اور جبراً کرتی ہین چنانچہ صراط مستقیم
مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ ۱۷ مین لکھتی ہین ورتقسیم طعام سیوم وچہلم بسبب خوف مطعون شدن وسعت وکشادگی می
انتہی اور صفحہ ۳۷ مین ہی ونہ پندارند کہ نفع رسانیدن باملات باطعام وفاتحہ خوانی خوب نیست چرا نہی
بہتر وافضل غرض ان ست کہ مقید برسم نباشد بی تعین تاریخ وروز وجنس وقسم طعام ہر وقت وہر قدر کہ
موجب جر جنریل بود بعمل آرد ہرگاہ ایصال ثقی بہیت منظور دارد وموقوف بر اطعام نگذارد اگر میسر باشد
بہتر است والا صرف ثواب فاتحہ واخلاص بہترین ثواب ہا ست درتعین تاریخ وروز وقسم ووضع طعام ضیق
پیش می آید انسانرا خواہ نخواہ انچہ کردن دشوار می بود سرانجام آن ضرور میشود انتہای آخرہ اس عبارت سے
صاف ظاہر ہوگیا کہ سیوم اور چہلم وغیرہ کا کہانا تعین ایام کی سبب منع نہین جیسا کہ بعض علمار فی زمانہ خیال
کرتی ہین بلکہ اوسمین قباحت مولوی اسمٰعیل اور سید احمد صاحب کی نزدیک یہہ ہی کہ انسان کی پاس کچہہ ہووی
یا نہووی پابندی تواریخ ایام سی خواہ مخواہ اوسکو کرنا پڑتا ہی اسمین تنگی اور مصیبت پیش آتی ہی پہر اگر یہی بات
کسیکو پیش آوی اوسکی حق مین ہم بہی منع کرینگی اسی بہائی تو اپنی مقدور کی موافق کردی جو صلہ سی زیادہ
نام آوری کی طور پر جیسا کہ سبہا للنا جہکو مشکل ہو اوسطرح مت کر خالصاً للہ جسقدر تیری پاس موجود ہے
اوسیقدر کردی اور جو کچہہ بہی نہین تو خالی فاتحہ پڑہ دی **سوال** تعین ایام کی حاجت کیا ہی **جواب**
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دلون مین خود شوق تہا کسب خیرات وحسنات کا وہ اپنے دلونہ شوق
دلی سی امور صالحہ کرتی ہتی اونکو نہ کسیکی تاکید کی حاجت ہتی نہ تعین کی نہ یاد دلانی کی جب وہ دور
گذر چکا لوگون کی دلون مین بی رغبتی امور صالحہ کی پیدا ہوگئی اوسکی لئی علمای دین نی بنظر اصلاح
دین فتوی اور احکام پیدا کیے مثلاً قرآن شریف کی تعلیم پر اجرت لینا اصل حدیث سی منع تہا
اوسوقت مین لوگون کی دل راغب ہتی اللہ کی واسطی تعلیم کرتی ہتی جب دورہ قرون صالحہ کا تمام
ہوگیا لوگون کی دل ایسی نہ رہی قرآن شریف کا پڑہنا پڑہانا بند ہونی لگا تب علمار دین نے رحمہم اللہ حکم
جواز کا یعنی تعلیم قرآن پر دینا اجرت کا جایز ہے اور لینا بہی جایز چنانچہ فقہا لکہتے ہین لو لم یفتح لہم باب
الاجر لذہب تعلم القرآن اور ہدایہ مین ہے لانہ ظہر التواتی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع تضییع حفظ القرآن

اگر نہ ہو دیدیا جاوے اوتنی کے لیے بہی حلال قرآن کی لیے در دازہ ۱۰ اجرت کا تو اوسکو جلد دینا ہے قرآن اور ہدایہ مین ہے کہ جایز ہے اجرت قرآن پڑہانی کی اسواسطی کہ ظالم ہو رہے سستی امور دین مین پہر اگر منع ایسا اوسکو کرینگے تو ضایع ہوجاوینگے قرآن کا اور ہی پڑہتی ہے ۱۲ اجرت قرآن پر فتوی ہے ۱۲ ۱۲

وعلیہ الفتوی اور اذان کی بعد تثویب یعنی الصلوۃ الصلوۃ وغیرہ پکار کر کچھ کہنا تاکہ نمازی آکر جلد جماعت
مین شریک ہون متاخرین علماء نے مستحسن قرار دیا چنانچہ کتاب ہدایہ مین ہے والمتاخرون استحسنوہ فی الصلوات
کلہا لظہور التوانی فی الامور الدینیۃ یہہ مسئلہ تثویب کا فتاوی عالمگیری مین بھی اس قسم کی بہت نظیرین
کتب فقہ مین موجود ہین جو ڈہونڈی گا پاویگا اور یہی معنی ہین اوسکی جو مجمع البحار اور شامی اور فتاوی عالمگیریہ
وغیرہ چند کتب معتبرہ مقبولہ مین یہہ بات مندرج ہی کہ کم من احکام تختلف باختلاف الزمان یعنی بہتیری حکم
بدل جاتی ہین زمانہ کی بدل جانی سی ایک وہ وقت تہا کہ قرآن کی اندر زیر و زبر جایز مطلق وقف لازم
وغیرہ لکہنا علما جائز نہین بلکہ کہتی تہی مکروہ کہتی تہی چنانچہ متقدمین کی کتابون مین مندرج ہی اور ایک وقت
وہ آیا کہ لوگون کا ڈہنگ بگڑ گیا جہالت طاری ہوگئی تب علمائی حکم دیا کہ قرآن شریف مین زیر و زبر وغیرہ
لکہنا واجب ہے چنانچہ کشف الظنون وغیرہ مین تصریح ہی کجا مکروہ کجا واجب ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
اور اسیطرح مساجد کی زینت اور بلند کرنا مکروہ ثابت ہوتا ہی لیکن علما بباعث مصلحت کی مستحب فرماتی ہین
چنانچہ صاحب مجمع البحار فی لفظ زخرف کی تحقیق مین لکہا ہی کہ جب لوگ اپنی گہر بہت عمدہ عمدہ بنانی لگی
اب اگر مسجد کو کچی اینٹون ہی اونچی اونچی مکانات کی پاس بنا دینگی اور بہتیری گہر کافرون کی بہی اسکی
پاس بلند ہوتی ہین تو البتہ مسجد نظرون مین حقیر ٹہریگی انتہی کلامہ مجموع ان امثال و روایات سے معلوم ہوا
کہ اگر زمان و مکان مین یا کسی ہیئت اور وضع مین بباعث کسی مصلحت کی کسی قسم کی تعینات واقع
ہون تو وہ جایز ہین شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رسالہ انتباہ کی شروع مین فرماتی ہین اگرچہ ادایل
امت را باد اخرامت در بعض امور اختلاف بود باشد اختلاف صور ضرر نمی کند ارتباط سلسلہ ہمہ این امور
صحیح ست اختلاف صور را اثری نیست انتہی کلامہ تلخیصا ان عبارتون سی یہ فائدہ نہایت اہتمام سی محفوظ
رکہنی کی قابل پیدا ہوا کہ اگر علما متاخرین مین کسی قسم کا تعین مخالف وضع علما متقدمین کی پیدا ہو تو یہہ
ضرور نہین کہ اوسکو رد کیا جاوی اسلیئے کہ مصلحت زمانہ متقدمین مین وہ تہی جو اونہون نی حکم دیا اور
متاخرین کی وقت مین بباعث تغیر اوضاع و طبایع امت کی دوسری طرح پر امتحان ظاہر ہوا اور حقیقت
یہ اختلاف نہین کہ دونو فرقہ متقدمہ و متاخرہ اصلاح دین پر متفق ہین انکی وقت مین اصلاح اوسمین تہی انکی

علماء متاخرین نی تعلیم کیا
تثویب
سے
بہتیری
سبب
حکم
اور
مین ۱۲
۱۲ ۱۲
۱۲ ۱۲

وقت مین اصلاح دوسری طرح چنانچہ یہی جہ مولوی اسمعیل صاحب کی مرشد برحق سید احمد صاحب کو پیش آئی کہ صراط مستقیم مین اونہون نی ایک باب جدا واسطہ تجدید اشغال کی مقرر کیا صفحہ مین لکھتی ہین مصلحت وقت چنان اقتضا کرد کہ یک باب ازین کتاب برای بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب این وقت ست تعین کردہ شود انتہی اور اسی کتاب کی آخر ورق مین مولوی اسمعیل صاحب اپنی پیر کا حال لکھتی ہین بعد ازان در تلقین و تعلیم طریقہ چشتیہ بازوی ہمت کشادند و تجدید اشغال کہ این کتاب مستطاب بران محتوی گردید فرمودند انتہی کلامہ یہہ عاجز مولف اس انوار ساطعہ کا کوئی بات اپنی طبیعت سے نہین کہتا کہ ثانی الحال الزام دیا جاوے بلکہ جو کچھ خلاصہ کلام ہی وہ عرض کیا ہوا انہین حضرات مانین کے مسلم الثبوت کتابون سی ہے جب یہ مسئلہ متحقق ہوگیا تو سمجھنا چاہیئی کہ صحابہ سابقین بالخیرات ہی اونکی لئی تعین زمان ایصال ثواب وغیرہ کی لئی کچھ حاجت نہ ہی بلکہ وہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھہ پوچھہ کر خیرات اپنی اقربا کی طرف سے کیا کرتی ہی چنانچہ قصہ سعد کا گذرا اب اگر کسیکو ثواب کا رستہ بتاتی ہین تو وہ موہنہ دوسری طرف پھیر لیتا ہی غرض کہ جب لوگون مین سستی واقع ہوئی تب فرق پڑنی لگا خیرات مین اور موتی کا حال دیکھا تو وہ ہی جو حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جسطرح کوئی ڈوبتا ہوا آدمی سہارا تکتا ہی کوئی میرا ہاتہ پکڑلی میرے ہاتہ مین کوئی رسی کوئی لکڑی کوئی چیز ہاتہ آجاوی کہ اوسکو پکڑکی بچ جاؤن اسیطرح میت آسرا کرتا ہے اپنی زندہ اقربا کا اور اقربا کا یہ حال ہوگیا کہ اونکی حق فراموش کرنی لگی تب کہڑی ہوگئی بزرگان دین تعین ایام پر اور معین کیا اوسکو متفرق وقتون پر مثلاً دسوان بیسوان وغیرہ معین کردیا تاکہ وارثون کو بھی بتدریج انتظام سہل ہو اور موتی کو یہ فائدہ ہو کہ مدد کا سلسلہ منقطع نہو کچھ آج فائدہ پہنچا کچھ پھر اوسکی بعد کچھ پھر اونکی بعد اور یہ بڑا فائدہ ہی کہ تعین کے سبب یاد رہتا ہی آدمیونکو اور خیال پر چڑہا رہتا ہے چنانچہ جو لوگ مصلحت تعین کے پابند ہین اونکی گہر سی کچھ نہ کچھ خیر ہو جاتی ہی اور طرف ثانی جو بعضے وقت ان لوگون کی بہ نسبت کہتی ہین کہ اس تعین کے ساتہ کام کرنیسی نکرنا اچھا اسمین انکو نمود ہوتی ہی سو یہ کہنا انکا صحیح نہین اسلئے کہ ہر کوئی تو نمود ہی کی واسطہ نہین کرتا اور اگر کوئی نمود کیواسطی کرتا ہوگا تو اوسکو بھی ہم منع نکرینگے اگر اسکی حق مین نمود ہی تو کسی غریب کا ایک وقت پیٹ بہر لگایہ تو کام اچھا ہی ہمارے غرض یہ نہین کہ لوگ ریا

۱۲ اونکی والدہ مرگئی تہین تو حضرت سے پوچھا کہ کونسا صدقہ افضل ہے تو آپ نی فرمایا کہ پانی تب اونہون نے اپنی والدہ کی طرف سی کنوان کھدوادیا ۱۲ ۱۲

اور نمود اری کی واسطے کیا کرین جاشاد کلا عمل وہی بہتر ہوتا ہی جو خلاص سے ہوتا ہی لیکن یہ بھی کہا کہ اگر
کسی ایک نی نمود کی طور پر عمل کیا اوسکی سبب سے منکرین سند پکڑکی سب کو منع کرتی لگین اونکی جواب مین بطریق
دلو سلمنا کہا جاتا ہی کہ یہ بھی کچھ نہ کچھ خیر سی خالی نہین حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ مین
فرماتی ہین لا یترک العمل لاجل الریاء یقال فی المثل ان للہ بنا خربت منذات المراؤن لانہم کانو یعملون
اعمال البر مثل الریاطات والقنطر والمساجد فکان للناس فیہا منفعۃ وان کانت للریاء فربما ینفعہ دعاء احد من المسلمین
یعنی عمل خیر کو ریا کی سبب نہ چھوڑنا چاہیی کہتی ہین جیسے نمود اری کی کام کرنی والی مرگئی ہین نیا اُجڑ گئی
اسلیی کہ وہ پہلی کام کرتی ہتی سرای پل مسجدین بنواتی ہتی لوگونکا اوسمین بھلا ہتا اگرچہ کام ریا کا اوس
کرنی والی کو نفع نہین دیتا لیکن کبھی کوئی مسلمان اوس ریا کی چیز سی نفع پاکر دعا دیتا ہی تو اوسکو اوسی
دعا سی نفع ہوجاتا ہی انتہی غرض کہ فعل خیر کا نتیجہ خیر ہوجاتا ہی **اب اصل بیان پر آوین کہ** سبب
بباعث بی رغبتی اور سستی آدمیون کی تعین کی حاجت ہوئی تو ایک کہانا اور فاتحہ سالیانہ کا
یعنی برسوین دن ٹھہرایا اور ایک نصف اوسکا یعنی ششماہی پہر اوسکا نصف یعنی سہ ماہی پہر اسکا نصف
یعنی پینتالیس دن لیکن چونکہ اکثر امور مین عدد چلہ کا اختیار کیا گیا ہی اسلیی پینتالیس مین سے پانچ کم کرکی
چالیسوان دن کردیا گیا اور عدد چہل کی نما جو شرع مین وارد ہی اوسکی چند مقامات ذکر کیے جاتی ہین اول تو
خمیر حضرت آدم علیہ السلام کا ہوا چالیس برس تک وہ خمیر اوسی حالت مین پڑا رہا پہر اوسکا سڑنا شروع ہوا چالیس برس تک
وہ سڑا کیا جسطرح گارہ یعنی مکانات کا سڑایا جاتا ہی پہر خشک ہونا شروع ہوا تو چالیس برس مین وہ خشک ہوا جسطرح ٹھیکرا
مٹی کا بجانی سی ٹن ٹن بجتا ہی بجنے لگا اسیطرح آدمی کی پیدایش مین بھی چالیس دن نطفہ رہتا ہی اور پہر چالیس دن
خون بستہ پہر چالیس دن گوشت کی ٹکڑی بوٹیان بنجاتی ہین غرضکہ اس سے معلوم ہوا کہ چالیس دن مین حال
بدلجاتا ہی اسی غرض ہی صوفیہ کرام نی عدد چلہ اپنی ریاضتون مین مقرر کیا کہ اتنی دنون کی ریاضت
مین حالت نفس کی بدل جاویگی اور حدیث مین آیا کہ جو چالیس دن اخلاص اللہ تعالی کی ساتھ رہیگا
اوسکی دل سی چشمہ حکمت کی پھوٹ کر زبان سی جاری ہونگی یہ حدیث تفسیر عزیزی مین ہی اور نقل
کیا امام غزالی نی احیاء العلوم مین کہ جو کوئی چالیس دن تکبیر اولی امام کی ساتھ پاویگا اللہ تعالی اوسکو

دو باتون ہی بری کردیگا ایک نفاق سی دوسری عذاب نار سے اور حضرت موسیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ
نی وعدہ فرمایا تہا کہ چالیس رات اعتکاف کرو اوسوقت ہم تمکو شریعت یعنی توریت عنایت کرینگی یعنی
اتنی دنون مین حالات نفس و قلب وغیرہ بدل جاوینگی قال تعالیٰ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ اور
بیہقی فی انس رضی اللہ عنہ سی بابت ارواح انبیا علیہم السلام کی یہہ روایت کی ہی ان الانبیاء لا یترکون
فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ ولکنہم یصلون بین یدی اللہ حتی ینفخ فی الصور معنی اس حدیث کی زرقانی
نے یہہ لکہی ہین کہ چالیس روز تک اوس جسد مدفون فی القبر سے روح بہت پیوستہ رہتی ہی بعد
ازان وہ روح قرب الہی مین عبادت کرتی رہتی ہی اور متشکل بشکل جسد ہوکر جہان چاہتی ہے جاتی ہی انتہی
اور یہہ جو عوام مین مشہور ہے کہ چالیس دن تک ہر کسیکی روح کو گہر سے علاقہ رہتا ہی یہ حدیث شاید کہیں
آئی ہوگی ارواح انبیا کی بہ نسبت تو وہ حدیث بیہقی کی دیکہی عام ارواح کی نسبت نظر سی نہین گذری
لیکن ہم لوگ بہ نسبت علماء راسخین کے کم مایہ اور سامان کتب علم کا قلیل ہماری نظر سی نگذرنا دلیل اسکی
نہین کہ درحقیقت یہ حدیث آئی نہین بالبتہ ہم نی دقایق الاخبار مین جو امام غزالی کی طرف منسوب ہی یہ
حدیث تو دیکہی ہی ابوہریرہ سی روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی اذا مات المومن یدور
روحہ حول دارہ شہرا یعنی جب مرجاتا ہی مومن پہرتی ہی روح اوسکی گہر کی گرد ایک مہینہ وینظر الی
ما خلف من مالہ کیف یقسم مالہ وکیف یودی دینہ یعنی دیکہتی ہی وہ روح کسطرح تقسیم ہوتا ہی مال اوسکا کیسے
ادا کیا جاتا ہی قرض اوسکا فاذا تم شہرا ینظر الی جسدہ ویدور حول قبرہ سنۃ فینظر من یدعو لہ ومن یحزن
علیہ جب مہینہ پورا ہوتا ہی دیکہتی ہی اپنی بدن کو اور پہرتی ہی گرد قبر کی ایک برس تک دیکہتی ہی کہ کون
میری یاد کرتا ہی کسکو میرا غم ہے فاذا تمت سنۃ رفعت روحہ الی حیث تجتمع فیہ الارواح الی یوم
ینفخ فی الصور یعنی جب پورا برس ہوجاتا ہے اوٹہائی جاتی ہی روح جس جگہ دوسری روحین جمع ہوتی ہین
وہان رہتی ہی قیامت تک انتہی لیکن یہ یاد رہی کہ روحین انبیا اور مومنین کی کسی جگہ رہین لیکن قبر
سب کو ایسا علاقہ رہتا ہے گویا وہ اوسی قبر کی پاس موجود ہین یہ اتفاق ہی اہل سنت والجماعت کا
گفتگو مسلسل کہین ہے کہین ہو یہی کلام ہین تہا کہ عدد چالیس کا اکثر مقامات مین آیا ہے اور اوس عدد مین

یہ دلالت کل مقامات مین پائی گئی پہلا حال بدیجاتا ہی چنانچہ خمیر آدم اور خمیر نطفہ انسانی اور جملہ صوفیہ غیر
اشلہ مذکورہ سی یہ بات ظاہر ہے پس لا بدہی کہ چالیس روز مین منیت کی بہی ترکیب جسمی اور تعلق روحی مین
جو دنیا کی ساتھ ہی کچہ فرق اور تغیر ہوا ہوگا جیسا ارواح انبیا مین صریح وارد ہوا ہی پس اوس تغیر کی وقت
بہی امداد شایستہ کا دستور نہر گیا تاکہ ترقی وعروج اوسکا ایک درجہ سے دوسری درجہ کو عمدہ زاد راہ کی ساتھ
ہو یعنی فاتحہ چہلم کو مقرر کیا گیا پہر وہی قاعدہ تصیف کا جو سالیانہ سی ششماہی اور ششماہی سی سہ ماہی
مین جاری کیا تہا چہلم مین کیا گیا یعنی چہلم کا نصف بیسوان اور بیسون کا نصف دسوان غرض کہ اس
دستور پر قاعدہ فاتحات کا ٹہر گیا اور حاشیہ خزانۃ الروایات اور بعض رسایل مین اس عاجز کی نظر سی
یہ روایت مجموع الروایات کی گذری ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت امیر حمزہ کی لئی تیسرے
دن اور دسوین چالیسوین روز اور چہٹی مہینہ اور برسوین دن صدقہ دیا اگر یہہ حدیث کسیقدر قابل
اعتماد ہی تو یہہ سب رسمین گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہوگئین یہہ مجموع الروایات پورانی
کتاب ہی خزانۃ الروایات مین ہی اس مجموعۃ الروایات سی یعنی رسایل اخذ کئی ہین پس یہ جو قدیم الایام
سی بزرگان دین مین تعین فاتحات متفرق ایام مین ایک امر متوارث چلا آتا ہے بلا شبہہ یا تو اس
حدیث یا کسی اور حدیث سی اونہون نی استخراج کیا ہوگا یا بنا بر مصلحت یہہ طریقہ خود مقرر کیا ہوگا بہر کیف
اگر اونہون نی خود ہی مقرر کیا تو وہ بہی صحیح ہے حدیث شریف مین آگیا ہی من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ
فلہ اجرہا علامہ شامی شارح درمختار نی اس حدیث کی معنی لکہی ہین یعنی جو کوئی دین مین نیا طریقہ نیک
نکالیگا اوسکو اجر اور ثواب ملیگا واضح ہو کہ امر دین مین جو طریقہ نیک ایجاد ہوا اور مخالف قرآن و حدیث
کی نہووہ درست ہی نماز کی نیت زبان سی کرنیکو جو ایجاد علما ہی اور درمختار اور اوسکی شارح شامی
نی اوسکو سنت العلما قرار دی ہی اور جائز رکہی ہی اسکی بحث سابق گذر چکی اور معلوم رہی کہ یہہ بہی ہمکو
لازم ہے کہ ہم سلف صالحین کی قواعد اور اعمال پر اعتراض نکرین بلکہ اوسکا اتباع کرین یہہ حکم قیامت تک
جاری ہی کہ ہر دورہ والا اپنی پہلی دورہ کی اطاعت کری چنانچہ قطب ربانی امام شعرانی کتاب المیزان
مین لکہتی ہین فکما ان الشارع بین لنا بسنتہ ما اجمل فی القرآن فکذلک الائمۃ المجتہدون بینوا لنا ما اجمل

فی احادیث الشریعۃ ولولا بیانہم لما ذلک لبقیت الشریعۃ علی اجمالہا وہکذا القول فی اہل کل دور
بالنسبۃ للدور الذی قبلہم الی یوم القیامۃ فان الاجمال لم یزل ساریا فی کلام علماء الامۃ الی یوم القیامۃ
ولولا ذلک لما شرحت الکتب ولا عمل علی الشروح حواشی انتہی یعنی جسطرح شارع نی بیان کی اپنی حدیث سے
ہمارے لیے وہ چیز جو قرآن مین مجمل تہی اسیطرح مجتہدون نی بیان کیا ہمکو جو حدیث مین مجمل
رہ گیا تہا جو وہ بیان نہ کرتی شریعت مجمل گول مول بی بیان رہجاتی اور یہی قول ہی ہر دورہ مین
بہ نسبت اپنی دورہ سابقہ کی قیامت تک اسواسطے کہ اجمال ہمیشہ سے جاری ہی اور رہیگا قیامت
تک اور جو یہ بات نہوتی تو کتابون کی شرحین اور حاشیے نہ لکہے جاتے تمام ہوا کلام قطب زمانی کا اور
حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ عقد الجید مطبوعہ فاروقی صفحہ ۳۶ مین فرماتی ہین ان الامۃ اجتمعت
علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اعتمدوا فی ذلک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا
علی التابعین وہکذا فی کل طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلہم والعقل یدل علی حسن ذلک الی آخرہ یعنی امت جمع
ہوگئی اسبات پر کہ اعتماد کرین سلف پر معرفت شریعت مین تابعین نی صحابہ پر اور تبع تابعین نے تابعین
پر اعتماد کیا اور اسیطرح ہر طبقہ مین اعتماد کرتی آئی ہین علما اپنی سی پہلی علما پر اور عقل دلالت کرتی ہی اسکی خوبی
پر اور شاہ عبد العزیز صاحب کی گفتگو بہی قریب قریب اسکی ہی کہ شروع پارہ سیقول مین فرماتی ہین پیغمبر کمال
شما گواہی دہد وشما ہر کمال تابعین ہم جرا الی یومنا ہذا پس صدر اول این امت مرتبہ متعط وارند درمیان ہیچ
واسطہ محض کہ من وجہ کار پیغمبری می کنند ومن وجہ کار امتان ہمکذا الی یوم القیمۃ فی کل طبقۃ متقدمۃ بالنسبۃ
الی الطبقۃ المتاخرۃ انتہی اب ہم مولانا عبد العزیز صاحب کا ایک کلام جامع کہ بظاہر مختصر اور فی الواقع
اوسمین یہہ سب تفصیلات مروجہ اہل اسلام داخل ہین لکہتی ہین اور یہہ بزرگ اس فرقہ کی مسلم الثبوت علما
مین ہین تفسیر پارہ عم والقمر اذا تسق کی تفسیر مین لکہتی ہین بطور خلاصہ اونکی الفاظ بعینہ نقل کرتا ہون اول
حالتی کہ بجرد جدا شدن روح از بدن خواہد شد فی الجملہ ترجیحات سابقہ والفت تعلق بدن وغیرہ کہ میان
ازا بنای جنس خود باقی ہست وآنوقت گویا برزخ است کہ چیزی از انطرف وچیزی از اینطرف مدد زندگان
بمردگان ہمین حالت زود تر می رسد ومردگان متنظر لحوق مدد ازین طرف می باشند صدقات وادعیہ

وفاتحہ درا نیوقت بسیار بکار آدمی آید وازین است کہ طوائف بنی آدم تا یکسال علی الخصوص تا یک چلہ
بعد موت دراین نوع امداد کوشش تمامی نمایند انتہی جس کا دل چاہے تفسیر عزیزی فارسی نکالکر دیکھی یہ
مضمون ہے بعض مضامین کے ہمادیمین لہ دیگا اب ربا یہ انصاف جنبہ داری کو برطرف کرکی خیال فرماوین
کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان ایام مروجہ کی امداد طعام وغیرہ کی لئی کیا علت
صحیح شرعی پیدا کی کہ مردہ کا دل ان ایام مین کچھ امید ہر ہوتا ہی کچھ اور دہر اور زندون کی مدد ان ایام
مین جلد پہنچتی ہی پہر اس علت صحیحہ پر مرتب کیا یہ حکم کر اسی سبب سے یہ بات ہی کہ آدمی اپنی اموات کو ایک
برس تک اور خاص کر ایک چلہ تک مدد کرتی ہین دیکھیے برس دن تک کی امداد مین یہہ رسمین سب مروجہ
اہل اسلام یعنی سیوم دہم چہلم بستم ششماہی سالینہ سب داخل ہین پہر شاہ صاحب نے اس رواج اسلامی کو
رد نہین کیا بلکہ اسکی تصدیق فرمائی یعنی اپنی مدعا پر اس امر مروجہ کو دلیل لائی پس بطور دلیل لانا شاہ
صاحب کا اس امر معین مقرر رواجی کو اور نہ رد کرنا اوسکو کسی وجہ سی دلیل صریح اسپر ہے کہ یہ فعل جو عام
طور پر طوائف بنی آدم مین رائج ہی حق اور صحیح ہے اور طوائف بنی آدم مین جو قدیم الایام سے
ہندوستان مین مروج چلا آتا ہی وہ یہی دہم بستم چہلم وغیرہ ہی کما ہو مشاہد اسکا انکار بدیہیات
کا انکار ہے **لمعہ سادسہ نصایح در باب اموات تلقیحت** جب کسیکا کوئی عزیز قریب مرجاوے
تو چاہیئے کہ صبر کری اوسکی موت پر تاکہ مستحق اجر و ثواب ہو طبرانی اور ابن مندہ نی ایک حدیث طویل
روایت کی ہی جسمین یہہ بھی بیان ہی کہ ملک الموت نی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا کہ مین
آدمی کی روح قبض کرتا ہون جب اوسکی لواحق رونی لگتی ہین مین دروازہ پر کہڑا ہو جاتا ہون اور اس
روح کو لئی ہوی اور کہتا ہون کہ ای رونیوالو قسم اللہ تعالی کی ہمنی اس آدمی پر ظلم نہین کیا ہی وقت سے
پہلی جلدی نہین کی اور روح قبض کرنی مین کچھ ہماری خطا نہین اگر تم اللہ تعالی کی حکم پر راضی رہو تو ثواب
پاوگی اور برا مانوگی تو گنہگار ہو جاوگی اور ہمکو تمہاری طرف پہر آنا ہی ہمیشہ رونوالی آخرہ **نصیحت**
بعد دفن کیقدر قبر میت پر ٹہرنا چاہیئی کچھ پڑہین اور میت کی لیی دعا کرین فتاوی عالمگیریہ مین
جو ہدایہ سی نقل کیا ہی ویستحب اذا دفن المیت ان یجلسوا ساعۃ عند القبر بعد الفراغ بقدر ما یحر

جزور و تقسیم لحمہا یتلون القرآن و یدعون للمیت اور درمختار مین ہی و یستحب جلوس ساعۃ بعد دفنہ لدعاء
و قرارۃ بقدر ما ینحر الجزور و یفرق لحمہ معنی دونو عبارتون کی یہ ہوئی کہ مستحب ہے بعد دفن میت استقدر
بیٹہنا کہ اونٹ ذبح ہوکر اوسکا گوشت تقسیم ہوجاوی پڑہتے رہین قرآن اور دعا کرین میت کی لئی اہ
اور مسلم رکہا اس حکم کو شامی نی رد المحتار مین ابن رسلان سے نقل کین اسپر دو حدیثین ایک سنن ابی داؤد سے کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علی قبرہ وقال استغفروا لاخیکم واسالوا لہ التثبیت فانہ الآن
یسال یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فراغت پاتی تہی دفن میت سی ٹہرتی اوسکی قبر پر اور فرماتی کہ مغفرت
مانگو اپنی بہائی کی اور دعا کرو کہ اللہ اوسکو ثابت اور قایم رکہی جواب دہی مین کیونکہ اب اوس سے
منکر نکیر کا سوال ہوگا اور دوسری حدیث فقیہ شامی نی وہ نقل کی جو مشکوۃ مین بروایت مسلم موجود
وعن عمرو بن العاص قال لابنہ وہو فی سیاق الموت اذا انا مت فلا تصحبنی نائحۃ ولا نار فاذا دفنتمونی
فشنوا علی التراب شنا ثم اقیموا حول قبری قدر ما ینحر جزور و یقسم لحمہا حتی استانس بکم و اعلم ماذا ارا
یہ رسول ربی رواہ مسلم یعنی روایت ہی عمرو بن العاص صحابی سی رضی اللہ عنہ کہ فرمایا اونہون نی اپنی بیٹی
سے جب وہ حالت نزع مین تہی کہ جب مین مرجاؤن نہو دی میری ساتہ کوئی عورت نوحہ کرنیوالی
اور نہ آگ پہر جب دفن کرو مجہکو ڈالو مجہہ پر مٹی آہستہ آہستہ پہر کہڑی ہوجاؤ میری قبر کی گرداگرد او
اتنی دیر ٹہرو کہ ذبح کیا جاوی اونٹ اور تقسیم ہوجاوی گوشت اوسکا تاکہ آرام اور انس پکڑون تمہارے
ساتہ اور جان لون کہ کیا جواب دون اپنی پروردگار کی فرشتونکو روایت کیا اسکو مسلم نی دیکہی
یہہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور افتار مفتیان دین سی بہت صحیح اور معتمد طور پر ثابت ہی معلوم
نہین لوگون نی کیون اسکو ترک کردیا چاہیئی کہ اہل اسلام اسکی تعمیل کرین اگر سب نہی تو کئی آدمی تو ضرور
بباعث کسی ضرورت اور کاروبار کی تو میت کی دوست و آشنا و اقربا مین سی چند آدمی ٹہرین اور
پڑہتے رہین قرآن اور استغفار وغیرہ اور دعا کرین میت کی لئی والسلام علی من اتبع الہدی **نصیحت**
آدمی کو چاہیئی کہ اپنی موت کو ہمیشہ یاد رکہی ایک حدیث مین آیا ہی کہ لوگون نے پوچہا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم شہیدون کی درجہ مین کوئی اور بہی ہوگا فرمایا ہان جو کوئی اپنی موت کو بیس مرتبہ

ہر روز یاد کیا کریگا **نصیحت** آدمی کو چاہیئے کہ موت کی لئی تیار رہی اور اپنا وصیت نامہ لکھکر
ساتھ رکہی جس کسیکا قرض ذمہ پر ہو اور جو کچہ نماز روزہ حج زکوۃ اوسکی ذمہ ہو یا قسم توڑنیکا کفارہ ذمہ پر ہو
وہ سب اوس کاغذ مین لکہدی اہلی کو کیا خبر ہی موت اوسکی کسوقت آجاوی اور مرتی وقت زبان سے
وصیت نکلی یا نہ نکلی اوس کاغذ کو وارثان میت دیکہہ کی تعمیل کرینگی **نصیحت** جب کوئی آدمی مرجاوی
اور کوئی شخص اوسکا عزیز قریب اپنے خاص مال مین سے اوسکی لئی فاتحہ کری اسمین کسی فقیہ و محدث کو کلام
نہین رخاص میت کا مال اگر اس کام مین صرف کرنی لگین تو اوسمین یہ شرط ہی کہ اوسکی وارثون مین کوئی نابالغ
لڑکی یا لڑکا نہو اسلئی کہ ترکہ بعد مرنی مورث کی ملک وارثون کا ہوجاتا ہی پس اگر وارث بالغ ہین تو وہ
مال خاص اونکا ہوگیا اگر کوئی وارث اونمین غائب نہین سب موجود ہین یا کوئی غائب تہا اور اوسنی اجازت
دیدی تو اس صورت مین اونکو اختیار ہی جسقدر چاہین میت کی لئی صرف کردین اور اگر سب نابالغ ہین
تو ترکہ میت سب اونکی ملک ہوگیا اوسکا صرف کردینا میت کی ایصال ثواب مین جایز نہین نہ کپڑا نہ کہانا
نہ روپیہ نہ پیسہ فقط تجہیز تکفین مین جو اوٹھی وہی درست ہی اور بس اور اگر بعضے وارث نابالغ ہین تب بہی
نابالغون کا حصہ کل اشیاء ترکہ مین مشترک ہی اوسکا صرف کرنا بہی ایصال ثواب کی لئی جایز نہین فتاوی
عالمگیریہ کی جلد خامس مین ہی وان اخذ طعاما للفقراء کان جایزا اذا کانت الورثۃ بالغین فان کان فی الورثۃ
صغیر لم یجز اذ لک من الترکۃ کذا فی التاتارخانیہ اور یہ حکم کچہہ طعام فاتحہ کی واسطے ہے خاص نہین بلکہ اس قسم
کی ترک کی چیز لباس ماطعام یا نقد نہ مسجد مین دیجاوی نہ کسی مدرسہ مین نہ کسی فقیر کو نہ عالم کو ہان البتہ اگر موافق
قاعدہ شریعت کی تقسیم واقع ہوجاوے اور صغیر وارث کو اوسکا حصہ دیکر ورثہ بالغین اپنے حصہ سے خرچ کردین یا عورت
اپنی مہر کی دعوی مین وارث ہوکر اپنی حصہ مملوکہ سی صرف کردی یہ جایز ہی خواہ مدارس و مساجد مین خواہ
فاتحہ کرین اور مساکین کو کہلاوین یہ مسئلہ بہت ضروری اہتمام سی یاد رکہنی کا ہی **نصیحت** جب کوئی
وارث اپنی مورث کی طرف سی کہانا کہلاوی نمود اور بڑائی ظاہر کرنیکی لئی نہ کری حدیث شریف مین
آیا ہی من سمع سمع اللہ بہ یعنی جو کوئی سنواوی لوگون کو اپنی تعریف سخاوت و داد و دہش کی یعنی اپنی شہرت
اور فخر چاہی اللہ تعالی اوس آدمی کو ذلیل کریگا سب کے سامنے پس اس صورت مین مردہ کو ثواب پہنچنا تو

کیا ممکن وہ شخص خوف عقاب الٰہی مین گرفتار ہوگا وہی مثل ہوجاویگی محنت برباد گناہ لازم اور کہانیوالون کچ
بہی چاہیئے اگر یہہ معلوم کرین کہ یہ کسی کی مقابلہ مین کہانا فخریہ کرتا ہی فلان شخص نے کیا کہانا کیا مین
اوس سے بڑہ کی کرتا ہون تو ایسی دعوت نہ قبول کرین خواہ وہ کہانا غمی اور ماتم کا ہو وی یا شادی
اور خوشی کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جب دو آدمی
ایسی ہون کہ ایک کی ضد مین دوسرا بڑائی حاصل کرینگر کہانا زیادہ کری اگر وہ دعوت کرین تو نہ
قبول کی جاوے اونکی دعوت ورنہ کہایا جاوے اونکا کہانا کذا فی المشکوۃ **نصیحت** یہہ بہی خیال رکہنا
چاہیئے کہ قرضدار آدمی کو صدقات کا کرنا خواہ اپنی لئی کری خواہ میت کی لئی شرع مین مستحسن نہین جیسا
مجمع البحار لفظ ظہر کی تحقیق مین لکہتی ہین خیر الصدقۃ ماکان عن ظہر غنی پہر دوسطر کی بعد لکہتی ہین
ولا صدقۃ کاملۃ عن ظہر غنی وہو روعلیہ ای الشی المتصدق بغیر مقبول لان قضاء الدین واجب پس
معلوم ہوا کہ یہ طریق اچہا نہین علی الخصوص جبکہ قرض سود دیکر ہم پہنچاوے یہ نہایت قبیح وشنیع ہی ایسا آدمی
محض الحمد اور سورتین پڑہکر بخشدیا کری **نصیحت** اگر وارثان میت بشروط مذکورہ کہانا کہلاوین تو
مناسب یہ ہی کہ غریب رشتہ دارون اور ہمسایون اور اہل محلہ کو مقدم رکہین فقہا باب الزکوۃ مین
لکہتی ہین لا تقبل صدقۃ الرجل وقرابتہ محاویج حتی یبدء بہم فیسد حاجتہم الیہا معلوم ہوتا ہی کہ یہ مثل مشہور
اول خویش بعدہٗ درویش اسی حدیث کا ترجمہ ہی اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ قصبات کی شرفا مین جو
رواج ہی کہ برادری کی آدمی بہی کہانا میت کا فاتحہ تہلہ وبستم وغیرہ مین کہاتی ہین وہ بہی شاید اسی
روایت پر مبنی ہوگا کہ رشتہ دار اور ہمسایہ اور اہل محلہ مقدم ہین دوسری آدمیون پر اور ظاہر ہے کہ
قصبات کی شرفا مین فراغت اور وسعت کم ہی اکثر لوگ غریب ہین وہ آدمی کہ زکوۃ اونپر واجب ہو
یا یہ کہ اپنی مکان اور نفقہ اہل وعیال سی فارغ ہوکر بہی اونکی پاس کچہہ مالیت زائدہ فاضل رہے
ایسی آدمی کم ہین بہت ایسی ہین کہ اونکی گہر کہانیکا بہی ٹوٹا ہی پس شریعت مین ایسی آدمی جسکو فقرا
ہین بنا علیہ بزرگون نی اونکو کہلانا بہ نسبت اور سائلون کو چہ گرد کی مقدم سمجہا کہ حق ہمسائگی اور
محلہ داری اور قرابت بہی ادا ہوجاوی اور چیز اپنی موقع پر بہی صرف ہوجاوے پہر اگر سو

۵۷ اچہا صدقہ وہ ہی جو فراغت کی حالت مین دیا جاوے ۱۲
۵۸ صدقہ وہ ہی ہوتا ہے جو فراغت اور تونگری کی حالت مین دی اور جو بیمار حالت کی دیگا وہ رد ہے اور قبول نہوگا اوسطی کہ قرض کا ادا کرنا اوسپر واجب ہی اوسی واجب کو چہوڑ صدقہ نافلہ کیون دیا جاوے
۵۹ نہین قبول ہوتا صدقہ آدمی کا اس حالت مین کہ اونکو کہاتے دیکہ اوسکی ہمسایہ محتاج ہون خبر نہ ہو صدقہ اونے نزدیک ایسے ردا کیا حاصل ۱۲
۶۰ حاجتمند رشتہ دار ہونگی ۱۲

آدمیون غربا ئی برادری مین کوئی آسودہ صاحب زکوۃ ہی شامل کرلیا تو اسمین حکمت کہ اول لوگون کی دلون مین
یہ نہ پیدا ہو کہ ہمکو حقیر کنگال سمجھا پس ایک یا دو با آبرو آدمی کی شامل ہونی سی اوکی دلی ندامت بہی دفع
ہوجاتی ہے علاوہ بران اغنیا کا کہانا بہی ثواب سی خالی نہین اگرچہ اسمین فقرا کی کہانی سی کم ثواب ہے
پس اگر بہی نیت اس زمانہ مین بہی ہی تو کچہ مضائقہ نہین اور اگر اہل محلہ اور رشتہ دارون کو اس نیت سے
کہلاوین کہ آج مین اسکو کہلادون تو کل یہ مجہکو کہلاویگا اس صورت مین ثواب ندارد ہوگا اسلیی کہ ارادہ
معاوضہ لینی کا ہی پہر ثواب کہان فلیکن ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذا الباب واللہ ہو الہادی للصدق و
الصواب **نور سیوم** مین نو ملی مین **لمعہ اولی اثبات محفل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم**
فرمایا حق سبحانہ نی واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اس آیہ کریمہ مین منعم حقیقی اپنی نعمتون کی ذکر اور یادگاری کا حکم دیتا
کہ ذکر کرو اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تمپر ہے اور اسمین شک نہین کہ پیدا ہونا اور تشریف لانا صاحب لولاک صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالی کی نعمتون مین ایک بڑی نعمت ہی قال اللہ تعالی لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم
رسولا من انفسہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ شاہ ولی اللہ صاحب اسکا ترجمہ لکہتی ہین ہر آئینہ
نعمت فراوان داد خدا بر مومنان آنگاہ کہ فرستاد درمیان ایشان پیغامبری از قوم ایشان میخواند بر ایشان
آیات خدا و پاک میسازد ایشان را و می آموزد ایشان را کتاب و علم الہی اور شاہ عبد القادر لکہتی ہین اللہ نے
احسان کیا ایمان والون پر جو بہیجا اونمین رسول اونہی مین کا انی آخرہ ثابت ہوا کہ وجود بنی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کا نعمت ہے کہ جسکا احسان حق سبحانہ نی ظاہر فرمایا ہے اور اپکی ہمارہ مبارک جو ایک ہزار تک محدثین
نی شمار کیے ہین اون مین ایک نام نامی آپکا (نعمۃ الہیہ علیہ وسلم) کہی ہے جیسا کہ قسطلانی وغیرہ نی ذکر کیا ہی اور سید
محمد سلیمان جزولی نی بہی دلایل الخیرات مین آپکا یہ نام مبارک لکہا ہی اور فرمایا حضرت سہل ابن عبد اللہ
تستری نی تفسیر آیہ کریمہ ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا مین کہ وہ نعمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہین کیونکہ وہ نعمت عظمی ہین یعنی اسلئی کہ آپ رحمۃ للعالمین ہین اور آپ کی سبب جمیع منافع و فوائد حاصل ہوے
شمار سے خارج ہین زمین و آسمان اور جو کچہ انکی درمیان ہے سب آپ ہی کی وجود باجود کا طفیل ہے پہر اونکی
شمار کہان ہو سکے اور زجاج اور سدی تفسیر آیہ کریمہ یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونہا مین فرماتی ہین کہ

نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین یعنی کفار آپکو نبی جانتی ہین معجزات ظاہرہ دیکھ کر پہر انکار کرتے ہین عناداً
اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سی بخاری وغیرہ نی تفسیر آیہ کریمہ الذین بدلوا نعمۃ
اللہ کفرا مین روایت کی ہی قال ہم واللہ کفار قریش و محمد نعمۃ اللہ تعالیٰ یعنی قسم اللہ کی وہ لوگ
نعمت کو ناشکری سی بدلنی والی کفار قریش ہین اور نعمت اللہ تعالیٰ کی محمد ہین صلی اللہ علیہ وسلم
زرقانی صفحہ ۲۲ شرح مواہب مین یہ تینون تفسیرین مرقوم ہین جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نعمت الٰہی ہونا
کلام مفسرین و محدثین سی ثابت ہوگیا تو آیکی یادگاری اور تذکرہ کرنا منطوق آیہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم
مین بعموم الفاظ اچھی طرح داخل ہوگیا اور اسیطرح فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نی کہ واشکروا نعمۃ اللہ
ان کنتم ایاہ تعبدون یعنی شکر کرو اللہ کی نعمت کا اگر تم اوسکی عبادت کرتی ہو اور اوسکو معبود جانتی ہو
اور اوسکی عبد بنتی ہو اس آیہ کریمہ مین حق سبحانہ اپنی بندونکو شکر گذاری نعمتون کا حکم دیتا ہے اور اوپر
ثابت ہوچکا کہ نعمتون مین بڑی نعمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہی پس شکریہ اس نعمت کا
بجالانا اور سرور کرنا اور تذکرہ کرنا اہل ایمان کو بحکم خداوندی ضروری ٹہرا اور فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی التحدث بنعمۃ اللہ شکر و ترکہ کفر یعنی اللہ کی نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور نہ کرنا کفران نعمت ہے
یہ حدیث شیخ محی السنہ فی معالم مین روایت کی ہی مع الاسناد تحت آیہ واما بنعمۃ ربک فحدث پس نعمت وجود
باجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرنا شکر گذاری انعام رب العزت اور چھوڑ دینا اوسکا کفران نعمت ٹہرا
اور فرمایا حق سبحانہ فی وذکرہم بایام اللہ یعنی یاد دلاانکو دن اللہ کی لکھا امام رازی فی کہ مراد
دنون سی واقعات عظیمہ ہین جو اون دنون مین واقع ہوئی پہر اہل ایمان کو دیکھنا چاہیئی کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ظہور سے بڑھکر کونسا واقعہ ہے جسمین ایوان کسری کا شق ہونا اور بتون کا سر کی بل گرجانا اور
آتشخانہ فارس کا بجہ جانا اور رود خانہ سماوہ کا جاری ہونا اور آسمان سے تارون کا نیچے جہک آنا اور کعبۃ اللہ
کا جہک کر شکر الٰہی بجالانا ایسی ایسی بہت واقعات کو شامل ہی پس یاد دلانا یوم میلاد کا سب ایام کی یاد
دلانے سے اہل ایمان کی نزدیک بڑھکر ہے اور تفسیر روح البیان مین یہ تفسیر بھی بعض مفسرین سے نقل کی
ہے وذکرہم بایام اللہ ای وذکرہم نعمائی لیومنوا بی یعنی یاد دلاانکو میری نعمت تاکہ ایمان لاوین وہ مجھ

انتہی اور یہہ بات ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعمت ہین اور آپکا تذکرہ موجب زیادتی رونق ایمان ہے
اور فرمایا اللہ تعالی نے ورفعنا لک ذکرک یعنی فرمایا اللہ تعالی نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
تحقیق بلند کیا ہمنے ذکر تیرا اپنے تکلونی بنایا اور مشہور کیا زمین اور آسمان مین اور پہیلا دیا ذکر تمہارا دنیا
کی انتہا کناروں تک اور تمہارا ذکر کردیا ہمنے محبوب و مطلوب کردیا امام رازی نے یہ سبب مطلب لکھکر بعد
اسکے یہ لکھا کان اللہ تعالی یقول ملائکتی العالم من ابتداءک کلھم یثنون علیک ویصلون علیک یعنی یہ جو
اللہ تعالی رفعنا لک ذکرک فرمایا اسکی یہ معنی ہین گویا اللہ تعالی یون فرماتا ہی کہ ہم بھیجینگے عالم کو تمہارے فرمانبردار کرینگے
وہ سب تمہاری تعریف کیا کرینگی اور درود پڑہا کرینگی انتہی مانی التفسیر الکبیر خیال کرنا چاہئی کہ یہ معنی بخوبی
صادق آتی ہین محفل میلاد شریف پر بیشک یہ محفل قدس منزل مضمون آیہ ورفعنا لک ذکرک مین داخل ہی اسلئے
کہ اس محفل مین کثرت ہوتی ہی درود شریف کی اسقدر کہ نہین ہوتی کسیکی اور مجالس وعظ وتدریس مین اور بیان
ہوتا ہی حضرت کی نور کا اور ظہور معجزات و کرامات کا جو وقت ولادت اور رضاع اور قبل نبوت اور بعد نبوت ظاہر
ہوئی اور بیان ہوتا ہی حلیہ شریف کا یہ سب ثنا اور صفت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پس مضمون یثنون علیک
ویصلون علیک خوب صادق آیا اسپر اور آواز بلند اور پاکیزہ سی ایک مقام بلند مثل منبر یا چوکی پر بیٹھکر
پڑہنی ہی ایک اور ہی شان رفعت و رفعنا لک ذکرک کی ظاہر ہوتی ہی اور جو کچھ معجزات و فضایل حضرت
سید الکائنات بیان کیجاتی ہین وہ روایتین ہین کہ انکو صحابہ نے مجالس تابعین مین اور تابعین نے مجالس
تبع تابعین مین بیان فرمایا اسی طرح طبقہ بعد طبقہ ذکر ہوتا ہم تک پہنچا اگر یہہ قصہ اور ذکر ممنوع ہوتا صحابہ اول
طبقہ مین زبان اس سی بند کرلیتی نہ ہم تک وہ فضایل پہنچتی نہ ہم مجالس اور محافل مین اون مدائح اور مناقب
کو بفحوای آیتہ کریمہ ورفعنا لک ذکرک آفاق مین منتشر اور مشتہر کرتی خلاصہ یہ کہ یہہ ذکر ثابت الاصل ہے
عہد صحابہ مین تقاضا کرکی وصف حضرت کا سنتی تھی اور اوسمین دل لگاتی تھی ترمذی نی شمایل مین روایت
کی ہی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ مینی سوال کیا ہند ابن ابی ہالہ سی کان وصافا عن حلیۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی وہ بہت وصف کیا کرتی تھی حلیہ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دانا انتہی ان
یصف لی شیئا اتعلق بہ اور مین یہ چاہتا تھا کہ وہ مجھکو وصف سنادین کچھ صورت مبارک کا اور دل لگاؤن مین

اوس سی لی آخرہ اب دیکھی یہہ حضرت امام حسنؓ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وقت وفات حضرت
سات برس کی تہی اتنی عمر والا اپنی اقربا کی صورت بہولا نہین کرتا حالانکہ یہہ صاحبزادہ رضی اللہ عنہ تو
کمال ذہین اور رتین اور قوی الحفظ تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی حدیث حفظ کر کی روایت فرماتی
تہی چنانچہ صحاح ستہ کی چند ائمہ حدیث نی قنوت وتر کی حدیث ان سی روایت فرمائی ہی اور اسمار الرج
مین انکو صحابہ مین شمار کیا ہی پس ظاہر ہی کہ ایسا صاحب حفظ ایسی پیاری نانا جان کی صورت جو ہر دم گو
مین رکہتی تہی کندہی پہ چڑہا لیتی تہی نہین ہوسکتی تہی بلکہ مزا لینی کی لئی کہ تذکرہ حضرت کا موجب سرور
قلب ہوا اور خوب سنکر دلمین اچہی طرح منضبط کرین ہلئی ہند ابن ابی ہالہ سی سوال کیا کہ سنا وہ مجہکو وصف شکل
مبارک کا پس بیان کیا ہند ابن ابی ہالہ نی وہ حدیث طویل ہے شمایل مین مذکور ہی اور ہند ابن ابی ہا
کی نسبت جو یہہ لفظ آیا کان موصافا عن جلیتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفظ وصافا صیغہ مبالغہ کا ہی اور مبالغہ
کثرت سی ہوتا ہی معلوم ہوا کہ وہ کثرت سی بیان فرماتی رہتی تہی حلیہ شریف اور اسیطرح دارمی وغیرہ محدثین
ابو عبیدہ سی کہ وہ تابعی اور مقبول بین المحدثین ہین روایت کرتی ہین کہ ابو عبیدہ نی پوچہا مسماۃ ربیع
صحابیہ سی کہ وصف سنا مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ بولی لو رایتہ لقلت الشمس طالعۃ اور اسیطرح
بیہقی نی روایت کی کہ ابو اسحق جو ایک تابعی جلیل القدر ہے اسنی ایک عورت صحابیہ سے پوچہا کہ بیان کر مجہسے
کہ کیسی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت کالبدر لیلۃ القمر لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم غرضکہ
اس قسم کی بہت روایتین موجود ہین جس سی معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ اور تابعین مین بہت تذکرہ آپکی اوصاف کا تہا
تہا عہد صحابہ اور اس زمانہ مین بس اسیقدر فرق ہی کہ اوسوقت مین مختصر طور پر روایتین بیان ہوتی تہین
تفصیل اور تطویل سی ہوتی ہین جسطرح علم حدیث کا حال ہے حضرت شاہ ولی اللہ انتباہ مین لکہتی ہین کہ صدر اول
مین حدیث لکہنی کا دستور نہا یعنی صحابہ مین حدیث کا تذکرہ اور یادگاری زبانی ہوتی تہی بعد انکی حدیثین
لکہی جانی لگین اور ایک صدی کی بعد بہت اہتمام کتابت کا ہوا پہر دوسری صدی کی بعد پوری طرح پر
کامل تصنیفین ہونی لگین انتہی غرضکہ یہ جو کتب احادیث مین اب ہے کہ ایک قسم کی حدیثون کا باب نماز کی حدیثین
حدیثین ہین وہ محدثون نی ایک جگہہ جمع کر دین اور زکوۃ کی ایک جگہہ یہہ بات پہلی نہ تہی پس اسیطرح وہ جو ریدیتہ

جو دیکہتا تو حضرت
کو بول اوٹہتا
کہ یہہ سوں نکلا
ہوا ہے ۱۲
۵۲ اور سنے
کہا حضرت ایسی
ہے ویسا جانے
جو دیہین راہ
کا بتی حضرت کی
طرح کا تہین قبل
نہ حضرت سے
پہلے دیکہا اور نہ
حضرت کے بعد
صلی اللہ علیہ
وسلم ۱۲
۱۲
۱۲

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حلیہ شریف کی بابت اور وقائع میلاد و رضاع وغیرہ کی بابت صحابہ مین منتشر متفرق
تھین ایک وقت وہ آیا کہ محدثین کی دلمین آیا اونکو ایک جگھہ جمع کردی جب محدثین نے اونکو جمع کیا وہ رسالے بنگئی
سیکڑون رسایل میلادیہ تصنیف ہوگئی از انجملہ مولد شریف حافظ شمس الدین محدث دمشقی کا ہی مورد الصادی
فی مولد الہادی اور لکھا محمد بن عثمان لولوی دمشقی فی الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم اور لکھا امام القراء
والمحدثین ابن جزری فی عرف التعریف فی مولد الشریف اور لکھا مجد الدین صاحب قاموس فی نفحات العنبریہ
فی مولد خیر البریہ سب کا نام لکھنا طول کو پہونچاتا ہی غرضکہ علامہ سخاوی اور ابن حجر وغیرہ محدثین ہر کسی نی
شریک ہونا اس خیر مین اور جمع کردینا اس قسم کی روایات کا ایک الفاظ پاکیزہ اور ترکیب نفیس مین نظماً و
نثراً اپنی مایہ سعادت سمجھا اور پڑہی جانی لگی وہ رسایل محافل مین پہر فارسی زبانون نی فارسی زبان
مین اور بلاد رومیہ مین ترکی زبان مین اور ہندوستان مین ہندی زبان مین ترجمہ ہوکر پڑہی جانی
لگی اور یہہ ذکر پاک بسکہ موجب فرحت سرور تہا اسمین بعض سامان سرور مثل زینت مجلس اور استعمال بخور
وعطریات اور اطعام طعام و شیرینی و اجتماع اخوان و خلان بہی داخل اور شامل ہوگئی ان امور کی شامل ہونے
کو علمای دین نی جایز رکھا چنانچہ جلال الدین سیوطی فی حسن المقصد مین اور ملا علی قاری فی مورد الروی
مین علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سی نقل کیا ہی [۵] واما یتبعہ من السماع واللہو وغیرہما
فینبغی ان یقال ما کان من ذلک مباحا بحیث تعین السرور بذلک الیوم فلا باس بالحاقہ وما کان حراما او مکروہا
فیمنع اور اس عمل کو تخصیص دیگئی ساتہہ مہینہ مبارک ربیع الاول کی ہر چند وہ تذکرہ روان آی ساتو قدیم یعنی
وقت صحابہ سی چلا آتا تہا لیکن یہہ سامان فرحت سرور کرنا اور اوسکو ہی مخصوص شہر ربیع الاول کی ساتہہ
اور اوسمین ہی خاص دہی بارہوان دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد مین ہوا یعنی چہٹی صدی کی آخر مین اور
اول یہ عمل ربیع الاول مین کرنا تخصیص اور تعین کے ساتہہ شہر موصل مین ہوا کہ ایک شہر ہے ملک عراق مین وہان
ایک متقی و دیندار شیخ عمر جو صلحا روزگار سی تہی اونہون نی یہ عمل ایجاد کیا یہ جو لوگون مین مشہور ہے کہ سات
برس سی مولد شریف نکلا ہی اوسکی یعنی کہ بعض خصوصیات کی ساتہہ اتنی دنون سی ہے ورنہ اصل تذکرہ
مولد شریف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت سی چلا آتا ہی اور بادشاہون مین اول بادشاہ ابو سعید مظفری

مولد شریف تخصیص و تعین کے ساتھ ربیع الاول مین کیا غرض کہ اس بادشاہ نے شیخ عمر مذکور کی پیروی اس فعل مین کی
ہر سال ربیع الاول مین تین لاکھ اشرفی لگاکر بڑی محفل کیا کرتا تھا اوسکی زمانہ مین ایک عالم ابو الخطاب بن دحیہ
حضرت دحیہ کلبی صحابی کی نسل اور اولاد مین تھا جسکی بابت شرح علامہ زرقانی اور دوسری تواریخ عربی مین لکھا
ہین کہ وہ علم حدیث مین بڑا ماہر پختہ کار تھا علم نحو اور لغت اور تاریخ عرب مین کامل تھا بہت ملکون مین
کی اوسنی علم حاصل کیا تھا اکثر شہرون ملک اندلس مین اور مراکش اور افریقہ اور دیار مصر اور شام و دیار شرقیہ و غ
و عراق و خراسان و ماوراء النہر وغیرہ مین علم حدیث حاصل کرتا اور دوسرون کو فائدہ دیتا پھرا انجام کار سنہ
چھ سو چار ہجری مین وہ شہر اربل مین آیا یہان سلطان ابو سعید مظفر کی لئی مولد شریف تصنیف کیا اوسکا
کہا کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر اور خاص آپ اوسکی سامنے پڑھا ایک ہزار اشرفی انعام مین سلطان سے پا
منکرین لوگ اس عالم محدث کو بباعث مولد شریف لکھنے اور پڑھنے کی دشمن جانتی ہین اور انکی برائی لکھتی ہین حا
کتب معتبرہ مین اونکی تعریف مندرج ہی اور اسیطرح سلطان مظفر کو بھی برا کہتی ہین اوسکی پلٹنون مین طبل غازی
بجتا تھا اسبات سے منکرین نے اوسپر مزامیر سنی کا عیب لگایا حالانکہ وہ آلات تھے جہاد مین داخل تھا اس
کی طبل وغیرہ چیز دیگر ہین اور مزامیر لہو و لعب چیز دیگر اور محفل مین مداح مصطفوی سنکر شدت سرور
وجد ہوتا تھا اوسکا نام ان بھلی مانسون نے رکھا کہ وہ محفل مین ناچتا تھا اور لکھا کہ اوسکی محفل مین خیال گایا جاتی
یہ خاکا اوڑایا اسکا کہ یہ اشعار نعت پڑھی جاتی ہی اور اشعار کی تعریف خود کتابون مین تصریحا لکھی ہے
اشعار مقدمات خیالی کو کہتی ہین پس کہان تو یہ خیال اور کہان وہ بٹا اور خیال تو تاریخ عربی مین طبع مار کی طرح
تعریف مین بھری ہوی ہین یہ موقع طول کا نہین اسلیے ایک مختصر عبارت علامہ زرقانی شارح مواہب کے لکھتے
کرا و نہون نے علامہ ابن کثیر کی تاریخ سی نقل فرمائی ہی کان شہما شجاعا بطلا عاقلا عادلا محبوا للسریۃ الخ اصل
اوس بادشاہ کی وقت مین ہوم سی محفل ہونی لگی اور شامل ہونی لگی اوسمین بڑی بڑی علما اور مشایخ صوفیہ مبا
البجوزی نے لکھا ہی وکان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء و الصوفیہ اور جلال الدین سیوطی نے فتوی حسن المقص
لکھا ہے احدثہ ملک عادل عالم وقصد بہ التقرب الی اللہ عزوجل وحضر عندہ فیہ العلماء و الصالحون من غیر نکیر
کیا اس عمل کو ایک بادشاہ عادل عالم نے اور ارادہ کیا اسمین اللہ عزوجل کی نزدیکی کا اور حاضر ہوی اوسمین

ھا اور صالحین اور رئیسی اسمین انکار نہ کیا انتہی اس سی معلوم ہوا کہ بلا انکار سب علما و صلحا کا اسپر اجماع ہو گیا لیکن
اجماع کی پچاس برس بعد تاج الدین فاکھانی مغربی پیدا ہوا کیونکہ ولادت اوسکی ۷۵۴ چھ سو چون مین ہے
اول محفل ابو سعید مظفر کی ۶۰۱ چھ سو چار مین ہوئی اور انتقال اس بادشاہ مظفر کا سنہ چھ سو چھتیس مین
کہ اس اجماع کی بعد اور وفات شاہ مظفر کی بھی بعد اس عالم یعنی فاکھانی نی مخالف جمہور ہو کر عدم جواز
مولد شریف مین فتوی لکھا سو فقہا و محدثین نی اوسکو رد کیا اور بدستور قدیم جاری رہا یہ عمل مستحق التعظیم اور
رائج ہو گیا تمام بلاد اسلامیہ مین شرقا و غربا جنوبا و شمالا چنانچہ ملا علی قاری اور علامہ جلبی و قسطلانی وغیرہ
نقل کرتی ہین ثم لازال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شہر مولدہ ویتحرون بقراءۃ
مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم اور علی قاری نی کل ملکون مین مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہی جسکا
حوالہ اوپر گذرا اور اوسکی رسالہ مورد الروی مین دیکھی کہ وہ لکھتی ہین یہ بات کہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما اور
مصر اور ملک اندلس اور ممالک مغربی اور ملک روم اور ملک عجم اور ملک ہندوستان وغیرہ مین کمال اہتمام
سی شام سی ہوتی ہین محفلین مولد شریف کی اور یہہ بھی لکھا ہی من تعظیم شعائرہم وعلمائہم ہذا المولد المعظم المجلل
المکرم انہ لا یاباہ احد فی حضورہ حضور اور اوسکو ضمیر غائب لفظہم راجع ہی جمیع مذکورین دیار و امصار مذکورہ
بالا کی طرف پس معنی یہ ہوی کہ اس محفل اور مجلس کے تعظیم اون سب ملکون کی مشایخ طریقت اور علما شریعت
مقدر کرتی ہین کہ کوئی اسمین حاضر ہونی سی انکار نہین کرتا انتہی کلامہ پس مقبولیت اور شہرت اور
کثرت اس عمل پاک کی کلام ملا علی قاری وغیرہم سی ظاہر ہو گئی اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ علما اور مشایخ مین
کوئی انکار نہین کرتا تہا اس سی ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی ادہر اودہر انکار کرتا رہا وہ مخالف
ہزارون بلکہ لاکہون کی اور خلاف سواد اعظم سمجہہ کر ہر دورہ اور ہر عہد مین غیر مقبول اور متروک العمل رہا
اور کلام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ثم لازال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد جو
سیرت حلبی مین منقول ہی اور اسیطرح کلام ابن الجزری ولازال اہل الاسلام یحتفلون بشہر مولدہ
علیہ الصلوۃ والسلام جو مواہب لدنیہ مولفہ شیخ شہاب الدین قسطلانی مین منقول ہے ان مین
لفظ لازال اہل الاسلام اجماع جماہیر اہل اسلام اور ہمارا اس عمل مقبول انام کا فائدہ دی رہا ہے

چنانچہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما مین زمانہ قدیم سی اب تک اور ملک روم وشام اندلس اور ممالک مغربی وغیرہ
تمام بلاد اسلامیہ مین ہمیشہ سی اسوقت تک اسی استحباب اور استحسان مجلس مولد شریف پر عمل ہی ہوا ہے اس خطہ پاک
حضرت ہندوستان کی کہ اسمین طرح طرح کی انکار پیدا ہوگئی اور زمانہ قدیم مین ہندوستان مین بہی علماء ہند
کی مقبولین معتمدین متقدمین مین مثل شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ملا محمد طاہر صاحب مجمع البحار استحباب عمل مولد کی
قایل ہی اور نیز بعض قصص وحکایات ہمایون وغیرہ بادشاہان دہلی سی اور نیز کلام حافظ ابوالخیر سخاوی سے
ملک ہندوستان مین رائج ہونا اس عمل پاک کا یقینی طور پر معلوم ہی انتہا یہ کہ اسوقت مین جو حکام فرمانروا
انگریز ہین کہ اونکو کچہ علاقہ تعظیم وآداب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی نہین بایں ہمہ اونہون نی بہی اپنی کچہری
اور محکمہ مین جابجا اہل اسلام کی طرح مثل عید اور بقرعید اور شبرات کی ایکدن چھٹی اور تعطیل کا واسطی خوشی میلاد
حضرت خیر العباد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہوین تاریخ ربیع الاول کو مقرر کر رکہا ہی افسوس صد افسوس کہ حکام
انگریز اپنی کاروبار ضروری مین جرح منظور کرین اور اپنی حقوق خدمت اور کارگذاری کو اوس روز واسطے
بجا آوری مراسم فرحت وسرور وتعظیم حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی موقوف کرین یہ لوگ اسکی مقابل
مین زبان مبارک سی فرماوین معاذ اللہ منہا کہ یہ فعل بدعت ہی اور ضلالت ہے اس دینداری اور خوش عقیدتی
پر افسوس خیر انکار کرنیوالی انکار کرین اگر انکو یہی توفیق ہی کنارہ کیا کرین محفل پاک ذکر رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سی مگر ہم اسوقت تک کا ثبوت کامل دی چکی کہ مشرق سی مغرب تک کل ممالک اسلامیہ مین اہل اسلام
اس عمل پاک کو محمود اور مستحسن جانتی ہین پس کافی ہی ہمکو حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی کہ فرماتی ہین
ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنی جس چیز کو اہل اسلام اچہا جانین وہ اللہ کی نزدیک بہی اچہی ہی اور امام
احمد نی اپنی مسند مین اور طبرانی نی معجم کبیر مین مرفوعا روایت کی ہی سالت ربی ان لا تجتمع امتی علی ضلالۃ
فاعطانیہا یعنی مینی اپنی پروردگار سی سوال کیا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہو سو پورا کیا پروردگار نی میرا
سوال اور ابن عمر سے مرفوعا روایت ہی ان اللہ لا یجمع ہذہ الامۃ علی ضلالۃ ابدا یعنی اللہ تعالی اس امت کو
کبہی گمراہی پر جمع نکریگا اور معلوم ہوچکا کلام سیوطی ہی کہ سنہ چھ سو چار سی علماء وصلحاء امت کا اجماع
بلا نکیر اس عمل کی استحسان پر ہے پس مجتمع ہونا علماء امت کا دلیل شافی ہی از روی حدیث اسبات پر کہ یہ

عمل ضلالت نہیں اور رفاکہانی مغربی نی جو بعد مدت دراز پیدا ہو کر مخالفت کی یہ خود اونکی خطا ہے
یہ دمن یتبع غیر سبیل المومنین سے اندیشہ کرنا ضروری تہا پس فاکہانی کی مخالفت اتفاق علمار سلف
کی خلاف ٹہیری واعمل علی الخلاف خرق الاجماع قاعدہ مسلمہ ہے یعنی اتفاق امت کی خلاف عمل کرنا اجماع
کا توڑ دینا ہی اور یہ بڑی خطا ہی اور رفاکہانی کی بعد جو بعض آدمی انکارمین اوسکی تابع ہوی وہ خلاف
کی پیروی ہی جو نا جایز ہی اصطلاح شرع مین اسکو اختلاف نہین کہہ سکتی اور اگر کوئی اسکو اختلاف ہی قرار دے
اور کسی ناحیہ کی دس پانچ مولوی ایک جرگہ باندہکر اور اس عمل پاک کا انکار کر کی صورت اختلاف ظاہر
کرین تب بہی کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی اسکا تصفیہ صاف ہی ابن ماجہ و دار قطنی وغیرہ محدثین
انس سی مرفوعا روایت کرتی ہین کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم
یعنے جب تم علمار امت مین اختلاف دیکہو تو جس بات پر سواد اعظم ہو اوسکی پیروی کرو اور جو لوگ سواد
اعظم کی معنی مین ہیر پہیر کر کی طرح طرح کی باتین پیش کرتی ہین وہ قابل التفات نہین جمہور محدثین کے نزدیک
اسکی معنی وہ ہین جو مولنا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم نی اپنی مطبوعہ مشکوۃ مین شرح ملا علی قاری سی
نقل کی ہین وہ یہہ ہین یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین یعنی سواد اعظم سی مراد جماعت کثیر
ہوتی ہی یعنی تم پیروی اوسکی کرو جس پر اکثر مسلمان ہون اور اسیطرح مولانا اسحق صاحب کی خلیفہ و شاگرد
رشید نواب قطب الدین خان صاحب نی مشکوۃ کی ترجمہ مظاہر الحق مین اس حدیث کی شرح مین لکہا ہی
جو اعتقاد اور قول و فعل اکثر علما کی ہون اونکی پیروی کرو باقی رہی یہ بات کہ مراد اکثر علما سی کس فریق کی
علما ہین اسکو علم اصول کی کتاب توضیح مین واضح کر دیا کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ سی ہونی چاہیئن عبارت
یہہ ہی والسواد الاعظم عامۃ المسلمین ممن ہو امۃ مطلقۃ والمراد بالامۃ المطلقۃ اہل السنۃ والجماعۃ اور یہ بہی
علم اصول مین معلوم ہو چکا ہی کہ جس عمل پر مدت دراز سے اتفاق علمار محققین کا ہووی وہ شرع مین حجت
اور دلیل حقیقت ہے مسلم الثبوت کی آخر تتمہ مین ہے ان اتفاق العلمار المحققین علی عمر الاعصار حجۃ کالاجماع
اور شارح بحر العلوم نی اس مقام پر تحت قولہ المحققین یہہ لکہا کہ والکلام فی غیر مجتہدین مطلب یہ نکل آیا
کہ اتفاق علمار اہل تحقیق کسی امر پر جو مدت دراز سی چلا آتا ہووی اگر وہ علمار مجتہد بہی نہون تب

یہی حجت ہی مثل اجماع اب دیکھنا چاہیی کہ علماء مجوزین مولد شریف مثل ابو شامہ و ابن حجر و ابن جز
و سیوطی و علی قاری و غیرہم جنکی نام نامی لمعہ تاسعہ مین درج ہونگی سب اہل سنت و جماعت مین سے تھے یا نہین کسی معاذ اللہ
انکو اہل بدع مین شمار نہین کیا اور یہ لوگ محققین یہی ہین بنا علیہ عمل مولد شریف پر ان سب کا اتفاق حجت
مثل اجماع و الحمد للہ علی ذلک **لمعہ ثانیہ مین یہ بیان کہ خاندان عزیزیہ کی مشایخ کرام**
**شامل محفل مولد شریف ہوئی** اور جناب مرشدی و مولائی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب
عم فیوضہم بھی شریک محفل ہوتی ہین بیان مولنا **شاہ عبد العزیز دہلوی** رحمۃ اللہ علیہ یہ
کہ آپ نے علی محمد خان صاحب رئیس مراد آباد کی نام جو خط رقم فرمایا ہی عبارت اوسکی ملخصا یہ ہی در تمام سال
دو مجلس در خانہ فقیر منعقد می شود اول کہ مردم روز عاشورا یا یکدو روز پیش ازین قریب چہار صد یا پانصد
کس بلکہ قریب ہزار کس و زیادہ ازان فراہم می ایند درود میخوانند بعد ازان کہ فقیر می ایدمی نشیند و
ذکر فضایل حسنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ و در بیان مے آید و انچہ در احادیث اخبار شہادت این بزرگوار
وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود و بعد ازان ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بر ما حضر فاتحہ نمودہ می ایدپس اگر
این چیزہا نزد فقیر جایز نمی بود اقدام بران اصلا نمی کرد باقی ماند مجلس مولد شریف پس حالش اینست کہ بتاریخ
دوازدہم شہر ربیع الاول ہمین کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند درخواندن درود شریف مشغول
گشتند و فقیر می آید اولا بعضی از احادیث و فضایل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور می شود بعد ازان ذکر
ولادت باسعادت و بندی از حال رضاع و حلیہ شریف و بعضے از آثار کہ دراین اوان بظہور آمد بعرض بیان
می ایدپس بر ما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس مے شود یہ شاہ عبد العزیز صاحب
دہ ہین کہ شہرہ انکا زبان زد جمیع صغار و کبار ہی اور زمرہ منکرین کی نزدیک بھی سلسلہ سند حدیث ان تک
پہنچ جانا کمال درجہ مایہ افتخار ہے سو جسطرح ہم اونکی تحریرات سی ثبوت وجود بدعت حسنہ ثابت کر چکی ہین اور
صدقات مروجہ اموات مین بھی اونکی سند دی چکی اب اونہین کے کلام سی بدعت حسنہ کی اس فرد خاص ذی اختصاص
مروجہ فیما بین اہل اخلاص یعنی محفل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند گذاردی اور بتعاقب فاتحہ بر طعام کی بھی
اسمین تائید ہو گئی اب بیان **حضرت شاہ ولی اللہ** دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سنیے یہ جناب شاہ عبد العزیز

وصوف الصدر کی باپ اور استاد اور پیر تھی آپ نی اپنا حال کتاب فیوض الحرمین مین لکھا ہی عبارت یہ ہے
نت قبل ذلک بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یذکرون ارہاصاتہا التی ظہرت فی ولادتہ ومشاہدہ قبل بعثتہ فرایت النوار اسطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول فی
رکتہا ببصر الجسد ولا اقول اورکتہا ببصر الروح فقط واللہ اعلم کیف کان الامر بین ہذا وذلک فتاملت تلک
لانوار فوجدتہا من قبیل الملئکۃ المکلمین بامثال ہذہ المشاہدہ بامثال ہذہ المجالس ورایت یخالط النوار الملئکۃ
نوار الرحمۃ انتہی بلفظہ یعنی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہین کہ مین اس سی پہلی مکہ معظمہ مین تہا مولد النبی
لی اللہ علیہ وسلم مین بروز ولادت یعنی بارہوین تاریخ ربیع الاول کی اور آدمی درود پڑہتی تہی نبی صلی اللہ
لیہ والہ وسلم پر اور ذکر کرتی تہی وہ کرامتین جو وقت ولادت شریف ظاہر ہوئی اور وہ حالتین جو قبل نبوت
قوع مین آئین تب مینی دیکہا کہ یکایک بلند ہوگئی انوار غیبی مین نہین کہہ سکتا کہ مینی یہ واقعہ ظاہری آنکہ سے
یکہا یا باطنی اور بصیرت روحی سی اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہی کہ وہ کیا عالم تہا درمیان ظاہر و باطن کی
رض مینی تامل کرکی غور سی اون انوار کو دیکہا تو وہ اون فرشتون کی انوار تہی جنکو حق تعالی نی معین
رکہا ہی اسبات پر کہ ایسی ایسی مقامات مین اور ایسی ایسی مجلسون مین حاضر ہوا کرو اور یہہ بہی مینی دیکہا کہ انوار
لئکہ کی ساتہہ انوار رحمت کا خلط ملط ہو رہا تہا یعنی ایک تو ملائکہ خود اجسام نوری ہوتی ہین دوسری انوار
ست حاضرین مجلس کے لئی نازل ہوئی یہ دونو انوار ملکر مجلس نور علی نور ہو رہی تہی جنکو تعبیر کیا ہی اس
بارت سی فرایت النوار اسطعت دفعۃ دیکہئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ایسی مجالس کو ولادت شریف
ن ورود ملائکہ اور نزول رحمت اپنی مشاہدہ سی ثابت کر رہی ہین اب حال انکی والد بزرگوار کا جو شیر بیت
یقت مین بہی انکی رہنما ہتی یعنی **حضرت شاہ عبد الرحیم** رحمۃ اللہ علیہ کا حال مینی حضرت شاہ ولی اللہ
ۃ اللہ علیہ نی جو چالیس حدیثین عالم رؤیا کی نقل فرماکر اوسکا نام الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین کیا ہے
کی بائیسوین حدیث مین نقل کیا ہی اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفجئنی سنۃ من السنین شئی اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ
ن الناس فرایتہ صلی اللہ علیہ وسلم وہین یدیہ ہذہ الحمص مہتجا بشاشا فرماتی ہین شاہ ولی اللہ کہ

مجھکو میری سردار یعنی میری باب نی خبر دی کہ مین ایام مولد شریف مین کہانا کیا کرتا تہا تا کہ مجھکو ثواب حاصل
ہو اوسکی سبب ساتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سال مجھکو کچہ ہاتہ نہ آیا جس سے کہانا پکوا تا صرف چنے
بھنے ہوی موجود تہی وہی لوگون مین بانٹ دیئے پہر مینی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی آگی
وہ چنے رکہے ہوی ہین اور آپ ایسے خوش ہین کہ چہرہ پر بشاشت ظاہر ہی اب شاہ ولی اللہ صاحب
پیران پیر کا حال جو جہہ طبقہ اوپر اونکی مشایخ طریقت اور مشایخ حدیث مین ہین یعنی **مولنا**
**جلال الدین سیوطی** رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ شروع کتاب مسمی رابعہ مین رسالہ انتباہ سی وغیرہ
سلسلہ نقل کیا گیا ہے سینی وہ فرماتی ہین حسن المقصد فی عمل المولد مین یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ علی
السلام بالاجتماع والاطعام وغیر ذلک من وجوہ القربات المسرات یعنی مستحب ہے ہمکو ظاہر کرنا شکر میلاد
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتہ جمع ہونی اہل اسلام اور کہانا کہلانیکی اور اسکی سوا اُمور مستحسنہ اور خوشحالیونکی
ساتہ یہ عبارت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر روح البیان اور سیرت شامی وغیرہ کتب معتبرہ مندا
مین بہی سنداً نقل کی ہی اب حال سینی شیخ القراء والمحدثین حضرت شیخ الاسلام **شمس الدین**
**ابوالخیر ابن الجزری** رحمۃ اللہ علیہ کا جو حضرت شاہ ولی اللہ کی نوین طبقہ اوپر مشایخ
حدیث و مشایخ طریقت مین منسلک ہین کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف مین فرماتی ہین فما حال
المسلم الموحد من امۃ علیہ السلام کثیر بمولدہ ویبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبۃ صلی اللہ علیہ وسلم بعمری انما یکون
جزاءہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم یعنی کیا حال پوچہتی ہو اوس مسلمان موحد کا جو
ہے آپ کا خوش ہوتا ہی آپ کی مولد سی اور جہان تک پہنچتا ہی اوسکا دسترس خرچ کرتا ہی تخصیص
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین قسم ہے مجھکو کہ اوسکی جزا خدای کریم کی طرف سی اور کچہ نہین سوا
کہ اپنی فضل عام سی اوسکو جنات نعیم مین داخل فرماوی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مو
الروی فی مولد النبی مین ایک نقل حضرت ابوالخیر شمس الدین ابن الجزری کی تحریر کی ہی جسکا خلا
یہ ہی قال ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ ولقد حضرت فی سنتہ خمس وثمانین وسبعمائۃ لیلۃ المولد عند المقا
الطاہر برقوق رحمۃ اللہ بقلعۃ الجبل فرایت ما سرنی وحررت ما الفق فی تلک اللیلۃ علی القراء والحا

من الوعاظ والمنشدین وغیرہم بنحو عشرۃ آلاف مثقال من الذہب ما بین خلع ومطعوم ومشروب ومشموم و
شمع وغیرہا وعدوت ذلک خمسا وعشرین حلقۃ من القراء الصبیین یعنی فرمایا ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ
نی کہ مین حاضر ہوا واقعہ تاریخ سنہ سات سو پچاسی رات کی وقت مولد شریف مین بادشاہ مصر ملک
طاہر برقوق رحمۃ اللہ علیہ کی پاس پہاڑ کی قلعہ پر جو سلاطین مصر کا تختگاہ تہا یعنی وہ باتین دیکہین جنہون نے
مجہکو خوش کیا مین اندازہ کرتا ہون کہ اوس رات جمع قاریون اور واعظون اور شعر خوانون وغیرہم حاضرین
پر دس ہزار مثقال طلا خرچ کیا ہوگا خلعت دینی اور کہلانی پلانی مین اور خوشبویون اور روشنی وغیرہ
مین اور دینی شمار کی تو مجلس مین پچیس حلقی لڑکون نوآموز قاریونکی تہی تمام ہوا ملخصا جو مورد الروی
مین ہی اور اسیطرح بعینہ یہہ حال ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کا نور الدین ابو سعید بورانی رحمۃ اللہ علیہ نی اپنے
مولد فارسی زبان مین نقل کیا ہی **بتصرہ** اسوقت عمل مولد شریف مین دو فریق ہین **ایک وہ ہین**
جو کراہت و حرمت ثابت کرتی ہین اول پیشوا اونکا تاج الدین فاکہانی مغربی ہی جسکا قول رسالہ مورد
فی الکلام علی المولد مین یہہ ہی ہو بدعۃ احدثہا البطالون وشہوۃ نفس اغنی بہا الاکالون اور اسکی چند
سطر بعد لکہا لم یاذن فیہ الشرع ولا بقیۃ الصحابۃ ولا التابعون پہر اسکی دو تین سطر بعد لکہا وحینئذ یکون
الکلام فیہ فی فصلین احدہما ان یعمل رجل من عین مالہ لاہلہ واصحابہ وعیالہ لا یجاوز فی ذلک الاجتماع علی
اکل الطعام ولا یقربون شیئا من الآثام وہذا الذی وصفناہ بانہ بدعۃ مکروہۃ وشناعۃ والثانی ان یدخلہ
الجنابۃ وہذا لا اختلاف فی تحریمہ اشتمل انتہی ملخصا یعنی یہ عمل مولد جاری کیا ہی بطال آدمیون نے یہ شہوت
نفس کی بات ہی اہتمام کیا اسکا بڑی کہاوٗ آدمیون نے نہین اجازت دی اسکی شرع نی اور نہ صحابہ و
تابعین نی اسمین کلام یہ کہ اسکی دو طریقی ہین ایک یہہ کہ آدمی اپنی مال سی کری اور اپنی بال بچون اور
دوستون اور کنبی کی آدمیونکو کہلای اور کچہہ بہی نکری سوا اسکی کہ سبکو جمع کرکی کہانا کہلادی اور وہ لوگ
کوئی گناہ کی بات نکرین تو یہ طریق وہ ہی جسکو ہمنی بیان کیا ہی کہ بدعت مکروہہ ہے اور برا فعل ہی اور
دوسرا طریق مولد کا یہ ہی کہ اوسمین گناہ کی باتین داخل ہون وہ تو ایسا حرام ہے کہ ہرگز اوسمین دو آدمی
اختلاف نہین کرسکتی کہ ایک بہی اونمین اوسکو درست کہدی **اور دوسرا فریق وہ ہے**

جو کہتی ہین کہ صحابہ و تابعین سے کسی فعل کا منقول نہونا موجب حرمت و شناعت نہین ہوتا اگر عمل مولد امور مباحہ و مستحسنہ پر شامل ہوگا تو عروض ہیئت جدیدہ اور اجتماع امور مباحۃ الاصل سی ہرگز حرمت یا کراہت لاحق نہین ہوسکتی پس یہہ عمل مباح و مستحسن ہے یہ مذہب ہے سواد اعظم و جم غفیر و جماہیر محققین و صالحین امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سلفاً و خلفاً یہان تک کہ وہ مشایخ کرام جنکو ہماری وقت کی منکرین بہی محقق اور متورع اور اپنا پیشوا سمجھتی ہین وہ بہی اسیطرف ہین چنانچہ انہی اور کی افعال و اقوال شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر حضرت امام القراء والمحدثین ابن جزری قدس سرہ تک نقل کی گئی **ای ہماری** دیس کے رہنی والی مسلمان بہائیو تم غفلت مین بغیر سمجہی بوجہی کدہر چلی گئی جمہور اہل السنۃ والجماعۃ سی منہ موڑا اپنی خاندان عزیزیہ کی پیشواؤنکو چہوڑا اور اتباع کیا تو کسکا تاج الدین فاکہانی مغربی کا العجب العجب امام المحدثین ابن جزری کا اہتمام و احتشام مولد شریف کو پسند فرمائین علامہ سیوطی مجدد مائۃ تاسع اوسکی استحباب کا حکم لگائین شاہ عبدالرحیم سال بسال بالاناغہ مولد شریف مین کہانا تیار کرکی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہشاش بشاش پائین اور ہماری ہم عصر منکرین قول فاکہانی اپنا دستور العمل بناکر اون سب مشایخ کبار کی افعال و اقوال کو بقول فاکہانی شہوت نفس و بدعت و کراہت و شناعت اور شاہ عبدالرحیم کی ہر سال کہانا تیار کرنیکو احد شہا البہطالون الاکالمن مین شامل ٹہرائین معاذ اللہ ای بہائیو آداب بہی خواب غفلت سی بیدار ہوجاؤ اور ہمارے ساتہہ ہوکر جمہور علماء و اصفیاء امت اور اپنی خاندان عزیزیہ کی مقبولین فی کرامت کو اس مغربی کی تقبیح و شناعت سی بچاؤ اور اگر کوئی یہ وسوسہ لائی کہ مولنا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بعد بعض علماء خلف نی حضرت مولنا کا خلاف کیا ہی سو معلوم رہی کہ یہ بالکل خلاف ہی کیونکہ اونکی شاگرد جانشین اور خاص نواسہ مشہور آفاق جناب مولنا **محمد اسحق صاحب** مرحوم کتاب مأتہ مسایل کی جواب سوال پانزدہم مین لکہتی ہین و قیاس عن سر مولد شریف

---

غیر صحیح ست زیرا کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر است و آن موجب فرحت و سرور ست و در شرع اجتماع برای فرحت و سرور کہ خالی از منکرات و بدعات باشد آمدہ و برای اجتماع خرن و شرور ثابت نشدہ و فی الواقع فرحت ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دیگر امور نیست پس دیگر امور بر ین قیاس صحیح نخواہد شد و مہذا در مولود ہم اختلاف ست زیرا کہ در قرون ثلثہ کہ مشہود بہم بالخیر است این امر معمول نبود بعد قرون ثلثہ این امر حادث شدہ بنا بر ین علمای

درجواز وعدم جواز آن مختلف شده اند چنانچہ بتفصیل وبسط در کتاب سیرت شامی مذکورست مطالعہ فرمائیں
اس عبارت مین چند امور مطلب مخالفین کے مخالف موجود ہین **اول** یہ کہ ہماری عصر کی منکرین دعوی کرتی ہین
کہ عمل مولد شریف بالاتفاق ضلالت ہی یہ کہنا انکا رد ہوگیا مانہ مسائل کی اس تقریر سے کہ علما در جواز وعدم
جواز آن مختلف شده اند اس عبارت سی صاف ظاہر ہی کہ اگر کسینی منع کیا ہی تو دوسری علما جواز پر بھی
گئی ہین پس مولنا اسحق صاحب جو تیرہوین صدی مین ہتی اونکی تحریر تک بھی منع پر اتفاق نہوا تہا بنا علیہ
دعوی اتفاق منع باطل رہا **ثانی** یہ کہ سیرت شامی کا حوالہ دیکر ظاہر کردیا کہ اس اختلاف علما مین مذہب
صحیح عمل مولد شریف کا استحباب ہے اسواسطہ کہ شامی نی کثرت سی علمای مجوزین مولد شریف کی اقوال نقل کرکے
جواز واستحباب ثابت کیا ہی اور اقوال منکرین کو مرجوح ومغلوب وغیر معتمد علیہ رکھا ہی اور اپنی شیخ سیوطی
رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول نقل کیا جو ہم اوپر نقل کرچکی ہین فیستحب لنا اظہار شکر لمولدہ الخ اور نیز نقل کیا شامی
فی قول الامام القرا ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کا استحسان مولد مین لہ وریہ دونون محدث بواسطہ شاہ ولی اللہ
صاحب مولنا اسحق صاحب کی مشایخ حدیث مین ہین پس حوالہ دینا مولنا اسحق صاحب کا عبارت کتاب شامی پر گویا
تصریحًا یہ بیان فرمانا ہی کہ ہماری مشایخ اور اساتذہ کی نزدیک یہ محفل مبارک مستحسن ہے **ثالث** یہ کہ
جو عمل قرون ثلثہ مین نہایا گیا ہو لیکن اوسکی اصل شرع مین موجود ہو تو وہ عمل بالاتفاق فریقین صحیح ودرست
ہوتا ہی پس مولنا اسحق صاحب نی اس عمل کی اصل بیان فرمادی کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر ست وآن
موجب فرحت وسرور است ودر شرع اجتماع برای فرحت سرور کہ خالی از منکرات بدعت باشد آمدہ اس
عبارت سی صاف واضح ہوگیا کہ یہ اجتماع عمل مولد مین باسباب سرور کی ساتہ بشرطیکہ منہیات شرعیہ سے
خالی ہو از روی شرع شریف جایز ہی اور یہی ہمارا دعوی ہے اور مولنا اسحق صاحب محفل مولد شریف مین
برابر شریک ہوتی رہتی چنانچہ مولوی نور الحسن صاحب کی مجموعہ رسایل عشرہ بمطبوعہ مطبع انصاری دہلی کی صفحہ ۱۹ سطر ۱۹
مین یہہ مضمون موجود ہی اور راقم نی بذات خود جناب مولنا فضل الرحمن صاحب صوفی صافی فقیہ ومحدث کافی
ساکن گنج مرادآباد ملک اودہ ہی جو شاگرد رشید مولنا محمد اسحق صاحب مرحوم کی ہین بذریعہ خط دریافت کیا تو
آپنے بہ سبیل ڈاک یہہ جواب تحریر فرمایا (ماہمراہ حضرت مولنا محمد اسحق رفتہ ایم در میلاد آنحضرت) علاوہ

اسکی جناب مولنا مشہور زمن ماہر ہر فن جناب مولنا فیض الحسن صاحب مرحوم سہارنپوری شفاء الصدور مطبوعہ لاہ
مورخہ پانزدہم دسمبر ۱۸۸۵ع کی صفحہ ۱ مین تحریر فرماتی ہین ومن جا بجلس المیلاد فلہ ان یقوم ان قاموا والا
فلا وہکذا یقول المولوی احمد علی المحدث المرحوم تبعا لاستاذہ مولنا محمد اسحق المغفور یعنی جو کوئی آوے مجلس مولود
شریف مین اوسکو چاہیے کہ کہڑا ہووے جب سب کہڑی ہووین اور اگر نہ کہڑی ہون اہل مجلس تو وہ بہی نہ کہڑا ہوے
ایسا ہی کہتی ہتی مولوی احمد علی صاحب محدث مرحوم سہارنپوری تابع ہوکر اپنی اوستاد مولنا محمد اسحق صاحب مغفو
کی اہتی یہان ان دو محدثون یعنی مولنا فضل الرحمن صاحب مولنا احمد علی صاحب سے جو کہ شاگرد ہین مولنا
محمد اسحق صاحب مرحوم کی شامل ہونا اونکا محفل میلاد مین اور مستحسن سمجہنا ثابت ہوگیا پس مخالف نہ ٹہری یہ حضرت
اپنی نانا اور اوستاد شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آپ بیان کرین ہم شاہ عبد العزیز صاحب کی دوسری
شاگرد رشید کا یعنی حقایق ومعارف دستگاہ جناب مولنا **شاہ سلامت اللہ صاحب** مرحوم کا۔ آپ
مولد شریف وایم کرتی ہتی اور اثبات میلاد مین دلایل قاطعہ قایم کرتی ہتی نظماً ونثراً اس محفل قدس کی تیر غیب
دلاتی اشعار دلکش اس باب مین ارشاد فرماتی از انجملہ دو شعر جو اونکی رسالہ موسومہ خدا کی رحمت مین ہین رقم کرتا

| | |
|---|---|
| پیدا ہوا جبدن ہی محمد سبانی ہی | یہہ شادی میلاد رسول عربی ہی |
| تعظیم کہڑی ہو کی بجا لاؤ ادب سی | اس کام کا انکار بڑی بی ادبی ہی |

اب بیان سنئی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خلیفہ طریقت جناب **سید احمد صاحب**
کا جو مرشد اور رہنما ہتی مولوی اسمعیل صاحب دہلوی کی اونکی حالات مین اونکی مرید خاص مولوی سید محمد علیقہ
نی ایک کتاب مسمی بہ مخزن احمدی بزبان فارسی لکہی ہی جسکو نواب محمد علیخان صاحب والی ٹونک نی مطبع
مفید عام آگرہ مین بمقابلہ ۱۲۹۶ھ بارہ سو ننانوے مین طبع کرائی ہی اوسمین سید احمد صاحب کا سفر عرب جس مقام پر لکہا
ہے یون رقم کیا ہے صفحہ ۸۰ مقدار مدت ہیجو فصل بہار در گلزار کلکتہ ابواب ہدایت مفتوح داشتہ لعزم
سفر یازدہ جہاز بطریق کرایہ مقرر فرمودہ دوازدہ ہزار روپیہ بنزل آن مقرر کردہ ومراکب را بر اہل قافلہ تقسیم
فرمودہ وبر ہر مرکب شخصی را میر ساختہ وبرای زاد راہ این سفر وسیلۃ الظفر بقیمت دوازدہ ہزار روپیہ
علجات از قسم گندم وبرنج وغیرہ خرید فرمودہ بر ہر جہاز تقسیم نمودہ فرستادند جہاز موسوم بدریا بقی کہ ناخدایش

سید عبدالرحمن جعفر موتی بود و معلم آن داؤد ساکن بندر سورت برای مسکن خود مقرر ساختند و با اثاث و
کور ذوالتقربی خویش که باطفال و جواری قریب بچہل کس میرسند بر جہاز مذکور جاگرفتند و باقی اہل قافلہ بر مرکب
و دیگر نیز بہ شستند و بمدت دو شبانہ روز مراکب را در گنگا ساگر جریان نمودہ روز سوم مقدار یکپاس روز
آمدہ در بحر ذخار در معبری کہ مشہور بگیلا کاہی است داخل گردیدند اسکی بعد جہاز دن کالی کوٹ اور یلبار جانا بعد ازان
گلدیپ پہر وہان ہی لنکا جسکو عرب قلعۃ العفاریت کہتی ہین پہنچنا لکہا وہ مقام ہولناک تہا اوسکا بیان اس
غاظ سی لکہای صفحہ ۵۸ مین و بہر کس از شما امروز وقت شب یاد الہی و تسبیح و تہلیل تا منتہای استغفار از جمیع
ایم و مناہی واجب و متحتم است چون شب در آمد آن حضرت بعد از نماز عشا مین خرب البحر مذکور امشب سہ بار
اندند و میفرمودند کہ عفاریت و شیاطین اگر زہرہ تقابل باین گروہ قلیل میدارند انیک گوی و اینک میدان و
ان شب تاریک آنحضرت اکثر بیداری بودند و مانند پاسبانان دور و سیر گاہ بالادگاہ زیر مرتہ بعد آخری
رہ بعد اولی در تمام جہاز میفرمودند تا آنکہ شب بپایان رسید و صبح صادق بدمید و جہاز از مکان خوف و ہولناک بخیریت
ام بدر آمد و ہر گاہیکہ روز روشن شد ناخدای چند طبق حلوای از حجرہ خویش بیرون اورده مجلس مولد شریف
عقد کرده بعد از اختتام قصاید مولودیہ شیرینی تقسیم نمودانتہی بلفظہ و یکہتی اس بیان سی صاف واضح ہوا کہ
الد شریف بڑی برکت کی چیز ہے جو ایسی مواقع خطرناک مین کہ خود جناب سید احمد صاحب کو بہی رات بہر تردد رہا
جاپڑا گیا اور خاص اوس جہاز مین کہ جسمین خاص سید احمد صاحب اور اونکا کنبا اور متعلقین خاص تہی غیر کا
مین دخل ہی نہ تہا یہ محفل فیض منزل منعقد ہوئی اور یہہ امر جو اوپر مذکور ہوا کہ سید صاحب کی چالیس آدمی ایک جہاز
ن سوار تہی اوسکی وجہ یہ تہی کہ وہ جہاز خانی مروجہ حال کی طرح کلان نہ تہی بلکہ وہ مرکب ہوائی چہوٹی
ل الحاصل خاص سید صاحب کی جہاز مین مولد شریف و قصاید کا پڑہا جانا اور شیرینی کا تقسیم ہونا ثابت ہو گیا
ی بہ حجۃً اب باقی رہی سید صاحب کی مرید خاص **مولوی اسمٰعیل صاحب** دہلوی سو ہمکو اونکا شامل
محفل مولد شریف مین نہین پہنچا البتہ ایک تقریر اونکی ایسی پہنچی ہے کہ ضمناً مولد شریف کا اثبات اونکی منہ
ی صاف ثابت ہی وہ یہہ ہی جناب مولنا رشید الدین خان صاحب مرحوم دہلوی نی چودہ شوال مولوی
عیل صاحب سے کیے ہی اونمین تیرہوین سوال کا جواب جو رقم فرمایا ہی اوسکی عبارت بعینہا جسطرح شان

امانت ہی لکھی جاتی ہی **سیزدہم آنکہ** اعراب قرآن بدعت است یا نہ و اگر بدعت است یا سیئہ و ا
بحکم قرآن بود و یا بکدام حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا بحکم ہر دو نبود پس بدعت ست یا نہ ہمچنین ہر حکمی کہ از
قرآن شریف یا ظاہر احادیث متین نبود بدعت ست یا نہ **جواب ازسیزدہم آنکہ** اعراب قرآن بدعت
کہ صحت قرأت عجمیان بل عربیان حال بران موقوف ست لیکن جمع قرآن ظاہر انہ بحکم کدام آیت قرآنی سن
بحکم کدام حدیث بنوت پس بدعۃ باشد لیکن بدعۃ حسنہ چرا کہ مقصود ازان ضبط و حفظ قرآن ست از ضیاع غ
و در حسن بودن بعضی بدعات شبہ نیست و اثبات آن از اکثر احادیث میتوان نمود مثل حدیث من سن سن
حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عملہا و تقیید بدعۃ مردود بہ بدعۃ ضلالۃ چنانکہ در حدیث ست من ابتدع بدع
ضلالۃ لا یرضا ہا اللہ و رسولہ الحدیث و حدیث من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد چہ ازان مردود
بدعتی ثابت میشود کہ تعلقی بدین نداشتہ باشد پس بدعتی کہ اصل آن از شرع ثابت باشد مثل اخذ التسبیح
تراویح حسنہ باشد پس حکمی از نص صریح قرآن و حدیث ثابت نباشد ہر دو قسم ست یکی بدلیل شرعی دیگر
اجماع و قیاس ثابت شود یا اصلی شرعی داشتہ باشد آن خود ہرگز بدعۃ سیئہ نیست بلکہ چون بدلیل شرعی در
آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم قواعد استنباط وغیرہ آن در دین داخل ست در سنت یا بدعت حسنہ کہ در معنی سنت
داخل باشد بلکہ بعمل آوردن بعضی بدعات حسنہ فرض کفایہ چنانکہ در کتب بسیار مصرح ست منجملہ آن فتح المبین شر
اربعین امام نووی ست از شیخ ابن الحجر ہیتمی کہ در وی در شرح حدیث خامس گفتہ قال الشافعی رضی اللہ تعالی
ما احدث و خالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فہو البدعۃ الضلالۃ و ما احدث من الخیر و لم یخالف شیئا
ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ و الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا و ہی ما وافق شیئا مما مر و لم یلزم من فعل
محذور شرعی و منہا ما ہو فرض کفایۃ کتصنیف العلوم و نحوہا مما مر قال الامام ابو شامۃ شیخ المصنف رحمۃ اللہ
و من احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلے اللہ علیہ وسلم من الصدقات
و المعروف و اظہار النعمۃ و السرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقرا
مشعر بمحبتہ صلی اللہ علیہ وسلم و تعظیمہ و جلالہ فی قلب فاعل ذلک و شکر اللہ تعالی علی ا
من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ للعالمین رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی بحروفہ دیکھی مولوی اسمعیل صاحب

مقام پر ذکر بدعۃ حسنہ ہین وہ عبارت ابو شامہ محدث کی لائی جسمین صاف تصریح استحسان محفل مولد شریف کی ہی اور سوا انکی اور اکابر
علماء دہلی مثل مولنا محمد کریم اللہ صاحب مرحوم جامع علوم عقلیہ ونقلیہ اور استاذنا ومولینا ومولی العالمین مفتی محمد صدر الدین خان
صاحب صدر العلماء والفضلاء اور جناب مولنا احمد سعید صاحب دہلوی عارف ومحدث وفقیہ استحباب محفل مولد شریف کی قائل ہوتی انکی
شادی مہری قلم الحروف کی پاس موجود ہین اور جناب مولنا شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی زبدہ متورعان روزگار عمدہ محدثین
پارجن سی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فی ہی کچھہ پڑہا ہے بزم میلاد شریف کے معتقد تھے
قیام کرتی تھی اور ایک عبارت مختصر انکی رسالہ شفاء السایل مین جو ایام اقامت ہندوستان مین تصنیف فرمایا تھا موجود ہے
وہ یہ ہی حق آن ست کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وسرور وفاتحہ نمودن یعنی ایصال ثواب بروح پرفتوح
سید الثقلین از کمال سعادت انسان ست چنانچہ شیخ ابن حجر مکی وشیخ عبد الحق دہلوی غیرہما تصریح نمودہ اندآری جزہای بیگانہ
مقرن شدند کہ خلاف شرع ہستند پس البتہ ممنوع خواہد بود مثل مراثی وسرود خوانی الی آخرہ دیکھی اس مختصر عبارت مین آپ سب کچھہ فرماگئے
یعنی جب کوئی شخص ممنوع باتین خلاف شرع مثل مرثیہ وسرود خوانی کرنی لگیگا اوسکو منع کیا جائیگا اور اگر یہہ نہین تو فاتحہ ایکا یعنی
طعام یا شیرینی ایصال ثواب کیواسطے مسلمانونکو دینا اور کہلانا اور آپکی ولادت شریف کا سرور کرنا انسانکی کمال سعادت ہے جسمین سرور کرنا
کمال سعادت ہوا تو جمیع سامان سرور مثل اجتماع احباب واخوان واستعمال خوشبو وتقسیم شیرینی الطعام الطعام اور ذکر ولادت کے وقت غلبہ محبت
وجوش فرحت سرور مین کھڑا ہوجانا اظہار اللفرحۃ والسرور بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور درود وسلام پڑہنا سرور کرنمین داخل اور
موجب سعادت انسانی ہوا اور شاہ صاحب موصوف اسبارہ مین دو علماء ربانی کا حوالہ دیتی ہین ایک وہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی خود صراحۃ
عمل مولد کو مع سامان سرور وتعیین یوم ماثر تمام سنہ وغیرہ تصنیفاتمین درست مان ہی ہین دوسری ابن حجر مکی وہ بھی امور مذکورہ
وقیام مروجہ کو اپنی تصنیف مولد کبیر وغیرہ مین صراحۃ لکھہ رہی ہین پس شاہ صاحبانی ان دو بزرگوار دنکا نام عبارت مذکورہ بالا مین لیکر
ہر مرد عاقل کے لیئے کامل اشارہ فرمادیا کہ جسطرح علماء مجوزین کا فریق اس عمل کو مستحسن مان رہا ہے مین بھی مانتا ہون اور فی الواقع ایسا ہی
اسیطرح صراحۃ زبانی ارشاد فرمایا کرتی تھی اور یہ ہی آپکا خود دستور العمل تھا جسکو شک ہو آپکی مقبول تلمیذ اور شاگرد عزیز جناب
مولنا محمد عبد الحق صاحب سے جو بالفعل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا ودیگر بلاد اسلامیہ مین دورہ حدیث تک معروف ومشہور ہین
دریافت کری افسوس ہے کہ وہ حضرات کاملین مسبوق الذکر اب جو دنیا سے انتقال فرماگئے لیکن ہم انکی انتقال وفات پر صبر کرکے بھی
ہی اوس منعم حقیقی کا شکر بجالاتی ہین کہ اب بھی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا مین ہماری ہندوستان کے
دو رکن رکین عالمی دین موید شرع متین قبلہ ارباب یقین موجود ہین یعنی استادی ومولائی ومولانی شیخ العلماء حضرت

مولنا رحمۃ اللہ صاحب عمت فیوضہم ومرشدی مولائی وتقتی ورجائی الحاج الحافظ المہاجر مولنا امداد اللہ
نفعنا اللہ بانوارہ واسرارہ یہ دونون حضرات بابرکات اس محفل اقدس کو موجب خیر وبرکت فرماتے ہم
جوکوئی صاحب محفل آپکو بلائی برغبت اوسکی گہر تشریف لیجاتی ہین غرض کہ مسلک اپکا مشرب صدق و
سداد ہی قیام کی بابت یہ ارشاد ہی کہ نہ ہمین یہ افراط وغلو چاہیی کہ اسکو فرض وواجب کہا جائی نہ اسقد
تفریط کہ حرام اور بدعت ضلالت ٹھہرایا جائی صراط مستقیم اور طریقہ ہمین ہمین یہ کہ موافق فتوای علماء حرمین
شریفین زادہما اللہ شرفا ومطابق تحقیق علماء روم وشام ویمن اسکو مستحب ومستحسن تسلیم کیا جائی اور یہہی
اس راقم السطور کا مشرب ہے ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین **واضح ہو** کہ اگرچہ
ثبوت محفل میلاد شریف راقم نی سلف سی خلف تک کامل طور سی ثابت کردیا لیکن چونکہ بعض متعصبین
مانعین ایدہر اودہر قلوب مومنین مین وسوسہ اندازی کررہی ہین بنا علیہ اب اون وساوس واعتراضات
کا جواب قلم بند کرتا ہون وباللہ ولی التوفیق **لمعہ ثالثہ** اعتراض کرتی ہین کہ یہہ لوگ ہرسال محفل کرتی ہین
یہ مشابہت کرتی ہین کنہیا کی جنم کی اور نیز اسمین تشبہ ہی نصاری کی بڑی دن کا نعوذ باللہ من ہذا القول
ولاعتقاد جواب وسکایہ ہی کہ اگر فقط ہندوستان مین یہ فعل ہوتا تو یہہ بات کہہ سکتی تہی کہ مسلمانون نے
ہندوون سی یہ بات سیکہلی اونکی مشابہت کا قصد کرتی ہین تم اصل حال سُن چکی کہ اول یہہ عمل عراق کی شہر
موصل مین ایجاد ہوا وہ لوگ تو خود کنہیا کو نہین جانتی کہ کس چڑیا کا نام ہی اور اوسکی جنم کی مشابہت کا قصد کرنا
تو درکنار پہلا اگر ہندوستان کی مسلمان جنم کنہیا کی مشابہت کرتی ہین تو بیان کرو کہ روم شام کی مسلمان
اور حرمین شریفین کے علما جو یہ عمل کرتی ہین وہ کسکی جنم کی مشابہت کرتی ہین نعوذ باللہ منہا پس غضب سمجہہ لوگ
ہم اس عمل مین تابع ہین دستور العمل سلاطین روم اور فرمان روایان ملک شام اور ملوک ممالک مغربیہ وراندنس
اور مفتیان عرب کی سلمہم اللہ الی یوم الدین اب سمجہنا چاہئی کہ جسطرح جنم کنہیا کی اسمین مشابہت نہین ہی اسطرح
نصاری کی مشابہت بہی نہین اسکی کئی وجہ ہین **ایک** تو یہ کہ اگر خدانخواستہ مسلمان لوگ نصاری کی
بڑی دن کو اونکی طرح کی افعال کرنی لگتی تو جو شعار اوس قوم کا ہی اوسمین مشابہت لازم آتی اور مانند اونکی
ہوجاتی اوسوقت میں اوپر صادق آتا من تشبہ بقوم فہو منہم کیونکہ تشبہ کی معنی ہین مانند ہونا اور یہان یہ

بات تو ہرگز نہین پھر اعتراض کیسا دوسری وجہ یہ کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجتماع
اہل اسلام اور استعمال عطریات وحلویات وغیرہ ہرگز شرع مین مذموم یعنی بری بات نہین کیونکہ یہ چیزین شعار
اہل کفر سی نہین بلکہ اصول شرعیہ سی انکا ثبوت ہی اور پیدا ہونا نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا رحمت ہے کیونکہ آپ
رحمۃ اللعالمین ہین اور رحمت الہی پر فرحت وسرور کرنیکو حق تعالی امر فرماتا ہی قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک
فلیفرحوا یعنی کہہ اہل ایمان ہی کہ ساتھ فضل اور رحمت الہی کی فرحت اور سرور کرین اور مسلم کی حدیث مین ہے کہ آپ سے
پوچھا گیا سبب استحباب پیر کی دن روزہ رکھنی کا جو آپ رکھتی تہی ارشاد فرمایا مین اسدن مین پیدا ہوا ہون اسی مین
وحی اوتری پس ولادت شریف کی فرحت اور اوسکا شکر ادا کرنا اہل اسلام نی اصول شرعیہ سی ثابت کیا ہی شعار
کفار سی نہین لیا ہی اور تشبہ اوس امر مین مکروہ ہوتا ہی جو مذموم شرعی اور شعار کفار ہو چنانچہ درمختار اور بحر الرائق
وغیرہ سی عبارتین فرکر فاتحہ سیوم مین ہم نقل کرچکی اور یہی جواب ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سی بہی ہوسکتا ہے
جو تشبہ بالنصاری کا اعتراض اوپر کیا ہے اور اونکی طرف سے دوسرا جواب یہہ بہی ہی کہ پہلی اہل اسلام مین
تیراندازی تہی جب اہل اسلام کو کفار سی مقابلے واقع ہوی اور اونکی پاس توپ اور بندوقین تہین اہل اسلام کی
لشکر مجاہدین وغزات مین بہی یہی آلات تجویز کئے گئی چنانچہ تیراندازی کو فقہا لکھتی ہین فی زماننا استغنی
عنہ بالمدافع یعنی اب ہماری زمانہ مین اوسکی حاجت نرہی بباعث توپون کی اور جسطرح قواعد حرب پلٹن اور
رسالہ وغیرہ کی اونکی بہیان تہی اسطرف بہی اوسیطرح کرکی مقابلہ کیا گیا اسکو تشبہ نہین کہتی یہ آیت فمن اعتدی
علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم کی تعمیل ہے اس آیہ کریمہ کی ذیل مین صاحب روح البیان لکھتی ہین
ای بعقوبۃ مماثلۃ بجنایۃ اعتدا یعنی تم بہی اوسکو ویسا ہی عذاب دو جیسی اونہون نی زیادتی کی ہے
پس جیسا فریق ثانی توپ بندوق سی مسلمانونکو بہونجنے لگی یہہ بہی جواب مین اوسیطرح پیش آنی لگی
الحاصل ممالک مغربی وغیرہ مین کہ حدود واقوام نصاری سی ملحق ہین جب وہ لوگ اپنی پیمبر مسیح کی یوم ولادت
مین احتشام وشوکت ظاہر کرکی فخر کہلاتی تہی اور ضعفاء اہل اسلام وہ ظاہری شوکت دیکہکر افسردہ خاطر
خستہ دل ہوتی تہی تب ملوک مصر واندلس ومغربی نی جو اہل اسلام تہی قوم نصاری سی بہت زیادہ رونق و
جلال کی ساتھ اعلاء کلمۃ الحق اور اظہار شان اسلامی کی لی اپنی نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی روز میلاد

ماہ ربیع الاول مین تزک و احتشام ظاہر کیا تاکہ شوکت اسلامی اونکی مقابل مین بخوبی ظاہر ہو اور طرح طرح کی معجزات
کا پڑہنا شروع کیا تاکہ عمدہ طور پر حضرت کی جاہ و جلال اور جمال و کمال کل عالم پر ہر طرف مشہور و منتشر ہو یہ شبہ نہین
درحقیقت یہ پست کرنا ہی مخالفین کا اور فروغ دینا ہی شعائر دین کا چنانچہ کلام حافظ ابو الخیر سخاوی مین تصریح ہی
اس امر کی نقل کیا علی قاری نی اپنی رسالہ مورد الروی مین و اما ملوک الاندلس و المغرب فلہم فیہ یعنی فی ربیع الاول
لیلۃ تسیر بہا الرکبان و یجتمع فیہا ائمۃ العلماء الاعیان من کل مکان و یعلو بین اہل الکفر کلمۃ الایمان اور اسیطرح
نور الدین ابو سعید بورانی نی لکہا ہے علما از اطراف عالم جمع آیند و در تعظیم آن شب یعنی شب میلاد شریف ارغام
اہل کفر و ضلال نمایند اور خود کلام ابن جزری مین اسکی تصریح ہی لم یکن فی ذلک الا ارغام الشیطان و سرور
اہل الایمان یعنی کہا ابن جزری نی کہ نہین ہے محفل مولد شریف مین مگر ذلیل کرنا شیطان کا اور سرور اہل
ایمان کا تماشا یہ ہی کسی دورہ مین کفار اس محفل سی جلتی ہی اس دورہ آخری مین بعضی مسلمان جلتی ہین
اور تیسرا جواب اور یہی ابن جزری کی طرف سی ہو سکتا ہی کہ یہ دستور ہی جو کسی نیک کام کی طرف لوگون کو ترغیب
دیتی ہین تو ادنی کا ذکر کر کی اعلی کا شوق دلاتی ہین مثلاً گاو کشی وغیرہ مقدمات دینیہ مین جب اہل اسلام کو بی
رغبت دیکہین تو اونکو یہہ کہا جاوے کہ قوم ہنود باوجودیکہ مذہب انکا باطل ہے وہ تو باطل پر جان فشانی کرین تم حق
پر ہو کی کچہہ نکرو تم کو اونسی زیادہ عرق ریزی اور جان نثاری چاہیئی اسکو کوئی عاقل تشبہ کفار نہکہیگا اسی قاعدہ
پر نازل ہوا قرآن مین ان تکونوا تالمون فانہم یالمون کما تالمون ترجون من اللہ مالا یرجون اسکی تفسیر دیکہنی چاہئے
اور اسی درجہ مین ہی قول محمد بن مسعود گازرونی کا کہ وہ لکہتے ہین جب بادشاہ یا امیر ذی اقتدار اپنی گہر مین لڑکا
پیدا ہونیکی خوشی مین طرح طرح کی تکلفات و ضیافت وغیرہ کرین حال آنکہ وہ ابنا روزگار دنیا سی ہی پہر میلاد
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی مین کیون نہ کیا جاوی کہ سبب نجات ہی پس اسی قبیل سی قول ابن جزری کا
ترغیب محفل میلاد مین واقع ہوا ہی کہ جب نصاری اپنی پیغمبر کی میلاد کی ایسی خوشی کرین ہم تو اونسی زیادہ مستحق
ہین کہ اپنی نبی کی خوشی کرین اور اسید رجہ مین قول ہماری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی واقع ہوا ہے
کہ یہودی جب کہا کہ ہم روزہ عاشورا شکریہ نجات موسی کا رکہتے ہین آپ نے فرمایا انا احق
بموسی منکم یعنی جب تم یہود اونکا شکریہ ادا کرو تو مین زیادہ مستحق ہون اس کا

کیونکہ مجھہ کو زیادہ مناسبت ہی موسیٰ سی علی نبیا وعلیہ السلام اور ایک خوبی یہان اور ہے کہ اگر ان
جزری یہہ مقولہ فرماکر محفل میلاد شریف کی بناڈالتی تو یہ بہی گمان ہوتا کہ اسی دلیل پر یہ عمل مبنی ہوا ہے
انہون نی یہ عمل نصاری سی سیکھا ہی حالانکہ یہ عمل اس کلام سی ۶۰۰ سو برس پہلی بہ تخصیص و تعیین
روز میلاد شریف ایجاد ہو چکا تہا اور علماء دین ما وسکی اصل و نظیر شریعت سی نکالکر فتوی دی چکی ہے تے
پس بی سمجہی بوجہی اس شیخ معظم مرحوم پر تشبہ نصاری کا الزام نہ لگانا چاہئی خیر یہ ذکر رد اعتراض اس شیخ کا
اتفاقی آ گیا تہا اب ہم رجوع کرین اصل کلام کی طرف اور بیان کرین واسطے ابطال وجہ تشبہ کی وجہ تیسری
وہ یہ ہی کہ نصاری کا بڑا دن اور ہندوون کا جنم کہنیا معین ہے وہ لوگ اوسی ایک دن مین جو کچہ کرنا ہی کرتی
ہین اور اہل اسلام کی یہان یہہ بات نہین کہ خاص بارہوین تاریخ ربیع الاول کی سوا کسی اور دن محفل سرور
میلاد شریف منعقد کرین ربیع الاول کی کل تاریخون مین مولد شریف ہوتا ہی کسینی کسی دن کیا کسینی کسی دن
بلکہ علاوہ ربیع الاول کی اور مہینون مین بہی اہل اسلام مولد شریف کرتی ہین اور ہنود اور نصاری مین
نہین ہوتا مگر اوسی ایک دن مین اور یہہ مثال ہم اول دی چکی ہین کہ صوم عاشورا مین ہم اور اہل کتاب شریک
مین لیکن ایک روزا دل مین جو ہم رکہہ لیتی ہین اتنی مین تشبہ اہل کتاب کا جاتا رہتا ہے اور ہمارا فعل اون سے
جدا گنا جاتا ہے فقہ اور حدیث کی کتابون سی معلوم کر و پس جب اسقدر مخالفت کرنی سی تشبہ باطل ہو گیا
حالانکہ ہم اونکی اصل فعل مین یعنی صوم یوم معین عاشورا مین شریک ہین پہر کیا خیال کرتی ہو نصاری کی بڑے دن اور
کہنیا کی جنم مین کہ ہم اونکی اون دونون دنون مین اونکی افعال کی شریک نہین اور ہم جو محفل میلاد شریف کرتی ہین سی
آئین اور ترتیب جدا اور اونکی رسوم و قواعد جدا نہ دن مین شرکت و کاروبار مین مشابہت استغفر اللہ یہ چوتہا جواب
سمجہو ابن جزری کیطرف سی خلاصہ یہ کہ امام القراء والمحدثین علامہ ابن جزری اور جملہ اہل سنت والجماعت کا مشرب نہایت صاف اور
تشبہات کفریہ سی بالکل پاک ہی اون حضرات ایسی تشبہات جنم کہنیا وغیرہ کی محفل پاک کی نسبت پیدا کرنی کی کچہہ اپنی عاقبت بخیر ہونیکا
سامان کر رہی ہین اگرچہ مجھکو اکثر مبتدعین کی تکفیر مین سکوت ہے کیونکہ اگر وہ کافر ہو گئی تو اللہ بس ہے اونکی تعذیب کو مین کیون
مہنا پنا آلودہ کرون تاہم البتہ بعض اہل علم تحریر فرماتی ہین کہ ایسی تشبہ دینی سی اور محفل ذکر پاک سید الابرار کو اس قسم کی
اہانت اور استحقار کرنی سی آدمی کافر ہو جاتا ہے پس اہل اسلام کو بہت ضرور ہے کہ ایسی الفاظ خطرناک سے

پرہیز کرین وما علینا الا البلاغ **فائدہ** چونکہ ابن جزری وغیرہ علماء کہا تک یہ لفظ تشبہ بالیہود والنصاری کا
پہنچایا ہے اسلئے ہم شرع سی ایک نظیر پیش کرتی ہین تاکہ وہ ابرار اس دہبی سی پاک نظر آجائین وہ یہ ہے کہ
اگر کسی کام مین بظاہر شبہ معلوم ہوتا ہو لیکن مسلمانون کی غرض قصد تشبہ نہین بلکہ کوئی مصلحت اور اعلاء شان
اسلام مقصود ہی تو وہ فعل مکروہ نہین رہتا دیکھئی مساجد کی زینت اور تجمل مین حدیث وارد ہوئی ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما امرت بتشیید المساجد قال ابن عباس لتزخرفنہا کما زخرفت الیہود والنصاری
یعنی مشکوۃ مین بروایت ابوداود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نی کہ مجھکو حکم نہین دیا گیا مسجدون کی بلند بنانی اور چونہ گچ وغیرہ سی سجانیکا فرمایا ابن عباس نی کہ
جسطرح یہود و نصاری نی اپنی عبادت گاہونکو نقوش زرین و دیگر تکلفات سی سجایا ہی البتہ تم بھی اسیطرح
مساجد کو سجاؤ گی اور ابن ماجہ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم ستشرفون مساجدکم بعدی
کما شرفت الیہود کنائسہا وکما شرفت النصاری بیعہا یعنی فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ مین جانتا
ہون تم میری بعد مسجدون کی عمارتین عالی کروگی جیسی یہودی نی عالیشان بنایا اپنی عبادتگاہون کو اور
نصاری نی بلند بنایا اپنی معابد کو دیکھئی یہان خود کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین لفظ تشبیہ وارد ہی جس سے
یہ ثابت ہی کہ اگر مسلمان اپنی مساجد کو بلند بنائین یا تکلفات نقوش وغیرہ کی ساتھ سجائین تو یہ فعل یہود و
نصاری کی مشابہ ہی لیکن باینہمہ جائز رکہا اسکو محققین اہل سنت و اجتہاد و فتاوی نی ہدایہ مین ہے
لا باس بان ینقش المسجد بالجص والساج وماء الذہب یعنی کچھ مضائقہ نہین ہے بات مین کہ مسجد مین نقش
کیے جائین چونہ سے یا ساگ کی لکڑی یا سونیکی پانی سے اور اسیطرح درمختار مین لکہا ہی اور فتح القدیر مین ہے کہ مسجد
کی زینت کرنی مین تین قول ہین ہمارا مذہب یہ ہی کہ کچھ مضائقہ نہین عبارت یہ ہی والاقوال ثلثۃ و
عندنا لا باس بہ اور بحر الرائق سے طحطاوی نی نقل کیا ہی واصحابنا قالوا بالجواز من غیر کراہۃ یعنی ہمارے
اصحاب قایل ہوی ہین کہ زینت دینی مسجد کی جایز ہے بلا کراہت اور اون تین قول مین دوسرا قول
یہ ہی کہ مستحب ہے زینت دینا مسجد کا یہ قول ہی ہدایہ اور شامی وغیرہ مین ہے عبارت
شامی یہ ہی وقیل یستحب لما فیہ من تعظیم المسجد اور تیسرا قول یہ ہی کہ مساجد کا تجمل و تزئین مکروہ ہی سو یہ قول

ضعیف مرجوح ہی علامہ عینی نی شرح ہدایہ مین قرار دیاہے کہ مانعین کی حجت ضعیف ہی اسلئی کہ باجماع جمیع مسلمین کعبۃ اللہ کو زینت دی گئی اسطرح کہ اندر سے سنہرا کام کیا گیاہے اور باہر سے غلاف دیبا اوپر چڑہایا گیا اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نی غلاف چڑہایا اور مسجد کی زینت مین لوگون کو رغبت ہوتی ہی مسجدون آیکی یہ بکثیر جماعت کا سامان ہی اور تعظیم ہے ہین خانہ خدا کی انتہی کلامہ اور مجمع البحار کی تقریر ہم اوپر لکہچکے ذکر چہلم وغیرہ مین کہ لوگ اپنی مکانات عمدہ عمدہ بنانی لگی اگر مساجد کی زینت نہ کیجئی تو خانہ خدا کی تحقیر لازم آتی ہی انتہی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مین یہ ہی مضمون رقم فرماتی ہین عبارت یہ ہے کہ مردم خانہای مشید و مزخرف و مطلا میسازند اگر ما مسجد ا بخشت گل سادہ بنا کنیم شاید کہ در نظر عوام خوار نماید و حقیر در آید انتہی خلاصہ یہ ہی کہ مکروہ سمجھنے پر محققین کا عمل نہین بلکہ عالم مین پھر کر دیکہو جمیع اہل اسلام چونہ اور گچ وغیرہ سی خوبصورتی پیدا کرتی ہین تعمیر مساجد مین اور جنکو مقدور ہی وہ فروع و قناویل و نقوش وغیرہ سی زینت دیتی ہین حتی کہ مولف براہین قاطعہ گنگوہی نی ہی اسمقام پر اسیطرح لکہاہی صفحہ ۱۲۳ سطرہ زینت مساجد کی بوجہ ازالہ شین اسلام کی ہی اور رفع شین اسلام کا فرض ہی الی آخرہ پہلا جواب تشبہ جو منصوص حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی کسی غرض دین کی باعث کراہت سی نکل کر منصب حالی فرضیت پر بمذہب مولف براہین قاطعہ پہنچ گیا اور حسب اقوال علماء سلف مستحب اور مباح ہوگیا تو کیا غفلت کا پردہ پڑگیا مانعین کی فہم پر مولد شریف مین کیون نہین سمجہتی کہ بالفرض اگر تمکو تشبہ اسمین نظر آتا ہی تو اسکو بمقتضای تبدیل کیفیت زمان اب مستحب سمجہو جیسا کہ ہم اوپر قول سخاوی کتاب علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سی نقل کرچکی کہ یجتمع ائمۃ العلماء الاعیان من کل مکان و یعلمون اہل الکفر کلمۃ الایمان یعنی جمع ہوتی ہین مولد شریف مین بڑی بڑی علمای دین ہر طرف اور بلند ہوتاہے درمیان اہل کفر کی کلمہ ایمان یہ فائدہ ہمنی بطور تنزل لکہاہی یعنی درحقیقت اسمین تشبہ نہین اور اگر تشبہ بہی ہوتا تب بہی یہ عمل بباعث ایک دوسری خوبی کی کہ اسمین بلند ہوتاہی کلمۃ الحق مستحب اور مستحسن ہوتا جیسا کہ مساجد کی زینت مین گو تشبہ یہود و نصاری کا موجود ہی لیکن بباعث دوسری خوبی کی کہ تعظیم نکلتی ہی خانہ خدا کی مستحب اور مستحسن ہی **لمعہ رابعہ** یہ اعتراض کرتی ہین اگر تشبہ کفار اسمین نہین پھر بہی یہ محفل بدعت سیہ ضرور ہی کیونکہ قرون ثلثہ مین پائی نہین گئی جواب

مولوی اسمٰعیل صاحب اپنی تصنیفات تذکیر الاخوان وغیرہ مین لکھتے ہین کہ جو عمل ایسا ہو کہ زمانہ بعوث مین علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور تین زمانہ مابعد یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین مین وہ عمل بعینہ نہ پایا جاوے اور نہ اون چار وں زمانون مین اوسکی نظیر اور مثل پائی جاوی وہ عمل بدعت ہی اور جو کچھ مجتہدون نی اپنی اجتہاد سی نکالا وہ سنت مین داخل ہی انتہی پس اس بنا پر ہم کہتی ہین کہ عمل مولد شریف بدعت نہین اوسکی اصل بھی پائی گئی اور اوسکی نظیر اور مثل بھی پائی گئی اور اصل ہی اصل وجود تو یہہ ہی کہ نصوص قرآنی شروع بعث مولد شریف مین ہم لکھ چکی ہین اونکو دیکھنا چاہیئی علاوہ اوسکی فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نی لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم یعنی بیشک آیا ہی تمہاری پاس رسول تمہین مین سی بہاری ہی اوسپر جو تم تکلیف اوٹھاوے حرص رکھتا ہی تمہاری ہدایت پر مسلمانون پر شفقت رکھنی والا مہربان انتہی دیکھیی اللہ تعالیٰ نی اس آیت مین آپکی آنی کا ذکر فرمایا اوسکی بعد آپکی صفتین بیان فرمائین مولد شریف مین بھی یہ ہی ہوتا ہے آپکی آنیکا ذکر کرتی ہین کہ آپ پیدا ہوی یعنی عالم غیب بطون سی عالم شہادت و ظہور مین تشریف لائی اور بیان آپکی صفات کا کیا جاتا ہی نظماً و نثراً اور اوس سی بھی واضح تر سنو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین ان آدم لمنجدل فی طینتہ وسانبئکم باول امری دعوۃ ابراہیم وبشارت عیسی ورؤیا امی التی رات حین وضعتنی وقد خرج لہا من ضاء لہا منہ قصور الشام یعنی فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نی تحقیق مین لکھا ہوا تھا اللہ کی نزدیک ختم کرنیوالا نبیون کا اوس حال مین کہ تحقیق آدم پڑی ہوئی تھی زمین پر اپنی مٹی گندھی ہوئی مین اور خبر دیتا ہون مین تمکو اپنی اول امر کی کہ وہ دعا ہی ابراہیم کی اور خوشخبری ہی عیسیٰ کی اور عجائبات دیکھنا میری والدہ کا جب جنا مجھکو اور تحقیق نکلا اوسکی واسطی اوسکی ایک نور کہ چمک گئی اوس سی محل شام کی انتہی یہ روایت مشکوۃ کی باب فضایل سید المرسلین مین موجود ہی اور کہا قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نی مواہب لدنیہ مین کہ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی اور حاکم نی اور کہا حاکم نی یہ حدیث صحیح الاسناد ہی اور کہا زرقانی نی شرح مواہب مین کہ روایت کیا اسکو ابن حبان نی ہی اپنی صحیح مین دیکھی حدیث صحیح الا سی ثابت ہی کہ آپ نی خود ذکر اپنی اولیت اور سابقیت اور ولادت باسعادت کا بیان فرمایا اور جماعہ صحابہ حاضرین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سنا جنکو حضور نے مخاطب کرکی فرمایا تھا سأنبئکم باول امری

۱۲ نام اذکار احمد ۱۲

۱۲ پارہ ۱۰ رکوع ۱۲ مین وہ وصف کور ۱۲ رہا ہو کہ تم ۱۲ سلام یعنی ای اب ہماری پر ح ایمین پیغمبر ہی ہا ۱۲ بھی پیدا ہین تمکو ۱۲ ہدایت ہی اور جب ۱۲ ابراہیم علیہ السلام نی یہ دعا کی یعنی اور ذکر آنی تیری دعا ۱۲ قبول ہوی اور ۱۲ زمانہ مین ہوی ۱۲ ۱۲ پارہ ۲۸ رکوع ۱۲ مین ہی کہ کہا یسوع علیہ السلام نی بعد ۱۲ ہمارے ایک پیغمبر ۱۲ ہین اوس ہم تمکو ۱۲ خبر دیتی ہون ۱۲ نام اوسکا احمد ہے ۱۲

اب دوسری روایت ہم وہ بیان کرین جسمین یہہ بات ہی کہ ایک صحابی جلیل القدر نے مجمع عام صحابہ مین رضی اللہ عنہم اجمعین ایسی اشعار پڑہی جنمین ولادت شریف کا ذکر ہی اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے برضا و رغبت سُنا مواہب لدنیہ و دیگر کتب مین بروایت حاکم و طبرانی و دیگر محدثین روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سی واپس آئی اول مسجد مین تشریف لائی وہان آپنی مجلس عام مین جلاس فرمایا جیسا کہ کعب بن مالک نی صحیح مین روایت کی ہی پہر عباس ابن عبد المطلب نے اجازت چاہی آپنے دعای خیر دیکر اونکو اجازت فرمائی اونہون نے یہ اشعار پڑہے۔

| | |
|---|---|
| من قبلها طبت فی الظلال وفی | مستودع حیث یخصف الورق |
| ثم هبطت البلاد لا بشر | انت ولا مضغة ولا علق |
| بل نطفة ترکب السفین وقد | الجم نسرا واهله الغرق |
| تنقل من صالب الی رحم | اذا مضی عالم بدا طبق |
| وردت نار الخلیل مکتتما | فی صلبه انت کیف یحترق |
| حتی حتوی بیتک المهیمن من | خندف علیاء تحتها النطق |
| وانت لما ولدت اشرقت الارض | وضاءت بنورک الافق |
| فنحن فی ذلک الضیاء وفی | النور وسبل الرشاد نخترق |

اب دیکہیے اسمین حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت کا اور پہر منتقل ہونا ایک صلب سے دوسری صلب مین اور حضرت ابراہیم اور نوح علیہ السلام کا نجات پانا آپکی برکت سی کہ آپکا نور اونکی ساتہ تہا پہر بعد تقلبات صلبی رحمی انجام کار پیدا ہونا اور اوسوقت نور کا نکلنا پہر اوس نور سے تمام عالم کا روشن ہوجانا بوجہ مفصل مولد شریف مین تفصیل ہوتای اس جلسہ مین بالاجمال وہ سب مذکور ہوا ہی پس مردود ہوا قول اون لوگون کا جو کہتی ہین بالاستقلال یہہ ذکر نکری اگر وعظ کی اندر ذکر مین ذکر یہہ بہی کردی درست ہی اور بعض یہہ کہتی ہین کہ تنہا پڑہ لی تو جایز ہی مجمع مین نہ پڑہین اب لوگون کو آنکھ کہول کر دیکہنا چاہیئی کہ اس مجلس مین کل قصیدہ حضرت عباس کا بالاستقلال اسی ذکر مین ہی اور نہین اوسکی اول و آخر مین پند و موعظت اور

عین مجمع مین پڑہنا ہے اور اسیطرح روایت سابقہ مین نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نی بالاستقلال یہ ہے
ایکنے کہ مجمع عام مین بیان فرمایا تو ثابت ہوگئی مجلس ذکر میلاد مبارک کی اصل اصیل اب ثابت کرین ہم دوسری
بات یعنی اسکی نظیر اور مثل بھی ثابت ہی بیان اسکا یہ ہی کہ مجلس میلاد شریف شکریہ ہی نعمت خداوندی کا ایسا
ہادی حق سبحانہ نی ہماری ہدایت کی لئی بھیجا جیساکہ کلام امام نووی کی ابتدا مین تصریح اس مضمون کی موجود ہے
لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا الآیہ پس نظیر اور مثل اسکی جلسہ شکریہ صحابہ مین بھی ہوتا تھا چنانچہ صحیح مسلم
مین ہی ایک روز رسول صلی اللہ علیہ وسلم حلقہ صحابہ مین تشریف لائی پوچھا تم کیون بیٹھی ہو کہا ہم بیٹھے ہین
اللہ کی یاد کرتی ہین اور شکر اوسکا ادا کرتی ہین علی ہدانا اللہ للاسلام ومن بہ علینا یعنی ہمکو شکریہ ادا
کرتی ہین کہ خدا نی ہمکو ہدایت فرمائی اسلام پر اور احسان کیا ہمپر اسبات کا کہ راست پر لگا دیا تب فرمایا حضرت
نی تمکو قسم اللہ کی تم محض شکریہ کی لئی بیٹھی ہو اونہون نی عرض کی قسم اللہ کی ہم اسلیے بیٹھی ہین آپنے فرمایا مینے
تمکو اسکی قسم نہین دی کہ تم پر یہہ گمان ہو کہ تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ میرے پاس جبریل آیا اور اوسنی یہ خبر دی
کہ ان اللہ عزوجل یباہی بکم الملئکۃ یعنی اللہ تعالی فرشتون مین تمہارا فخر ظاہر کرتا ہے کہ دیکھو میری نعمت کا
شکر کرتی ہین دیکھی صحابہ نی نعمت اسلام کا شکریہ ادا کرکی وہ درجہ پایا مجلس میلاد مین اوس نعمت عالی کا
شکر ہی کہ جو دین اسلام کا اصل مبدء ہی ہے کہ اللہ تعالی اپنی فضل وکرم سی ملئکہ مین بانیان محفل
میلاد اقدس کا بھی فخر ظاہر فرمائی کیونکہ علت وہی شکر نعمت ہے جب معلوم ہوا کہ مجلس ذکر مولد شریف کی
اصل اور نظیر ومثل دونو ثابت ہین پھر بدعت سیئہ کہنا اسکا باطل ہوا اب اگر کوئی امور بالائی مروجہ
مجلس مین بحث کری تو جواب اوسکا یہ ہی کہ امور مروجہ محافل مثل فروش مٹھائی کی یا منبر واستعمال عطریات
وتقسیم شیرینی یا طعام وغیرہ سب امور مباحات شرعیہ سی ہین جیساکہ عنقریب واضح ہوگا اور بعض مباحات کا
منضم ومجتمع ہونا بعض مباحات کی ساتھہ کسی اصولی کی نزدیک موجب کراہت وحرمت نہین اور یہ عرض
پیش کرنا کہ ایک آدمی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی برابر مین چھینکا اور یہہ کہا کہ الحمد للہ والسلام علی
رسول اللہ ابن عمر نی فرمایا مین بھی کہتا ہون الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ لیکن ایسے موقع مین ہمکو ایسا تعلیم
نہین فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہ تعلیم فرمایا ہی کہ کہا کرین الحمد للہ علی کل حال اس حدیث سی

یہہ سند ہوئی کہ جو شرع مین ثابت ہوا اوسپر زیادہ کرنا منع ہی جواب مختصر طور پر یہہ ہے کہ درمختار کی کتاب الذبائح مین ہے موطنان لا اذکر فیہما عند العطاس وعند الذبح پس السلام علی رسول اللہ کہنا اوسکا مقابل نہی کی واقع ہوا تھا پھر الحاق امر منہی عنہ کو کسطرح وہ رضی اللہ عنہ منع نفرماتی امور منہیہ کو ہم بھی منع کرتی ہین اور برا ہین قاطعہ مین ہی کہ ایک شخص نے پھینک کر کہا السلام علیکم حضرت ابن عمر نی اوسپر بھی انکار کیا انتہی ہم کہتی ہین وہ انکار اسلئے تھا کہ وظیفہ معینہ شرع کا جو الحمد للہ تھا اوسنی چھوڑ کر تحیت ملاقات کا وظیفہ اوسکی جگہ قایم کیا تھا یہ تشریع جدید اور تبدیل دین ہے مولد شریف کو اس سی کیا علاقہ امور خیر کا اضافہ و ایجاد فحوا من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کی تعمیل ہے نہ یہ تبدیل دین ہی نہ تشریع جدید اب ہم پیش کرتی ہین یہ تقریر کہ زیادہ کر دینا کسی امر مستحسن یا مباح کا جو پیشتر نہ تھا جائز ہی اسکی دو نظیرین لکھتا ہون باقی جس شخص کی نظر فتادی پر ہوگی وہ اور بھی نظیرین نکال لیگا نظیر اول یہ کہ سب جانتی ہین کہ صحاح ستہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درود تعلیم فرمایا ہوا اوسطی جلسہ التحیات کی یہی اللھم صلی علی محمد الی آخرہ لیکن اگر کوئی آدمی اسمین لفظ سیدنا زیادہ کری واسطی آداب و تعظیم کی یعنی یون کہی اللھم صلی علی سیدنا محمد اسکو صحاح درمختار نے افضل اور مندوب لکھا ہی وندب السیادۃ لان زیادۃ الاخبار الواقعۃ عین سلوک الادب فھو افضل من ترکہ دوسری نظیر یہہ کہ فقہا زیارت مدینہ منورہ مین زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً یون لکھتی ہین وکل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا اس عبارت سی یہی معلوم ہوا کہ رعایت اوس بات کی کرنی کہ جو سلف سی منقول ہی وہی ہووی اور ایک بات بھی زیادہ نہو یہ کچھ ضرور نہین بلکہ اپنی طرف سی جو کچھ حرکات و سکنات مودبانہ کریگا سب بہتر ہین اون تعظیمات مین زائر مخیر ہے خلاصیکہ حدیث عطاس مین اوس شخص کا زاید کرنا لفظ السلام علی رسول اللہ مقابل نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھا اسلئے ابن عمر رضی اللہ عنہما نی اوسکو منع کیا اور مولد شریف مین جو بعض امور ملحقہ ہین انکی نہی شرع مین وارد نہین پس قیاس کرنا امور غیر منہیہ کو منہیہ پر صحیح نہین **آجکل کی کیفیت مروجہ مدارس** کو خیال نہین فرماتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ مین بھی تعلیم دین ہوتی تھی اور اب بھی مدارس اسلامیہ مین ہوتی ہی لیکن اسقدر فرق ہی اول شیوع اسبات کو تھا کہ استاد پڑھتی تھی شاگرد سنتی تھی چنانچہ بخاری و مسلم و ابوداؤد وغیرہ یہ سب محدثین

ف نماز مین درود پڑھنے کی کیفیت
ف مستحب ہونے سیرت
ف نظر کہنا کیونکر درست ہوا
ف دیکھنا زیادہ مین
ف چھوڑنی ہی
ف اعمال سے جو چیز
ف زیادہ ادب اور
ف اعمال مین
ف دخل ہووے
ف

لکھتی ہین کہ ہماری استادون نے یہہ حدیثین ہماری سامنی پڑہین اور ہمکو تعلیم کین جا بجا لفظ حدثنا اسپر
شاہدہی اور امام احمد اور ابن مبارک اور یحیی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک لفظ اخبرنا بہی مثل حدثنا
وہی سماع عن الاستاد کی معنی مین ہی مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا مین ابتک تیرہ سو برس ہوچکی وہی دستور
جاری ہی کہ استاد پڑہتاہی اور شاگرد سنتی ہین جو شبہ ہوتاہی استاد سی دریافت کرلیتی ہین اور ہندوستان
کی مدارس کا یہ طریق ہی کہ شاگرد پڑہتاہی استاد سنتاہی جو سلف مین بکثرت تہا اب بالکل یہان متروک
اور تعمیر مدرسے کہ نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت نہ ابوبکر نہ عمر نہ عثمان نہ علی سے رضوان اللہ علیہم
اجمعین اور پہلی صحابہ اور تابعین حتی کہ امام اعظم اور امام محمد و ابو یوسف تک بہی تعلیم علم دین کی اجرت
نہ لیتی ہتی اب علم دین کی پڑہانی پر تنخواہین معین ہین اور آئین تعلیم مین صرف و نحو وغیرہ کی حدود
مقرر ہین کہ فلان فلان کتاب تک ہو پہلی یہ نہ تہا اور علاوہ اسکی منطق اور علم ہیات و ہندسہ غیر
جنکا سلسلہ یونانیون تک پہنچتاہی اور صحابہ کی جوتون تک کو ان علوم کی گرد نہ لگی ہتی اب تحصیل مین
داخل ہین اور پہلی جو کوئی روپیہ دیتاہتا مخفی طور پر دینی کو خالی ریا سے جانتاہتا اب چندہ دینی والون
کی نمایش ہوتی ہی اونکی نام سال بسال کتابون مین چہپتی ہین چندہ والا اگر دینی مین کچھ تامل کری
تو ایک پیادہ متقاضی اوسپر معین کیا جاتاہی خلاصہ یہ کہ اس زمانہ کی طور تعلیم مدارس کو کہان تک بیان
کرون کم سے کم علم آدمی بہی تامل کریگا تو معلوم کریگا کہ بیشک مدرسہ تعلیم دین کا اس ہیئت کذائی اور
ہیئت مجموعی کی ساتہ ہرگز قرون ثلثہ مین پایا نہین گیا لیکن باایہمہ جایز رکہتی ہین اسکو فقط اسبات
نظر کرکی کہ گو یہ عوارض اور لوازم بالائی سلف سے نہین لیکن اصل تعلیم دین تو ثابت ہی ان عوارض سے
اوسکی اصلیت باطل نہین ہوتی اور یہہ نہین کہتی کہ یہ تعلیم جو اس ہیئت کذائی سے ہی بدعت اور ضلالت
علی ہذا القیاس عارض ہوئی اس ہیئت کذائی سی محفل مولد شریف بہی سنت ہوتی سی خارج نہین ہوسکتی
بدعت ضلالت کہنا اسکا لغو اور ضلالت ہی **فائدہ** اس مقام پر مولف براہین قاطعہ گنگوہی نے مدرسہ
مروجہ حال کو بجمیع وجوہ سنت ثابت کیا ہی صفحہ ۱۵ تعمیر مدرسہ کی لئی لکہا صفہ کہ جسپر اصحاب صفہ طاعت
دین مین فقرا و مہاجرین رہتی ہتی مدرسہ ہے تو تہا نام کا فرق ہی لہذا اصل سنت وہی ہی اور عمال کو یعنی خدمت

وصول کرتی ہی اذکو عمالیہ یعنی اجر ملتا تہا سو وہ ہی اب تنخواہ مدرسین کی ہی یہہ بہی امر دین پر لینا ہی صفحہ ۱۸۶
اور چندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی خود لیا ہی غزوہ تبوک مین صفحہ ۱۸۷ بیشک تہوڑی علم والا ہی جانتا ہے
کہ مدارس کی سب امور سنت ہین قرون ثلثہ مین موجود تہی انتہی کلامہ تلخیصا ہم کہتی ہین امور مندرجہ محفل میلاد
کا ثبوت اس سی بہت اعلی طور پر ہی **ذکر ولادت** یہ خود ثابت الاصل ہی جیسا ذکر اوپر گذر چکا
**اور فروش و استعمال عطر اور کھانا اور شیرینی دینا** یہ خاطر داری اور ضیافت مہمانونکی ہے
صحیحین کی حدیث ہی من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کمال
تاکید سے ارشاد فرماتی ہین کہ جسکو اللہ تعالی اور روز قیامت پر ایمان ہی اوسکو چاہیئی کہ خاطر داری اور
توضع کری اپنی گہر آئی ہوئی کی پس فرش زیبا پر اونکو بٹہانا اور عطر لگانا مہمانون کی تعظیم و اکرام ہے اور
مجالس میں نیوالون سی پوچہہ لیجئی کہ اونکی نیت بیشک یہ ہوتی ہے کہ جو کچہہ ہمنی تیار کیا ہی شیرینی یا کہجور یا
فیرنی وغیرہ وہ سب صلحا جونکو جو ہماری گہر آئینگے کہلائینگے اور شریعت سے یہ بات معلوم کیجئی کہ ضیافت شرع
مین کس چیز کا نام ہی چیز کہانیکی خواہ تہوڑی یا بہت جب اوسکی لئی آدمیونکو بلاویگا وہ شرع مین ضیافت
کہلاویگی صحابی روٹی کا ٹکڑا یا کہجور جو ہوتا پیش کرتی اور حدیث مین ہی لو دعیت الی کراع لاجبت یعنی
ایک پایہ بکری کی لئی بہی کوئی دعوت کری تو مین قبول کرون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اخلاق عالی
تہا اوس اہل ضیافت کا خوش کردینا منظور ہوتا تہا اپنا پیٹ بہرنا منظور نہوتا اور یہہ ہی امت کو ارشاد
فرمایا جیسا کہ بخاری مین ہے ان دعیتم الی کراع فاجیبوا یعنی اگر کوئی تمکو ایک پایہ بکری پر دعوت کری
تو قبول کرو اور فقہا بہی یہی حکم دیتی ہین فتاوی برہنہ مین ہی از جہت بعد و فقرا متناع نیارد و قصد
کند حاجت شکم را بلکہ نیت کند اقتدای سنت و ادخال سرور در دل مسلم پس اگر کوئی متمول فی مقدور
شکم سیر کہانا کہلاوے محفل مولد شریف مین یا کم مقدور والا محض شیرینی اور کہجور یا حصر کی لئی اہل اسلام
کو تکلیف دی اسکو شرع مین ضیافت کہتی ہین اور ہدایہ مین ہے من لم یجب الدعوۃ فقد عصی ابا القاسم
یعنی جو مسلمان دعوت کیا ہوا بغیر عذر نہ آیا اوسنی نافرمانی کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی افسوس وہ لوگ
تعمیل سنت کی لئی آدمین قلیل و کثیر پر نظر نہ کرین اور منکرین اون عاملان سنت پر طعن کرین اور اس

بات کا خیال نہ کرین کہ سنت کی ستہرا مین زوال ایمان کا اندیشہ ہوتا ہی اور یہ جو طعنہ دیتے ہین
**مٹھائی کی للچ سی آتی ہین** اور بعضی یہ کہتی ہین کہ مٹھائی بانٹنے کی کیا اصل ہے یہ
اعتراض بھی صحیح نہین شاہ عبدالعزیز صاحب رسالہ اہل لغیر الیہ مطبوعہ مطبع محمدی کی صفحہ ۴۲
مین لکھتی ہین و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علما انتہی بلفظہ فتاوی خزانۃ الروایات کی
فصل ضیافت اور روح البیان کی جلد دوسری مین لکھا ہی فی بطن المومن زاویۃ لا یملاہا الا الحلا
یعنی مومن کی پیٹ مین ایک گوشہ ہی جسکو نہین بھرتی کوئی چیز سوا مٹھائی کی انتہی اب خیال کرنا چاہئے
کہ گوشہ شکم مومن جو کہین سے نہین بہرتا مٹھائی سی اوسکا خلو رفع کرنا کیا کچھ اجر کی بات ہوگی اور فرمایا
اللہ تعالی فی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی نہین پہنچو گی تم نیکی کی حد کو جبتک نہین خرچ کروگی
وہ چیز جسکو دوست رکھتی ہو اور حدیث سے معلوم ہوا ہی جن چیزون کو مومن دوست رکھتا ہے اونمین
مٹھائی بہی ہی چنانچہ خزانۃ الروایات اور نیز تفسیر روح البیان مین آیا ہی قال علیہ السلام ان المومن
حلو و یحب الحلاوۃ پس جو چیز خود قاسم مومن اور نیز مومنین مقسوم علیہم کو محبوب ہوا میدہی کہ آدمی اوسکی
تقسیم کرنی مین نیکوکاری کی حد کو پہنچی اور کچھہ شک نہین کہ اسیطرح کی وجوہات سی شاہ عبدالعزیز صاحب
اسکو مستحسن اور خوب باجماع علما لکھا ہے **منبر یا چوکی اور اشعار** کا ثبوت یہ کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم مین حضرت حسان منبر پر کہڑی ہوکر خود حضرت کی سامنی اشعار پڑہتی تہی یہ حدیث صحیح بخاری مین
**تداعی** یعنی بلانا آدمیونکا اسکی دو شکلین ہین یا یہ بلانا تناول الحضر کی لئی ہی یہ خود سنت دعوت ہے
یا بلانا اسلئی ہی کہ وہ آکر سیرت و صفات نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سنین یہ بہی سنت ہی اسیلئی نبی کریم
علیہ الصلوۃ والتسلیم بہی صحابہ کو خبر بہیجکر بلاتی اور جمع کرکی اونکو کچھہ فرماتی آپکا زبان سے کچھہ فرمانا حدیث
ہی پس سنت ہوا سماع حدیث کی لئی بلانا اور اصطلاح دین مین حدیث شامل ہی رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی قول و فعل و تقریر و صفات و شمائل و فضائل و حلیہ وغیرہ کو اور موضوع علم حدیث ذات رسول
ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور غایت اوسکی حصول سعادت دارین اور شک نہین کہ محفل مولد شریف مین بیان ہوتا
ہین افراد علم حدیث تو اعلام کرکے بلانا گویا حدیث رسول اللہ کی لی بلانا ہی اس تداعی کو مکروہ و حرام کہنا

۱۲ فرمایا علیہ السلام سنیہ مشرک مومن بخیل ہے دوسرا ہے کہ مشہور ہے شیرینی ۱۲

عجیب بات ہی یہ لوگ آیہ کریمہ ادع الی سبیل ربک سی ہی اگر اپنی تسلی کرلین یہ ہی ممکن ہے تعجب ہے کہ مدرسے
لیے اسقدر دور دراز فکر کو دوڑایا کہان عمارہ عالمین کہان تنخواہ مدرسین کہان صفہ کہان مدرسہ
کہان جہاد کا چندہ کہان مدرسکا چندہ اور ہماری دلایل درباب مولد شریف جو مدلولات دعاوی پر صریح
الدلالت ہین اونکی طرف خیال بھی نہین فرماتی اوسکو بدعت ٹہراتی ہین اللہ اللہ کمال بوالعجبی کا مقام ہے
اگر کوئی یہ کہی کہ یہ چیزین فرادی فرادی بیشک جایز لیکن ہم انکا جمع ہونا جائز نہین جانتی جواب
اوسکا یہ ہی کہ مدرسہ کی ہیئت مجموعی ہی قرون ثلثہ سی ثابت نہین اوسکی اثبات مین ہی فرادی اجزا کا
ثبوت دیا گیا ہی یہان بھی وہی قبول کرنا چاہئی ثانیا یہ کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم مین فرماتی
ہین فان افراد المباحات اذا اجتمعت کان ذلک المجموع مباحا وربما انضم مباح لم یحرم الا اذا تضمن المجموع
محظورا لا تتضمنہ الاحاد پس مجتمع ہونی مباحات ومستحسنات سے یہ محفل ممنوع نہوگی اور براہین قاطعہ صفحہ ۶۰
مین جو اعتراض اس قاعدہ مسلمہ سلف پر کیا ہی اور یہ لکہا ہی (تمر اور پانی دونونکا نبیذ بنایا باوی بعد
کف دینی کی جو ہیئت حاصل ہوئی حرام ہوگیا) جواب اوسکا یہ ہی کہ جبتک محض تمر اور پانی تہا اوسوقت
تک مباح تہا اب طول مدت اور تاثیر زمان سے ایک شی ثالث حادث ہوئی جو نشہ آوری کا سبب ہوگیا
پس موجب حرمت یہ شی ثالث مذموم شرعی ہی نہ وہ اشیاء مباح ورنہ تعلیل مولف براہین کی موافق
تو اجتماع مباحات سی قطع نظر ایک چیز منفرد بہی حرام ہوجائیگی اسلئی کہ شیرہ انگور بعد سکر خود شراب بنجاتا ہے
تو چاہئی منفرد چیز کو بہی حرام کہا جاوی اور یہہ صحیح نہین احکام شرعیہ مین تامل درکار ہی بنا علیہ صحیح وہی ہے کہ
اگر اجتماع مباحات مین کوئی محظور شرعی لازم نہ آتا ہو وہ درست اور مباح ہی اسسے وہ دوسری دو اعتراض
مخالفین کی بہی رد ہوگئی جو کہتی تہی کہ قرآن دیکہہ کر پڑہنا سنت تہا اور نماز سنت ہی مجموعہ ملکر مشابہ
باہل کتاب ہوگیا اور رکوع مشروع اور قرآن مشروع جمع دونون کا مکروہ ہوا جواب اوسکا یہ ہے کہ صورت
اول مین محظور شرعی یہ لازم آیا کہ تشبہ اہل کتاب سی ہوا اور صورت ثانیہ مین یہ کہ حدیث شریف کی مخالف
یہ فعل ہوگیا جو فرمایا ہی الا انی نہیت ان اقرء القران راکعا او ساجدا ذکر مولد شریف مین امور مذکورہ بالا
شریک ہونی مین نہ تشبہ اہل کتاب سی ہی جیسا کہ لمعہ ثالثہ مین اوسکا ابطال بخوبی ہوچکا اور نہ کوئی نہی

بیشک جایز ہی اور
مباح ہی اور بیشک
جایز ہی اور مباح
اور جایز ہی اور
مباح نہین
مباح ہی اور
حرام ہوجاتا ہی جب
اوس مجموعہ مین
اوسکی منضم غیری
پیدا ہوجاتی ہی
جلد اول مین
ہوا
اگاہ رہو
کرین اور
ہون اور
کرنا اور
ہون
ہوا
ہوا
ہوا

شرعی انضمام مباحات مین وارد ہی بنا رعلیہ مجلس مع انضمام اُمور مباحہ و مستحسنہ مروجہ درست اور مستحسن ہی

**دوسری تقریر اُمور مذکورہ کی جواز پر یہ ہے** کہ فرمایا حق سبحانہ تعالی نی سورہ اعراف کی چوبیسوین رکوع مین قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق یعنی تو کہدای محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسنے حرام کردیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی ہی اپنی بندونکی واسطے اور ستھری چیزین کہانے کی اول یہ بات سمجھنی چاہئی کہ آیات کا نزول خواہ کسی موقع مین ہوا ہو لیکن حکم اونکا مفید بہ شان نزول نہین ہوتا بلکہ جہانتک لالت الفاظ جاری ہوتی ہی وہان تک حکم جاری کیا جاتا ہی یہ علماء اصول قرار دی چکی ہین چنانچہ توضیح وغیرہ مین مندرج ہے العبرۃ بعموم الالفاظ لا بخصوص السبب یہ بات ہماری کل آیات استدلالات مین یاد رکھنا چاہئی پس یہ آیہ کریمہ گو موقع خاص مین نازل ہوئی لیکن جمیع مفسرین و اصولیین و فقہا اس آیہ کو عام لیتے ہین جسکی نظر در مختار اور تفسیر بیضاوی و رازی وغیرہ پر ہوگی اوس سے یہ بات مخفی نہین کہ زرد رنگ پہنانا اور محفل کا سجانا اور عطریات سی لباس لبسانا جو کی اور بنرا اور مسند لگانا یہ سب زینت اللہ مین داخل ہے اور جو کچھ حاضرین کو کہلایا جائیگا یا ان الایچی چای کہجور شیرینی یا کہانا اوسکو لفظ طیبات من الرزق شامل ہے علامہ بیضاوی نی آیہ مذکورہ کی تفسیر مین لکہای فیہ دلیل ان الاصل فی المطاعم والمکاسب والمناکح والمنافع الاباحۃ بنا رعلیہ یہ سب چیزین ازروی قواعد اصول و حسب تصریح مفسرین فحول جایز اور مباح ہوئین منع کرنیوالا انکا خطر عظیم مین ہی حق تعالی نی فرمایا ہے یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین چاہئی کہ ما نعین اندیشہ کرین اس سے کہ وہ معتدین مین شامل نہو جائین جنکو اللہ تعالی نہین چاہتا **تیسری تقریر جمیع اُمور مجلس میلاد کی لئی یہ ہی کہ** دلیل پکڑنی چاہئی اس آیہ کریمہ سے جو سورۂ یونس کی چھٹی رکوع مین ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ہو خیر مما یجمعون بارہ برس گذری یہ خیف اس آیہ کو اپنی کتاب بہار جنت مین درج کر چکا ہے لیکن عام آدمیونکو جب تک تشریح نہ سمجہایا جای اصل مدعا کو نہین پہنچتے بنا رعلیہ اب اوسکی تفسیر کرتا ہون واضح ہو کہ حق سبحانہ اس آیہ ہدایت پیرایہ مین حکم دیتا ہی اہل ایمان کو کہ وہ اللہ ہی کی فضل اور اللہ ہی کی رحمت سے فرحت اور سرور کرین امام رازی اور بیضاوی رحمۃ اللہ علیہما فرماتی ہین کہان ایک فضل فلیفرحوا محذوف ہی اور ایک

---

۱۱ یعنی باعتبار عام ہونی لفظ کا ہوتا ہے نہ بسبب خاص کا ۱۲

۱۲ یہین دلیل ہے اسبات پر کہ سب کہانا ون اور پیرون اور طرح طرح کی آرایشون مین اصل حکم یہ ہے کہ مباح ہے ۱۲

۱۳ اگی ایمان والو مت حرام ٹہراؤ ستھری چیزین جو اللہ نے تمکو حلال کین اور حد سے مت بڑہو اللہ صد نہین چاہتا زیادتی والون کو ۱۲

۱۲

۱۲

مذکور یعنی اہل ایمان کو چاہیئے اللہ کی فضل و رحمت پر خوشی کریں پھر فرمایا دوبارہ کہ چاہیئے اسی پر خوشی کریں
اور تکریر امر تاکید کی لئی ہی اور لفظ فبذلک مفید حصر ہے یعنی واجب ہے انسان پر کہ فرحت خاص اللہ ہی کی
فضل و رحمت پر کرے کیونکہ جو لذات جسمانی و نفسانی اور نعم دنیاوی ہین یہ سب فانی ہین یہ چیزین قابل فرحت و
سرور نہین اور فضل و رحمت خداوندی کو فرمایا ہو خیر مما یجمعون یعنی وہ بہتر ہی اون سب لذات و نعمہا فانیہ
سی جو دنیا مین جمع کرتی اور سمیٹتی ہین اس آیہ کریمہ سی ثابت ہوا فرحت و سرور کرنا ساتھ فضل و رحمت خداوندی
کی اور شک نہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی رحمت اور فضل ہین علامہ اوردی نی آیہ لولا فضل اللہ علیکم
ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا کی تفسیر مین نقل کیا ہی کہ فضل اللہ رسول خدا ہین صلی اللہ علیہ وسلم اور رحمت
بھی وہی ہین ذکر کیا اسکو زرقانی شارح مواہب نے اور تفسیر روح البیان مین سورہ نساء تحت آیہ مذکورہ لکھا ہے

فی الحقیقۃ کان النبی علیہ السلام فضل اللہ و رحمتہ یدل علیہ قولہ تعالی ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم
تیلوا الی قولہ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و قولہ تعالی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اسید اسطی کتب احادیث
و سیر مین منجملہ اسماء مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضل اللہ اور رحمت للعالمین و رحمۃ مہداۃ و رحمۃ الامہ
و رسول الرحمہ بھی شمار کئی ہین جیساکہ زرقانی اور قسطلانی وغیرہ محدثین نی لکھا ہی پس ثابت ہوا فرحت و سرور
کرنا آپکی وجود باجود کا اور جب فرحت کرنا ثابت ہو گیا تو فرحت کی جسقدر اسباب مباح ہین وہ سب ثابت
ہو گئی کہ اذا ثبت الشی ثبت بلوازمہ قاعدہ مسلمہ ہے پس اجتماع اخوان و تزئین مکان اور شیرینی کی خوان
و جمیع مباحات مروجہ زمان حتی کہ وقت ذکر ولادت شریف جوش فرحت و سرور مین کھڑا ہو جانا اور شکر الہی
بجا لانا فضل و رحمت مہداۃ کی بابت بالمناسب منطوق فلیفرحوا سی ثابت ہو گیا اور آیہ واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ
تعبدون سی بھی یہ امور ثابت ہو سکتی ہین اسلئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی نعمت ہین اور شکر ادا
ہوتا ہی طرح طرح کی افعال و اعمال سے مثل قرات آیات و تلاوت احادیث معجزات و درود و سلام و
اطعام طعام وغیرہ اور لمعہ خامسہ مین ہے تقریر امور ملحقہ آئیگی اور اگر ما نعین اسطرح کی نظیر اور مثل طلب
کرتی ہین کہ ایسا جلسہ مسنونہ بتاؤ جسمین چند سنتین مثل جلسہ مولد شریف کی مجتمع ہون تو اوسکی بھی نظیر شرع
مین موجود ہی مثلا شادی غمروسی کہ اوسمین اجتماع ہی مومنین کا اور ذکر اللہ بھی اوسمین ہی اسلئی کہ خطبہ نکاح کا

ف گر نعمت ہا فضل اللہ سبحانہ تعالی اور اوسکی رحمت تو تمہیں شیطان سے پیچھے جاتے مگر تھوڑے ۱۲ ۱۲

جو سنت ہی جلسہ نکاح مین پڑہا جاتا ہی بعد ازان خرما وغیرہ تقسیم کر دیا جاتا ہی یا حاضرین کے ہاتھون بہیجا جاتا ہے
فتاوی عالمگیری مین ہی لاباس بنثر السکر والدراہم فی الضیافۃ وعقد النکاح اور مولوی اسمٰعیل صاحب مسائل
اربعین مین لکہا ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا مین لوگون کو جمع کر کے خطبہ
پڑہا ایجاب و قبول کیا ہمواے اور نیز جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت اُم حبیبہ سے نجاشی بادشاہ
حبشہ نے اپنی ملک حبش مین کیا تو حضرت جعفر اور جمع مہاجرین کو جمع کر کے خطبہ پڑہا ایجاب و قبول کیا بعد ازان
سبکو کہا کہ ابہی بیٹہے رہو یہ سنت پیغمبرون کی ہی کہ بعد نکاح کی کچہہ کہانا کہاوین تب کہانا منگا کر سب کو کہلایا
یہہ بہی مسایل اربعین مین ہے اب دیکہئے اگر نکاح مین عقد نکاح کا سرد رہے یہان یعنی مجلس میلاد شریف مین اس سے
کہین زیادہ بڑی نعمت یعنی وجود باعث ایجاد عالم کا سرور ہے وہان خطبہ مین توحید اور اقرار رسالت ہے یہان بہی
وہ مضمون بہ تفصیل و شرح موجود وہان تقسیم شیرینی و خرما و اطعام طعام ہی یہان بہی علی ہذا القیاس یہ باتین موجود
ہین اور اگر سال بسال دائمی ہونکی مشابہت مطلوب ہے تو محدثین صوم عاشورا کی نظیر دی چکی ہین کہ موسی
علیہ السلام کی نجات کا شکریہ سال بسال کب سے چلا آتا ہی غرض کہ میلاد شریف کی اصل بہی شرع مین موجود
اور نظیر اور مثل بہی بنا علیہ موافق قول مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ محفل بدعت نہین اب ایک اور تقریر سے
ثابت کرتی ہین کہ یہہ محفل سنت ہی مولوی اسمٰعیل صاحب تذکیر الاخوان مین مجتہدون کی نکالی چیز کو سنت
مین داخل کرتی ہین اور مجلس میلاد اگرچہ بدین ہیئت مجموعی کسی مجتہد مطلق نے خود ایجاد نہین فرمائی لیکن
مجتہدان مطلق نے ایسی عمدہ قاعدی کلیہ ایجاد کئی کہ یہ مجلس ان قاعدون مین داخل ہو گئی مثلاً حضرت امام مالک
حدیث کی تعظیم اسطرح کرتی تہی کہ اول غسل کرتی تہی پہر فرش ہوتا جو کی دہندپچھتی عود و لوبان وغیرہ بجو
خوشبو سلگتی پہر منبر پر بیٹہہ کر کمال تعظیم سی بیان فرماتی لوگون نے پوچہا یہ اہتمام کیون کرتی ہو فرمایا تعظیم کرتا
حدیث رسول اللہ کی تب کسینے اعتراض نکیا اور چپ ہو گئی امام مالک خیر القرون تبع تابعین مین تہی اونکی
تہی اونکی فعل سی یہ آداب ثابت ہوی پہر جسنے اوپر اعتراض کیا وہ انکی دلیل معقول سنکر چپ ہوا کہ واقعی
حدیث رسول اللہ کی تعظیم ہے پس دوسرونکا سکوت کرنا بعد اعتراض کی یہ بہی قول امام مالک کو موید ہو گیا علی
بریلی وسوقت سی آج تک جمیع کتب حنفیہ مالکیہ شافعیہ مین یہ دستور العمل مکتوب ہو گیا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ل
۲ ۱۲ صفائح
یہان شرکت کیا
۱۲ دوسرون نے
مین اور مجلس
نکاح مین ۱۲
۱۲

کی لئی مکان عالی پر بیٹھنا خوشبو لگانا تعظیم مد نظر کہنا مستحب ہے مدارج النبوۃ اور مواہب اور شرح مواہب وغیرہ سی یہ
بات ظاہر ہے اور معلوم ہی سب کو یہ بات کہ محفل مولد شریف مین احادیث و معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ذکر ہے اوسمین اس قسم کے آداب کئی جاتی ہین پس یہان تک تو محفل مولد شریف فس خیر القرون مین داخل اور سنت مین
شامل ہی باقی رہا درود و سلام وقت کھڑی ہوکر پڑھنا تعظیماً اسکی اصل بھی مجتہدون سی ثابت ہے
یعنی احمد بن حنبل کی استاد یحیی بن سعید مینارہ مسجد سی پشت لگاکر بیان کرنا شروع کرتی تھی اور بڑی بڑے
عالم مجتہد محدث مثل علی ابن مدینی اور ابن خالد اور امام احمد وغیرہ کھڑی رہتی تھی اور تحقیق کرتی حدیثون اور
کوئی اونکی ہیبت اور جلال سی بیٹھ نہ سکتا تھا یہ حال فتاوی برزہ مین موجود ہی ان محدثون اور مجتہدون کے
فعل سی ثابت ہوگیا اگر کوئی شخص ذکر الرسول کھڑا ہوکر کرے صحیح ہی اور حضرت حسان منبر پر کھڑی ہوکر اشعار
پڑھا کرتی تھی اور فخر بیان کرتی تھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لیکن قاری اور سامعین اول سی آخر تک کھڑا رہنے
مین مشقت سمجھ کر کہ ہر کسیکو کھڑا رہنا دشوار ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا پس اوسیقدر مین کھڑی
ہوجاتی ہین جسمین اصل ولادت شریف کا ذکر ہوتا ہی کہ یہ جلسہ اوسکی فرحت و سرور کا ہی الحاصل امور مندرجہ
مجلس میلاد کا ثبوت مجتہدین مطلق کی قواعد و اعمال سی ہوگیا اور جسوقت ملک ابو سعید مظفر فی محفل مولد کا
سامان کیا اور مفتیان دین مین اس مسئلہ کا ۶۰۴ھ مین اعلان کیا اوسوقت اگرچہ کوئی مجتہد مطلق موجود نہ
تھا لیکن مجتہدین کی چند طبقہ ہین اونمین ہی ایک مجتہدین فی المسایل ہوتی ہین کہ قوت نظر یا اونکی قوی
ہوتی ہی اور اپنی امام کی اصل پر نظر کرکی مسایل غیر منصوصہ مین بنظر اجتہادی حکم دیتی ہین اس قسم کی
مجتہد شافعی و مالکی وغیرہ موجود تھی تواریخ سی ثابت ہی کہ اوسوقت جمع علمار فی محفل مولد شریف کو مع امور
مروجہ الطعام طعام و تعین یوم میلاد وغیرہ جایز رکھا پس ان خصوصیات کی سند بھی مجتہدین تک پہنچ گئی
اور مولوی اسمعیل صاحب نے مجتہد مطلق اور مجتہد فی الشرع کی قید تو لگائی نہین کیونکہ اونکی غرض یہ ہی کہ کوئی
فعل ایسا نہو کہ عوام یا علمار کم مایہ اوسکو پسند کرلین بلکہ وہ ایسی مجتہد ہون کہ اونکو قوت نظریہ لایق اصل
و نظر پہچانی کی ہو دی اور مولوی اسمعیل صاحب نے تذکیر الاخوان کی باب تقلید مین یہ بھی بیان کیا ہی
کہ اگر اکثر عالم دیندار متقی اس مسئلہ کو قبول کرلین تو البتہ وہ بھی معتبر ہے انتہی دیکھئی یہان اجتہاد کی بھی قید

ندار دہی اب ہم کہتی ہین کہ اس محفل کو اکثر علماء دیندار متقیون نے معتبر رکھا ہی اور استحباب کا فتوی دیا ہی
اور ابو سعید مظفر کی عہد مین علما بڑی عالی درجہ صحیح النظر جامع فروع و اصول تھی قوت اخذ مسائل غیر منصوصہ
اپنی عقل اور ادراک مین رکھتی تھی علاوہ بریں امام شافعی کی قاعدہ مین جو کہ مجتہد فی الشرع تھی محفل مع جمیع
خصوصیات و تعینات مروجہ اہل اسلام داخل ہی وہ قاعدہ یہ ہی کہ امام شافعی سی بیہقی نی یہہ روایت کیا ہی
کہ نئی بات اگر ایسی ایجاد ہو کہ قرآن اور حدیث اور اجماع کی حکمون کو نہ مٹاتی اور نہ رد کرتی ہو وہ بدعت
حسنہ اور محمود ہی اوسکو برا نہ کہنا چاہیئی پس محفل میلاد اس مجتہد کی قول مین داخل ہو گئی کیونکہ یہ کسی حکم
قرآن و حدیث و اجماع کو رد نہین کرتی اور اگر رد کرتی ہی بیان کرد من ادعی فعلیہ البیان الحاصل ہر نہج سی اسکی
اسناد مجتہدین تک پہنچتی ہی خواہ تصریحاً خواہ استنباطاً پس یہ محفل سنت مین داخل ہی اور بدعت نہین ہو افق
قاعدہ مقررہ مولوی اسمعیل صاحب کے **سوال** تم ساکنان ہندوستان حنفی المذہب ہو امام مالک اور
شافعی سی کیون استدلال کرتی ہو **جواب** ہو مسئلہ ہمارے امام سی تصریحاً بیان نہوا اور دوسرے امامون نے
اوسکو تصریح کیا ہو اور وہ ہماری قواعد کی مخالف نہو پس تسلیم کیا جاتا ہی وہ ہماری مذہب حنفیہ مین اسکی
نظیر مین ناظر کتب فقہ کو ملجاوینگی بالفعل ایک مثال لکھتا ہون درمختار مین ہی واما تقبیل الخنصر فجوزہ الشافعیۃ
انہ بدعۃ مباحۃ وقیل حسنۃ یعنی کہا صاحب درمختار نی کہ روٹی کو چومنا یعنی بوسہ دینا جایز رکھا ہے
شافعیون نی کہ یہہ بدعت مباح یا مستحب ہے یہ مذہب شافعیون کا لکھ کر صاحب درمختار جو مذہب کا حنفی ہے
لکھتا ہی کہ قواعدنا لا تاباہ یعنی ہم حنفیون کی قاعدے کچھہ اس سی مخالفت نہین رکھتی پس ثابت ہوا کہ غیر
امامون کی مذہب مین جو بات ایسی ہو کہ ہماری مذہب مین اوسکا ذکر نہو اور ہماری مخالف بھی نہو اوسکا
لیلینا درست ہی چنانچہ تقسیم بدعت حسنہ اور سیئہ کی ہماری کتب فقہ شامی وغیرہ مین برابر مثل مذہب امام
شافعی کی مندرج ہی اور اسیطرح قرأۃ حدیث مین لوبان وغیرہ سلگانا خوشبو لگانا اونچی جگہہ پر بیٹھنا باقتدا
امام مالک کتب حنفیہ مین موجود ہی **لمعہ خامسہ** اعتراض کرتی ہین کہ اگر یہہ محفل کبھی کبھی کرنی جائز
بھی ہو تو خیر لیکن خاص ربیع الاول کی بارہوین تاریخ مین کرنا سکا اور وہ بھی ہر سال دائما کرین اسکی
تو کوئی دلیل نہین ہی **جواب** محفل مولد شریف کی تخصیص اسطور پر کہ خاص بارہوین تاریخ ربیع الاول

کی ہو اور پھر جائز نہ ہو یہ کسی عالم اہل سنت نے تصریح نہیں فرمائی بلکہ اہل ایمان جب کہ سکینہ کریں عبارتیں متاخرین
متقدمین کی صریح موجود ہیں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مورد الروی میں ہی ابن الحسن فی ایام الشہر کلہا ولیالیہ
اسکی بعد ابن حجاعہ رحمہ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہی کان یقول لو تمکنت عملت بطول الشہر کل یوم مولداً اور
سیرت شامی میں علامہ ظہیر الدین ابن جعفر کا فتوی یہہی ہی بدعۃ حسنۃ اذا قصد فاعلہا جمع الصالحین
الصلوۃ علی النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم واطعام الطعام للفقراء والمساکین ہذا القدر ثاب علیہ بہذ الشرط
کل وقت اور اصل تحقیق اسمیں یہہ ہی کہ نصوص قرانی مطلق ہیں واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اور اسیطرح قل بفضل اللہ
وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا اور اسیطرح واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون پس شکریہ نعمت وجود باجود حضرت رحمت
العالمین کا ہم پر فرض ہوا اور اسیطرح فرحت کا ہی حکم ہوا کہ رحمت خداوندی پر فرحت وسرور کرو اور ظاہر ہے کہ
حق سبحانہ تعالی شانہ نی اس فرحت وسرور اور شکریہ کو موقت کسی وقت کی ساتھ نہیں فرمایا بنابر علیہ حضرت
کی ولادت کا فرحت وسرور دلی ہوا اسیواسطی جمیع اہل اسلام جمیع بلاد اسلامیہ میں شرقا وغربا بارہ مہینہ جب
کسی سے بن پڑتا ہی مولد شریف کرتی ہیں اور اسیطرح شکر ولادت نبی کریم علیہ التسلیم جمیع افراد عبادت میں
عام رہا اور یہہ بات علمای اصول سی مخفی نہیں کہ فرضیت امر الہی کسی فرد میں پائی جانیسی ادا ہو جاتی ہی خواہ
وہ کتنا ہی قلیل ہو لیکن قدر مفروض مشروع سی زیادہ کرنا تکمیل فرض کی لئی جہانتک بوجہ مشروع ہو سکی مستحب
اور مطلوب ہے شرعا جب یہہ بات معلوم ہو چکی تو ثابت ہو گیا یہہ کہ شکریہ وفرحت وسرور وجود نبی کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم دائمی ہی جب ہو سکی اور جس فرد میں ہو سکی عمل میں لائی خواہ اطعام طعام یا تقسیم غیرنی اہل ایمان میں
خواہ قرارت قرآن وتلاوت معجزات وانشاد ومدائح ومحامد ومناقب بہیئت ادب وتعظیم کری خواہ ان سب یا تونکو
جمع کردی پھر شہر ربیع الاول کی بارہوین تاریخ یہہ افعال واعمال بجالائی یا کسی اور تاریخ اور کسی مہینہ میں سب
جایز ہے اس تقریر سی مطلق کی سب فرد جائز رہی اگر کوئی یہ ذکر نعمت اللہ بالقید کری وہ بہی جایز ہے اور
جو مقید قیود آداب ومستحسنات سے کری جنکا ذکر لمعہ رابعہ میں گذر چکا وہ بہی جایز ہے اور یہہ بالبداہت معلوم ہے
کہ جسقدر مستحسنات ومستحبات شرعیہ محفل میں زیادہ ہونگی خیر وبرکت زیادہ ہوگی اسیوجہ سے اکثر آدمی اس ذکر
اقدس کو جہانتک ہو سکی تعظیم واحترام وزینت واہتمام سی کرتے ہیں کہ اجتماع افراد مستحسنات سے حسن معنوی کا

تضاعف اور زیب و زینت ظاہری ہی شان اسلام کا تجمل ظاہر ہو یہ نہین جو مانعین کہتی ہین کہ ان لوگون کی
نزدیک بغیر امور مروجہ محفل ذکر اقدس منعقد ہی حاشا و کلا جب جی چاہی خالی قیود سی بہی مدح و قصاید میلاد وغیرہ
پڑہتی ہین بنا علیہ اونپر کوئی غبار نہین ہان مانعین ایک اندیشہ عظیم مین ہین زیب و تجمل اور تقسیم شیرینی اور
اجتماع مومنین کو منع کرتی ہین گویا اونہون نی مطلق کو مقید کردیا کہ اس ہیئت تجمل کے ساتہ ہو سکتا نام شرع مین
نسخ ہی معاذ اللہ اور یہہ اعتراض کہ صحابہ نی اس تجمل و زینت کی ساتہ کیون نکیا جواب یہ ہی کہ اونکی
وقتون مین چند مصارف ایسی پیش تہی کہ صرف ہونا روپیہ کا اونمین قرین مصلحت تہا وہ اپنی زینت اور تکلف
طعام و لباس مین بہی نہ لگاتی جو کچہ پاتی اونہین مواقع مین اوٹہاتی لیکن پہر بہی اصل فرحت و سرور ذکر نبی مین ہمارے
شریک ہتی تجمل سی جلسہ گو نکیا اصل عمل تو اونمین پایا گیا فرحت و سرور و شکریہ مفروضا یک فرد قلیل مین بہی ادا
ہو سکتا ہی جیسا افراد کثیرہ مین ادا ہوتا ہی اور بہت صحیح طور پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمکو
پہنچ چکا ہی اپنی امت کو ارشاد فرمایا ہی قسم اوس ذات پاک کی جسکی قبضہ مین میری جان ہی میری صحابہ کی وہ
شان ہی کہ اگر تم احد پہاڑ کی برابر سونا خدا کی راہ مین لٹادوگی تب بہی اونکی تین پاؤ جو کی برابر ثواب نہ ملیگا
اور نہ ڈیڑہ پاؤ کی برابر یہہ حدیث صحیحین مین ہی اس صورت مین اہل اسلام بنظر تحقیق دیکہین کہ حضرت عباس
کا وہ قصیدہ در باب ذکر مولد خوشی خوشی حضوری حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم مین پڑہ دینا
اور حضرت حسان کا اشعار فخریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مواجہہ مین اکثر پڑہنا اس تمام ہیئت مجموعی کی
افراد کثیرہ کی خیر و برکت سی کہین زیادہ ہوگا جیسا ونکا ڈیڑہ پاؤ جو خرچ کیا ہوا ہماری پہاڑ کی برابر سونی سی
زیادہ ہوا تو یہ اعتراض لغو ہو گیا جو کہتی ہین کہ تم صحابہ سی بہی بڑہ گئی کہ اونہون نی یہ تجمل نکیا تم کرتی ہو وجہ لغو
ہونیکی یہہ کہ اونکا ایک ذکر فرحت اور سرور قلبی سے کرنا ہماری بہت سی سامان فرحت و سرور سے افضل ہی
از روی حدیث پہر ہم کہان بڑہ گئی اونسی ہان صحابہ اصل اس تذکرہ اور فرحت و سرور وجود باجود نبی صلی اللہ
علیہ وسلم مین ہماری شریک ہین بنا علیہ ہمارا سلسلہ اونسی ملا ہوا ہی جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ
علیہ دیباچہ اشتباہ مین فرماتی ہین باید دانست کہ یکی از نعم خدا تعالی بر امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ
والتسلیمات آنست کہ تا امروز سلسلہا ر ایشان تا حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و ثابت است

اگرچہ اوایل امت را با واخر امت در بعض امور اختلاف بودہ است پس صوفیہ صافیہ ارتباط ایشان در زمن
اول بصحبت و تعلیم و تادب باداب و تہذیب نفس بودہ است بہ بحر قرو بعت و در زمن الطائفہ جنید بغدادی
رسم خرقہ ظاہر شدہ و بعد ازان رسم بعیت پیدا گشت و ارتباط سلسلہ ہمہ این متحقق است و اختلاف صور ارتباط
ضرر نمیکند الی ان قال و علماء کرام ارتباط ایشان در زمن اول باستماع احادیث و حفظ آن در وعای
قلب بود و بعد ازان بتصنیف کتب و قرارۃ و مناولہ و اجازت آن پیدا شد و ارتباط سلسلہ ہمہ نوع
این امور صحیح است اختلاف صور را اثری نیست بنا علیہ اگر فرحت سرور را در مدح خوانی مین ہماری اور صحابہ
رضوان اللہ علیہم کی امین کچھ ہیئت کا اختلاف ہو تو ہرگز مضر نہین جب اصل امر ہم مین اور اونمین مشترک ہے
باقی رہی تحقیق تعین تاریخ سو مراد اون لوگون کی یہ تھین کہ بارہوین ربیع الاول سے غیر دنون مین
جایز نہین بلکہ اوسمین ایک قسم کی مناسبت سمجھہ کر اوسمین زیادہ تر یہ محفل پاک کرتی ہین اور دلیل شرعی
اوسپر بھی موجود ہی وہ یہ ہے کہ شرع شریف مین یہ مضمون پایا گیا ہی کہ جس روز کسی نعمت عظمی کا
ظہور ہو ہر سال اوسی روز خوشی کیا کرین قرآن شریف مین اس تعین یوم کی مثال یہ ہی کہ جب حواریون
نی عیسی علیہ السلام سی درخواست کی کہ آسمان ہی ہماری لئی خوان کھانیکا اوتری تب عیسی علی نبینا
وعلیہ السلام نی یہ فرمایا اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا کہا امام رازی نی تفسیر
کبیر مین کہ اسکی یہ معنی ہین یا اللہ اتار ایک خوان کھانیکا آسمان سی کہ ہو جاوی وہ ہماری پہلون اور پچھلون
کی لئی عید یعنی جمدن مین وہ مائدہ اوتری اوسکو ہم عید بنالین اور ہماری بعد جو پیدا ہوین وہ بھی
اوسکو عید بناوین اوسدن کی تعظیم جاری رہی پس اوترا وہ مائدہ ایتوار یعنی یکشنبہ کو اور بنالیا نصاری
نی اوسکو خوشی کا دن کہ اسمین خوشی کرتے ہین انتہی یعنی وہ لوگ اپنی عبادت گاہ مین جمع ہوتی ہین یکشنبہ کو
مثل جمعہ اہل اسلام کی اور اوس روز اپنی محکمون مین تعطیل کرتی ہین استراحت پاتی ہین دیکھیے قرآن شریف سے
اصل ثابت ہوئی کہ روز حصول نعمت کو ابدا عید بنالیا جاوی اور حدیث سی یہ سند ہے کہ ابن
حجر محدث نی مسلم اور بخاری کی حدیث سی نکالی ہی یعنی جسوقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف
لائے یہود کو دیکھا کہ عاشورا محرم کو روزہ رکھتی ہین آپ نی پوچھا کیون رکھتی ہو بولے یہ وہ دن ہے کہ

اسمین ڈبو دیا اللہ تعالی نی فرعون کو بچا لیا موسی علیہ السلام کو پس روزہ رکھا موسی نی شکرا فنحن نصومہ
شکرا للہ تعالی یعنی ہم اسدن کو روزہ واسطہ شکر گذاری اللہ تعالی کی رکھتی ہین حضرت نی یہ سنکر ارشاد
فرمایا تمہاری بہ نسبت ہمکو زیادہ مناسبت ہے موسی سی تب اپنے روزہ عاشورا رکھا اور صحابہ کو بہی حکم دیا
یہ حدیث صحیح ہے مسلم اور بخاری مین موجود ہی دیکھے کہ کب فرعون ڈوبا اور کب موسی علیہ السلام نی
نجات پائی اور جب سی اتنا بڑا شکریہ اور نعمت کا جاری ہی کہ جب روز عاشورا محرم کا آتا ہے ہر سال اہل
اسلام اوسکا شکریہ ادا کرتی ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا تو ایسی بڑی نعمت ہے کہ نزول
مائدہ عیسی اور نجات موسی علیہ السلام سی کہین فایق اور افضل اور اکمل ہے پس یہ دن جب ہر سال آوی
کیون اوسمین فرحت و سرور ظاہر نہ کیا جاوی اور شکر الہی کیون ادا نہ کیا جاوی جب روز معین کا
ہر سال ہر سال موجب عادہ شکر و سرور ہونا قرآن و حدیث سی ثابت ہو گیا تو روز میلاد رسول صلی اللہ
علیہ وسلم تو نہایت درجہ کو قابل اسکی ہی کہ اوسکو یوم سرور کیا جاوے علاوہ ان دلایل کی اور یہی حدیث
صحیح در باب تعین و قرار یابی یوم سرور بباعث ظہور نعمت علماء محققین نے مثل مفتی سعد اللہ صاحب وغیرہ نے
بیان فرمائی ہی اور یہ بات تو اس قسم کی ہی کہ ابو عبد اللہ بن الحاج جنکو یہ صاحب بناطر فدار شمار کرتی
ہین یعنی اونکو مانع عمل مولد شریف جانتی ہین اونہون نی اس تخصیص افضلیت ماہ ربیع الاول کو مسلم رکھا ہے
عبارت اونکی مدخل مین یہ ہی ہذا الشہر العظیم الذی تفضل اللہ تعالی وفضلنا فیہ بہذا النبی الکریم الذی من
اللہ تعالی علینا فیہ بسید الاولین والاخرین کان یجب ان یزاد فیہ
من العبادۃ وایخر شکرا للمولی علی ما اولانا بہ من ہذہ النعم العظیمۃ وقد اشار علیہ الصلوۃ والسلام الی فضیلۃ
ہذا الشہر العظیم بقولہ علیہ السلام للسایل الذی سالہ عن صوم یوم الاثنین فقال لہ علیہ السلام ذاک یوم
ولدت فیہ فلتشریف ہذا الیوم متضمن لتشریف ہذا الشہر یعنی یہ مہینا ربیع الاول کا بزرگ ہی اللہ نی اسمین ہمپر احسان کیا کہ
ایسا سید الاولین و الآخرین پیدا کیا جب یہ مہینہ آیا کری ہمکو چاہیئی کہ بطور شکریہ بہت زیادہ اسمین نیکیان کیا کرین
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی بہی اوسکی بزرگی کیطرف اشارہ کر دیا کیونکہ آپ روزہ پیر کا رکہا کرتی ہتی جب کسینی پوچہا
کیون رکہتی ہو آپنے فرمایا مین اس روز پیدا ہوا ہون پس اس سی ثابت ہو گیا کہ جب پیر کا دن بباعث پیدا ہونے

آپکی شرف اور مکرم ہوگیا کل دنون کی نسبت پس لا بد وہ مہینا بہی مکرم اور معظم ٹہرا کل مہینون مین یہ معنی ہین کلام ابن حاج کی اور ایک اعتراض دوسرا جو وارد ہوتا تہا کہ یہ مہینا اگر افضل تہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی خود کیون اسمین اظہار شکیہ یہ غیرہ کا نکیا اسبات کا جواب بہی انہی حضرت ابن حاج نی مدخل مین دیا وہ انکا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یزد فیہ علی غیرہ من الشہور شیأ من العبادات و ماذلک الا لرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم باستہ و رفقہا بہم لانہ علیہ السلام کان یترک العمل خشیتہ ان یفرض علی امتہ یہ عبارت پہلی عبارت سے ملی ہوئی ہی یعنی ہمکو واجب ہے ربیع الاول مین زیادہ کرنا نیک کامونکا اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی خود کوئی بات زیادہ اس مہینہ مین نہین فرمائی یا سواسطے تہا کہ آپ بعض کام چہوڑدیا کرتی تہی کہ میری سبب سے اُمت پر یہہ کام فرض ہوجاوی پس انکی محقق مسلم البثوت کا کلام اعتراض مختصص ربیع الاول کی دفعہ مین کافی ووافی ہے والحمد للہ علی ذالک **دوسری دلیل** اس عمل کی علی الدوام یعنی ہر سال کرنیکی یہ ہی کہ حدیث صحیح مین آیا گیا ہی احب الاعمال الی اللہ دومہا وان قل یعنی اللہ کو بہت پیارا وہ عمل ہی جو سدا کو ہووی اگرچہ تہوڑا ہو پس جو شخص سال بہر مین ایک دفعہ محفل کریگا تو ظاہر ہی کہ تین سو ساٹہ دن مین ایک دن یا دو دن اس عمل پاک کی حصہ مین آئی پس یہ قلیل ہی جب قلیل ہوا تو اب سکو دائمی ہی نکرین تو کیا اللہ تعالی کو پیارا ہوگا بنا رعایتہ طالب حسنات کو لازم ہوا کہ یہ عمل ہر سال کیا کری **تیسری دلیل** کی دوام کی یہ ہے کہ اللہ تعالی نی سورہ حدید مین ارشاد فرمایا ہی ورہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوہا حق رعایتہا یہ آیت جسطرح بدعت حسنہ کی جواز کی دلیل ہی اسیطرح اسپر بہی دلیل ہے کہ اگر کوئی کام نیک اپنی طرف سے ایجاد کری تو اوسکا نباہ اور حق ادا کرنا بہی مناسب ہے تفصیل اسکی یہ کہ جب بنی اسرائیل نی خاص اللہ تعالی کی خوشامندی اور اپنی نفس کشی کیواسطے اپنی طرف سے یہ ایجاد کیا کہ پہاڑون اور جنگلون مین اکیلی جا بیٹہتے موٹی کپڑی پہنتے اور شادی نکرتی لیکن انجام کار پوری حق گذاری ادا نہوئی تب اللہ تعالی نی اونکو فرمایا کہ اونہون نی بدعتین ہماری خوشامندی کی لئی ایجاد کیین اور ہمنی حکم نہین دیا تہا اونکا پہر اونکو نہ نباہنا جسطرح چاہئی نباہنا دیکہئی اسمین یہ بات تو دلیل پیدا ہوئی کہ بعضے بدعتین اللہ تعالی کی رضامندی کے لیے ہی ہوتی ہین دوسری یہ کہ اگر ایسی بدعت نکالی تو پورا پورا طرح نباہ کری کیونکہ اللہ تعالی نی بنی اسرائیل کو اسبات پر ملامت نفرمائی کہ کیون اونہون نے یہ بدعتین ایجاد کین بلکہ اسبات پر ملامت فرمائی کہ اونہون نے نباہنے کا حق نباہنے کا جب

یہہ مضمون قرآن سے ثابت ہوگیا تو معلوم کرنا چاہیئے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح تین رات پڑہکر
چہوڑدی تھی نہ اوسمین یہہ بیان ہوا تھا کہ اول شب مین اونکو پڑہنا چاہیئے یا آخر شب مین اور تمام رمضان
کی راتون مین پڑہنا چاہیئے یا کسی رات مین پڑہ لینا کافی ہے اور نہ مقدار قرأت کا بیان ہوا تھا کہ ختم قرآن ہو
یا نہو اور نہ یہہ بیان کہ اپنی گھر مین پڑہین یا مسجد مین اور نہ کچھ اوسکی لئے اہتمام و انتظام جماعت کا ارشاد ہوا تھا
اور اسیطرح حضرت ابوبکر کی دورہ مین بھی رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسمین اہتمام زیادہ کیا اور حکم
دیا تمیم داری کو کہ عورتون کو تراویح پڑہاوی اور ابی بن کعب کو حکم دیا کہ مردون کو نماز تراویح پڑہاوین
اور مردون کو مسجد مین جماعت تراویح کا حکم دیا اور پہلی صحابہ اپنی اپنی گھر مین بلا جماعت پڑہتی تھی اور
حضرت عمر نے مسجد مین قندیل روشن کیے اور حجۃ اللہ البالغہ مین ہی کہ یہہ بھی حکم دیا کہ بعد عشا کی شروع
رات مین پڑہا کرو یعنی بطور تہجد پچھلی رات کو مت پڑہو غرض کہ جب حضرت عمرؓ نے اوس نماز کو کہ حضرت نے
کچھ پڑہکر چہوڑدی تہی جاری فرمائی اور بعضی خصوصیات و تعینات بھی نہ فرمائین تب بباعث عارض
ہونی ہیئت کذائی جدید کی آپنے بزبان خود اوسکو بدعت فرمایا لیکن تعریف کی ساتہ فرمایا کہ نعمت
البدعۃ یعنی یہہ اچھی بدعت ہی اوسوقت صحابہ مین یہہ ٹہرا کہ دیکھو اس نماز کو تمنی اہتمام اور جماعت اور
قیود کی ساتھ خود ایجاد کیا ہی اب اسکو ترک مت کیجو اور خوب مداومت کی ساتہ پڑہیو ایسا مت کیجو
جیسا بنی اسرائیل نی کچھ باتین ایجاد کرکی پھر اوسپر پوری عامل نہوی اونکو اللہ تعالی نی عتاب کیا ما رعوہا
حق رعایتہا کہ انہون نی نہ بنا ہا حق بنا ہی کا یہہ قصہ کشف الغمہ مین اور تفسیر روح البیان کی سورہ حدید مین
مذکور ہی و کان ابو امامۃ الباھلی رضی اللہ تعالی عنہ یقول انکم تتمون قیام رمضان و لم یکتب علیکم فذوموا علی
ما فعلتم و لا تترکوہ فان اللہ عاتب بنی اسرائیل فی قولہ ورہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ
فما رعوہا حق رعایتہا انتہی جب معنی آیۃ کریمہ کی اور استدلال صحابہ کا اس آیۃ سی در باب جواز احداث
بدعت حسنہ اور تاکید مداومت اوسکی سُن چکے تو اب مسئلہ میلاد شریف کا حال سنو کہ حضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نی ماہ ربیع الاول مین کوئی عمل مقرر نہین فرمایا تہا ابن حاج رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکا عذر بیان کیا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرتی تہی کہ مبادا میرے کرنے سی امت پر فرض ہوجاوی لیکن اشارہ

حضرت ابی امامہ باہلی فرماتی ہی کہ تمنے خود اپنے ذمہ لگایا ہے تراویح مین کو حال یہہ کہ تراویح کی طرف سے ذرا التفات نہین کی تہی اب دیکہو اپنی لیکے کیسا پہنسا ہوا ہو اور جو چہوڑدیا کیونکر اللہ تعالی نی عتاب کیا ہو بنی اسرائیل پر اپنے کو اللہ کے بندے ہوئے ہو یہہ آیت ہے یہہ ہیا یہہ اتبعوہا الی آخرہ ۱۲ ۱۲

اوسکی فضیلت کا کر دیا کہ مین پیر کے دن اسلئے روزہ رکھتا ہون کہ اسمین مین پیدا ہوا ہون یعنی اسمین امت کو اشارہ نکل آیا کہ جب ہفتہ کی سات دنون مین یہ ایک دن محل عبادت شکریہ ہوگیا بباعث وقوع ولادت کے بس برس دن کی بارہ مہینون مین ایک مہینہ بھی بلاشک محل عبادت شکریہ ہوگا جسمین میلاد شریف ہوا اس بنا اور اصل پر اہل اسلام نی اس مہینہ مین مجلس شکریہ جو مشتمل چند عبادات بدنی ومالی ہے ایجاد کی اور اکابر علماء مجتہدین ورفقہا جنکا نام ہم خاتمہ مین شمار کرینگی اوسکی بانی اور مجوز اور ثناخوان ہوی اور اولیاء اللہ جو اہل کشف تھی اونہون نے مکاشفات اور منامات مین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سی راضی پایا غرضکہ علماء طریقت اور شریعت کے اتفاق سی یہ عمل مستحسن ٹھہرا پس صادق آیا اسپر وہی مضمون آیہ کریمہ ما بدءوا کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ اور مطابق ہوا اسپر قصہ صحابہ کا در باب تراویح پس اگر ہم اس عمل پاک پر مداومت نکرین اور ہر سال بطور اور اوعینہ ادا نکرین تو ہم کو بھی وہی اندیشہ ہوگا جو ابو امامہ باہلی کو ہوا جسکی سبب اونہون نے فرمایا دعوا ما فعلتم ولا تترکوہ اور طیبی کا یہ قول من امر علی مندوب وجعل عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان اسکی معنی یہ ہین کہ جو آدمی امر مستحب کو واجب اعتقاد کر کی ترک نکری اوسمین دخل ہی شیطان کا علامہ طیبی نی یہ بات قول عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سی پیدا کی ہی کہ اونہون نی فرمایا نکری کوئی تم مین سے اپنی نماز مین حصہ شیطان کا کہ اعتقاد کری نماز مین یہہ بھی واجب ہے کہ بعد سلام پھیرنی کی نہ پھری وہ مگر دہنی ہاتھہ کی طرفسی اسواسطے کہ مینی دیکھا ہی بہت دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سلام پھیر کر پھر جاتی تھی اپنی بائین طرف سی انتہی اب ہم سی تحقیق اسکی سنہ نماز کی بعد دہنی طرف پھر جانی سے جو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نی منع فرمایا اوسمین دو باتین خلاف شرع تہین ایک تو یہ کہ داہنی طرف سی پھرنا سنت ہی پھر اگر کوئی اسکو واجب اعتقاد کریگا تو ظاہر ہے کہ وہ بدل دیگا حکم شرع کو دیکھو تمھاری علام مسلم الثبوت مولوی قطب الدین خان صاحب اس حدیث کی تحقیق مین لکھتی ہین سنت مین اعتقاد واجب ہونیکا نکری انتہی کلام دوسری یہ کہ جب عبداللہ ابن مسعود نی فرمایا کہ مینی بہت دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائین طرف سی پھرتے دیکھا ہے اس سی معلوم ہوا کہ بائین طرف سی پھر جانا بھی سنت ہی حالانکہ جو شخص داہنی طرف سے پھر جانا واجب اعتقاد کریگا اوسکی نزدیک

بائین طرف سی پہنا موافق قانون شرع کی مکروہ تحریمہ ٹہریگا کیونکہ واجب کا ترک عمداً مکروہ تحریمہ ہوتا ہی پس اوسکی
اعتقاد کی موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل یعنی بائین طرف سی پہنا جو کہ سُنت تہا وہ مکروہ تحریمہ ٹہریگا تہا
ان دو قباحتون پر صحابی موصوف نی منع فرمایا کہ تم ایسی اعتقاد کرکی شیطان کا حصہ یعنی گمراہی اپنی دین مین
پیدا مت کرو اس حدیث کی موافق طیبی نی یہ فرمایا کہ من امر علی مندوب الی آخرہ پس جو معنی اثر صحابی کی ہین
کہ سُنت کو واجب اعتقاد نکری یہ ہی معنی کلام طیبی کی ہوی اور اگر کوئی شخص مستحب کو مستحب جانکر مداومت کرتی
اوسکی بُرائی کلام طیبی سے ثابت نہین ہوتی اور کسطرح ہووی جب خود حدیث شریف مین عمل کا دوام محبوب
ثابت ہوچکا اور مولوی قطب الدین خان اس حدیث کی شرح مین لکہتی ہین کہ بسبب اس حدیث کی بُرا جانتے
ہین اہل تصوف ترک اوراد کو جیسا بُرا جانتی ہین ترک فرایض کو انتہی ہم کہتی ہین پس اسیطرح اہل مولد طیبہ
معمولی مولد کو ترک کرنا اچہا نہین جانتی **اعتراضات براہین قاطعہ گنگوہی معہ جواب**

(۱) یکشنبہ کا عید ہونا اور نیز صوم عاشورا بحکم الٰہی تہا **جواب** اگر بحکم الٰہی ہوتا تو ہم اوسپر قیاس
یہی نکرتی جب وہ بحکم الٰہی ہوا تو خوب صحیح ہوگیا یہ استنباط کہ حصول نعمت کا شکریہ اور سرور ہر سال ابدا گرنا بحکم الٰہی
ہے بنا رعلیہ ان افراد سابقہ کو نظیر قرار دیکر وہی حکم نعمت وجود بنی کریم علیہ التسلیم مین جاری کیا (۲) روز یکشنبہ
کا عید ہونا منسوخ ہوچکا اور شریعت عیسی علیہ السلام منسوخ ہوچکی **جواب** کچہہ حرج نہین اگر اونکی لی وہ دن
کہ جسمین مائدہ نازل ہوا تہا عید ٹہرا تو ہماری لی جس رات کو مادۂ وجود بنی کریم علیہ التسلیم شکم جناب آمنہ مین
نزول فرما ہوا اوسکی صبح یعنی جمعہ کا دن عید ٹہرایا گیا اور صحیح تر یہی ہی کہ استقرار دُرّہ نور محمدیہ صدف رحم آمنہ
زہریہ مین شب جمعہ ہوا تہا جیسا کہ مدارج النبوۃ مین ہے قطع نظر اس سے اگر پہلی ملتین نسخ ہوگئین تو سب ملتون
کا ہر حکم تو نسخ نہین ہوتا ہم کہتی ہین بروز حصول نعمت شکریہ ابداً ادا ہونا نسخ نہین ہوا یہ خود
آپکے فعل سی ثابت ہی کہ آپنے شکریہ نجات موسی مین روزہ عاشورہ رکہا (۳) یہود نے
حضرت سی کہا تہا نحن نصومہ فقط اب اوسپر شکراً للہ تعالی مولف انوار ساطعہ نی افترا علی الحدیث
کیا ہے براہین قاطعہ صفحہ ۱۹۴ **جواب** یہود کا نحن نصومہ شکراً للہ تعالی کہنا خود ابن حجر عسقلانی
رحمۃ اللہ علیہ نی نقل کیا ہے پہر نقل کیا اوسسے جلال الدین سیوطی نی حسن المقصد مین

طاب الہ ثراہ اور نیز نقل کیا علی قاری نی مورد الروی مین نور اللہ مرقدہ ذرا کتابون پر نظر بھی چاہیئے
یون ہی زبان اوٹھا کر مفتری کھنا اچھا نہین قیامت کو ہر لفظ کا محاسبہ ہوگا اور واضح ہو کہ لفظ
شکراً للہ کی جگھ تعظیماً کا لفظ بھی روایت مین آیا ہی یہ عبارت کہ (نحن نصومہ تعظیما لہ) بخاری اور
مسلم نی صحیح مین اور حضرت غوث الثقلین نے غنیہ مین اور ابو اللیث سمرقندی نی تنبیہ الغافلین
مین روایت کی ہی یہ بھی وہ ہی معنی دیتی ہی جو شکراً کی روایت دیتی ہی (۴) صفحہ ۱۶۵ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی صوم عاشورا شکراً و سروراً نہین کہا اور معنی احق بموسی منکم کی یہ ہین کہ اتباعا لا
سروراً و شکراً **جواب** آپ انکار فرماتی ہین اور مذہب حنفیہ کے بڑی امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ شرح
معانی الآثار مین ہماری معنی کی تصریح فرماتی ہین صفحہ ۳۳۷ مطبوعہ مصطفائی فی ہذا الحدیث ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما صامہ شکراً للہ عزوجل فی اظہار موسی علی فرعون پھر اکیس سطر بعد لکھا و
قد اخبر ابن عباس فی حدیثہ بالعلۃ التی من اجلہا کانت الیہود تصومہا بانہا علی الشکر منہم للہ تعالی فی اظہار
موسی علی فرعون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضا صامہ کذلک الصوم للشکر اختیارا لافرض پس جسطرح کلام ابن حجر و سیوطی
سمجھا گیا تھا اوسیطرح امام کبیر مذہب حنفیہ سی بھی ثابت ہوگیا کہ یہود اوس روزہ کو شکریہ رکھتی تھی ہم
حضرت نی بھی شکریہ رکھا اور خود مولف براہین نی جب بیان کیا سطر ۱۶ صفحہ ۱۶۵ مین کہ حضرت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہم متبع موسیٰ کی ہین انتہی اور معلوم ہی یہ بات کہ موسی علیہ السلام نی روزہ
شکراً رکھا تھا کہ اونکو نجات ہوئی صفحہ ۱۶۴ براہین مین ہی فصامہ موسیٰ شکراً پس حضرت کا روزہ اس تقریر سے
بھی شکراً ہوگیا بعبارت اتباع کیونکہ تابع و متبوع کا حکم ایک ہوتا ہے اب واضح ہو کہ وہ روزہ ہم بھی کہتی ہین تو وہ
شکریہ اب تک باقی ہی ہزارہا سال ہوچکی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت وجود باجود کا شکریہ اگر ابداً جاری رہے
تو کیا بڑی بات ہے اور اسکو شرع سی کیا منافات ہی **لمعہ سادسہ** اعتراض کرتی ہین کہ قیام بدعت سیئہ اور
شرک ہی بچند دلایل ایک یہ کہ ہاتھ باندہ کر کھڑا ہونا محفل مین شرک ہے اسلئی کہ یہ عبادت ہے اور
خاص صورت نماز کی ہے اور کرنا عبادت کا غیر اللہ کی واسطی شرک فی العبادۃ ہے، دوسری قیام
یہ کہ لکھا نجم الدین قنوجی نے کہ قیام کرنے والے یون سمجھتے ہین گویا

اسیوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر سی تشریف باہر لاتی ہین اور یہان جلسہ حاضر ہین یہ کفر اور
شرک ہی تیسری قباحت یہ کہ ان سمجھتی ہین کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل مین آیا کرتی ہی اور
یہان حاضر ہے یہ اعتقاد شرک ہی **جواب** ان اُمور کا یہ ہی کہ ذکر اللہ اور ذکر الرسول اگر کوئی کرے
تین حالت سی خالی نہین یا کھڑا ہوکر کریگا یا بیٹھ کر یا لیٹی ہوی اللہ تعالی کی طرف سی ان تینون حالتون
بہ نسبت یہ ارشاد ہوا ہے فاذکروا اللہ قیاما وقعودا علی جنوبکم لیکن لیٹ کر تو وہ اذکار ہین جو خاص وقت
سونیکی احادیث مین وارد ہوی ہین یا کوئی تھکا ہوا مستی چڑھا ہوا یا مریض ہو اسلیی کہ جب آدمی تندرست
اور چاق ہوتا ہی تو ذکر اللہ اور ذکر الرسول لیٹ کر کرنا ادب نہین سمجھتا چنانچہ نماز مین بھی قیام و قعود
تو تجویز ہوا لیٹنا نہوا مگر واسطہ مریض کے پس عبادت کی لیی حالت ادب دو مقرر ہوئین قیام اور قعود اب
اسکی تین شکلین ہین یا کل ذکر قیام مین کری یا کل قعود مین یا کچھ قیام مین کری اور کچھ قعود مین یہ تینون
شکلین بمضمون کلام اللہ مین داخل ہین اور ان کی ایک شکل بالکل منطبق ہی جلسہ مولد شریف پر کیونکہ اسمین کچھ
روایات و معجزات بیٹھکر پڑہی جاتی ہین اور کچھ درود و سلام یا مدح کھڑی ہوکر یہ ایک مضمون ہوا تجزیہ تین
مضامین مندرجہ آیتہ کریمہ کی اور ایک فرد ہوا افراد ثلثہ ثابتہ بالکتاب سے پس لفظ بدعت کا اطلاق
اوسپر صحیح نہین بدعت وہ ہی جسکی کچھ سند نہو نہ کتاب سے نہ سنت سے نہ لفظا نہ اشارۃ جیساکہ مولوی اسحق صاحب
نی مائۃ مسایل مین لکھا ہی ہان ایک وجہ خاص کے سبب کیے وہ قیام اوسیوقت کیا جاتا ہی کہ جب میلاد شریف
کا ذکر آتا ہی نہ قبل اسکی اور نہ بعد اور نیز بباعث مداومت کی کہ دایمی قیام کیا جاتا ہی اس موقع مین اگر
لفظ بدعت کا اطلاق اسپر کرین صحیح ہی لیکن بدعت موافق مذہب صحیح مفتی بہ جمہور اسلام کی دو طرح ہے
سیئہ اور حسنہ سیئہ وہ جو مخالف قرآن یا حدیث یا اجماع کی ہو سو یہ بات تو اس قیام مین نہین اسلیی کہ
اگر کوئی آیت قرآن کی یا کوئی حدیث اسبات مین آئی ہوتی کہ ایسی موقع مین کھڑا ہو کر مدح اور سلام
پڑہنا منع ہی یا اسبات پر علمای امت کا اجماع ہو گیا ہوتا تب تو اوسکی مخالف یہ حکم استحباب قیام کا بدعت
سیئہ ہوتا اور نہی تو ہرگز وارد نہین اس موقع خاص کے کیا علی العموم **قیام تعظیمی کے لیے** شارع علیہ
نہی وارد نہین ہوی سوا رقیام مروجہ عجمیون کی چنانچہ شاہ ولی اللہ فی حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہی

پس جبکہ یہی ثابت ہوئی تو موافق اصل قواعد مقررہ مسلمہ علماء فقہ کی جنکو علامہ شامی اور محقق ابن ہمام وغیرہ
لکھتے ہین کہ جمہور حنیفہ اور شافعیہ کی نزدیک اصل اشیا مین اباحت ہی ہے قیام مباح امر ٹھہرا اور بدعت سیئہ
ہونا بلکہ بباعث مقرون ہونی نیت تعظیم شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مستحب اور مستحسن ہو گیا بیان اسکا
یہ ہے کہ نصوص قرانی و تقریروہ و تو قردہ اور آیہ من تعظیم شعائر اللہ ناطق ہین کہ تعظیم آپ کی مطلوب ہے
شرعاً اسیواسطے لکھا مجمع البحار کی جلد دوسری تحقیق لفظ صدق مین قعنطیمہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل القرب
یعنی تعظیم آپ کی افضل قربات و عبادات سے ہی اور شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتی ہین وذکر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بالتعظیم وطلب الخیر من اللہ تعالی فی حقہ آلہ صالحۃ للتوجہ الیہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ساتھ
تعظیم اور آداب کی اور آپ کی حق مین اللہ تعالی سی خیر کا طلب کرنا عمدہ آلہ ہی آپ کی توجہ کی لئی اور
لکھا قاضی عیاض نی شفا مین واجب علی کل مومن عند ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یتوقر ویاخذ فی
ہیبتہ واجلالہ واجب ہے ہر مسلمان پر جب ذکر ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توقیر کری اور دلمین ہیبت اور بزرگی
اونکی بٹہلائی کہ جب یہ معلوم ہوا کہ توقیر و تعظیم آپ کی مطلوب ہے تو یہ قیام بھی چونکہ مفید تعظیم شان رسول ہے
مطلوب ہوا بنا علیہ اس قیام کو اگر اس سبب سے کہ خاص اس موقع مین صدر اول سی منقول نہین بدعت
کہینگی تو بباعث داخل ہونی اسکی تحت قاعدہ شرعیہ تعظیم کی حسن اور مستحسن کہینگی مجمع البحار اور شرح مسلم نووی
کی عبارت بیان بدعت مین گذر چکی کہ بدعت حسنہ کی ایجاد مین ثواب ملتا ہی خواہ وہ طریقہ تعلیم علم کا ہو
یا عبادت کا یا ادب کا سو ارکان فی ذلک تعلیم علم او عبادۃ او ادب پس یہہ قیام جو ایجاد کیا گیا ہے یہ
طریقہ ادب کا ہے بنا علیہ یہ مستحسن ہوا چنانچہ مولد کبیر ابن حجر اور سیرت حلبی اور تفسیر روح البیان و عقد الجوہر
وغیرہ مین اسکی استحسان پر تصریح ہی اور عمل ہی اسی پر حرمین شریفین اور جمیع بلاد اسلامیہ مین جن ملکو نکا
اس رسالہ مین ملا علی قاری وغیرہ کی کلام سی نقل کیا گیا ہی بھلا جو عمل باتفاق سواد اعظم مستحب اور
مستحسن ہوا اوسکو بدعت سیئہ اور بدعت ضلالت کہنا کسقدر آئین انصاف و تدین کی خلاف ہے
اور شرک اور کفر کہنا اسکا تو محض فضول ہی اسلئی کہ شرع عقائد نسفی مین معنی شرک کی یہ لکھی ہین کہ
شرک اسکو کہتی ہین کہ کسیکو خدائی مین شریک کری یعنی جیسی اللہ تعالی واجب الوجود ہی ایسا ہی کسی

ھل الاصل فی الاشیاء الاباحۃ

دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود سمجھی یا جسطرح خدا کو مستحق عبادت جانتی ہین دوسرے کو مستحق عبادت جانتی ہی
اور وقت ذکر ولادت شریف کھڑا ہوکر مدح وسلام پڑہنی مین یہ دونو باتین نہین پھر شرک کیسا اور اگر
متقدمین یعنی عقاید نجفی کا کلام نہین سنتی اپنی متاخرین ہی کا کلام سنو مولوی اسمعیل صاحب تقویت الایمان کی
فصل شرک فی العبادۃ مین کہتی ہین اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی نہ کی چاہیئے اور جو کام اوسکی تعظیم کی ہین وہ
اور وںکی واسطے سمجھنی آہی کلامہ اب قیام کو دیکھنا چاہیئے کہ خاص اللہ تعالی کی واسطے ہی یا اور کسی کی واسطے
بھی ہی اور قیام وسط بستہ عبادت بھی ہی یا نہین سو مولوی اسمعیل صاحب کی دادا پیر شاہ عبدالعزیز تفسیر
عزیزی پارہ الم مین لکھتی ہین درحقیقت چیزیکہ نماز از غیر نماز تمیز پیدا کند ہمین دو فعل اند رکوع و سجود و قیام
اختصاص بنماز بلکہ بعبادت ہم ندارد انتہی اور علامہ حلبی نی لکھا ہی شرح کبیر منیہ مین والقیام لم یشرع عبادۃ
وحدہ وذلک لانہ لا یسجود غایۃ الخضوع حتی لو سجد لغیر اللہ یکفر بخلاف القیام شاہ صاحب اور حلبی کی عبارتون
سی ظاہر ہوگیا کہ قیام خود فی نفسہ عبادت نہین اور نہ کچھ نماز اور عبادت کی ساتھہ اسکو خصوصیت پس اللہ
کی خاص تعظیمی مین قیام کو شمار کرنا خود اپنی بزرگون کی کلام کو رد کرنا ہی خلاصہ یہہ کہ نماز مین جو قیام عبادت
گنا جاتا ہی وہ بباعث اشتمال چند قیود کی عبادت گنا گیا ہی طہارت کا ملہ اور استقبال قبلہ کا شرط ہونا اور
قرأت کا واقع ہونا اور وسیلہ لتکرار الرکوع والسجود ہونا اگر نماز مین ان باتون کا خیال نہوتا تو نماز مین قیام
مشروع نہوتا بخلاف سجدہ و رکوع کی کہ یہہ خود عبادت اصل مقصود ہے اور خاص خدا تعالی کا حق ہی اسلیی قرآن و
حدیث ناطق ہین اسپر کہ غیر اللہ کو سجدہ جایز نہین اب اس سجدہ کا حال کتب معتبرہ سی مینی مولوی اسحق صاحب
مائۃ مسایل کی مسئلہ سی۳۳ وسوم مین لکھتی ہین سجدہ کردن غیر خدا را اگر باشد یا غیر قبر حرام و کبیرہ ست و اگر بجہت
عبادت غیر خدا را سجدہ کند موجب کفر و شرک است انتہی اور یہی مضمون تفسیر عزیزی پارہ الم مین ہے اب دیکھیے
انکی بزرگوار تو عین سجدہ مین بھی تفریق کرتی ہین کہ عبادت کی لئی دوسری کو سجدہ کرنا شرک ہی اور
اگر نیت عبادت کی نہین تو حرام ہی شرک نہین حضرت مجدد الف ثانی جلد ثانی مکتوبات کی مکتوب نود و دوم
مین لکھتی ہین بعضی از فقہا مرتبہ سجدہ تحیت بسلاطین تجویز نمودہ اند الایق حال سلاطین عظام آن ست کہ
درین امر بحضرت حق سبحانہ وتعالی تواضع نمایند انتہی اس عبارت سی معلوم ہوا کہ بادشاہونکی لئی بھی بعض

لہ
اور قیام کی قسمون مین جانبین
سجدہ اور رکوع
کی عاجزی ہے
کہ غیر اللہ کو کیا جائے
نماز مین جانبین خلاف
شان ہی کی بسی
اگر قیام غیر اللہ
کی تعظیم کے لئے کیا جائے
تو نماز ہوگا ۱۲

فقہانی سجدہ کرنا جایز لکھا ہی لیکن حضرت مجدد فرماتی ہین کہ بادشاہونکو تواضع اور عاجزی چاہیئی لوگون
سی سجدہ نکرادین جب عبادت مخصوصہ جو خاص خدا کا حق تھا یعنی سجدہ بغیر نیت عبادت کی شرک نہوا بلکہ بعض
فقہانی جایز بھی رکھا بقول حضرت مجدد افسوس ان زبان درازونکی تعدی اور عدم مبالات پر کہ فقط قیام
جو ہرگز اصل عبادت نہین شرک اور کفر کسطرح ہوسکتا ہی واضح ہو کہ پہلے امت مین سجدہ بھی دوسرونکو واسطے
تعظیم کی جایز تھا یوسف علیہ السلام کی یاس جب اونکی باپ یعقوب علیہ السلام اور اونکی خالہ اور سب بھائی
ملک مصر مین آئی جب ملاقات یوسف علیہ السلام سی ہوئی تو اوسوقت کا حال قرآن شریف مین ہی خرد ایہ سجدا
یعنی حضرت یوسف کی والد اور خالہ اور بھائی یہ سب حضرت یوسف کی آگی سجدہ مین گر پڑی تعظیماً اور اسیطرح جب
آدم علیہ السلام کی لئی فرشتون کو حکم دیا سجدہ کا قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم اوسوقت سب فرشتون نی سجدہ
کیا آدم کو سوای شیطان ملعون کی چنانچہ قرآن شریف مین ہی فسجدوا الا ابلیس یہہ ذات شریف اوسوقت غرور
مین رہے سجدہ نکیا جھنمی بن گئے لعنت کا طوق گلی مین پڑا امام فخرالدین رازی نی پارہ تلک الرسل مین لکھا ہی
ان الملئکۃ امروا بالسجود لاجل ان نور محمد علیہ السلام فی جبہۃ آدم اور شاہ عبدالعزیز نی لکھا ہی کہ فرشتون نے
جو سجدہ کیا آدم علیہ السلام کو اور اخوان یوسف نی یوسف علیہ السلام کو وہ عبادت کی لئی نہ تھا ایسا سجدہ
کبھی جایز نہین ہوا کیونکہ یہہ محرمات عقلیہ سی ہی اور محرمات عقلیہ کبھی نہین بدلتی بلکہ وہ سجدہ تعظیمی تھا اب
اس امت مین وہ بھی حرام ہی انتہی ملخصاً اس تحقیق سی معلوم ہوا سجدہ تعظیمی اس امت مین حرام تو ہی لیکن
شرک اور کفر نہین جب عبادت خاصہ مخصوصہ باریتعالی کا یہ حال ہو پھر قیام کسطرح شرک ہوسکتا ہے اگر ہاتہ
باندہ کر کھڑا ہونا شرک ہوتا کبھی علماء دین واسطہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جایز نرکھتی قبر شریف کی زیارت
مین صاحب جذب القلوب لکھتی ہین کہ وقت سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقوف در انجناب باعظمت
دست راست را بر دست چپ بندد چنانچہ در حالت نماز کرمانی کہ از علماء حنفیہ ہست تصریح باین معنی کردہ انتہی
اور ملا علی قاری نی بھی کرمانی سی یہ ہاتہ باندہنا مثل نماز کی نقل کیا کتاب درالمضیہ مین اور مدینہ جانوالے
خوب جانتی ہین کہ وہان اسی پر عمل ہی اور اسکی خلاف پر کہ ہاتہ باندہ کر کھڑا ہونیکو منع کرین ہرگز عمل نہین
اور علامہ محمد بن سلیمان مکی شافعی نی کتاب حاشیہ مناسک خلیب شربینی مین لکھا ہی فالاولی الوضع

یمینہ علی یسارہ کما الصلوۃ کما اقتصر علیہ فی الحاشیۃ واقرہ ابن علان فی آخر کلامہ فی البحر ہر شیر الی المیل
الیہ انتہی اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے درباب زیارت قبر شریف وقیف کما یقف فی الصلوۃ ابھی دیکھی سب
علما شافعی وحنفی نماز کی ساتھ تشبیہ دیکر کہتی ہین کہ جسطرح نماز مین ہاتھ باندہ کر کھڑی ہوتی ہین اوسیطرح حضرت
کی روضہ مبارک کی سامنی باادب کھڑا ہو اب اسمین دو احتمال ہین یا تو یہہ علما سمجھی ہین کہ ہاتھ باندہکر باادب
کھڑا ہونا کچھ عبادت نہین اور نہ مخصوص خدا کی ساتھ جیساکہ کلام شاہ عبدالعزیز وغیرہم سی ہم نقل کرچکی پس
جب کہ مخصوص خدا کی ساتھ نہین تو کیا مضائقہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطی اسطرح کھڑی ہون
اور دوسرا احتمال یہہ ہی کہ اگر ہاتھ باندہ کر کھڑا ہونا خاص ہے اللہ تعالی کی ساتھ تو شاید یہہ سمجھا ہو کہ رسول
اللہ کی تعظیم مین کھڑا ہونا غیر اللہ کی تعظیم نہین بلکہ یہہ گویا خود اللہ کی تعظیم ہے چنانچہ بعض آیات سی یہہ مضمون
مفہوم ہوتا ہی قرآن شریف مین ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جسنی رسول کی اطاعت
کی تحقیق اوسنی اللہ ہی کی اطاعت کی اور دوسری جگہ فرمایا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ شاہ
عبدالقادر صاحب نے اس آیتہ کا ترجمہ یہ کیا ہی جو لوگ ہاتھ ملاتی ہین تجھسی وہ ہاتھ ملاتی ہین اللہ سی انتہی اور
تفسیر روح البیان مین ہے کان المقصود بالمبایعۃ منہ علیہ السلام المبایعۃ مع اللہ وانہ علیہ السلام انما ہو سفیر
ومعبر عنہ تعالی وبھذا الاعتبار صاروا کانہم یبایعون اللہ وبالفارسیۃ آنانکہ بیعت می کنند باتو جز ین نیست
کہ بیعت می کنند باخدای چہ مقصود بیعت اوست برای طلب رضای اوست انتہی کلام روح البیان
اور وقت بیعت جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لوگون کی ہاتھ پر تھا اوسکو قرآن شریف مین یون
فرمایا ہی ید اللہ فوق ایدیھم شاہ عبدالقادر نی معنی اسکی لکھی کہ اللہ تعالی کا ہاتھ ہی اوپر اونکی ہاتھ کی
اور تفسیر مدارک مین ہے یرید ان ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی تعلو ایدی المبایعین ہے ید اللہ تعالی واللہ
منزہ عن الجوارح وعن صفات الاجسام وانما المعنی تقدیر ان عقد المیثاق مع الرسول کعقدہ مع اللہ من
غیر تفاوت بینہما یعنی رسول کی بیعت گویا اللہ کی بیعت ہے کچھ فرق نہین خلاصہ کلام یہہ کہ اگر یہہ قیام دست بستہ
عبادت نہین چنانچہ مذہب علماء وقول فقہا یہی ہی تو محفل میلاد شریف مین کھڑا ہونا شرک اور کفر ہرگز
نہوا اور اگر اسکو زبان زوری ہی خواہ مخواہ خلاف علماء دین کی عبادت قرار دیتی ہو تو یہی ہم جواب دینگی

لہ
اور کھڑا
ہونے
جسطرح نماز
مین کھڑا ہوتا
ہی اب
سب صاحب
خیال فرماوین
کہ نماز مین
کسطرح کھڑا
ہوتا ہی
دست بستہ
باندہکر
۱۲

کہ اگر یہ عبادت ہی تو بھی اللہ ہی کیواسطے ہی یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا ہماری لئی بڑی نعمت ہے
اور اللہ تعالی کی رحمت ہی جسوقت اس ظہور نعمت کا بیان ہوتا ہی ہم تعظیما کھڑی ہوجاتی ہین بدا یعنی کہ
ای اللہ تعالی ہمنی تیری اس نعمت بھجی ہوئی کو عظیم جانا اسمین دو باتین حاصل ہوئین ایک یہ تعظیم ملکی
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکہ آپکی تشریف آوری عالم دنیا کا ذکر سنکر بھیئت تعظیم کھڑی ہوگئی دوسرے
یہ کہ یہی تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ تعظیم ہوگئی اللہ تعالی کی کیونکہ نعمت کی تعریف خود منعم کی تعریف ہے
اور نعمت کی تعظیم سلسر منعم کی تعظیم ہے پس یہ دست بستہ کھڑا ہونا درحقیقت منعم حقیقی کی سامنی ہے
شکریہ عطا نعمت مین اب جناب فرمایئی کہ اس معنی کو شرک اور کفر سی کیا علاقہ فماذا بعد الحق الا الضلال
ایک قباحت کا جواب تو ہوچکا اب **دوسری قباحت کا جواب** یعنی کہ تمام مولد شریف
پڑہنی والی اپنی زبان سی خوب تصریح اور توضیح سی تعین یوم ولادت کی شرح کرتی ہین شاہ اسمٰعیل
صاحب کی مولد شریف مین ہے بارہوین تاریخ ربیع الاول کی صبح صادق کی وقت پیر کی دن حضرت
پیدا ہوی اور مولد شریف غلام امام شہید مین ہی بارہوین تاریخ ربیع الاول دوشنبہ کی دن وقت صبح
صادق بعد چھہ ہزار سات سو پچاس برس کی زمانہ آدم سی اسی قسم کی عبارتین راحۃ القلوب وغیرہ رسایل
میلاد یہ اردو زبان مین ہین اور عربی مولد برزنجی مین ہے ولما تم من حملہ تسعۃ اشہر قمریہ ولدتہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقینا لاثناء اور علامہ عرب مدنی کی مولد مین ہے ثمان عشر من ربیع اول ہو فی یوم الاثنین المفخم ذی الحجہ
پس مکتوب ہونا ان رسایل مین روز و شہر و سال ولادت کا صاف اقرار ہی کہ آپ اوس زمانہ مین پیدا ہوی
نہ یہ کہ اب محفل مین پیدا ہوی نعوذ باللہ منہا **اب تیسری قباحت کا جواب بہ نسبت تشریف**
**لانی روح پر فتوح صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُننا چاہیئی** کہتی ہین کہ حضرت کی نسبت یہ عقیدہ
رکھنا کہ جہان مولود پڑہا جاتا ہی وہان تشریف لاتی ہین شرک ہی ہر جگہ موجود خدای تعالی ہی اللہ سبحانہ
اپنی صفت دوسری کو عنایت نہین فرمائی **جواب** خدای تعالی کی حاضر ہونیکی حقیقت یہ ہی کہ عظمت
اور وسعت عرش عظیم کی اور فراخی کرسی کی خیال کرو کہ اونکی آگی سات آسمانون کی کیا حقیقت ہی
پھر کرہ ناری اور ہوائی اور مائی کو خیال کرو کہ آسمان کی آگی اونکی کیا وسعت ہے پھر اون کرات کی

آگی زمین کو دیکھو کہ اوسکی وسعت کو کرات سی کیا نسبت ہے پھر زمین کی چوتھائی حصہ کو دیکھو جو پانی ہی
باہر نکلا ہوا ہی پہر اوس میں باہر نکلے ہوئی جنگل اور پہاڑ اور ریستان کسقدر ہین اور آدمیون سے آباد کسقدر ہین
اور اوس آباد مین کفار کسقدر ہین اور مسلمان کسقدر اور مسلمانون مین مولد شریف کرنیوالی کسقدر ہین اور نہ
کرنی والی کسقدر پس ان سب مراتب کی خیال اور فکر کرنی سی فرق معلوم ہوجاویگا مرد منصف کو کہ
اللہ تعالی کا حاضر ہونا تو اس درجہ مین ہی کہ عرش کرسی آسمان لوح وقلم ساتون زمین اور جمیع جبال
وبحار ویران وعمرانات وغیرہ ہر مکان ہر زمان ہر آن کی نسبت وہ حاضر اعتقاد کیا گیا ہے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جسنی یہ اعتقاد کیا کہ وہ مواقع مولود خوانی مین تشریف لی آتی ہین تو یہہ زمانہ اور وہ
مواقع بہ نسبت دون تمام ازمنہ اور مقامات مذکورہ بالا کی کس شمار اور کس حصہ مین اغل ہین کہ بس ان مواقع
مین تشریف لانیسی اللہ تعالی کی ساتھہ برابری لازم آگئی اور شرک ہوگیا نعوذ باللہ منہ اور عقیدہ اہل سنت
والجماعت کا یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی صفت اوسیطرح اور اوسی حقیقت سے کہ اللہ تعالی کی ساتھہ خاص ہی دوسرے
مین نہین ہوتی اور خصوصیت کی معنی یہہ ہین کہ یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ اور روی زمین پر کل جگہہ موجود ہوجانا
کچھہ خاصہ مخصوص خدا کی ساتھہ نہین تفسیر معالم التنزیل اور رسالہ برزخ جلال الدین سیوطی اور شرح مواہب علامہ
زرقانی مین ہی کہ ملک الموت قابض ہے جمیع ارواح جن وانس وبہایم اور جمیع مخلوقات کا اور اللہ تعالی نے
کردیا ہی دنیا کو اوسکی مثل چھوٹی خوان کی اور ایک روایت مین آیا ہی مثل طشت کی فیقبض من ہہنا
وہہنا یعنی ادہر سے لیلیتا ہے جانکو اور ادوہر سے اب خیال کرو کہ ایک آن مین مشرق سی مغرب تک
کسقدر چیونٹی مچھر کیڑی مکوڑی اور چرند پرند درند اور آدمی مرتی ہین ہر جگہہ ملک الموت موجود ہوتا ہے
اور مشکوۃ مین ہی کہ ملک الموت وقت موت میت کی سرہانی ہوتا ہی مومن کی بھی اور کافر کی بھی یہ
حدیث طویل ہی اور قاضی ثناء اللہ نی تذکرہ الموتی مین نقل کیا ہی ایک حدیث کو طبرانی اور ابن مندہ
سے اوسمین یہہ بھی ہی کہ ملک الموت نی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہین نیک
یا بد آدمیونکا جسکی طرف مجھکو توجہ نہو رات دن دیکھتا رہتا ہون اور مرچھوٹی بڑی کو ایسا پہچانتا ہون
کہ وہ خود بھی اپنی کو اسقدر نہین پہچانتی اور یہہ بھی روایت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سی کی ہی کہ ملک الموت

نماز وغیرہ وقت آدمیونکو دیکھتا ہی جسکو دیکھتا ہی کہ یہہ ہمیشہ نماز پڑہتا رہا اوس سے شیاطین کو دفع کرتا ہے
اور کلمہ طیبہ تلقین کرتا ہی ان احادیث سی معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے بہلا ملک الموت سے سلام
تو ایک فرشتہ مقرب ہی دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے درمختار کی مسائل نماز مین لکہا ہی کہ شیطان اولاد
آدم کی ساتھ دن کو رہتا ہی اور اوسکا بیٹا آدمیون کی ساتھ رات کو رہتا ہی علامہ شامی نی اسکی شرح مین
لکہا ہے کہ شیطان تمامی آدم کی ساتھ رہتا ہی مگر جسکو اللہ نی بچالیا بعد اسکی لکہا ہی واقدرہ علی ذلک
کما اقدر ملک الموت علی النظر ذلک یعنی اللہ تعالی نی شیطان کو اسبات کی قدرت دیدی ہی جسطرح ملک الموت
کو سب جگہ موجود ہونی پر قادر کردیا ہی انتہی کلام اب عالم اجسام محسوسہ مین اسکی مثال سمجہنی کوی آدمی مشرق
سے مغرب تک آباد ی دنیا کی اگر سیر کری جہان جاویگا چاند کو موجود پاویگا اور سورج کو بہی پاویگا پہر اگر وہ
کہی کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہی اور ایک سورج سب جگہ موجود تمہاری قاعدہ ہی چاہیی وہ کافر ہوجای کا اوسنے
چاند کو ہر جگہ موجود کہا حالانکہ تحقیق یہہ ہے کہ وہ مشرک ہی نہ کافر خاصہ مسلمان ہی پس اسیطرح سمجہو کہ جب سورج
سب جگہ یعنی اقالیم سبعہ مین موجود ہو کہ وہ چوتھی آسمان پر ہے روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ساتوین آسمان پر
علیین مین موجود ہی اگر وہان سے آپکی نظر مبارک کل زمین کی چند مواضع و مقامات پر پڑجاے اور ترشح
انوار فیضان احمدی سی کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سی مثل شعاع شمس محیط ہوجاوے کیا محال اور کیا بعید ہے علامہ زرقانی
نی ابوالطیب کا شعر شرح مواہب لدنیہ کی فصل زیارت قبر شریف مین نقل کیا ہی ؎

| | | |
|---|---|---|
| کالشمس فی وسط السماء ونورہا | یغشی البلاد مشارقا ومغاربا | کالبدر من حیث التفت رایتہ |
| یہدی الی عینیک نورا ثاقبا | | |

یعنی جسطرح سورج آسمان کی بیچ مین ہے اور روشنی اوسکی پہیلی ہوئی ہے مشرق
سے مغرب تک اور جسطرح چاند جہان سے تو اوسکو دیکھی اوسی جگہ سی تیری آنکہون مین نور بخشے گا انتہی کلامہ فرق
یہہ ہی کہ سورج اور چاند کی دیکہنے کی آنکہ اللہ تعالی نی کہول رکہی ہی اوسکی ذریعہ سی بینا آدمی دیکہکر کہدیتا ہی چاند
ہر جگہ موجود ہی اندہا مادرزاد یون کہیگا کہ چاند کہین نہین پس اسیطرح روح نبوی کا دیکہنا موقوف ہی اللہ تعالی
کی عنایت پر اگر وہ آنکہ باطنی کہول دی اور پردہ اوٹہادی ہر جگہ انسان جلوہ احمدی دیکہ سکتا ہے علامہ زرقانی
شرح مواہب جلد ثالث مین تذکرہ قرطبی سے نقل کرتی ہین ان موت الانبیا انما ہو راجع الی ان غیبوا عنا

بحیث لا ندرکہم و انکانوا موجودین احیاء ولا یراہم احد من خصہ اللہ تعالی بکرامتہ من اولیائہ یعنی موت انبیاء کی مثل اتنی ہی کہ وہ ہمسے چھپائی گئی ہو نظر نہیں آتی اگرچہ وہ زندہ موجود ہین پر ہم مین سے کوئی اونکو دیکھ نہین سکتا مگر یہ کہ کسی ولی کو خدا تعالی دکھلادی امام شعرانی نی میزان مین لکھا ہی تہ بلغنا

عن ابی الحسن الشاذلی تلمیذہ ابی العباس المرسی وغیرہما انہم کانو یقولون لو احتجبت رویتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین لاعددنا انفسنا من جملۃ المسلمین دیکہی ابوالحسن شاذلی وغیرہ اولیا فرماتی ہین کہ اگر ایک پل چہپکنے کی برابر بہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمسے چہپ جاوین تو ہم اپنی تئین مسلمان نجامین ہتی اور ہونا روح انبیا علیہم السلام کا علیین مین ساتوین آسمان پر جو ہمنی بیان کیا یہ تفسیر عزیزی کی بیان علیین مین دیکہو لیکن باوجود ہونی علیین کے آپکی روح کو قبر شریف سی بہی اتصال قوی ہی ہر زائر کو جانتی ہین کہ کون زیارت کو آیا اور سب کو سلام کا جواب دیتی ہین قبر مین جسم مبارک زندہ ہی زرقانی نی لکہا ہی ان نبینا بالرفیق الاعلی و بدنہ فی قبرہ یرد السلام علی من یسلم علیہ اب فکر کرنا چاہیے جب چاند سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ مین پر شیطان موجود ہی اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہی تو یہ صفت خاص خدا کی کہان ہوئی جسمین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شریک کرنے سے مشرک اور کافر ہو جاوین معاذ اللہ اور تماشا یہ کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیر مذہبی مین حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعوی کرتی ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اوس سے بہی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر مین پایا جاتا ہی

**اب تحقیق لکہی جاتی ہی سیر ارواح کی** واضح ہو کہ ارواح انبیا کا چلنا پہرنا ثابت اور حدیث سے ثابت ہی معراج کی حدیثون مین وارد ہی کہ آپ ارشاد فرماتی ہین کہ مینی اپنی تئین انبیا کی جماعت مین دیکہا یہ موسی علیہ السلام نماز پڑہتی ہین یہ عیسی پڑہتی ہین یہ ابراہیم پڑہتی ہین فحانت الصلوۃ فامتہم یعنی اتنی مین نماز کا وقت آگیا مین اونکا امام ہوا روایت کیا اسکو مسلم نی اور قرطبی نی ابن عباس سی یہہ روایت کی ہی کہ بیت المقدس مین اللہ تعالی نی آدم سی لیکر کل انبیا کو جمع کر دیا ثمات جماعتین حضرت یحیی تہین اور فتاوی سراجیہ کی باب مسایل متفرقہ مین ہی امتہ النبی علیہ السلام لیلۃ المعراج لارواح الانبیا علیہم السلام کانت فی القافلۃ ان روایات فقہ و حدیث سی ثابت ہوا کہ سب پیغمبرون کی روحین

لہ امام یونا نبی علیہ السلام کو مسجد اقصی کی رات ۱۲ بجے ارواح انبیا علیہم السلام کی نفل نماز مین بتایا ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

اپنی اپنی مقامات ہی سمٹ کر بیت المقدس مین جاضر ہوگئین اور نماز یہان آکر پڑھی اور مشکوۃ مین مسلم ہی روایت ہے
کہ ابن عباس فرماتی تھین کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ چلی جاتی تہی مکہ اور مدینہ کی بیچ مین جب
ایک جنگل مین گذری پوچھا حضرت نی یہ کونسا جنگل ہی صحابی نی کہا یہ وادی الازرق ہی فرمایا حضرت نے
گویا مین دیکھتا ہون موسیٰ علیہ السلام کو پھر حضرت نی اونکا رنگ اور بالونکا حال بیان فرمایا کہ موسیٰ رکھی ہوئی ہین
دونون کانون مین اونکی انگلیان جسطرح اذان مین ہی آواز بلند ہے اونکی ساتھ لبیک کی گذری چلی جاتی
ہین اسی جنگل ہی کہا ابن عباس نے کہ ہم آگی چلی تو ایک پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچی پوچھا حضرت نی یہ کونسی گھاٹی
کونسا پہاڑ ہی صحابہ نے کہا یہ پہاڑ ہرشا ہی یا لفت ہی آپ نی فرمایا گویا مین دیکھتا ہون یونس علیہ السلام
کو بُرخ اونٹنی پر سوار پشمینہ کا جبہ پہنی ہوی اوسکی اونٹنی کی مہار پوست خرما کی ہی اسی جنگل مین چلا جاتا ہے
حج کی لئی لبیک کہتا ہوا روایت کی یہ حدیث مسلم نی کہا شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ فی جون اتفاق است

بر حیات انبیا علیہم السلام بحیات حقیقی دنیاوی لیکن محجوب انداز نظر عوام پس بتحقیقت نمود ایشان را بجلیب حج و
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی منام و بی مثال و بی اشتباہ و بی اشکال اور قسطلانی نی بہی ہو اہب مین اس معنے
کی طرف اشارہ کیا ہے وقیل ہو علی الحقیقۃ لان الانبیاء احیاء عند ربہم یرزقون فلا مانع ان یحجوا فی ہذہ الحالۃ
کما فی صحیح مسلم عن انس رضی اللہ علیہ وسلم رای موسیٰ قائما فی قبرہ یصلی قال القرطبی حبب الیہم العبادۃ فہم
یعبدون بما یجدونہ ان احادیث و عبارات محدثین سی معلوم ہوا کہ ارواح انبیا حج اور نماز وغیرہ عبادتین
کرتی پہرتی ہین جو اونکی دل مین آوی اور مشکوۃ کی باب المعراج مین بخاری اور مسلم کی حدیث سب کو یاد ہوگی کہ
اوسمین بیان ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلی آسمان پر حضرت آدم ملی دوسرے پر حضرت یحیی اور عیسیٰ تیسرے
مین حضرت یوسف چوتھی مین حضرت ادریس پانچوین مین حضرت ہارون چھٹی مین حضرت موسیٰ

ساتوین مین حضرت ابراہیم اب دیکھی آسمان پر جانی سی پہلی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام
ارواح کل انبیا کی بیت المقدس مین ملی تہین اور نماز حضرت کی پیچھی پڑہی ہی اب یہ ارواح انبیا آسمانون
پر لین اور روایت ہی کہ جب آپ معراج کو تشریف لیجاتی ہی موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا قبر مین نماز پڑہتی ہین
پھر اونھون نے بیت المقدس مین آپکی پیچھی نماز پڑہی پھر چھٹی آسمان پر ملے یہ تینون روایتین صحیح مسلم مین ہین

۱۲ صاحب سوز و گداز
۱۲ دو قسم کی ہین ایک یہ
۱۲ ہین ایک یہ کہ
۱۲ کہ گیا ہی کہ وہ
۱۲ دیکھنا حقیقی ہوتا ہے
۱۲ انبیاء زندہ ہین اپنے
۱۲ پروردگار کی نزدیک
۱۲ مین اور کھاتے پیتے ہین
۱۲ کہ یہ مقابل ہین
۱۲ کہ وہ مقابل ہین اس
۱۲ حالت مین صحیح
۱۲ مسلم مین ہی حضرت
۱۲ سے کہ آنحضرت صلی
۱۲ اللہ علیہ وسلم نی موسیٰ
۱۲ علیہ السلام کی قبر مین
۱۲ نماز پڑہتی دیکھا کہا
۱۲ قرطبی نی کہ انبیا کی
۱۲ ارواح کو عبادت پیاری
۱۲ ہے وہ عبادت
۱۲ کرتی ہین جو عبادت
۱۲ اونکو بتا دیگئی ہے

زرقانی فی موضع حیات فی القبر مین اس تعارض کو یون اوٹھایا ہی کہ انبیا علیہم السلام کی کہانی مینی کی یی فراغت کی مقامات ہین جہان چاہین جائین پھر چلے آئین وللانبیا مراتع ومسارح یقیفون فیما شاؤ ثم یرجعون خیال کا مقام ہے کہ یہ کسقدر حرکت ہوئی ہر آسمان اسقدر موٹا ہے جسقدر پانسو برس کا رستہ ہو وی اور زمین سی آسمان تک اور ہر آسمان سی دوسری آسمان تک پانسو پانسو برس کا رستہ ہے پس اس تحقیق کی موافق ایک فراغرصہ مین آدم علیہ السلام کی روح ایک ہزار برس کا رستہ اور یحیی وعیسی علیہما السلام کی دو مین دو ہزار برس کا رستہ علی ہذا القیاس موسی علیہ السلام کی روح چھ ہزار برس کا رستہ اور ابراہیم علیہ السلام کی روح سات ہزار برس کا رستہ طی کر گئی اس سرعت سیر کو یاد رکھیو عنقریب ہم کچھ فائدہ اسپر مرتب کرینگی اور لکھا شرح مواہب لدنیہ مین خاتمۃ المحدثین علامہ زرقانی فی لایمنع رؤیتہ ذاتہ علیہ السلام بجسدہ وبروحہ وذلک لانہ وسائر الانبیا صلی اللہ علیہم وسلم ردت الیہم ارواحہم بعد ما قبضوا واذن لہم فی الخروج من قبورہم للتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی یہ مضمون تنویر الحلک سی جلد اول کی شروع مین نقل کیا ہی فائدہ مولف براہین قاطعہ کا یہ اعتراض اور رد مہا لگا ناصفحہ مین کہ مولف انوار نی کلام زرقانی مین لفظ واتصرف کی جگہ للتصرف بنا دیا اور تصرف کی معنی عرفی بنا لیے یہ دونون دعوی بالکل غلط ہین دیکھو مطبع میریہ مصر سنہ ۱۲۷۸ بارہ سو اٹھتر کی چھپی ہوئی شرح مواہب زرقانی جلد اول صفحہ ۱۱ کی سطر اول کہ اوسمین للتصرف لکھا ہوا ہی یا اللہ جھوٹی تہمتون سی بچایئو اور دوسری اعتراض کا یہ حال ہی کہ مینی حاشیہ پر جو ترجمہ اس عبارت کا لکھا ہی انوار ساطعہ مطبوعہ اولی ثانیہ دونون مین بعینہ لفظ تصرف نقل کر دیا ہے دیکھی جسکا جی چاہے وجہ یہ تھی کہ تصرف جسوقت باب تفعیل کا مطاوع واقع ہوتا ہے اوسوقت اوسکی پہرنی کی معنی ہوتی ہین صرفتہ فتصرف یعنی مینی پہرایا اوسکو وہ پہر گیا یہ قاموس مین ہے اور جب موقع مطاوعت کا نہین ہوتا تو معنی یہ ہوتی ہین (تصرف دست در کاری کردن) جیسا کہ صراح اور منتخب مین ہے اب جاننا چاہیئے کہ ارواح کاملہ کی نسبت دونون معنی ثابت ہین بنا علیہ تصرف کی معنی مین مینی تصرف نہ کیا تھا وہ ہی لفظ تصرف قایم رکھا تھا جسکا جی جس معنی کو چاہی وہ ہی سمجھ لی پس یہہ اعتراض بھی غلط ہے کیونکہ مینی تصرف کی معنی اردو نہین بنای اور معلوم نہین معترض کو تصرف ارواح کاملہ مین کیون بحث ہی اسبات کو علما معقول تک مان چکی ہین کہ نفس ناطقہ قدسیہ جو کامل

لہ
ہمین تنبیہ
بات کر لکھ چکے ہین
ذات رسول
صلے اللہ علیہ وسلم
متعلق جسد اور
روح یہ احوال
کر اب اور دوسرے
انبیا علیہم السلام
کی روح جسد
وفات مراد اصلی
اور اجازت الٰہی
کو تصرف نہ
تصرف کی کہ ہین علما
بالا ہین اور علم
بالجملہ ہین
۱۲
۱۲
۱۲

درجہ کی حکمت علمیہ وعملیہ کو جامع ہوتا ہی جب وہ بدن سے نکل جاتا ہی عقول مدبرہ مین داخل ہوجاتا ہی اور
اس عالم مین اپنا اثر پہنچاتا ہی شیخ الرئیس اور ارسطاطالیس وغیرہ کی کلام مین اسکی تصریح موجود ہی اور ہمارے
حکماء دین بھی اسکو تسلیم کرتی ہین علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فالمدبرات امرا کی تفسیر مین لکھتی ہین
اوصفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من اغرق النازع
فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر بشرفہا وقوتہا من المدبرات
یعنے یا یہ بات ہی کہ نفوس فاضلہ کی صفتین مراد ہین کہ قہر سے نفوس نا طقہ فاضلہ کی جب وہ بدن سے نکلتی
ہین خوش ہوکر عالم ملکوت مین جاتی ہین وہان تیرتی پھرتی ہین اور اپنی شرف وقوت کی باعث داخل ہوجاتے
ہین مدبرات مین یعنی ادنین جو کہ تدبیر عالم کرتی ہین اور روح البیان مین ہے ثم ان النفوس الشریفۃ
لا یبعد ان یظہر منہا آثار فی ہذا العالم سواء کانت مفارقۃ عن الابدان اولا پھر بعد دس سطر کے لکھا
ہی بل ہو بعد مفارقۃ البدن اشد تاثیرا وتدبیرا لان الجسد حجاب فی الجملۃ یعنی کچھہ بعید نہین کہ نفوس شریفہ سے
اثر ظاہر ہو دین اس عالم مین خواہ وہ اپنی بدن مین موجود ہون یا نکل گئی ہون بلکہ مفارقت بدن کی بعد
زیادہ تر تاثیر اور تدبیر اونکی ظاہر ہوتی ہی کیونکہ بدن عنصری ایک قسم کا حجاب تہا وہ اوٹھہ گیا اور
نقل کرچکی ہم نور دوم لمعہ ثانیہ جمعرات کی فاتحہ مین تذکرۃ القوتی والقبور سی کہ اولیا حکم شہدا مین ہین
اور انبیا وصدیقین شہدا سی بہی افضل ہین اونکی روحین زمین وآسمان وبہشت مین جہان چاہتی ہین جاتی ہین
اپنی دوست اور معتقدونکی مدد کرتی ہین دشمنون کو ہلاک کرتی ہین انتہی اور انتباہ الاذکیا تصنیف
علامہ سیوطی رحمۃ اللہ مین ہی المنظر فی اعمال امتہ والاستغفار لہم من السیئات والدعاء بکشف البلاء عنہم و
التردد فی اقطار الارض بحلول البرکۃ فیہا وحضور جنازۃ من مات من صالحی امتہ فان ہذہ الامور من اشغالہ
کما ورد بذلک الاحادیث والآثار اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ بات احادیث وآثار سے ثابت ہی کہ آپ
نظر فرماتی ہین اعمال امت مین اونکی گناہونکی بخشش مانگتی ہین اور دفع بلا کی لئی دعا فرماتی ہین اور حدود زمین
مین پھرتی ہین برکت دیتی ہوئی اور جب امت کا کوئی نیک آدمی مری اوسکی جنازہ پر تشریف لاتی ہین
یہ آپ کی اشغال ہین عالم برزخ مین اور روح البیان آخر سورۂ تبارک الذی مین ہے قال الامام الغزالی

رحمہ اللہ تعالی والرسول علیہ السلام لہ الخیار فی طواف العوالم مع ارواح الصحابۃ رضی اللہ عنہم بقدر اٰہ کثیر
من الاولیاء اس سے معلوم ہوا کہ یہہ اس زمین کی خصوصیت نہین بلکہ تمام عالمون مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مع ارواح صحابہ پھرتی ہین بہت اولیائی آپ کو دیکھا ہی اور شاہ ولی اللہ صاحب در ثمین کی حدیث سابع عشر مین
لکھتی ہین اخبرنی سیدی الوالد قال اخبرنی شیخ السید عبد اللہ القاری قال حفظت القران علی قاری
زاہد کان یسکن فی البریۃ فبینا نحن نتدارس القران اذ جار قوم من العرب یقدمہم سید ہم فاستمع قراءۃ
القاری وقال بارک اللہ ادیت حق القران ثم رجع وجار رجل آخر بذلک الذی فاخبران النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اخبرہم البارحۃ انہ سیذہب الی البریۃ الفلانیہ لاستماع قراءۃ قاری ہناک فعلمنا ان السید الذی
کان یقدمہم ہو النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وقد رایتہ یعنی ہاتین یعنی خبر دی مجکو میری والدہ نے اور کہا
اونہون نے کہ خبر دی مجکو میرے پیر سید عبد اللہ قاری نی کہا سید عبد اللہ نی کہ مینی قرآن حفظ کیا ایک
قاری زاہد سی جو جنگل مین رہتی تہی ایک بار ہم قرآن پڑہ رہی تہی اتنی مین عرب کی آدمی آئی اونکا سردار
آگی تہا اوسنی قاری کا پڑہنا سنکر کہا اللہ تعالی برکت کری کہ تونی قرآن کا حق ادا کیا پہر وہ چلی گئی اور
ایک آدمی دوسرا اوسی عرب والونکی وضع کا آیا اور کہنی لگا کہ کل رات کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی خبر دی
تہی کہ ہم فلان جنگل مین ہان کی قاری کا قرآن سنکنی جائینگے جب دس آدمی نی یہ بات سنائی ہمنی جان لیا
کہ وہ سردار جو آئی تہی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہی اور مینی اپنی ان آنکہون سی آپکو دیکہا انتہی اور نیز
شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین مین لکھتی ہین ورایتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اکثر الامور بصورتہ
الکریمۃ التی کان علیہا مرۃ بعد مرۃ فتفطنت ان لہ خاصیۃ من تقدیم روحہ بصورۃ جسدہ علیہ السلام وانہ الذی
اشار الیہ بقولہ ان الانبیاء لا یموتون وانہم یصلون فی قبورہم ویحجون وانہم احیاء اور حضرت مجدد الف ثانی
جلد اول مکتوبات کی مکتوب دویست وہشتاد و دوم ۲۸۲ مین لکھتی ہین امروز در حلقہ بامداد می بینم کہ حضرت عیسی
وحضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بصورت روحانیان حاضر شدند و بہ تلقی روحانی حضرت خضر فرمود
کہ ما از عالم ارواحیم حضرت سبحانہ تعالی ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شدہ را
کہ از اجسام بوقوع می آید از ارواح صادر می یابد اور اسی جلد اول مکتوب دویست وہشتم ۲۰۸ درین اثنا عنایت

۵۱ دیکہا نبی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر کاموں مین اپنی اسی صورت مبارکہ سی جو آپ کی اصل صورت ہی بار بار وتعالی اللہ کہ آپ کی روح کو طاقت ہی کہ بیکبدن مبارک کی بنا فرماتی ہی اور یہ وہی بات ہی کہ جسکی طرف حضرت نی اشارہ فرمایا ہی کہ

خداوندی در رسید و حقیقت معاملہ را کما ینبغی دانمود و روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی الہ الصلوٰۃ و السلام کہ رحمت عالمیانست در یوقت حضور ارزانی فرمود و تسلی خاطر حزین بمن نمود و امام غزالی گفتہ کہ ارباب قلوب مشاہدہ می کنند در یقظہ ملائکہ و ارواح انبیا را کذا فی اشعۃ اللمعات فی کتاب الرؤیا اور اسی جگہ لکھا ہے شیخ عبد الحق نے از شیخ ابو السعود کہ مصافحہ میکرد آنحضرت را بعد از ہر نماز اور اسی جگہ لکھا ہے شیخ نے قصہ غوث پاک کا کہ روزی غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ بر کرسی نشستہ بود و وعظ میفرمود و قریب ہزار کس مرتبہ وعظ وی حاضر و شیخ علی بن ہیتی در زیر پای کرسی شیخ نشستہ ناگاہ شیخ علی ہیتی را خوابی برد پس شیخ عبد القادر قوم را فرمود اسکتوا پس ہمہ ساکت شدند تا آنکہ جز انفاس ایشان شنیدہ نمیشد پس فرمود آمد شیخ از کرسی و بایستاد و ادب پیش علی مذکوری نگریست در وی پس بیدار شد شیخ علی و گفت شیخ عبد القادر بادی کہ دیدی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را در خواب گفت نعم فرمود از ین جہت ادب ورزیدم با تو و ایستادم در پیش تو فرمود بچہ وصیت کرد ترا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گفت بملازمت من مجالس تو پس شیخ علی گفت آنچہ من در خواب دیدم شیخ عبد القادر در بیداری دیدہ روایت کردہ اند کہ ہفت کس از مردان راہ دران روز از عالم رفتند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس سے تین باتیں ثابت ہوئیں ایک تو روح پاک مصطفوی کا مجلس خیر میں آنا دوسرے تعظیم روح نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی لئے حضرت غوث اعظم سے پیر دستگیر کا کھڑا ہو جانا یہ سند ہوئی استحباب قیام کی واسطے تشریف آوری ارباب فضل و اکرام کی تیسری حضرت غوث پاک کی علو شان اور قوت ادراک کہ جسکو دوسری آدمی خواب میں دیکھیں آپنے بیداری میں دیکھا قصہ مختصر یہ کہ روح نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زمین پر آمد و رفت فرماتی ہی اور اگر کوئی یہ سمجھی کہ وہ خدا تعالی کی حضوری میں مستغرق ہی اونکو دنیا کی طرف کب توجہ ہوتی ہوگی جواب وسکایہ ہی کہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتی ہیں و القمر اذا اتسق کی تفسیر میں و بعضی از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جا رجحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ در ین حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق انہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمی گردد چہ جب اولیاء اللہ کا یہ حال تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حال تو بدرجہا اس سے فایق ہوگا چنانچہ خاتمۃ المحدثین زرقانی صفحہ ۳۶۵ مقصد عاشر میں لکھتے ہیں و لا ریب ان حالہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البرزخ افضل و اکمل من

حال الملائکہ ہذا سیدنا عزرائیل علیہ السلام یقبض الف انسانیۃ روح او ازید فی وقت واحد ولا یشغلہ قبض عن قبض
ذلک مشغول بعبادۃ اللہ تعالیٰ مقبل علی التسبیح والتقدیس فنبینا صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یصلی ویعبد ربہ و
یشاہدہ ولا یزال فی حضرۃ اقترابای ولوۃ متلذذ السماع خطابہ وکذا کان شانہ وعادتہ فی الدنیا یفیض علی امتہ من
سبحات الوحی الالہی مما افاضہ اللہ علیہ ولا یشغلہ ہذا الشان عن ہو شان فاضتہ الانوار القدسیۃ علی امتہ عن شغلہ
باحضرۃ الالہیۃ یعنی آپکا قبر مین بھی یہی حال ہی اور دنیا مین بھی یہی تہا کہ اُمت پر فیضان جاری رہتا
تھا اور خدا سی لی رہتی تہی ایدہر کی مشغولی سی اودہر کی مشغولی مین فرق نہ آتا تھا ؎

| | |
|---|---|
| ادھر اللہ سی واصل اودھر مخلوق مین شامل | خواص وس برزخ کبری مین تھا حرف مشدد کا |

پس ایدہر توسع ادراک وعلم وقوت استعداد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر اودہر روح انبیا کی سرعت سیر معلوم
کہ حضرت ابراہیم معراج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات بیت المقدس سے ساتوین آسمان پر سات ہزار
برس کا رستہ طی کرکی ادنی فرصت مین پہنچ گئی چنانچہ ہم روایت اسکی بیان کرچکی پہر کیا اشکال اودخلجان
ہورہا ہی منکرین کو کہ صرف چند محافل میلادیہ جو چند شہر مین منعقد ہورہی ہین اونمین بسرعت سیر حاضر
ہوجانیکی قدرت روح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نہین مانتی پیغمبر سید المرسلین ابراہیم خلیل اللہ سی اعلی وافضل
بالاتفاق ہین پہر مفضول تو سات ہزار برس کی راہ طی کری ایکدم مین اور فاضل فضل چند مقامات
کی سیر نکرسکی بڑی ناقدردانی کی بات ہی اوراوسپر طرہ یہ کہ جو ایسا اعتقاد کری اونکو مشرک قرار دین
سبحان اللہ مشرک کی معنی بھی یہ حضرات خوب سمجہی **واضح ہو کہ نفس ناطقہ قدسیہ کا ایک**
**آن مین ظاہر ہوجانا بہت مکانون مین** حکمار اشراقیین اور ہمارے عرفار کاملین اور
محققین شرع متین کے نزدیک صحیح ہی اسمعیل افندی علامہ قسطلانی وزرقانی وحلبی ومحدث دہلوی ومجدد الف
ثانی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب قایل ہین سیرت حلبی جلد اول مین ہے فالارواح تتجسد وتتظہر فی صور
مختلفۃ من عالم المثال اور فرمایا جلال الدین سیوطی نے تتعدد بالصور بالتخیل والتشکل ممکن کما یقع للجان اور ان
دونون عبارتون کا مضمون حضرت مجدد الف ثانی کی جلد ثانی کی مکتوبات مین ہے ہرگاہ جنیان را تقدیر
اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گوناگون شوند اعمال عزیمہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر این قدرت عطا فرماید

چہ محل تعجب است و چہ احتیاج ببدن دیگر ازین قبیلہ است آنچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ در یک آن
در امکنہ متعددہ حاضر میگردند و افعال مبائنہ بوقوع می آرند اینجا نیز لطایف انسان متجسد باجساد مختلفہ
و متشکل باشکال متبائنہ می شوند و در مدارج النبوۃ ہمین ہے دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از موت بمثال است
چنانکہ در نوم مرئی می شود و در یقظہ نیز می نماید و آن شخص شریف کہ در مدینہ در قبر آسودہ وحی است ہمان
متمثل میگردد و در یک آن بصور متعددہ عوام را در منام می نماید و خواص را در یقظہ اس عبارت مدارج
سے بھی آن واحد مین بہت شکلون مین متشکل اور متصور ہو کر ظاہر ہونا حضور کی جوہر پاک کا ظاہر ہی تعجب ہے
مولف براہین قاطعہ نے صفحہ ۲۱ مین صور متعددہ کا لفظ عبارت مدارج سے نقل کرنے مین حذف کر دیا کہین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصرف روحانی کی قوت نہ ثابت ہو جائے پھر طرفہ یہ کہ اس عبارت مذکورہ سے
بھی سند پکڑی کہ وہ تو مثال ظاہر ہونی کو لکھتی ہین نہ تشریف آوری حضور کا کہین نام و نشان بھی نہین انتہی
افسوس عبارت کا مضمون بھی آپنے نہ سمجھا یعنی محدث دہلوی فرماتی ہین کہ وہ بدن جو قبر مبارک مین ہے
وہی خود متمثل ہو کر نظر آتا ہی عوام کو خواب مین اور خواص کو جاگنے مین یہ نہین کہ یہ کچھ اور چیز نظر آتی ہے
طاہر و منافی جسم اقدس کی اس مقام پر حدیث صحاح کی یہی یا دنہ آئی من رآنی فی المنام فقد رآنی
فانہ لا ینبغی للشیطان ان یتمثل بی حضرت ارشاد فرماتی ہین جسنے مجھکو خواب مین دیکھا اوسنے مجھی کو دیکھا
کیونکہ شیطان میری شکل نہین بن سکتا جب خواب کی دیکھنی کی تصدیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین جاگنے
مین بھلا ایک غفلت کا عالم ہے پھر بیداری کا دیکھا ہوا بدرجہ اولی آپ ہی کا جوہر مقدس ہوگا نہ کسی
اور کا بنا بریں علیہ اوس بدن مثالی کی آنیکو اگر آپکا تشریف لانا کہا جائے تو موافق حدیث کی ہوگا نہ مخالف
اسی واسطے حضرت مجدد بھی تمثیل الیاس و خضر کو فرماتی ہین کہ بصورت روحانیان حاضر شدند اور
دوسری جگہ لکھتی ہین روحانیت حضرت خاتمیت حضور ارزانی فرمود اور یہی قصہ سید احمد صاحب کا ہی
مظہر روح سے تعبیر فرمایا ہی کہ روح حضرت غوث الثقلین و حضرت نقشبند متوجہ حضرت ایشان گردید
واضح ہو کہ وہ مثال کوئی شی وہم و خیال محض نہین جیسا کہ مولف براہین قاطعہ نے خیال کیا بلکہ ایک شی
معرف واقعی ہوتی ہی جیسا کہ علامہ زرقانی وغیرہم رقم فرماتی ہین لیکن اس مقام پر ہم عبارت حضرت

مجدد الف ثانی کی نقل کرتی ہین جسکی انکار کی گنجایش فریق ثانی کو نہین جلد ثانی مکتوبات مین فرماتی ہ
این تشکل گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال چنانچہ در یک شب ہزار کس آن سرور را علیہ الصلوۃ والسلا
بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہا می نمایند اینہمہ بتشکل صفات و لطایف اوست علیہ و علی آلہ الصلو
والسلام بصورتہای مثالی ہمچنین مریدان از صور مثالی پیران استفادہا می نمایند و حل مشکلات میفرما
پہلا انبیا علیہم السلام کا درجہ تو بہت عالی ہی حضرت مجدد تو پیرون کی صور مثالی سی بہی حل مشکلات
ثابت کرتی ہین یہ امر وہمی وخیالی نہین اور اسیطرح مشکل کشائی حوائج الناس کی بہ نسبت اولیاء اللہ کی
مفسر روح البیان نی سورۂ ملک مین لکہی ہی مثال اقامہ اللہ تعالی علی صورتہ لتنفیذ ما شاء اللہ تعالی
من حوائج الناس وغیرہا اور یہہ بات سب پر ظاہر ہی کہ جب صورت مثالی ایک شخص کی متخیلہ مین آئی اور و
شخص مجلس مین ہے تو مجلس مین آنا مثال کا ثابت ہوا اور متعدد اشخاص کا یہ واقعہ دیکہنا دلیل ہی کہ مرغوبیت
ومحبوبیت محض کو دخل ہی اس توجہ روحانی مین اور وہ مثال خود جسا مثال کا جلوہ ہی علیہ افضل الصلوات و
التسلیمات کیونکہ آپ فرماتی ہین من رآنی فقد رآنی اور فرماتی ہین من رآنی فقد رای الحق یہ تقریر ہم
اوس صورت مین کرتی ہین جب کہا جائی کہ وہ مثال نظر آتی ہی اور جب انتباہ الاذکیا مین سیوطی رحمۃ
اللہ علیہ احادیث سی ثابت کر چکی کہ آپ اطراف زمین مین پہرتی ہین تو مثال کہنی کی کچہ ضرورت نہین
چنانچہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مہمات المعارف مین لکہتی ہین فنبینا صلی اللہ علیہ وسلم متصرف ولہ سیر بجسدہ و روحہ
حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت انہ مغیب عن الابصار کما غیب الملئکۃ فاذا رفع الہ الحجاب
عمن اراد اکرامہ برویتہ رآہ علی ہیئتہ التی ہو علیہا لا مانع من ذلک ولا داعی الی التخصیص ببرزتہ المثال
انتہی ملخصا کذا فی نور العین مین کہتا ہون کہ یہ قول سیوطی موافق مسئلہ تروح اجساد و تجسد ارواح کی ہی
جسکو اہل حقیقت مانتی ہین یعنی یہ بہی ممکن ہی کہ خود جسد پاک جو لطافت مین مثل روح ہی قبر سی بطور عجاز
نکلکر چلتا پہرتا ہو جیسا کہ حضوری انبیا کی شب معراج بعض علما کی نزدیک باجسادہم ہوئی تہی اور بعضو
نزدیک بارواحہم اور بعض اولیاء اللہ بند مکان سی بلا فتح باب باہر نکل آئی ہین غلبہ روحانیت کی
سبب سے حاصل کہ سیطرح ہووی خواہ بجسدہ و روحہ خواہ بمثالہ رونق افروزی ہمت خستہ حال کی طرف

ثابت الاصل ہی اور یہ کہنا مولف براہین کا صفحہ ۲۰۰ مین کہ مشاہدہ کی واسطی ارواح کا مشاہدی گہر مین آنا
ضرور نہین قلب منور بعید سی دیکھتا ہے اس موقع پر صحیح نہین اسلیی کہ جب یعنی کسی مقام خاص کو حضرت
کی رونق افروزی سے مشرف دیکھا ہی وہان جلوہ محمدی یا یہ ہو وقت وقتہ تا الاب شمسی کا جو
مقام دہلی مین گذرا ہے اور خاص بیان واصل حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی قدس
سرہ سی فوائد السالکین مین اونکی خلیفہ صاحب جناب شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر اجودہنی رحمۃ اللہ
علیہ نی رقم فرمایا ہی لکھتا ہون شمس والی دہلی خواست کہ حوض بنا کند یکروز سوار شد با جمع ارکان دولت
زمین برای راست کنایندن حوض میدید چنانچہ رسید انجا کہ حوض است بایستاد کہ این زمین بہتر است
چون دید باز گشت، در قصر آمد چون آنمردی از اصلان حق بود ہمدرین نیت دران شب ہمبران مصلی
قدری در خواب شد چنانچہ دید نزدیک چبوترہ کہ دران حوض است مردی باد و گیسو کشادہ خوب صورت
کہ صفت او نتوان کرد بر اسپ و چند نفر یار برابر او ایستادہ ہمین نظر مبارک ایشان برمین افتاد
و پیش خود طلبید فرمود کہ بیا چہ نیت داری گفتم نیت این دارم کہ اینجا حوض بنا کنم ہمدرین گفتگوی
کسیہ نزدیک آنمرد ایستادہ بود مرا گفت ای شمس این رسول محمد صلعم عزوجل انچہ درخواست داری
باز نمای تا آنمراد بدامن تو رساند چون مرا اندیشہ این حوض بود ہمین التماس کردم و در پای
مبارک رسول علیہ السلام افتادم بعدہ بر خاستم دست بستہ ایستادہ شدم ہمانجا کہ چبوترہ است
اسپ رسول علیہ السلام دست بزد آب بیرون آمد رسول علیہ السلام فرمود کہ ای شمش ہمین جا حوض
راست بکنانی انچنین آب بیرون خواہد آمد کہ در ہیچ شہر و مقامی لذت آن آب نباشد ہمدرین گفتگوی
بیدار شدم ہمانروز بگاہ سوار شدم چون آنجا بیامدم کہ اسپ رسول علیہ السلام سم زدہ بود چنین کہ آب
بیرون آمدہ است و آنجا قرار گرفتہ ہر کس کہ برابر شمس آمدہ بود قدری ازان آب خوردند سوگند
بزبان راندند کہ صد ہزار شیرینی از ہر چہ جمع کنند و بخورند ہمچنین شیرین نیابند کہ لذت آن آب دارد
آنگاہ خواجہ قطب الاسلام فرمود کہ شیرینی آن آب ببرکت قدم مبارک رسول علیہ السلام بود
این حکایت بین صاف ثبوت ہوا اسکا کہ جس مقام پر آپ کی گھوڑی کا سم دیکھا تہا وہان صبح کو پانی خوشگوار

پایا اگر قلب منور ہی فقط دور سے دیکھتا تھا اور مکان رویت سی اوسکو علاقہ نہ تہا تو اوس زمین مین
پانی نکل آنی کی کیا وجہ ہوئی اور یہ حکایت اولیاء ابرار کی لکھی ہوئی ہے قطع نظر اس سے اہل دلی یو
ہی متوارث سُنتی چلی آئی کہ بنا رتالاب شمسی کی یہ ہے وجہ تہی بنا رعلیہ ہم کہتی ہین کہ جب اولیا رابرا
اصحاب کشف وشہود نی روح یا روح کی مثال کو مجلس مین دیکھا تو اس مجمع اور اس مکان کا مشرف
ہونا فیضان نور محمدی ہی تسلیم کرنا چاہیئی جیسا کہ محمد بن یحیی جو کہ معظم مین مذہب حنبلی کی مفتی تہی علما
اعلام ومقتدایان اسلام ہی نقل کرتی ہین کہ عند ذکر ولادۃ صلی اللہ علیہ وسلم یحضر روحانیۃ صلی اللہ علیہ وسلم
برزنجی کی رسالہ منظومہ اور نیز روح البیان کی جلد رابع وسادس مین حاضر ہونی روح مبارک کی تصریح ہے اور اس
مسئلہ کی رنگ بوخود کلام شاہ ولی اللہ صاحب مین موجود ہی فیوض الحرمین مین اپنی مشاہدہ کی بیان
مین جو مدینہ طیبہ مین جاکر حاصل ہوئی فرماتی ہین ورایتہ مستقرا علی حالۃ واحدۃ متوجہا الی الخلق
لابسا لباس عظموت فاذا توجہ الیہ انسان بجہد ہمتہ ولا ارید الانسان العالی الہمتہ فقط بل کل ذی کی
یشتاق الی شیئی ویتوجہ الیہ بقصدہ وشوقہ فانہ یتدلی الیہ ورایتہ صلی اللہ علیہ وسلم ینشرح انشراحا
عظیما من صلی علیہ وسلم ومدحہ اس عبارت مین صاف بیان ہے کہ حضرت کا خوب دل کہلتا ہے خوشی سے
اوسکیطرف جو مدح پڑہی حضرت کی اور درود وسلام بہیجی اور جب کوئی مشتاق عشق دلی سے ہمت
لگاتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے حضرت کی طرف تو آپ اوترآتی ہین اوسکی پاس یہ خلاصہ مضمون
شاہ ولی اللہ صاحب کا بعینہ اونکی الفاظ مین ہے اور جو کوئی زیادہ تحقیق چاہے تو اصل کتاب
فیوض الحرمین کی طرف رجوع کری پاویگا اوسمین زیادہ تشریح اور توضیح اس مطلب کی
اور کشف والہامات اولیا کی نسبت مولف براہین قاطعہ کا یہ لکہنا صفحہ ۸۰ ہ مین
(الہام وکشف اولیا کا مفید حکم اور حجت علی الغیر نہین ہوتا) عجب بات ہی کیون صاحب شاہ عبدا
وشاہ ولی اللہ وغیرہ عارفین رحمۃ اللہ علیہم سے آپ ایسے بالکل غیر بنگئے کہ اب براہ اونکا کشف حجت
نہین ہوسکتا اللہ اللہ ؎ گہے بر طارم اعلی نشینم ؎ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم
اب ہم کشف اور رویا صادقہ کی حقیقت بیان کرتی ہین کشف نام اسکا ہے کہ جب مرد مرتاض

وہ بیان فرمودہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا جو اوپر لکہا گیا ہے قطع نظر اس سے کہ اہل دلی کو ہی متوارث سُنتی چلی آئی کہ بنا رتالاب شمسی کی یہ ہے وجہ تہی بنا رعلیہ ہم کہتی ہین کہ جب اولیا رابرا اصحاب کشف وشہود نی روح یا روح کی مثال کو مجلس مین دیکھا تو اس مجمع اور اس مکان کا مشرف ہونا فیضان نور محمدی ہی تسلیم کرنا چاہیئی جیسا کہ محمد بن یحیی جو کہ معظم مین مذہب حنبلی کی مفتی تہی علما اعلام ومقتدایان اسلام ہی نقل کرتی ہین کہ عند ذکر ولادۃ صلی اللہ علیہ وسلم یحضر روحانیۃ صلی اللہ علیہ وسلم برزنجی کی رسالہ منظومہ اور نیز روح البیان کی جلد رابع وسادس مین حاضر ہونی روح مبارک کی تصریح ہے اور اس مسئلہ کی رنگ بوخود کلام شاہ ولی اللہ صاحب مین موجود ہی فیوض الحرمین مین اپنی مشاہدہ کی بیان مین جو مدینہ طیبہ مین جاکر حاصل ہوئی فرماتی ہین ورایتہ مستقرا علی حالۃ واحدۃ متوجہا الی الخلق لابسا لباس عظموت فاذا توجہ الیہ انسان بجہد ہمتہ ولا ارید الانسان العالی الہمتہ فقط بل کل ذی کی یشتاق الی شیئی ویتوجہ الیہ بقصدہ وشوقہ فانہ یتدلی الیہ ورایتہ صلی اللہ علیہ وسلم ینشرح انشراحا عظیما من صلی علیہ وسلم ومدحہ اس عبارت مین صاف بیان ہے کہ حضرت کا خوب دل کہلتا ہے خوشی سے اوسکیطرف جو مدح پڑہی حضرت کی اور درود وسلام بہیجی اور جب کوئی مشتاق عشق دلی سے ہمت لگاتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے حضرت کی طرف تو آپ اوترآتی ہین اوسکی پاس یہ خلاصہ مضمون شاہ ولی اللہ صاحب کا بعینہ اونکی الفاظ مین ہے اور جو کوئی زیادہ تحقیق چاہے تو اصل کتاب فیوض الحرمین کی طرف رجوع کری پاویگا اوسمین زیادہ تشریح اور توضیح اس مطلب کی

اور کشف والہامات اولیا کی نسبت مولف براہین قاطعہ کا یہ لکہنا صفحہ ۸۰ ہ مین (الہام وکشف اولیا کا مفید حکم اور حجت علی الغیر نہین ہوتا) عجب بات ہی کیون صاحب شاہ عبدا وشاہ ولی اللہ وغیرہ عارفین رحمۃ اللہ علیہم سے آپ ایسے بالکل غیر بنگئے کہ اب براہ اونکا کشف حجت نہین ہوسکتا اللہ اللہ ؎ گہے بر طارم اعلی نشینم ؎ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

اب ہم کشف اور رویا صادقہ کی حقیقت بیان کرتی ہین کشف نام اسکا ہے کہ جب مرد مرتاض

اوپر لکہا گیا ہے قطع نظر اس سے کہ اہل دلی کو ہی متوارث سُنتی چلی آئی کہ بنا رتالاب شمسی کی یہ ہے وجہ تہی بنا رعلیہ ہم کہتی ہین کہ جب اولیا رابرا اصحاب کشف وشہود نی روح یا روح کی مثال کو مجلس مین دیکھا تو اس مجمع اور اس مکان کا مشرف ہونا فیضان نور محمدی ہی تسلیم کرنا چاہیئی جیسا کہ محمد بن یحیی جو کہ معظم مین مذہب حنبلی کی مفتی تہی علما اعلام ومقتدایان اسلام ہی نقل کرتی ہین کہ عند ذکر ولادۃ صلی اللہ علیہ وسلم یحضر روحانیۃ صلی اللہ علیہ وسلم برزنجی کی رسالہ منظومہ اور نیز روح البیان کی جلد رابع وسادس مین حاضر ہونی روح مبارک کی تصریح ہے اور اس مسئلہ کی رنگ بوخود کلام شاہ ولی اللہ صاحب مین موجود ہی فیوض الحرمین مین اپنی مشاہدہ کی بیان مین جو مدینہ طیبہ مین جاکر حاصل ہوئی فرماتی ہین ورایتہ مستقرا علی حالۃ واحدۃ متوجہا الی الخلق لابسا لباس عظموت فاذا توجہ الیہ انسان بجہد ہمتہ ولا ارید الانسان العالی الہمتہ فقط بل کل ذی کی یشتاق الی شیئی ویتوجہ الیہ بقصدہ وشوقہ فانہ یتدلی الیہ ورایتہ صلی اللہ علیہ وسلم ینشرح انشراحا عظیما من صلی علیہ وسلم ومدحہ اس عبارت مین صاف بیان ہے کہ حضرت کا خوب دل کہلتا ہے خوشی سے اوسکیطرف جو مدح پڑہی حضرت کی اور درود وسلام بہیجی اور جب کوئی مشتاق عشق دلی سے ہمت لگاتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے حضرت کی طرف تو آپ اوترآتی ہین اوسکی پاس یہ خلاصہ مضمون شاہ ولی اللہ صاحب کا بعینہ اونکی الفاظ مین ہے اور جو کوئی زیادہ تحقیق چاہے تو اصل کتاب فیوض الحرمین کی طرف رجوع کری پاویگا اوسمین زیادہ تشریح اور توضیح اس مطلب کی

اور کشف والہامات اولیا کی نسبت مولف براہین قاطعہ کا یہ لکہنا صفحہ ۸۰ ہ مین (الہام وکشف اولیا کا مفید حکم اور حجت علی الغیر نہین ہوتا) عجب بات ہی کیون صاحب شاہ عبدا وشاہ ولی اللہ وغیرہ عارفین رحمۃ اللہ علیہم سے آپ ایسے بالکل غیر بنگئے کہ اب براہ اونکا کشف حجت نہین ہوسکتا اللہ اللہ ؎ گہے بر طارم اعلی نشینم ؎ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

اب ہم کشف اور رویا صادقہ کی حقیقت بیان کرتی ہین کشف نام اسکا ہے کہ جب مرد مرتاض

حواس قوی ظاہری شدت مجاہدات سے مضمحل ہوجاتی ہین تو جوہر عقل قوی ہوکر مورد نور الٰہی
ہوجاتا ہے اوس نور کی تایید سے حقایق اشیا کماہی فی نفس الامر معلوم ہونی لگتی ہین حدیث مین
ایسے شخص کی نسبت وارد ہوا ہے کہ ینظر بنور اللہ اور سچا خواب وہ ہی کہ احادیث مین وارد ہوا ہے
کہ رویا صالحہ نبوت کا چھیالیسوان جزو ہے اور حدیث مین ہے کہ نبوت تو ہوچکی اب مبشرات یعنی
رویا صالحہ باقی ہین پس کشف و منام صالحہ کو اس طرح تحقیر سے بالکل رد کرنا صحیح نہین اب ہم بیان
کرین بعض وہ مقامات کہ کشف پر عمل ہوا ہی حضرت خضر کو بعضون نے نبی کہا ہے اور معالم التنزیل
مین ہی کہ اکثر اہل علم کی تردیک وہ نبی نہین تھی پھر دیکھئے اونہون نے الہام و کشف پر عمل کرکے
مساکین کی کشتی توڑ ڈالی اور ایک نوجوان لڑکا مار ڈالا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ
بالاتفاق نبی نہ تھین انہون نے اپنی بیٹی کو تابوت مین بند کرکی دریا مین ڈالدیا یہ فعل بھی قریب
ہلاک کردینی کی ہے لیکن بالہام الٰہی کیا یہ سب بے قایل قرآن شریف مین موجود ہین اگر انکو شریعت
سلف ہونیکا کوئی خیال کری تو لیجئے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سنیئے مشکوۃ کی
باب الکرامات مین حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا مین مروی ہی وہ فرماتی ہین کہ جب رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کی غسل وفات کی نوبت پہنچی صحابہ کہنی لگی ہم نہین جانتی کہ کپڑی جسم مبارک سے اوتارکر
غسل دین یا جسم کپڑون کی کیسی رہنے دین یہ ہوئی کہ سی کی وہ تب اللہ تعالیٰ نی سب پر نیند بھیجدی وہ
سب سوگئی خواب مین کیا دیکھتی ہین کہ گھر کی گوشہ مین ایک بولنی والا بولتا ہی کہ غسل دو تم نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑون سمیت تب وہ لوگ نیند سی اوٹھی اور آپکو کرتا پہنی ہوی غسل دیا اس حدیث
مین لفظ قاموا کا ترجمہ زرقانی شرح مواہب مین یہ کیا ہی کہ انتبہوا من النوم اب دیکھئے یہ بھی عمل صحابہ نے
الہام منامی پر کیا ہی اور بعد صحابہ بھی ثبت الہامات پر فقہا و محدثین نی عمل کیا ہی حضرت مجدد الف
ثانی اسکی بابت ایک سوال و جواب لکھتی ہین مکتوبات مین سوال چون ست بہ کتاب و سنت کامل گفتہ
بعد از کمال بہ الہام چہ احتیاج بود و چہ نقصان دارد کہ بالہام کامل گردد جواب الہام مظہر کمالات خفیہ
دین ہست نہ مثبت کمالات زایدہ در دین چنانچہ اجتہاد مظہر احکام ست الہام مظہر دقایق و اسرار

کہ فہم اکثر مردم ازان کوتاہ ست ہر چند در اجتہاد و الہام فرق واضح ست کہ ان مستند بحاق رائے
جل سلطانہ پس در الہام یک قسم ضلالت پیدا شد کہ در اجتہاد نیست الہام شبیہ باعلام نبی ست کہ
ماخذ سنت است چنانچہ بالا گذشت اگرچہ الہام ظنی ست وان اعلام قطعی انتہی اور شیخ عبدالحق
رحمہ اللہ مدارج النبوۃ مین لکھتی ہین کہ اگر خواب مین کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات قسم احکام
سے سنی اوسپر عمل کری لیکن اوسمین یہ وجہ نہین کہ رویت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین شک ہووے
بلکہ یہ سبب ہے کہ خواب دیکھنی والی کا ضبط مفقود ہی پھر اسکی بعد لکھتی ہین کہ مراد ہماری احکام شرعیہ سے
وہ احکام ہین جو قرار داد دین کی خلاف ہون اور اگر وہ ایسی نہین تو انکی قبول کرنے مین کسیکا
بھی خلاف نہین عبارت یہ ہی و مراد احکام شرعیہ کہ مخالف قرار داد دین ست والا بعضے علوم کہ
نماز ین قبیل باشد در قبول آن و عمل بدان خلافی نخواہد بود و بسیارے از محدثین تصحیح احادیث کہ
مروی است از حضرتؐ ی نمودہ و عرض کردہ کہ یا رسول اللہ فلان ابن حدیث از حضرت تو روایت
کردہ است پس فرمودہ آنحضرت نعم اولاد در رویت کہ در یقظہ است بعضے مشائخ نیز ہمچنین استفادہ
علوم نمودہ اند اور اسیطرح مفسر روح البیان نے بھی لکھا ہے کہ بہت علماء نے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے حدیث حاصل کی ہین عالم رؤیا مین جب یہ حقیقت کشف و منامات اولیا کی ظاہر ہوئی
تو معلوم کرنا چاہیئے کہ حسب اہل مکاشفہ فی عمل مولد سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش پایا اور انوار الہی مجلس
مین دیکھی اور بعض مشرف بزیارت ہوئی عین مجلس مین اور بعضون کو منام مین فرمایا کہ ہم یہان
آتی ہین اب ہم اس کشف و منام کو جسپر یہ کوتے ہین شریعت پر تو نہین پاتی اوسکو مخالف
قرار داد دین متین کی اسلیے کہ مجلس کا مکان لابد کوئی نکڑ ازمین کا ہوگا پس داخل ہوگا وہ
اقطار الارض مین یا اقطار ارض مین آپکا چلنا پھرنا سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے احادیث و آثار سے
ثابت کیا ہے پس مضمون اس مکالمہ کا ایک حصہ اور فرد ہوا افراد و حصص مضمون حدیث سے
اور مخالف نہوا کسی حکم کا احکام قرار داد دین سے اسلئے مقبولین امت محمدیہ نے اسکو بالاس العین
قبول کیا اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی لکھدیا کہ جب کوئی صاحب دل ذوق شوق سے

ہمت لگاتا ہے تو حضرت بھی اوسکی طرف نزول فرماتی ہین اگر کوئی کہی روح مبارک کو
خبر ہوجانی علم غیب ہے اور وہ کسیکو نہین ہوتا سوای اللہ تعالی کی فرمایا اللہ تعالی نی
سورہ نمل مین قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور نیز حکم کیا اللہ تعالی نی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ اعراف مین کہ کہدای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون سے لو کنت اعلم
الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء اگر جانتا مین غیب کو بہت حاصل کرتا مین منفعت اور نہ
پہنچتا مجھکو نقصان جواب اسکا یہ ہی کہ اگر آپ صاحبون کو ان آیتون پر ایمان ہی تو مبارک ہو بہت
اچھی بات ہی لیکن چاہیئے کہ دوسری آیتون کو بہی سچی جانو سورہ ال عمران مین ہے وما کان اللہ لیطلعکم
علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء یعنی الہیون نہین کرتا کہ تمکو خبر دیدی غیب کی لیکن اللہ
چھانٹ لیتا ہی اپنی رسولون مین جسکو چاہے اور سورہ جن مین ہی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول یعنی اللہ تعالی عالم الغیب ہے اپنی غیب کی بات کسی کو نہین کہدیتا مگر جو پسند
کریا کوئی رسول ان چارون آیتون کی ملا میسی اہل سنت والجماعت کا جو مسئلہ اعتقادی ہی وہ کہلجاتا ہے
کہ اصل عالم الغیب و علام الغیوب اللہ تعالی ہے زمین و آسمان مین کوئی ایسا نہین جو یقینی طور پر
کسی بات کو بلا تعلیم و الہام حق جانے ہان اللہ تعالی اپنی پیاری برگزیدہ رسول کو جسکو چاہی خبر من
غیب کی بتادیتا ہی پس جو شخص یون کہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچہ بہی غیب کی بات نہین جانتے
وہ منکر ہوا اللہ تعالی کی کلام کا کہ فرمایا اللہ تعالی نی چہانٹ لیتا ہی واسطے اظہار غیبی کی جسکو چاہی اور
منکر ہوا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ مشکوۃ کی باب المعجزات مین ہے حدیث عمرو بن اخطب
انصاری ہی کہ نماز صبح پڑہائی ہمکو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فجر کی اور منبر پر چڑہ کی ہمکو نصیحت
فرمائی یہان تک کہ ظہر کا وقت آیا تب اتری منبر سی اور نماز پڑہی پہر چڑہے منبر پر فرماتے رہے نصیحت
عصر کا وقت آگیا پہر اتری اور نماز پڑہی پہر چڑہے منبر پر یہان تک کہ چھپ گیا سورج اوسدن
بتادیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی جو کچہ ہونیوالا تہا قیامت تک اب ہم مین زیادہ عالم وہ ہے
جسکو اوسدن کی زیادہ باتین یاد ہین روایت کی یہ حدیث مسلم نی اس حدیث سی ثابت ہوا

کہ بہت خبرین غیب کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی دی ہین اور حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ آپ نی
کوئی شی نہین چھوڑی قیامت تک ہونیوالی جو ہم کو نہ بتائی اور ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ آپ اس عالم
سے تشریف فرما ہوی اور ہمکو بتا گئے ہر چند اگر کوئی جانور یہی بازو آسمان مین ہلاتا ہی وہ بہی آپ ہم سے
ذکر کر چکی یہ امام احمد اور طبرانی نی روایت کی ہی اور فرمایا آپنے مین اپنی سب اُمتی اگلون پچھلون
جانتا ہون جیسا تم اپنی رفیق کو پہچانو اوس سے زیادہ ہر آدمی کو پہچانتا ہون رواہ البطرانی قطع نظر اس
اعمال اُمت آپ کی سامنی عرض کئی جاتی ہین روی البزار بسند جید عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حیوتی خیر لکم ومماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن حمدت اللہ علیہ
وما کان من سیی استغفرت اللہ لکم اور شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ مین آیہ ویکون
الرسول علیکم شہیدا مین لکہتی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ست بہ نور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین
خود کہ ور کدام درجہ از دین من رسیدہ الی ان قال در روایات آمدہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود
مطلع می سازند کہ فلانی چنان می کند و فلانی چنان تا روز قیامت ادای شہادت توان کرد انتہی
اور نیز علامہ اسمعیل افندی اور قسطلانی اور زرقانی رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتی ہین عن سعید بن
المسیب قال لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ وعشیتہ فیعرفہم بسیماہم
واعمالہم فلذلک یشہد علیہم یوم القیمۃ جب احادیث مین آچکا کہ صبح شام ہر روز دو بار امت کی اعمال آپ کے
سامنے پیش ہوتی ہین پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جانا جمیع محافل میلاد کا کون بڑی بات ہے
اور **مولف براہین گنگوہی کا یہ لکہنا** (تمام امت کا اعتقاد یہ ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام
کو اور سب مخلوقات کو جسقدر علم حق تعالی نی عنایت کر دیا اور بتلا دیا اوس سے ایک ذرہ بہی زیادہ
علم ثابت کرنا شرک ہی انتہی) عجیب قانون ہے اس تقدیر پر ایک عالم شرک ہو جائیگا مثلاً کسینی اپنے
اوستاد کو اپنی ذہن مین بڑا عالم یا اپنے مرشد کو بڑا صاحب کشف سمجھ لیا حالانکہ حق تعالی نی اوسکو
اوسقدر علم اور کشف ندیا تہا مولف براہین کے نزدیک ذرہ بہر زیادہ سمجہنی ہی مشرک ٹہریگا معاذ اللہ بہر
قطع نظر اسکی ہم کہتی ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اوسیقدر ہم ثابت کرتی ہین جسقدر شرع

ثابت ہی نصوص اوپر گذر چکی نہ دیکھو اور حرکت ردی بھی اوسیقدر ثابت کرتے ہین جو نصوص سے ثابت ہے
ہر مولف براہین صفحہ ۴ مین مسئلہ درمختار وغیرہ سے لکھتے ہین (اگر کوئی نکاح کری بشہادت حق تعالی
اور فخر عالم علیہ السلام کی کافر ہوجاتا ہے بسبب اعتقاد علم غیب کی فخر عالم کی نسبت انتہی) یہ مسئلہ بھی
آپنے صحیح نہ لکھا اصل تحقیق اسکی لکھتا ہون کہ اگر کوئی شخص نکاح کری اور کوئی گواہ نہون فقط اللہ تعالی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرکی نکاح کری تو وہ نکاح بالاتفاق ناجایز ہے اسواسطی کہ یہان
گواہ دو ہونے چاہئین کہ اگر نکاح مین جھگڑا ہووی تو عدالت مین گواہی دے سکین اور یہ بھی ہے کہ خدا
تعالی تو ہر نکاح مین شاہد ہوتا ہی پھر شریعت مین علاوہ اوسکی ذات پاک کی اور دو گواہ مطلوب ہین
وہ یہان نہین بنا علیہ وہ نکاح ہرگز نہوا اسپر اتفاق ہے لیکن بعض علمائی اوسکو کافر بھی کہدیا جسکا
ذکر مولف براہین نی کیا اور یہ صحیح نہین اسواسطی کہ درمختار مین اسکی تضعیف پر اشارہ کیا ہے قیل کفر
قیل لفظ تضعیف ہے اور فتاوی قاضیخان کی کتاب النکاح مین لکھا وبعضہم جعلوا ذلک کفرا
کافر ہونیکو قول بعض علما بیان کیا لیکن ابھی یہ نہین کہا کہ خود قاضی خان کی رای اسکی موافق ہے
یا نہین یہ بات کلمات کفر مین کہولدی وہان اسطرح لکھا قالو یکون کفرا شرح منیہ وغیرہ کتب مین صراحۃ
یہ اصطلاح لکھی ہی کہ لفظ قالو ایسی موقع مین لکھتی ہین جہان اپنی رای مین وہ امر مستحسن نہین ہوتا شرح
منیہ کی ذکر قنوت مین لکھا ہی کہ قاضیخان کا لفظ قالو لکھنا دلیل غیر مختار ہونیکی ہی عبارت یہ ہے
وکلام قاضیخان یشیر الی عدم اختیارہ لہ ففی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لہ پس معلوم ہوگیا
ان فتاوی سی کہ کافر کہنا ضعیف ہی اسہم واضح تر دلیل لاتی ہین عدم کفر پر فقیہ شامی نی درمختار
کی قول مذکورہ بالا پر جسکی سند براہین مین پکڑی ہی تحریر کیا ہی قال فی التتارخانیۃ وفی الحجۃ
ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم اب اس سے بھی قوی تر سنو
خزانۃ الروایۃ مین مضمرات سی نقل کیا ہے والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم السلام یعلمون الغیب
ویعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا اسنے اس روایت اخیرہ کو قوی اسواسطہ لکھا کہ اسمین تصحیح جو الفاظ فتوی
سے ہے موجود ہی یعنی اس اختلاف علما مین صحیح یہی بات ہی کہ کافر نہین ہوتا پس درمختار اور قاضیخان کی

تضعیف اور شامی اور تاتارخانیہ اور فتاوی حجہ اور ملتقط کی تصریح اور خزانۃ الروایات اور مضمرات
کی تصحیح سے صاف ثابت ہوگیا کہ وہ کافر نہین ہوتا اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ چیزین عالم کی پیش
کی جاتی ہین بیشک روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فتح القدیر وغیرہ مین ہی کہ جب روایت فقہ و
حدیث متفق ہو ہرگز اوسکو نہ چھوڑا جائی بنا علیہ بحکم ائمہ فتاوی کا موافق حدیث عرض اعمال جسکو
حکیم ترمذی اور بزار اور عبداللہ ابن مبارک محدثین رحمہم اللہ تعالی نقل فرماتی ہین صحیح رہا اور لکھا
زرقانی نی شرح مواہب مین کہ کل انبیا کو اور آبا اور امہات کو اونکی امت اور اولاد کی اعمال بالاجمال
پیش کی جاتی ہین ہر جمعہ اور حضرت کو سب پر شرف یہ دیا گیا کہ آپکو ہر جمعہ بالاجمال اور ہر
روز دوبار بالتفصیل مطلع کیا جاتا ہے انتہی اب دیکھئے یہ عرض اعمال علم کا وسیلہ بہت اچھا ہے اور
شرعی ستایا ہے جسکو مفتیان دین لیحکی ہین بنا علیہ یہ جانا کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محفل
کی خبر ہو جاتی ہے ہر گز شرک نہین پس جو کوئی محفل کرتا ہے اکثر تو یہی کہ ایک، دو دن پہلی سی اوسکی
اطلاع ہوتی ہی اور اوسکی سامان شروع ہوتی ہین ورنہ یہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اگر شام کو محفل ہو
تو صبح سی کچھ انتظام شیرینی یا کھانی وغیرہ کا ہونی لگتا ہے اور اگر صبح کو محفل ہوتی ہی تو شام ہی شروع
ہو جاتا ہی اور اطلاع آدمیون کو شروع ہو جاتی ہے تو سمجھنا چاہیئے جبکہ ہر روز دو مرتبہ صبح و شام
حضرت کو خبر اعمال امت کی کیجاتی ہی جسکی گہڑین شام کو محفل ہوگی جو کچھ اوسنی صبح کو سامان کیا
ہوگا یا کسیکو خبر دی ہوگی وہ عمل صبحکو حضرت کی پاس پہنچ چکا ہوگا کہ شام کو محفل ہمارے فلان امتی کی
گہر ہوگی اور اگر اوسکی گہر صبحکو محفل ہونیوالی ہے اور شام کو اوس شخص نے اسباب فراہم کیا ہوگا یا کسیکی
سامنی سونپنے سے نکالا ہوگا کہ مین صبحکو محفل کرونگا اسکی بھی خبر اسیقدر قبل انعقاد محفل پہنچ چکی ہوگی
علاوہ برین محفل مولد شریف مین کثرت سی درود و سلام پڑہتی ہین اور بفحوای حدیث مسند مجلس کا
درود نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو پہنچاتی ہین یہ بھی ایک ذریعہ ہی کہ حضرت کو درود خوانان مجلس کی
اطلاع نام بنام ہے حدیث مین آیا ہے کہ درود پڑہنی والی کا نام لیکر فرشتی حضرت کو درود پہنچاتی ہین اور
قصاید عشقیہ ہی محبت اور ذوق و شوق سی مجلسین پڑہتے ہین اور شاہ ولی اللہ کا مکاشفہ

اوپر گذر چکا کہ جو کوئی ذوق و شوق سی متوجہ ہوتا ہی درود و سلام و مدح پڑہتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اوسکی طرف نزول فرماتی ہین اس مکاشفہ کی تائید بھی حدیث سی پائی جاتی ہی چنانچہ دلایل الخیرات
مین ایک حدیث ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھا گیا کہ جو لوگ آپ سی دور اور غائب نظر سی ہین
بعد زمانہ آپکی پیدا ہونگی اونکی درود کا کیا حال ہی ارشاد فرمایا اسمع صلاۃ اہل محبتی و اعرفہم و تعرض
علی صلاۃ غیرہم عرضا یعنی اپنی محبت والونکا درود خود سنتا ہون اور اونکا درود مجھہ پر پیش کیا جاتا
ہی معنی شرح دلایل الخیرات مین علامہ مہدی فاسی نی اسطرح لکہی ہین اسمع بلا واسطۃ صلاۃ اہل محبتی
الذین یصلون علی محبۃ لی و شوقا و تعظیما و ظاہرہ سواء صلی علیہ المحب لہ عند قبرہ او نائیا عنہ و اعرفہم
باسمائہم و اردافہم بردہ و تعارفہا معہا بالمحبۃ الرابطۃ والارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف
و ما تناکر منہا اختلف و لتکرر صلاتہم علیہ اکتارہم لہا من اجل المحبۃ المقتضیۃ لذلک و تعرض علی صلاۃ غیرہم
عرضا فہو انما یسمعہا بواسطۃ انتہی ملخصا اور مزرع الحسنات شرح دلایل الخیرات مین ہی و اعرفہم ای شناسم
ایشان را بسبب محبت را بسبب اتصال روحی و قرب معنوی ایشان بروح مقدس

**مصرعہ**

قرب جانی چو بود بعد مکانی سہل ست ۔ و تعرض صلاۃ غیرہم عرضا یعنی فرستگان درود
گزاران را بر من عرض می کنند بواسطہ انہا می شنوم و نمی بینند بلا واسطہ مخصوص بحبان و حاشقان است
مذکور شد دلایل الخیرات کی حدیث کو دونو شارحون نی مسلم رکہا پس معلوم ہوا کہ محبت بہی قرب
روحی کا سبب ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی محبین کا درود خود سنتی ہین اسطرح مزار شریف کی قریب کا درود
سنتی ہین بعد ظاہری کچھہ مانع نہین اور شاہ ولی اللہ کا مکاشفہ ظاہر کرتا ہی کہ غیر حالت درود خوانی مین
بھی حضور اپنی خاص محبون کی امداد فرماتی ہین چنانچہ اونہون نی اپنا حال کتاب درثمین کی بارہوین جلد پیشین لکہا ہی

فتمثل لیلۃ من اللیالی فاہلم بعض اصحابنا ان یہدی الی انارا من لبن فشربتہ ثم نمت علی الوضوء فرایت
فی المنام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاوماء الی انی انا الذی ارسلت الیک الہدیۃ الخاصۃ فی قالب الرجل یعنی مجھی ایک شخص
نی ہدیہ نہین کہا یا تہا ہمارے ایک دوست کو الہام ہوا وہ دودہ لایا مین پیکر سوگیا با وضو تو دیکہا روح نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو مجھسے فرمایا کہ مجھی نی ہی دودہ بہیجا تہا اوس آدمی کی صورت مین ڈالدیا تہا کہ دودہ لیجا تہی اور

گذر چکی اس سی پہلی حکایت قاری قرآن کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکا قرآن سُننی کو تشریف لائے
پس معلوم ہوا کہ آپ کو بذریعہ عرض اعمال ہی خبر ہوتی ہی اور اہل محبت کی خبر بباعث قرب روحانی ہی
ہوجاتی ہی علاوہ براین ایک تیسرا طریق اور چوتھا طریق اور بھی خبردار ہوجانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ہے لیکن وہ دونو طریق دقیق ہین عام فہم نہین جو علی العموم ذکر کیے جاہین پہر کیف اطلاع پانی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند طریق ہین اور وہ سب خدا تعالی کی دیئی ہوی ہین تو علم غیب آپکا مستقل
وبالذات نہوا جس ہی شرک لازم آتا بلکہ آپ جس طریق سی حالات امت و اشیاء عالم پر مطلع ہونگی وہ قدرت
خداداد سی ہونگی اسکا نام شرک ہرگز نہین دیکہو عقاید وعلم کلام کی کتابین جب حدیث عرض اعمال وغیرہ
وسایدسی آپ کو علم ہوجانا ثابت ہوچکا اور روح کا چلنا پہرنا زمین مین اور بسرعت سیر ارواح احادیث
سے معلوم ہوچکی اور آپ کی توجہ خلقت کی طرف ہی معلوم اور آیہ بالمومنین رؤف رحیم دلیل شفقت و
رحمت امت کی لئی موجود اور جب آپکے لیے اُمتی بذل مال اور درود وسلام ومدح خوانی باداب و
تعظیم کرین تو اوسکی جواب مین آپکی توجہ و احسان فرمانی پر آیہ کریمہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان
موجود پہر معلوم نہین فریق ثانی کیون شقاق ونفاق بیجا اہل اسلام مین ڈال کر اپنی خاصی مسلمانونکو
مشرک بنارہی ہین ہان اگر کوئی جاہل عقیدہ شرکیہ رکہی مثلا نبی کریم کے لیے علم غیب
مستقل ذاتی سمجہی یون نہ جانی کہ خدا تعالی کا دیا ہوا ہی معاذ اللہ تو اوسکی کفر مین کسکو کلام ہے وہ
شخص بالاتفاق مردود ہی مولف براہین گنگوہی لکہتی ہین مجلس میلاد شریف مین اکثر ایسی ہی آدمی ہوتے
ہین معلوم نہین اونکو گھر بیٹہی کسطرح مجلس والونکی خبر غیبی ہوگئی اور وہ ہی اونکی دلونکی ہنی اپنی عمر بہر مین اب تک
اس عقیدہ کا آدمی نہین دیکہا اور یہ عقیدہ تو معاذ اللہ شرک کا بہت ہی بُرا ہے ہم تو جمیع منہیات شرعیہ کو
بُرا کہتے ہین چاہیی کہ بانی محفل مرد با اخلاص خوش عقیدت محبت والا ہو مال مین احتیاط کری
اپنی محنت کی تنخواہ یا تجارت کا کمایا ہوا یا ہبہ و میراث غیر صحیح شرعی طریق سی پہنچا ہوا طعام و شیرینی
وعطر وغیرہ مین صرف کری فرش وظروف وغیرہ سامان تجمل مین کوئی امر خلاف شریعت نہووی
روایات معتبرہ وہ ہون جنکو ثقات محدثین نی باب المعجزات مین قبول کیا ہی اشعار وہ ہون

محفل مولد شریف چاہیی کہ منہیات شرعیہ سی پاک ہو

جنکے پڑہنی پر مفتیان دین نے فتوی دیا ہی پہران امور کی بعد آداب تسلیم شان نبی کریم علیہ التسلیم مدنظر
ہو دمبدم درود وسلام کثرت سے سامعین حاضرین مجلس کے زبان پر ہو فضایل و معجزات و قصائد و ذوق
وشوق محبت سے پڑہین پڑہوائین سنین سنوائین الحاصل جسقدر مجلس کی صفائی مین اور امور منہیہ سے
بچنے مین ہمت لگائینگے اوسیقدر رضامندی حق سبحانہ کی اور توجہ روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی
طرف پائینگے اگر محفل مقبول ہوئی ادنی درجہ یہ ہی کہ وہ شخص اپنی مقصد و مراد کو پہنچی اعلی درجہ ایک قسم
کی خاص جلوہ روح محمدی سی بہی مشرف ہووے اور یہ کچہہ محفل ہی کی ساتہہ خصوصیت نہین ہر عمل کا ثمرہ
جب پائیگا کہ اوسکی شروط سی بجالائیگا دیکہو نماز کی باب مین حدیث وارد ہے ان العبد اذا قام
الی الصلوۃ رفع اللہ تعالی الحجاب بینہ وبینہ وواجہہ بوجہہ الکریم یعنی جب بندہ نماز پر کہڑا ہوتا ہے اللہ تعالی
اوٹھا دیتا ہی حجاب اپنی اور اوسکی بیچ مین سی اور سامنی اوسکی کر دیتا ہے اپنا وجہ کریم اور دوسری
حدیث مین ہی کہ جب مسلمان وضو کرتا ہے شیطان اوس سے دور ہو جاتا ہے زمین کی کنارون تک بہاگ
جاتا ہے اس ڈر سی کہ یہ بندہ اپنی بادشاہ کی پاس جانیکا ارادہ کرتا ہے جب وضو کر کی کہڑا ہی اللہ اکبر
چہپ جاتا ہے ابلیس اور اللہ جلشانہ اوس بندہ کی سامنی ہو جاتا ہے اور ایک اور حدیث مین آیا ہی اپنی
اللہ کی عبادت اسطرح کر گویا تو اوسکو دیکہہ رہا ہے خلاصہ یہ کہ یہی نماز ہم غافل لوگ پڑہتی ہین اور ایک
اولیاء اللہ کی نماز ہے کہ اونکو نماز مین مشاہدہ ربانی حاصل ہوتا ہی اور مقامات طی ہوتے ہین
اسیطرح مقبولیت محفل میلاد کی درجات ہین ؎ نہ انچنان شد نام ہر میوہ ۔ نہ مثل بیدستہ ہر میوہ
الحاصل مقبول تر وہ آدمی جو زیادہ تر اخلاص محبت سے محفل کری **سوال** یہ قیام مروج تعظیم رونق
افروزی روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی لی ہے یا کسی اور وجہ سی ہے **جواب** اگرچہ اطلاع پانا اپکا
محفل پر مجملا اعمال امت ثابت ہی اور مشتاقین کو جلوہ خاص روحانی سی مشرف فرمانا ہی ممکن لیکن
ہر ایک محفل مین علی العموم قیام اس غرض اور علت پر مبنی نہین بلکہ وجہ اسکی اظہار فرحت و سرور و تعظیم
شان نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ہی دیکہو علامہ الامہ مقتدی الایمہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور انکی
مجلس مین اکابر علماء تہی ایک شخص مدح کا سنکر کہڑے ہو گئے چنانچہ سیرت جلبی مین مذکور ہے

اوسمین روح کا اسکا کچھ بھی مذکور نہین بلکہ یہی قام الامام اسکی رحمہ اللہ وحمین فی المجلس فصل الکبر
اور اسیطرح نقل کیا اسمعیل انقروی نی تفسیر روح البیان مین اور سیرت شامی مین ہے جرت عادۃ کثیر من
المحبین اذا سمعوا ذکر ولدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ یعنی کہ محبین رسول صلعم جب سنتی ہین ذکر ولادت
شریف اوٹھ کھڑی ہوتی ہین یہ نہین لکھا کہ روح مبارک کو دیکھکر اوٹھ کھڑی ہوتی ہین اور رسالہ
عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر مین امام برزنجی نی لکھا ہی قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفۃ اگر
دو وجہ یہ ہوتی تو ضرور یہ اور یہ نہین فرمایا استحسن القیام عند رویتہ روحہ او عند قدوم روحہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جمیع بلاد اسلامیہ کا عربی عجم مشرق ومغرب مین اسی بات پر ہی کہ بلا رویت روح پر فتوح بمجرد سماع
ذکر ولادت شریف جملہ اہل محافل کھڑی ہوجاتی ہین اگر کوئی یہ کہی کہ اگر یہ تشریف آوری روح کی
نہین تو پھر تعظیم کس بات کی ہی جواب وسکا یہ ہی کہ قیام فقط تعظیم تشریف آوری پر منحصر نہین بلکہ ذکر
شریف مین جسقدر مقام پر قیام پایا گیا ہی ایک یعوالی کی تعظیم مین جیسی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی
وقت تشریف لانی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیام فرماتی تھین کلہ انی المشکوۃ دوسرا وضو کا بچا
پانی پینی کی لئی کھڑا ہونا ترمذی نی روایت کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وضو کرچکی بچا ہوا پانی پینے
کھڑی ہوکر اور یہ کہا کہ مجھکو پسند آیا کہ دکھاؤن تمکو کسطرح وضو کرتی تھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہی
اس سے معلوم ہوا کہ آپ ہی کھڑی ہوکر پیتی ہونگی تیسری زمزم کا پانی کھڑا ہوکر پینا بخاری اور مسلم
مین روایت ہی کہ ابن عباس فرماتی ہین پلایا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی زمزم کا پس پیا
آپ نی کھڑی ہوی الحاصل فقہا رحمہم اللہ ان دونو پانیون کو قبلہ رو کھڑا ہوکر پینا مستحب اور
مندوب لکھتی ہین اس لفظ سی صاف تعظیم معلوم ہوتی ہی اور بعضون نی یہ مسئلہ ان الفاظ سے
لکھا ہی پانی کھڑی ہوکر پینا مکروہ تنزیہ ہی سو ان دونون پانیون کی کہ یہ مکروہ نہین اس سے
ہی قیام تعظیمی ثابت ہوگیا یعنی کھڑا ہوکر پینی کی جو کراہت شرع مین تھی وہ بباعث عظمت
ان دونون پانیون کی ساقط ہوگئی سلئی کہ زمزم کا پانی حصول شفا کا سبب ہے اوسیطرح
وضو کا پانی بچا ہوا بھی موجب شفا ہی شامی نی لکھا ہی کہ میری بزرگ عبد الغنی نابلسی جب

مریض ہوتی ہی وضو کا باقی بانی باراده حصول شفا پیتی ہی موافق فرمان ہمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کی پس آرام ہوجاتا ہی اونکو انہی کلام الشامی یہان ایک بات اور بہی حاصل ہوئی یعنی کہڑی
ہوکر پانی پینا مکروہ ہی شرع مین لیکن جب آب زمزم اور آب بقیہ وضو کی عظمت پر خیال کرکی کہڑا ہوکر
پیے تو قصد تعظیم کی سبب کراہت جاتی رہتی ہی پس بالفرض محال اگر قیام مکروہ بہی ہوتا تب بہی جو
لوگ باراده تعظیم شان مصطفائی کہڑی ہوتی ہین چاہئی کہ اونکی لئی درست ہوجاوی مکروہ یا شرک
یا حرام ہونیکی کیا مغی چوتھا کہڑا ہونا جو وقت عمامہ باندہی بعض فقہا اسکو مستحسن کہتے ہین پانچوان
کہڑا ہونا وقت سماع اذان کی در مختار مین ہے ویندب القیام عند سماع الاذان در فتاوی برہنہ

اورده چون آواز اذان بگوش یابد کہ ماشی باایستد و شمشه زانو زند ہرچه تعظیم نزدیکتر آن کنند
چھٹا کہڑا ہونا واسطی تعظیم مطلق ذکر کی تفسیر کشاف مین ابن عمر اور عروہ بن زبیر اما یک جماعت سے
روایت ہی کہ وہ سب نکلی اور گئی عید گاہ مین پہر وہ ذکر اللہ کرنی لگی اون مین سے بعضون نے یہ کہا
کیا ذکر ہوا انہین اللہ تعالی نی یذکرون اللہ قیاما وقعودا تب وہ سب کہڑی ہوگئی اور ذکر اللہ کرنی لگی
کہڑی ہوسے ساتوان کہڑا ہوکر مدائح اور مفاخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑہنی صحیح بخاری
مین ہی کہ حضرت حسان منبر پہ کہڑی ہوکر اشعار فخریہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑہتی تھے ہے
آٹھوان کہڑا ہونا دست بستہ وقت زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنا رضی
ہروکی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام الی یوم القیام جیسا کہ ہم اوپر بیان کرچکے نواں جب کوئی
بانا پیشوا محاسبے اوہٹی اوسکی معیت مین تعظیما کہڑی ہوجانا چنانچہ مشکوۃ مین ابوہریرہ سے روایت ہے
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین ہمکو حدیث سناتی تہی جب پاوہٹتی ہم سب کہڑی ہوجاتے
تا اور جسوقت تانک پ گہر مین داخل نہوجاتی ہم کہڑی رہتی تہی انہی علاوہ ان آٹھ مقامات کی اور
مواضع مین قیام آیا ہی جسکی نظر فتاوی اور احادیث پر ہوگی وہ دیکھ لیگا الحاصل ان نظائر سے
ثابت ہوگیا کہ قیام مخصوص فقط تعظیم آنیوالی کی لئی نہین بلکہ اور بہی مقامات مین قیام پایا گیا اور
مشترک سب مین یہ مضمون ہے کہ قیام جس امر مین کیا جاتا ہی اوس امر کی تعظیم کا فائدہ دیتا ہے

اسیواسطی بزرگان دین سی طرح طرح کی مراقبہ تعظیم مین قیام پایا گیا ازانجملہ احمد ابن حنبل وعلی بن مدینی
وغیرہ حلقہ تعلیم حدیث مین کھڑی رہتی تھی چنانچہ ہم یہ روایت سابقا لکھ چکی ازانجملہ بہاء الدین
ملک طاہر کا وزیر قصیدہ بردہ کو برہنہ پا اور برہنہ سر کھڑا ہو کر سنا کرتا تھا اور اوسکی گھر مین بہت خیر و برکت
دین و دنیا کی اس سے حاصل ہوئی کشف الظنون مین درباب قصیدہ بردہ لکھا ہے ولما بلغت الصاحب
بہاء الدین وزیر الملک الظاہر ما شنعوا بہ ونذروان لایسمعہا الا حافیا دا قفا مکشوف الراس کان متبرک بہا
واہل بیتہ وراوا من برکاتہ امورا عظیمۃ فی دینہم ودنیاہم ازانجملہ کھڑا ہونا ہمارے شیخ الرئیس امام الشریعہ
خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا واسطی تعظیم روضہ مرشدکی شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین
گنج شکر اپنی پیر قطب صاحب کی ملفوظات مسمو بہ فوائد السالکین مین لکھتی ہین کہ ایک بار خواجہ
معین الدین قدس سرہ درباب سلوک وعظ فرما رہی تھی جب داہنی طرف نظر پڑتی تھی کھڑی ہو جاتی
تھی ایک سو بار کھڑی ہوی لوگ حیرت مین تھی بعد اختتام جلسہ ایک بی تکلف آدمی نی یہ عرض
کہ آپ کیون بار بار کھڑی ہوتی تھی فرمایا جب میری نظر مرشد خواجہ عثمان ہارونی کی روضہ پر پڑتی
کھڑا ہو جاتا تھا اسلیی کہ پیر کی تعظیم حالت حیات وممات مین برابر واجب ہے بلکہ بعد موت کی زیادہ
انتہی کلامہ ازانجملہ جو وقت کسی صاحب معرفت کو عشق الہی مین وجد صادق ظاہر ہو تو جمیع حاضرین
کھڑا ہو جانا چاہیی ذکر کیا یہ مسئلہ امام حجۃ الاسلام غزالی فی احیاء العلوم مین مرد منصف حق طلب کو
ان احادیث و آثار صحابہ اور فعل مشایخ طریقت مشایخ حدیث سی جو کچھ ہمنی بیان کیا لکھا خوب واضح ہو جاوے گا
بیشک قیام تعظیمی مخصوص کسی کی آیکی ساتھ نہین بلکہ اور امور کی تعظیم مین بھی قیام پایا گیا ہی پھر کیا ضرور
کہ قیام مروجہ محفل قدوم روح مبارک ہی کی اعتقاد سی کیا جاوے بلکہ اسمین تعظیم شان رسول صلی اللہ
وسلم پر نظر کی جاوی اور بیان اسکا یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی فی سورہ حج مین ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من
تقوی القلوب یعنی جو کوئی تعظیم کری نشانیون اللہ تعالی کی یہ دلون کی پرہیزگاری سی ہی ہو
اسمعیل صاحب نی اولیاء اللہ کی محبت کو تعمیل اس آیت اور تعظیم شعائر اللہ مین شامل کیا ہی مبارا
صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۴۳ مین ہے اگر تامل کنی دریابی کہ محبت مشائخ کرام خود

اور جب پیر کا قصیدہ
بردہ جیسا صاحب
وزیر ملک ظاہر کرتا
نقل کیا اور سنا
اور اسکی گھر مین
نہین
اور اصل
ہی اور
اس قصیدہ
اور تعظیم
دین اور

ایمان محبت و علامت التقوی ہے اور ذلک من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب اور انتہی کلامہ جب اولیاء اللہ شعائر اللہ ہوی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معظم شعائر ہوے چنانچہ حجۃ اللہ مین شاہ ولی اللہ نے بھی صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ بریلی مین آپکو معظم شعائر اللہ مین شمار کیا ہی اور جب آپ معظم شعائر اللہ ہوی تو پیدا ہونا آپکا گویا ظہور ہے اعظم شعائر اللہ کا اور ہمکو چاہیی کہ اعظم شعائر اللہ کی عظمت دلمین پیدا کرین اور اوس نعمت عظمی کو بہت عظیم سمجہین جسکو فرمایا اللہ تعالی نی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور احسان رکھا اللہ تعالی نی ہماری گردنون پر اونکی موجود باجود کا حیث قال تبارک و تعالی لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا الایہ پس جسوقت تذکرہ آپکا باداب تعظیم اور ظہور جاہ و جلال جو وقت ولادت باسعادت آفاق عالم مین وہ انوار و آثار جلوہ گر تہی بیان ہوتا ہی دل کی رگ و ریشہ مین اوسوقت کا جلوہ سما جاتا ہے اور آنکہونکی آگی نقشہ حضور ملائکہ و حور عین کا جو وقت میلاد شریف تہا سما بندہ جاتا ہی لابد دل بہر جاتا ہے عظمت شان حضور ہی اور پیدا ہوتی ہی دلمین تعظیم عظیم اوسوقت بہری ہو جاتی ہین سب باداب تعظیم اور بدلتی ہین ہیئت جلوس کو قیام سی چنانچہ شرع شریف مین ظاہر کو عنوان باطن قرار دیا ہی اگر قلب مین توحید اور رسالت کی تصدیق ہی تو اقرار باللسان کی تطبیق ہے اسیطرح اگر دل مین اللہ تعالی سی کسی چیز کی خواہش اور حاجت ہے تو دعا مین دونو ہاتہ ایک لگنی والون کی طرح پہیلا دینا سنت ہی تاکہ نقشہ ظاہر و باطن کا ایک ہو جاوے اسیطرح جو ہاتہ اوٹہانے کو بہت مثالین شرع شریف سی ملجاوینگی از انجملہ چند مثالین دافع الاوہام مین در باب نیت مثل مذکور ہین خلاصہ یہ کہ اسوقت اظہار عظمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لئی جو کہ دلمین بہری ہوئی ہی اوسکا قیام کیا جاتا ہی تاکہ ظاہر و باطن دونو ایک ہو جاوین جسطرح دل کی اندر حضور کی عظمت ہے اوسیطرح قیام و اداب تعظیم اوس عظمت کا نقشہ اور صورت ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسوقت بذاتہ ہونکی سامنی مجلس مین حاضر نہون لیکن آپکا ذکر ظہور تو موجود اور ظاہر ہے ذکر ظہور کی تعظیم بعینہ آگی تعظیم ہے مولوی اسمعیل صاحب صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ ۱۱ مین لکہتی ہین از فروع جب منعم ہے تعظیم شائر او مثل تعظیم نام او و کلام او و لباس او انتہی جب آپکی تعظیم دلمین ہوئی تو آپکے نام اور

بیان اور ذکر کی تعظیم بھی ہی گئی تو یہ ذکر کی تعظیم بعینہ آپکی تعظیم ہی اور آپکی تعظیم خدا کی تعظیم ہی جیسا کہ
شاہ ولی اللہ نے صفحہ ۱۰۰ حجۃ اللہ مین لکھا ہی حتی صار تعظیمہا عندہم تعظیما للہ یعنی اون شعائر کی تعظیم
اللہ ہی کی تعظیم ہی اونکی نزدیک اور موافق اس مضمون کی آیتین بھی ہم لکھہ چکی ہین من یطع الرسول
فقد اطاع اللہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ الحاصل یہ قیام نہ شرک ہی نہ بدعت ضلالت
بلکہ مستحب و مستحسن ہے باتفاق جمہور علماء امت اور قایم ہین اسپر ادلہ از روی شریعت فائدہ اب ہم ایک
قاعدہ مسلم مولف براہین گنگوہی کی موافق بھی اس قیام کا ثبوت دیتی ہین وہ یہ ہی کہ جنی امور مروجہ مجالس میلاد
کے پہ لکھا ہی کہ زیادہ کرنا کسی مستحسن یا مباح کا جو پیشتر نہ تہا جایز ہی اوسکی نظیر یہ لکھی کہ اگر کوئی بنظر آداب
تعظیم التحیات مین اللہم صل علی سیدنا محمد پڑہے تو درمختار مین اوسکو افضل لکہا ہے حالانکہ اس درود مین لفظ
سیدنا منقول نہین۔ اسکا جواب مولف براہین صفحہ ۱۰۲ مین لکہتی ہین (زیادہ لفظ سیدنا کی صیغہ درود
شریف مین یہ تو سمجہا کہ جہان کہین اجازت زیادت یا تبدیل کی صراحۃ یا دلالۃ موجود ہے وہان تو نہی کہان
ہوسکتی ہی وہ تو خود ما ورد بہ الشرع مین داخل ہی سو اجازۃ زیادۃ لفظ سیادۃ کی خود یا ایہا الذین امنوا
صلوا علیہ الایہ مین موجود ہی کیونکہ معنی صلوۃ کی تعظیم کی ہین اور صلوا کی معنی عظموا کی لکہتی ہیں) درود عاکے
اگر ہون اوسکو بہی تعظیم لازم ہی کہ جسکی واسطے دعا کیجاویگی اوسکی توقیر و تعظیم لازم ہویگی تہوڑی سی
عقل کی حاجت ہی سہرگاہ کہ تعظیم فخر عالم کی اپنی بندگان سے حق تعالی طلب فرماتی ہین تو جو لفظ
و صیغہ کہ تعظیم کی معنی دیویگا وہ خود مطلوب ہویگا جب تک کہ اوسکی نہی وارد نہوا تہی) مین کہتا ہون
قیام زیادہ کرنیکی اجازت یہی شرع مین موجود ہی نصوص مثبت باب وجوب تعظیم و توقیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
شروع بحث قیام مین ہم لکھہ چکی ہین تعظیم و توقیر آپکی مطلوب ہے شرعا تو یہ قیام بھی ایک فرد تعظیمی ہو کر افراد تعظیم
مطلوبہ مین شامل ہی اور ما ورد بہ الشرع مین داخل اور یہ بھی ہی کہ وقت ذکر ولادت شریف درود و سلام
بہی اہتمام کر پڑہتی ہین تو جیسا لفظ صلوا بمعنی عظموا اسی صیغہ تعظیم ایجاد کیا جو پہلے نہا ایسا ہی اسوقت درود
و سلام پڑہنی کی لئی یہ ہیئت تعظیمی یعنی قیام ایجاد کیا جو پہلے نہا پس قیام بہی مثل لفظ سیدنا افضل ہو
موافق قیاس تو درمختار جسکو مولف براہین گنگوہی بہی سند کیا ہے قیام کو مستحب ثابت الاصل ہے اور

ادلہ معلمہ فریق ثانی بھی اسی سبب سید برزنجی وغیرہ مفتیان دین استحسان قیام ہذا پر برابر فتوی
دی رہی ہین **اب قیام مین منکرین کی شبہات متفرقہ کا ذکر ہوتا ہی**
**اول اعتراض** حضرت کی حالت حیات مین صحابہ واسطے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام نہین
کرتی تھی جیسا کہ ترمذی مین ہی پہر اب قیام کسطرح جایز ہو جواب اول قیام نہین کرتی تھی لیکن اوسطرح کا
قیام جیسا سلاطین عجم مین تھا کہ جب رعایا اپنی بادشاہ کو آتی دیکھتی اسیوقت سی کہڑی ہو جاتی اور
جب تک وہ بیٹہا رہتا تخت پر اسوقت تک سب اوسکی آگی بکمال تواضع کہڑی رہتے ایسا قیام فی الواقع
ممنوع شرعی ہی جبکہ وہ بادشاہ یا امیر حکم کری اور پسند کری اوس قیام کو سو محفل میلاد شریف مین
یہ بات تو نہین کہ اوس محفل مین منبر یا چوکی یا تخت پر کوئی بادشاہ بیٹہا ہوا ہی اور سب لوگ اوسکی
آگی کہڑی ہین یا یہ کہ وہ بادشاہ حکم کر رہا ہے کہ تم میری آگی قیام کرو یہان تو یہ بات ہے کہ قاری مولد
منبر پر کہڑا ہوا سلام و درود و اشعار نعت و مدح پڑہ رہا ہے یہہ خود فعل صحابہ سی ثابت ہی صحیح بخاری
مین ہی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضع لحسان منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان کیواسطی منبر رکھتی تھی مسجد مین
اور اوسپر حسان کہڑی ہو کر فخر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتی تھی پس محفل میلاد شریف مین
بھی قاری مولد منبر پر کہڑا ہو کر فخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا ہی اور جسوقت قاری مولد کہڑا ہوتا ہے
حاضرین بھی کہڑی ہو جاتی ہین اسمین تعمیل دوسری حدیث کی ہو جاتی ہے جو مشکوۃ کی باب القیام فصل
الف مین ابو ہریرہ سی روایت ہی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس مجالس الجلس
یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما یعنی حضرت ہماری جلسہ مین حدیث کرتی تھی پہر جب آپ کہڑی ہوتی ہم بھی
آپ کی ساتہہ کہڑی ہو جاتی اس سی ثابت ہوا کہ حاضرین مجلس کو قیام مین موافقت کرنا چاہیے
اس قیام مین اور ترمذی کی روایت منع قیام مین جسکو مانعین سند لاتی ہین بہت فرق ہی اور
نہ کوئی یہ کہی کہ صحابہ کیسطرح کا قیام نہین کرتی تھی تو یہ بالکل غلط ہی آبھی گذرا کہ حضرت حسان کہڑی
ہو کر فخر پڑہتی تھی مدح و فخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اور یہہ بھی گذرا جب آپ کہڑی ہوتی صحابہ

ہو جاتا ہے کہ اوس مجلس مین حاضرین کو قیام مین موافقت کرنا چاہیے اور اوس قیام مین اور ترمذی کی روایت منع قیام مین جسکو مانعین سند لاتی ہین بہت فرق ہی اور نہ کوئی یہ کہی کہ صحابہ کیسطرح کا قیام نہین کرتی تھی تو یہ بالکل غلط ہی آبھی گذرا کہ حضرت حسان کہڑی ہو کر فخر پڑہتی تھی مدح و فخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اور یہہ بھی گذرا جب آپ کہڑی ہوتی صحابہ

کھڑی ہوجاتی آور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا تشریف لاتین تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کھڑی ہوجاتی تہی اور اسیطرح وقت تشریف آوری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی فاطمہ رضی اللہ
تعالی عنہا کھڑی ہوتی تہین اور نیز کھڑی ہوی صحابہ واسطی آپکی یہ اسامہ بن شریک سی بروایت
صحیح قسطلانی نی روایت کی ہی اور نیز کھڑی ہوی آپ واسطی آنی حلیمہ سعدیہ کی ایام حنین مین یہہ
زرقانی شرح مواہب مین ہی اور نیز کھڑی ہوی آپ وقت آنی پدر رضاعی اپنی کی بہ سیرت حلبی
مین ہے اور رد کیا مانعین قیام کو شاہ ولی اللہ نی دیکھو حجۃ اللہ البالغہ **اعتراض** حضرت کا
نام سنکی کھڑی ہوجاوین اور اللہ تعالی کی نام پر کھڑی نہین ہوتی حضرت کو اللہ تعالی سی بہی توقیت
دیدی جواب یہہ کمال کم فہمی ہے دیکھو ہم اللہ تعالی کی واسطی قیام کرتی ہین نمازون مین بکمال ادب
رو بقبلہ اور اس سی بھی زیادہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی لئی خاک پر گرجاتی ہین سجدہ کی لئی ہر روز نماز فرض
واجب و نوافل مین ساٹھ ستر سے زیادہ سجدے کرتی ہین یہ کیسی بڑی تعظیم ہوئی کہ ماتہا زمین پر گرتی
ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لئی صرف اسقدر کہ ذکر ولادت شریف پر تعظیماً نظہورہ بتعظیم کہڑی
ہوجاتی ہین اب خیال کرو تعظیم رسول کی خدا سی زیادہ کہان ہوئی **اعتراض** حضرت کا نام
اذان اور خطبہ مین بہت جگہ آتا ہی کہین نہین کھڑی ہوتی سو ای مولد شریف کی اوقات مین بہی جیسے
خاص ذکر ولادت شریف آتا ہی جو آپ ذکر ولادت شریف مین یہ مناسبت ہے کہ ولادت کی معنی یہ ہوی
کہ آپ عالم بطون سی عالم ظہور مین آئی اور آنیوالی کی تعظیم کے لیے شرع مین قیام مستحسن ہے بر مذہب جمہور
فقہا و محدثین اور یہہ خوب معلوم ہی کہ شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بس عظیم ہے اور بر دنی تغرد
دلتوقردہ کی تفسیر مین لکہا ہی ای بتا لغوا فی تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی مبالغہ کرو حضرت کی تعظیم مین
بنا علیہ محبین امت نی بطور مبالغہ تعظیم یہہ کیا کہ جو بادشاہ دامیر کی عین حالت قدوم مین تعظیماً قیام
کیا جاتا ہی وہ آپ کی ذکر قدوم مین کیا گیا اسپر کوئی اعتراض شرعی نہین پڑ سکتا سوا اسکی کہ ایجاد ہے
سو ایجاد طریقہ آداب کا مستحب و مستحسن ہے اسکا ذکر چند بار گذر چکا اور بدعت حسنہ کا وجود بہی شرع سے
ثابت ہوچکا **اعتراض** قیام کرنیوالونکو اگر اسبات کی تعظیم منظور ہوتی کہ حضرت کی قدوم کی

تعظیم کیجاوے تو فقط وقت ولادت کی کیا خصوصیت تھی چاہیئی تہا کہ جب ذکر سنتی کہ فلان وقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین یا مجلس مین تشریف لائی تہی یا حج یا جہاد کرکی پہرآئی تھی ہر قدوم کا ذکر
سنکی کھڑی ہوجایا کرتے **جواب** آن قدومات مین اور قدوم وجودی یعنی ولادت شریف مین
بڑا فرق ہی یہ سب قدوم جزئی ہین مثلاً گھر سے جب مسجد یا مجلس مین تشریف لائی تو وہ دولت
مخصوص اوسی جماعت کی واسطی ہوئی دوسری لوگونکا اوسمین کیا حصہ ہی کہ جن مین آپ رونق افروز
نہوی برخلاف قدوم وجودی کی کہ وہ قدوم کلی ہی یعنی آپکا عالم وجود مین آنا رحمت ہی تمام عالم پر جو
کوئی اوسوقت دنیا مین موجود ہی یا نہین اور جو کوئی قیامت تک پیدا ہوتا چلا جائیگا اور جو چیز ثری
سے عرش تک ہی کل کی لئی آپکا پیدا ہونا رحمت ہی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین پس اس قدوم اور
قدومات مذکورہ مین بڑا فرق ہی اسلئی قیام کرنا اس اعلی درجہ کی قدوم مین امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین رائج ہوا جب اس قدوم کلی کا ذکر آتا ہی اوسیوقت قیام کرتی ہین بخلاف اور قدومات کی کہ وہ
جزئیہ ہین **اعتراض** اگر یہہ قیام واسطی ذکر ولادت شریف کی خاص ہوا کہ اسمین معنی قدوم وجودی
کی ہین تو بہت وقتون مین یہ ذکر احادیث وغیرہ مین ہوتا ہی مثلاً قرآن شریف مین ہی لقد جاءکم
رسول اور حدیث مین ہی ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مختونا اوسوقت کیون نہین کھڑی ہوتی علاوہ برین
بہت مرتبہ آپکی ولادت کا مضمون کسی شعر مین یا فقرہ نثر مین چلتی پہرتے زبان پر آجاتا ہے وہان
بہی کوئی نہین کہڑا ہوتا **جواب** بنی آدم پر غفلت طاری ہی اللہ تعالی کی نام پر کسی خاص موقع
مین جب دل راغب الی اللہ ہوتا ہے وہان تو شوق ذوق سی کہتی ہین جل جلالہ جل شانہ عم نوالہ باقی
اکثر اوقات مین دل غافل اور بیخبر ہوتا ہی سیکڑون باتونمین اللہ تعالی کا نام آتا ہی جل جلالہ وغیرہ
الفاظ تعظیم کچھ بھی زبان پر نہین لاتی بس اسیطرح حال قیام ہی کہ بعض حالات مین نام رسول آتا ہے
دل کو اس تعظیم خاص یعنی قیام سی ذہول اور غفلت ہوتی ہی برخلاف مجلس کی کہ یہان ہر قسم کے
سامان آداب و تعظیم موجود ہین خواہی نخواہی ہر عامی کی بہی آنکھین کہل جاتی ہین تعظیم بجالاتی ہین
دوسرا جواب یہ ہی کہ اگر ہم قیام کو فرض یا واجب کہتی تب یہ اعتراض پڑتا کہ کسی موقع مین بہی ترک

جایز نہو جب فرض نہین بلکہ مستحب اور مستحسن کہتے ہین تو موقع محفل مین کہ وہان جمیع اُمور استحسان و آداب
موجود وہنیا ہین قیام بہی کرتی ہین تاکہ لوازم اکرام بتمامہ مکمل ہوجاوین اور جہان جمیع لوازم مروجہ منفی
ہین وہان یہہ بھی نہو تو کیا حرج ہی صرف درود شریف پڑہ دیا یہہ بہی فائدہ تعظیم کا دیجاتا ہی اور یہہ ہم
اوپر لکھ چکی کہ تعظیم مفروضہ کسی فرد مین بھی ادا ہوجاتی ہی اور تعظیم و فرحت میلاد کو سامان کثیرہ اور
افراد متعددہ کی ساتھ ادا کرنا درجہ استحباب مین ہی باقی رہی یہہ بات کہ تلاوت قرآن شریف قرارت
حدیث مین جو یہہ ذکر آدی وہان کیون نہین کھڑی ہوجاتی جواب اوسکا یہہ ہی کہ ہر عمل کی ایک خصائص
ہوتی ہین کہ وہ سب جگہہ نہین کئی جاتی اسوقت ایک مثال لکھی جاتی ہی اور مثالین اسکی بہت ہین شاہ
ولی اللہ صاحب قول جمیل مین لکہتی ہین جب کوئی کسی زبردست سی ڈرتا ہو جسوقت اوسکی سامنی
جاوی پڑہی کہیص کیفیت اور ہر حرف پر اونگلی داہنی ہاتہہ کی بند کرتا جاوی پہر پڑہی جمعسق حمیت اور
ہر حرف پر اونگلی بائین ہاتہہ کی بند کرتا جاوی پہر اوس حاکم کی سامنی دونون مٹہی کہولدی انتہی اب
سمجھنا چاہیئی کہ یہ مٹہی کا بند کرنا اور کہولنا خاصہ اس عمل کا ہی تو اب اگر کوئی اوسکو کہنی لگی کہ یہہ تو قرانشریف
کی حروف ہین جب قرآن مین کوئی کہیص جمعسق پڑہا کری وہان بہی اونگلیان بند کیا کری اور
کہولا کری سب عاقل کہین گی کہ ای بہائی وہ تو خاصہ اوس عمل کا ہی اوسی عمل کی ساتہہ مخصوص رکہنا
چاہیئی جب قرآن پڑہین تب قرآن کی آداب تلاوت ملحوظ رکہنی چاہئین اسی طرح جب قرارت
حدیث بطور تعلم یا تعلیم یا موعظت جسطرح ہو وہان وہ آداب چاہئین ملحوظ رکہنی جب ذان وغیرہ مین آپکا نام
آوی وہان جو کچہہ ماثور ہی اوسکو ادا کری اور جب یہہ ذکر اس جلسہ فرحت سرور و شکر مین آوی وہان
یہ حرکت سروری و تعظیمی کہ عبارت قیام سی ہی کیجاتی ہی اور مولد شریف باوجود شامل ہونی مشروبات آخروی
کی ایک عمل بہی ہی واسطی حصول خیر و برکت کی چنانچہ ابو سعید بوانی و ابن جزری و سخاوی و علی قاری
وغیرہم نی اس عمل کرنی سی برکات کثیرہ کا حاصل ہونا منافع دینی و دنیوی مین لکہا ہی اور اس عمل کو
بہت اہل اسلام بلاد اسلامیہ مین کرتی ہین اور یہہ بہی ظاہر اور کسی سی مخفی نہین کہ مشائخ عظام اور
علماء کرام نی اس عمل مین خاصتہ نزدیک کر ولادت شریف کی قیام کیا ہی پس خاصہ ٹہر گیا یہہ قیام

اس عمل کا خاص اسی موقع مین بنا رعلیہ جاری نکیا جاویگا یہ قیام جمیع مواقع خارجی مین مثل تلاوت
قرآن وراحادیث اوراذان وغیرہ مین جسطرح اونگلیونکا کھولنا بند کرنا کہیں مین اوسوقت ہوگا کہ
جب بطور عمل ہوگا قرآن شریف کی پڑہتی وقت نہوگا اوراعمال کی خصوصیات کو تعینات وتخصیصات
مکروہہ فقہا سی کچہہ علاقہ نہین مولوی اسمعیل صاحب کی صراط مستقیم دیکھو کیا کچہہ تعینات اذکار مثل یکضربی
دوضربی سہ ضربی وحبس نفس وخیالات وغیرہ اوسمین درج ہین علاوہ اسکی ہم کہتی ہین استحسان کرنا
علماء دین کا بہی ایک حجت اور دلیل ہی دلایل شرعیہ سی اور علماء عرب وعجم فی صدہا سال سی اس
موقع خاص مین مستحسن فرمایا ہی بنا رعلیہ دوسری مواقع مین قیام معمول عام نکیا جاویگا جبتک ان
مواقع پر بہی علماء سے استحسان کا فتوی نہ لگائین لہذا استحسانی کو خاص موقع استحسان مین معمول کرنا
ثابت ہی نہ علی العموم دیکھو بیت اللہ سی رخصت ہوتی وقت اولٹی پانو پہرتی ہین اور دلیل علامہ
زیلعی نی یہ لکہی مقتضای ادب یہ ہی کہ دربار شاہی سی اسطرح اولٹی پانو بغیر پشت پہیری واپس
آتی ہین یہ مسئلہ مباحث بدعت حسنہ مین ہم مشروحا فقہ سی لکہچکی الحاصل حاجی لوگ جب اپنی وطن
واپسی کا ارادہ کرتی ہین اوسوقت اولٹی پانو وہانسی پہرتی ہین اور پانچون وقت نماز پڑہ پڑہ کر بیت اللہ
سے نکلتی ہین اوسوقت اولٹی پانو نہین پہرتی حالانکہ وہ علت کہ دربار شاہی سی یون ہی پہرا
کرتی ہین پانچون وقت موجود ہی پس وجہ اوسکی یہ کہ علمانی اوسیوقت خاص اولٹی پانو پہرنے کو مستحسن کہا
ہے جمیع اوقات کی بابت نہین لکہا پہر اسیطرح اس قیام کو سمجہو کہ علماء کا استحسان اوسی موقع مین ہوا ہے
**اعتراض** قیام وقت وقوع ولادت شریف ہونا چاہیئی اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہی
وراس امر کی شرع مین کہین نظیر نہین کہ کوئی امر فرضی ٹہرا کر حقیقت کا معاملہ اوسکی ساتہ کیا جاوی بلکہ
شریعت مین یہ حرام ہی لہذا یہ قیام حرام ہوا **جواب** ذکر ولادت شریف تو کوئی امر فرضی نہین تم
ذکرہ تو امر حسی موجود فی الخارج ہے رہا نو پنر اوسکی الفاظ جاری کانون مین اوسکی صورت طاری
کرنین اوسکا ذوق ساری پس ایسی حالت مین ذوق شوق محبت سی تعظیما کہڑی ہوجائین تو
مجبوب ہے شرعا کیونکہ تعمیل آیہ ومن تعظیم شعائر اللہ مین داخل ہی اور یہ بات کہ بعد گذر جانے

واقعہ کی معاملہ اصل واقعہ کی طرح کرنا شرع مین نہین آیا یہ غلط ہے دیکھو صوم عاشورا کو کہان فرعون کا ڈوبنا
اور موسی علیہ السلام کا نجات پانا اور اس شکریہ مین موسی علیہ السلام کا روزہ رکھنا اور کہان یہ ہمارا
زمانہ کہ ابتک وہ روزہ چلا جاتا ہی حال آنکہ حقیقت وقوع واقعہ غرق فرعون و نجات موسی تو اوسی
دورہ مین ہوئی تہی اب وہ اصل حقیقت موجود نہین لیکن معاملہ صوم کا وہی کرتی ہین جو اصل واقعہ
کی وقت کیا تھا اور دوسری نظیر اور بھی ہی جب سولنحذا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سی مکہ تشریف لائے
تو مدینہ مین بخار کی بیماری تہی مشرکون نی کہا کہ ان لوگون کو مدینہ کی بخار نی سست و نا رو نتوا کردی
انسی طواف بھی نہو سکیگا یہہ کہا اور مقام حجر کی طرف کو مشرک لوگ انکا تماشا دیکہنی لگی تب حضرت
نی صحابہ کو فرمایا کہ ان مشرکونکی سامنی طواف کی وقت رمل کرو اونہون نی رمل کیا یعنی جسطرح
بہادان لوگ وقت لڑائی کی کودتی ہوی اور مونڈہون کو ہلاتی ہوی بہادرانہ چال چلتی ہین
اوسیطرح صحابہ اون مشرکون کی سامنی چلتی تہی اور کفار یون بولی اوہٹی یہ تو ہرن کی طرح چوکڑی
بہرتی ہین یہ روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین خلاصہ یہ کہ رمل اوسوقت تو واسطی دکہانی کفار کے
کیا گیا تہا لیکن پھر بعد اس زمانہ کی جو حجۃ الوداع واقع ہوا اوسوقت بہی وہی قوت رفتار رمل کی
طور پر وقوع مین آئی حال آنکہ اوسوقت کوئی مشرک وہان نہ ٹہا قطعًا اور قایم رکھا اوسوقت مین بہی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اوس فقرہ تخصر کو اور پہر قایم رکھا بعد اونکی خلفاء راشدین نی پہر تا بعین
یہانتک کہ ابتک کیا جاتا ہی اب دیکہیے یہ معاملہ حقیقت کا سا بعد منقضی ہوجانی اصل حقیقت کی کیا جانا
الی یومنا ہذا اور جاری رہیگا الی یوم القیمۃ حال آنکہ اصل علت موجود نہین یعنی اب حرم شریف مین ایسا
کافر نہین جسکو انی طاقت اور جوانمردی اور بہادری کی چال دکہای چنانچہ صاحب ہدایہ اسمعنی کی طرف
اشارہ فرماتی ہین ثم بقی الحکم بعد زوال السبب فی زمن النبی علیہ السلام وبعدہ اور شیخ دہلوی نی شرح
سفر السعادۃ مین لکہا ہے معلوم شد کہ بعد از زوال علت نیز این حکم باقی ست تو حضرت سلامت
حقیقت کا سا معاملہ بعد انقضای حقیقت بہی کرینگے نظیرین شرع مین موجود ہین اور جس چیز کی نظیر ہا
ہاوی وہ موافق قاعدہ مولوی اسمعیل صاحب کی بدعت نہین ہوتی الحاصل جسپر آپ قایل ہوچکی کہ آپ

صلح
ہی باقی رہ گیا
حکم بعد زوال
سبب کی الخ
صلی اللہ علیہ وسلم
کہ زمانہ مین
انبیاء کی بعد
ہی ۱۲

حقیقت یعنی وقوع ولادت شریف مین قیام ہونا چاہیی اور ہم کہتی ہین کہ واقعی آپ اس امر مین حق پر ہین چنانچہ بعض روایات موالید مین آیا ہی کہ اوسوقت ملائکہ اور حورین کھڑی ہوئی تہین آدمی کا تو وہان گذر نہتا اور جسکا گذر رہتا وہ حالت قیام مین رہتا تو اب بہی جب کہ آدمی تو وہی قیام امت مین جاری رہے تعظیماً تو ہرگز مخالف اصل شرعی کی نہین ہو سکتا و اصلین اس تحقیق مین ابہی منقول ہو چکین اور تمامتر شبہ یہ کہ جناب معترض جیسا صوفی بہی ہین اور آپ کی یہان تصور شیخ کا قاعدہ بہی چلا آتا ہی آپ کی بزرگوار فرماتی ہین والرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبۃ والتعظیم و ملاحظۃ صورتہ انتہی اور دوسری جگہ اسی رسالہ مین فرماتی ہین فاحضر فی خیالک صورۃ شیخک فانہ یرجی بہ کتہ تبدل التفرقۃ بالجمعیۃ یعنی سامنے رکھہ خیال مین صورت اپنی پیر کی بیشک اسکی برکت سی تفرقہ بدل جائیگا جمعیت سے اور شاہ ولی اللہ صاحب کی خلیفہ محمد عاشق پہلتی جنسی شاہ عبدالعزیز صاحب فی بعد وفات والد اپنی کی تکمیل سلوک کی ہی اپنی کتاب سبیل الرشاد مین مرشد کا تعلیم کیا ہوا یعنی شاہ ولی اللہ کا طریقہ لکہتے ہین اگر وقت دوری شیخ کسی استفاضہ خواہد طریقش آنست کہ فارغ دل وضو ساختہ نماز گذارد دہا بخاطر بستہ صورت شیخیکہ ازوی فیض می جوید بجمع ہمت و دفع خطرات ملاحظہ نماید الی آخرہ اور امام ربانی جلد ثانی مکتوبات کی مکتوب سے ام مین کثرت تصور شیخ کی لی لکہتی ہین این قسم دولت سعادتمند از امیدہا در جمع احوال صاحب را بطہ را متوسط خود داند و در جمیع اوقات متوجہ او باشد اور مولینا مرحوم شیخ محمد محدث تہانوی جن سی مولوی رشید احمد صاحب نی بہی کچہہ حدیث پڑہی انوار محمدی مین لکہتی ہین باید کہ مرشدوی را (یعنی مرید را) بوقت پراگندگی خاطر و عدم جمعیت برای ملاحظہ صورت خود بدہد یعنی فرماید کہ صورت مراد اوضاع مراد اطوار مراد اخلاق مراد مثل ریش و خال و خد و لباس و غیرہ آنچنان صورت خیالیہ خود منقوش خاطر کن کہ دران محو گردی الخ خلاصہ یہ کہ جیسی مرید طالب اپنی پیر کے سامنے مودب بیٹہتی ہین ویسی ہی حالت دوری مین یہہ تصور شیخ کرکے مودب بیٹہتے ہین اور تعظیم مدنظر رکہتے ہین اس سے دو فائدہ پیدا ہوی ایک یہہ کہ جب تصور شیخ سے مرید کو فلاح و خیر ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہادی کل اور مرشد کل ہین اونکا تصور غلبہ محبت کی ساتہہ کیونکر نفع نہ دیگا دوسرا

فائدہ یہہ کہ جب تعظیم مرشد حالت تصور مین بھی ہی تو یہہ حقیقت کا معاملہ عدم موجودگی حقیقت مین کیا جاتا ہی پس قایم ہوئی معترض صاحب پر یہہ حجت ہماری ازروی طریقت اور قایم ہوئین دو حجتین صوم عاشورا اور رمل کی ساتھہ چلنا حالت طواف مین ازروی شریعت والسلام علی من اتبع الہدی **اعتراض** کہتی ہین کہ شامی جو مجوزین عمل مولد شریف مین شمار کیا جاتا ہی وہ خود قیام کو بدعت لاصل لہا لکہتا ہے تو یہہ قیام بدعت سیئہ ضلالت ہوا اور عبارت اوسکی سیرت شامی مین یہہ ہی جرت عادۃ کثیر من المجبین اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لاصل لہا جواب اسکا یہ ہی کہ اس عبارت سی جو یہہ لوگ ضلالت اور سیئہ ہونا قیام کا نکالتی ہین کمال بوالعجبی ہی اسلیی کہ بدعت ہونا تو اسکا مسلم کیونکر رسول علیہ السلام کی دورہ مین اسکا رواج نہ تھا لیکن اوسوقت رائج نہونی سی یہ لازم نہین آتا کہ ضلالت ہو تقسیم بدعت طرف حسنہ اور سیئہ کی مجتہدین اور محدثین کی قول سی ثابت ہی چنانچہ نور اول کی لمعہ خامسہ مین ہم نقل کر چکی اور سیرت حلبی مین ہی وقد قال ابن حجر الہیتمی الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذلک ہی بدعت حسنہ انتہی اور یہہ ابن حجر قایل جواز اس قیام مروجہ کی ہین چنانچہ اونکی مولد کبیر کی عبارت جواز قیام مین عثمان حسن دمیاطی شافعی نی نقل فرمائی ہی پس جبکہ یہہ عمل مولد بہیئت مروجہ مع القیام بدعت حسنہ ٹہہرا بالاتفاق اسلیی کہ اشارہ لفظ کذلک کا طرف متفق علی ندبہا کی ہی ہے جسطرح بدعت حسنہ کی طرف ہی کما لایخفی تو استدلال مانعین بدعت سیئہ ہوئی قیام پر جو سیرت شامی سے کرتے ہین اس تقریر سے ساقط ہوگئی اور اگر لفظ لاصل لہا سی مانعین کو کچہہ دہوکا ہی کہ اوسنی لاصل لہا جو لکہا ہی اس سی سیئہ ہونا ثابت ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ یہہ بات ضروری نہین جہان لفظ لاصل لہا آیا کری وہان بدعت سیئہ مکروہہ یا محرومہ مراد ہوا کری اس بات پر دو عبارتین دلیل گذار تا ہون مجمع البحار کی خاتمہ جلد ثالث صفحہ ۵۱۲ مطبوعہ نولکشوری مین ہی کہ صاحب مجمع نی اپنی شیخ سی مسئلہ پوچہا تہا کہ پہول یا خوشبو سونگہنی کی وقت درود پڑہنا کیسا ہے تو جواب اوسکا یہہ لکہا ہے اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک ونحوہ فلا اصل لہا ومع ذلک فلا کراہۃ فی ذلک عندنا الخ اس عبارت سے

دیوبندیون کی مولوی عبدالحی صاحب نی کیا ہے ۱۲

مولوی اسمعیل صاحب بہت لوگون کی جو عمدہ بدعت حسنہ والی ہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جس سی ثابت ہین ذکر ولادت شریف کا کھڑی ہوجاتی ہین بدعت کہتے اور یہہ قیام بدعت ہی اسکا ہمکو ثبوت دو یہہ قیام وجود پایا نہین کیا اس عبارت مین جو لفظ کذلک ہمنا اسکا بیان کر دیا لفظ من سے کہ دو دیکہ کرون ۱۲ درود پڑہنا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوقت ہین اور اسکی شکل مین سونگہنی کی اصل ہی نہین ۱۲ باوجود اسکی کراہت ہی ہمین نہین ہمارون نزدیک ۱۲

واضح ہوگیا کہ لاصل لہا ہونیکو یہہ ضروری نہین کی وہ ناجائز ہوا کری اور مولوی محمد اسحق صاحب مسائل اربعین
کی مسئلہ چہاردہم مین کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچھ دینا اور دلہن کو موہنہ دکہائی مین کچھ دینا کیسا ہی تحریر
فرماتی ہین جواب در شریعت محمدی فعل این چیز ہا یافتہ نمیشود مگر ظاہر حال این چیز ہا کہ دادن سلامی
در وجہائی است مباح باشد الی آخرہ ان عبارتون سی معلوم ہوا کہ کسی چیز کی بدعت ہونی اور عہد
رسالت مین اصل وجود ہونا جانی سی حرمت و کراہت لازم نہین آتی پس سیرت شامی مین عبث لاصل لہا
کہنی سی قیام کا ضلالت اور سیئہ ہونا ثابت نہوا اور جبکہ ٹوٹ گئی دلیل مانعین تو اب پیش کرین ہم وہ قرآن
و دلایل کلام سیرت شامی کی جو قیام کی بدعۃ حسنہ ہونی پر دلالت کرتی ہین وہ یہ ہین کہ اوسنی یہ لفظ
لکہے ہین جرت عادۃ کثیر من المحبین اول تو لفظ اجرای عادۃ ایک قسم کی مستند ہونی پر دلیل ہے
جیسا کہ صاحب ہدایہ نی باب الاحرام مین لکہا ہی وبذلک جرت العادۃ الفاشیۃ دہی من احدی حجج
تو عادۃ فاشیہ یعنی ظاہرہ اگر عہد صحابہ سی ہو تو کمال درجہ کی قوی حجت ہی اور اگر ما بعد کی عادت ہی تو بہی
ایک طرح کی سند ہے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سی روایت ہے ماراٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
اور مسلمون سی صحابہ مراد رکہنا غیر مسموع ہی اسلئی کہ نصوص مین اطلاق لفظ لیا جاتا ہی العبرۃ لعموم الالفاظ
اور حدیث مین لفظ مسلمون ہی اور مطلق لفظ مین فرد کامل مراد ہوتا ہی پس جس فرد کو کی مسلمان کامل یعنے
علماء کسی بات کو اچہا فرمائینگے وہ خدا کی نزدیک بہی اچہی ہونگی چند نظیرین لکہتا ہون مجمع البحار جلد سوم صفحہ
۱۰۰ مین ہی ان محبۃ قلوب العباد علامۃ محبۃ اللہ وما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنی جسکو بندگان
خدا محبوب کہین اور قبول کرین یہہ علامت ہی کہ وہ محبوب خدا ہے جسکو مسلمان اچہا جانین وہ عند اللہ اچہا ہے
اور فقیہ شامی نی لکہا ہے کہ اذان و تکبیر کی درمیان لوگون کو مطلع کرنا تیاری نماز کی لئی کسی عمل متعارف کی
ساتہہ مستحسن ہے دلیل اسکی ماراٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن اور چند موذن جمع ہو کر اذان کہنی کی بہی یہی سند
گذاری ماراٰہ المسلمون حسنا الخ اور در مختار مین ہی للاتی التعامل تیرک بالقیاس بحدیث ماراٰہ المسلمون حسنا
فہو عند اللہ حسن اسکی ذیل مین فقیہ شامی نی لکہا ہے وظاہر ما مر فی مسئلۃ البقرۃ اعتبار العرف الحادث
فلا یلزم کونہ من عہد الصحابہ یعنی تعامل مین کچہہ صحابہ کی قید نہین عرف حادث بہی بمثل نص کا مرد یتا ہے

اور دلیل اسکی مارأہ المسلمون الی آخرہ پس منحصر صحابہ پر رکھنا حکم مارأہ المسلمون حسنًا کا مخالف ہی فتاوی و شروح و متون و تصانیف اکابر مفتیان دین کی جو اونہون نی اس روایت سی سند پکڑی ہی استحسان امور مرد بالبعد صحابہ پر جنکو علمای دین نی مستحسن رکہاہی اور نیز مفتیان دین جابجا الفاظ فتوی مین لکہتی ہین علیہ العمل وعلیہ المسلمون وبہ جری التعامل وہو المتوارث امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قیام کی تحقیق مین جلد دوم احیاء العلوم مین لکہتی ہین ولکن اذا لم تثبت فیہ نہی عام فلازی بباسافی البلاد التی جرت العادۃ فیہ باکرام الداخل بالقیام دوسرا قرینہ یہہ کہ شامی نی عادۃ لکہی تو کثیر کی عادۃ لکہی اور گروہ کثیر اہل اسلام کا ایک عمل قایم ہوجانا یہہ بہی ایک سند ہی شامی شارح درمختار نی لکہاہی والاعتماد علی ما علیہ الجم الغفیر اور حدیث شریف مین ہی کہ اتبعوا السواد الاعظم پس عمل سواد اعظم کا ہونا یہہ بہی دلیل استحباب کی ہی تیسرا قرینہ یہہ وہ کثیر جنکا عمل ہی وہ کون ہین مجہین اور یہہ بات ظاہر ہی احادیث صحیحہ سی کہ اہل ایمان مین بڑی کامل وہی ہی جنکو محبت ہی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین جبکہ ایمان کامل انہی کا ہوا جو اہل محبت ہین اور اہل محبت کا عمل اس قیام پر ہوا تو بڑی نادانی کی بات ہی جو فعل ایسی مومنین کاملین کی گروہ کثیر کا ضلالت یا سیئہ قرار دین چوتھا قرینہ یہہ کہ شامی نی وجہ اوذکی قیام کی کہدی کہ کوئی غرض نفسانی یا ہوای شیطانی کی لئی قیام نہین کرتی بلکہ خاص واسطہ تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور یہہ بات سب اہل اسلام جانتی ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شرع مین مطلوب ہی یا نہین اور یہہ کہ بہ نیت ادب کہڑا ہونا مفید تعظیم ہی یا نہین پہر جبکہ قیام اونکا مبنی ہوا تعظیم پر تو بالضرور مستحسن اور مستحسن ٹہرا پانچوان قرینہ یہہ کہ اگر محدث شامی کو منع کرنا قیام کا منظور ہوتا تو وہ اوس قسم کے الفاظ لکہتے جو منکرین قیام نی لکہی ہین جیسا کہ جہنوری صاحب فرماتی ہین ما یفعلہ العوام عند ذکر وضع خیر علیہ التحیۃ والسلام لیس مبنیًا علی کراہۃ اور دوسری گجراتی صاحب لکہتے ہین قد احدث بعض جہال المشائخ کثیرۃ لا نجد لہا اصلا ولا اسما فی کتاب ولا سنۃ منہا القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس یہ بانی جنکو اس فعل پر انکار ہی وہ تو قیام کرنیوالونکو مجہین رسول نہین کہتی بلکہ شدت غیض و غضب سی اونکو عوام جہال وغیرہ الفاظ سی یاد کرتی ہین الحاصل یہ قرائن خاص اسی ایک فقرہ کی قطع نظر قرائن عبارت ماقبل

وما بعد شامی اور قطع نظر انتظام سیاق و سباق اوسکی یہی دلالت تصریح کرتی ہین کہ مراد محدث شامی کی
یہہی کہ اصل اس قیام کی صدر اول سی تو نہین پائی گئی لیکن جماعت کثیر اہل اسلام کی کہ جو محبین ہین وہ
تعظیما قیام کرتی ہین پس یہہ الفاظ تو فی الحقیقت ترغیب دیتی ہین اہل ایمان کو کہ جسکی دلمین محبت ہو اور
تعظیم رسول مد نظر ہو تو وہ قیام کری مطلب سمجھنی کی لئی ایک تو مادہ علمی درکار ہی دوسری ہدایت
من عند اللہ کہ قلب مومن مین القا ہوتی ہی جہان دونون مفقود ہون وہان کیا کہی ومن لم یجعل اللہ
لہ نورا فما لہ من نور اب دیکھئے اسی عبارت شامی کی لفظ لا اصل کو محدثین بیدار دل کسطرح شرح کرتی ہین
علامہ نور الدین حلبی نی یہہ عبارت شامی کی لکھکر آگی اوسکی لکھا ہی ای لکن ہے بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ
چنانچہ یہہ عبارت سیرت حلبی مطبوعہ مصر کی صفحہ ۱۴ مین موجود ہی اور علامہ حلبی نے اپنی اصطلاح دیباچہ مین
لکھی ہی کہ جس جگہ سیرۃ الشمس کی عبارت لیتا ہون شروع مین لفظ ای لاتا ہون پس اس مقام پر لفظ ای کا
لانا دلیل ہوا کہ صاحب سیرۃ الشمس بھی اس قیام کو بدعت حسنہ فرماتی ہین تو دونون محدثون یعنی حلبی صاحب
سیرۃ الشمس کا اتفاق ثابت ہوا اسبات پر کہ سیرت شامی کی کلام سی جو قیام بدعت معلوم ہوتا ہے وہ سیئہ
نہین بلکہ حسنہ ہی پھر حلبی نی لکھا کہ بدعت حسنہ بالاتفاق جایز ہے پس تقریر حلبی و غیرہ سے معلوم ہوا کہ یہ قیام
جایز ہے چنانچہ مولف براہین قاطعہ نی بھی اسکو صفحہ ۲۴۲ مین مان لیا مگر یہہ مغالطہ دیا کہ وہ ذکر مطلق کی فرد
ہونیسی قیام کرتی تھی اور تقیید مطلق کا درجہ اس قیام مین نہین تھا اور نہ عوام کا اندیشہ تھا لہذا اجائز جانتی ہے
(وہ اگر نہین تھا مگر وہ ہوگیا انتہی) مین کہتا ہون یہہ لکھنا مولف کا تقیید مطلق کا درجہ اس قیام مین نہ تھا
غلط ہی اسلئی کہ خود سیرت حلبی مین یہہ لفظ موجود ہی اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جب ذکر سنتی ہین
ولادت شریف کا اوسوقت کھڑی ہوجاتی ہین پس قیام اونکا مقید اس قید کی ساتھہ تھا دوسری بات کہ
اندیشہ عوام نہ تھا یہہ بھی صحیح نہین اسلئی کہ عہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک کسی وقت مین عوام لوگ
خوف روزگار سے غالب نہین ہوی اور عوام کی طرف سی کبھی مطمئن اور بے اندیشہ نہین ہوی ناظرین ہدایت
آثار و فتاوی سی یہہ بات مخفی نہین فبایہ یہہ بات بہت بجا ہی کہ حلبی کیوقت مین اندیشہ عوام نہ تھا کیون
صاحب کیون اندیشہ نہ تھا خود تمہاری جو پنوری کی عبارت اس قیام کی بابت عنقریب گذر چکی ما یفعلہ

العوام الی آخرہ اور دوسری حضرت گجراتی کی عبارت یہی اوپر گذر چکی قد احدث بعض جہال المشائخ الخ
دیکھتی آپکی پیشوا ؤن نی عوام کو اور جہال مشایخ کو قیام کرتی دیکھا لیکن یہ اتنی غلطی ہوئی کہ انہون نی یہ سمجھا
کہ عوام اور جہال ہی نی یہ قیام ایجاد کیا ہی یہہ اونکو خبر نہ ملی کہ بڑی بڑی علماء محبین رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نی یہہ عمل کیا ہی جیساکہ علامہ شیخ عبد اللہ سراج رحمۃ اللہ علیہ مفتی عرب نی لکھا ہی اما القیام اذا جاء ذکر
ولادتہ عند قراءۃ المولد الشریف لو ارثہ الائمہ الاعلام واقرہ الائمۃ الحکام اور شیخ عبد الرحمن سراج
مفتی مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا و ربا بحث محفل مولد شریف مع القیام تحریر فرماتی ہین وعلماء العرب والمصر والشام
والروم والاندلس کلہم راوہ حسنا من زمان السلف الی الان الخ الحاصل اس قیام کو یہہ کہنا موئف براہین کا کہ یہ علماء
اوسکو جائز جانتی تھی نہایت صحیح ہی پہر یہ طعن لگانی کہ اوسوقت اندیشہ عوام نہ تھا یا یہہ کہ وہ قیام مفید
نہ تھا بالکل غلط ہی اعتراض یہہ لوگ اگر قیام کو مباح یا مستحسن جانتے ہین تو واجب کی طرح دائمی کیون
کرتی ہین حال آنکہ مستحب پہی اصرار کرنی سی مکروہ ہوجاتا ہی جواب دوام امور مستحبہ کا مکروہ نہین
ہے علی العموم بلکہ بعض امور خاصہ مین بعض فقہا تحریر فرماتی ہین وہ ہماری فحوای کلام سے سمجھ لیجو
تحقیق اس مسئلہ قیام کی یہہ ہی کہ ہم اسکو مستحسنات مین سمجھتی ہین مذہب جمہور یہی ہی اور اسی پر
عمل ہے تمام بلاد اسلامیہ مین اور منکرین مین ایک فرقہ ایسا ہے کہ وہ اس قیام کو حرام کہتی ہین
اور بعضی اونمین بدعت مطلقہ اور بعضی اونمین بدعت ضلالت اور بعضی اونمین شرک قرار دیتی ہین
پس اس صورت مین مجوزین قیام ہی اگر ترک کرنی لگین تو سبکے دلون مین سما جاوی یہ بات کہ یہ قیام
بلا شک ممنوع ہی کہ انہون نی بھی ترک کردیا تو اس صورت مین بدل جاویگا حکم شرعی اور ثابت
کرچکی ہم دلایل شرعیہ سی اس کتاب مین باحث واستحسان قیام پس جبکہ امر مباح و مستحسن کو لوگ
شرک اور کفر یا حرام سمجھنے لگین تو اس سی زیادہ تعدی حدود الہیہ مین کیا ہوگی جسطرح مندوب کو
واجب سمجھنے مین تغیر شرع ہی ہیاسلئے مباح کو حرام اور شرک قرار دینی مین تبدیل احکام الہیہ اور
تغیر دین ہی بنا علیہ مناسب سمجھا گیا کہ نہ ترک کیا کرین اس قیام کو واسطی اس مصلحت کی ہان
اگر یہ قیام ایسا ہوتا کہ کسیکو بھی استحباب مین کلام نہوتا تو اوس صورت مین دوام واہتمام

اور روم اور اندلس کی سبکے سب نے اس محفل مروجہ مع القیام کو اچھا جانا ہے زمانہ سلف سے اب تک ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

اوسکا بقول اون بعضی فقہا کی کیا جاتا کیونکہ ایسا امر جو سبکی نزدیک محمود بالاتفاق ہو اور کوئی
اوسمین انکار نکرتا ہو بلکہ سب اوسکو کمال اہتمام سے بجالاتی ہون تو اوسکی بدعت سیئہ البتہ عوام کی
دلون مین شبہ وجوب یا فرضیت کا پیدا کرسکتا ہی وہ خیال کرسکتی ہین کہ اس امر کا کوئی منکر نہین اور سب
بالاتفاق کمال تاکید و اہتمام و التزام سے کر رہی ہین شاید یہ کام فرض یا واجب ہوگا پس صاحب
مجمع البحار کا کلام جسکو بعض فضلا سند مین لاتی ہین درحقیقت وہ ایسی ہی مندوب اور مستحب
بالاتفاق کی حق مین ہی کہ المندوب ینقلب مکروہا اذا خیف ان یرفع عن رتبتہ برخلاف اس
قیام کی کہ اسمین اوگون کو کیا کیا گفتگوئین ہین بہلا حسن چیز کی جواز و عدم جواز مین مباحثہ ہو
رہا ہو اور مجوزین قیام جابجا فتاوی اقرار استحسان قیام کی باب مین چھاپ چھاپ کر مشتہر
کرچکی ہون کب عقل سلیم باور کریگی اسبات کو کہ اسکی فرضیت یا وجوب شرعی کا شبہ کسی کو
پیدا ہوگا حاشا وکلا **قلب الدلیل** ہم کہتی ہین کہ جسطرح مندوب کا مکروہ ہوجانا صاحب
مجمع البحار سے نقل فرمایا ہے یہہ بھی تو مجمع البحار مین لکھا ہے کہ بعض احکام بدلجاتی ہین بہ تبدیل زمان
اور مسجد کی زینت کو لکھا صاحب مجمع البحار نے ممنوع ہی لیکن جب لوگ اپنی مکانات عمدہ عمدہ بنانے لگی
تو اب اگر مسجد کو زینت نہ دیجئی تو تحقیر مسجد کی لازم آئیگی اور جلد دوم مجمع البحار ذیل تحقیق معنی شرف مین
زیر تعمیر کو لکھا کہ منع ہی پر لکھا کہ علماء سلف نے بباعث بعض مصلحت جائز رکھا و قد اباح السلف
ان یبنی علی قبور المشائخ والعلماء المشاہیر لیزورہم الناس ویستریحون بالجلوس فیہ اور صاحب روح
البیان نے شیخ عبدالغنی نابلسی کی رسالہ کشف النور سے نقل کیا ہی ان البدعۃ الحسنۃ المواقفۃ لمقصود
الشرع کبنی سنتہ فبناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء امر جائز اذا کان القصد بذلک تعظیم
الدین اعین العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب ہذا القبر اور اسیطرح شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ نے شرح سفر السعادت مین
لکھا ہے اور روح البیان جلد ثانی مین حیاء العلوم سے نقل کیا ہی کہ اکثر معروفات ہذہ الاعصار منکرات
فی عصر الصحابۃ یعنی اکثر باتین جو اس وقت عمدہ گنی جاتی ہین وہ صحابہ کی وقت مین بری گنی جاتی
تھین پھر اسکی بعد لکھا کہ اب مساجد مین فرش عمدہ بچھانا عمدہ جاتی ہی اور پہلی اودہی مسجدین بوریون کا

بچہانا بھی پسند نہ کرتی تھی یون کہا کرتی تھی کہ ہمارے اور زمین کی بیچ مین کوئی حائل نہو یہان تک
کہ فقہانی لکھا ہی کہ زمین پر بلا حائل نماز پڑہنا افضل ہی تمام ہوا کلام صاحب روح البیان کا اور
خزانۃ الروایت مین ہی کہ رمضان مین جمع ہوکر دعا مانگنا ختم قرآن کیوقت بدعت اور مکروہ ہے
لیکن ابو قاسم صفار رحمہ اللہ فرماتی ہین اگر شہر کی آدمی یون نہ کہنے لگتے کہ یہ عالم دعا کو منع کرتا ہے تو
مین انکو منع کردیتا ہذا شئی لا یفتی بہ لانہ لا ینبغی ان یقال للعامۃ مشیئا لم یفہموا یعنی یہ بات ایسی ہے
کہ اسپر فتوی نہ دینا چاہئی کیونکہ وہ بات عام مین نہ کہنی چاہئی جسکو وہ نہ سمجھین اور اسیطرح فتاوی سراجیہ مین
بھی ہی لیکن باختصار اب سننا چاہئی کہ اول تو فاتحہ اموات کی لئی تعیین ایام اور اسیطرح امور مروجہ
محفل مولد علیہ السلام مع القیام ہم دلیل شرعی بھی ثابت کرچکی اب تنزل کرکے بطور الزام کہتی ہین کہ
اگر بالفرض التقدیر یہ امور مکروہ بھی ہوتی بقول تمہاری کہ قرون ثلثہ مین نہین پائی گئی تب بھی اب
یہ تبدل زمان حسب منتشا مجمع البحار و دیگر تصریحات مذکورہ بالا جایز ہونی چاہئین کیونکہ اس زمانہ پر
آشوب مین تمام آدمی غیر مذاہب اپنی اپنی کفریات کی اعلان جابجا کررہی ہین تو اب مسلمانون کو
چاہئی کہ مجالس منعقد کرکی حضرت کی فضائل معجزات عالم مین پھلائین پڑہین پڑہوائین سُنین
سنوائین اور چونکہ اب ہر ہر بات مین تکلف اور زینت ابنار زمان مین چل گئی ہی تو مواقع دین کو
بی اعتنائی سی نا پیراستہ رکھنا موجب تحقیر ہی اور تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم بجالانی سی قلوب مومنین
مین تنویر واقع ہوتی ہی اور کفار کی نظر مین شوکت اسلام ہوتی ہی اور فاتحہ اموات مین یہ بات ہے
کہ باوجود پابندی تعیین ایام کی بھی ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے مساکین کا پیٹ بھر جاتا ہے اور کہانا بھی
اونکو باوجود تعیین کے جائز ہے چنانچہ براہین قاطعہ مین ان باتونکو مان لیا ہی اب باقی رہی تمہاری تردید
کراہت تعیین دس کہلانیوالی کی اوپر سو قطع نظر کرکے اس سی یہ سمجھ کر کہ پابندی ایام کی یاد دہانی مین تو
خیرات ہو بھی جاتی ہی جب یہ تقاضا اوٹھ گیا تو پھر کون صدقہ کرتا ہی خیرات بند ہوجائیگی مساکین
اس دورہ عسرت مین و دکثرت سی ماری ماری پھرتی ہین کہین سہارا نہین پاتی انکی حالت
زاری پر نظر چاہئی اور ان باتون کو منع کرنی سی یہ ہی جابجا کہنی مین آتا ہے کہ یہ لوگ خیرات اموات کو

اور تعظیم رسول اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کرتی ہین بنا علیہ بقول امام ابوالقاسم صفار جو علماء حنفیہ کی ائمہ کبار مین گذری ہین ہرگز فتوی منع پر نہ دینا چاہیے جسطرح اونہون نے ندیا یہ گفتگو ہم اثرا مگر کرتی ہین اور تحقیقی ثبوت وہ ہین جو اس رسالہ مین جا بجا تحریر کیے گئے ہین **اعتراض** بانیان محفل میلاد شریف منکرین قیام پر ایسی ملامت کرتی ہین جیسی تارک فرض و واجب پر **جواب** سبب اوسکا یہ ہی کہ جو لوگ قیام نہین کرتی اکثر اونمین ایسی ہین کہ اونکی عقاید وہابیہ نجدیہ کی طور پر ہین اور وہ قیام کو کفر اور شرک اعتقاد کرتی ہین پس اسمین ایک تو یہ بات ہوئی کہ اس شخص کے نزدیک فاعلین قیام مشرک اور کافر ٹہرتی ہین اگر کسیکو اس بات پر غیض آجاوی ہاتھہ یا زبان سی کچھہ سرزد ہو کچھہ بعید نہین دوسری یہ بات کہ اس ایک حرکت سے اوسکی دوسری عقاید خبیثہ کا بھی خیال آجاتا ہی تیسری یہ کہ اوس فریق کو دیکھتی ہین کہ یہ سیکڑون باتین خورا کی و پوشاکی اور معاملات مین خلاف صحابہ و خلاف قرون ثلثہ کرتی ہین اور فقط قیام کرنی اور مولد شریف کی محفل مین یہ گفتگو کہ قرون ثلثہ مین نہین ہوئی کرتی ہین اور باہم عناد و فساد پیدا کرتی ہین اس وجہ سی محبین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مفسدون پر غیظ آجاتا ہے البتہ اگر معلوم ہو جاوی کہ اس شخص کی سب عقاید عمدہ ہین اور قیام کرنے والون کو بھی یہ برا نہین جانتا تو اوس شخص کو ہرگز کوئی آدمی زجر و توبیخ نکریگا ہان یہ تو کہینگے کہ آداب محفل کا مقتضا یہ تہا کہ سبکی ساتھہ آپ بھی قیام کرتی تو بہتر ہوتا چنانچہ امام غزالی نی لکہا ہے باب السماع مین کہ یہ بات آداب حقوق الصحبت کی خلاف ہی کہ کھڑا ہونی مین موافقت نکری پس اس تقریر سی معلوم ہو گیا کہ غصہ آجانا تارک قیام پر اور سبب سے ہوتا ہی نہ اس سبب سے کہ یہ قیام فرض و واجب جانتی ہین یہ تو بالاتفاق فتاوی مین مفتیان دین تصریح فرما چکی ہین کہ فرض و واجب نہین بلکہ مستحسن امر ادب کی بات ہی اور غور سے دیکھیے تو بعض اوقات مین یہ تارک قیام نص قرآنی کا مخالف بنجاتا ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت اے ایمان والو جب تمکو کہا جاوی کہ کہل مہیو مجلسون مین تو کہل بیٹہا کرو اور جب کہا جاوی اوٹہہ کہڑی ہو تو اوٹہہ کہڑی ہوا کرو اب معلوم کرنا چاہیئے کہ جب قاری مولد نی پڑہا ؎ اوٹہو ذکر میلاد حضرت ہے اب "

یا اسطرح پڑھا ع چاہیئے آداب سے کرنا قیام مین یہ کہ اوس کھڑی ہونیوالون نے اوس آدمی کو اشارہ کیا
کہ اوٹھ کھڑا ہوا اور اوسنے نہ یہ کیا کہ کھڑا ہوجاتا نہ یہ کیا کہ اوٹھ کی باہر نکل جاتا تو دیکھئے وہ اوسوقت
مین مخالف امر خداوندی کا ہوگیا کیونکہ نزول اس آیۃ کا منشا یہی ہوا تھا کہ لوگون کو وہ بات تعلیم
کیجئے کہ آپس مین محبت پیدا ہو بغض وعناد وحشت نہو چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر مین
اسی آیت مذکورۃ الصدر کی شروع مین لکھا ہی اعلم انہ تعالیٰ لما نہی عباده المومنین عما یکون سببا
للتباغض والتنافر امرہم الان بما یصیر لہم سببا لزیادۃ المحبۃ والمودۃ اب سبب ارباب انصاف خیال
فرماوین کہ اگر وہ شخص کھڑا ہوجاتا تو اتحاد و موانست باہمی کا سبب ہوجاتا اور کھڑا نہونا بغض اور
نفرت کا سبب ہوگیا تو یہ فعل اوسکا کسقدر منشا حکم خداوندی سے بعید جا ٹھہرا فاعتبروا یا اولی الابصار

**لمعہ سابعہ** یہ اعتراض کہ محفل مولد شریف مین مخاطب حاضر کی اشعار پڑھتی ہین بہ نسبت رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کے حالانکہ آپ غائب ہین نظر سے یہ شرع مین جایز نہین بلکہ کفر ہے جواب اسکا یہ
کہ یہ بات تو معلوم ہوتی ہی کہ عالم الغیب بالذات ہی ایک ہے جل جلالہ آسمان و زمین مین کوئی نہین
جو بغیر اللہ کے الہام و کشف کردینی کی خود بخود یقینی طور پر امور غیبیہ کو جان لی اور یہ بھی کہ کوئی ایسا
نہین جو عرش ہی لیکر تا تحت الثری ہر مکان ہر زبان ہر آن مین اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر ناظر ہو لیکن یہ معلوم
نہین ان لوگون پر کونسی کتاب نازل ہوئی ہی جسمین یہ الفاظ لکھی ہین کہ غائب کی بہ نسبت الفاظ حاضر بولنے
کفر ہین ہم اس بات مین جزئی خاص پیش کرتی ہین قسطلانی و زرقانی وغیرہ محدثین لکھتی ہین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خصائص مین سے ہی انہ یخاطب بقولہ السلام علیک ایہا النبی والصلاۃ یحیح ولا یخاطب غیرہ
اس عبارت سے ثابت ہوا کہ نمازی ہمین نماز مین خطاب کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور وہ
کا لفظ بولتا ہے حالت تشہد مین کہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی سلام ہو تمپر ای نبی ایسا
اس خطاب کرنے مین نماز صحیح ہے اور دوسری کو نماز مین خطاب نہین کرسکتا اگر کرے تو نماز فاسد
ہوجاتی ہی انتہی اور بعضی آدمی جو یہ کہتی ہین کہ یہ تو نقل نکالتی ہین قصہ معراج کی ہمین خطاب حضرت کا
نہین مذکور ہوگیا اونکا قول اس عبارت سے کیونکہ اسمین صریح لفظ یخاطبہ موجود ہی علاوہ ازین شامی فی

لہ جان تو تعالیٰ نے جب منع کیا ہے تو نہین بولنا چاہیئے اور نہ سنا چاہیئے اور اس سورت مین ایسی باتون سے جو سبب بغض اور باہم نفرت پیدا ہو منع فرمایا ہی تو جواب حکم جدا ہوا ہی اور اس حکم کا جو سبب ہو اوسمین بھی نفرت اور دوری ہی ۱۲

بھی رد کیا ہی کہ لا یقصد الاخبار و الحکایہ عما وقع فی المعراج اور در مختار مین بھی رد کیا ہے و یقصد
بالفاظ التشہد الانشاء کما بہ سلیم علی بنیلہ و رفیقہ ابو اللیث سمرقندی فی السلام علیک ایہا
النبی کی اسطرح شرح کی ہی کتاب تنبیہ مین یعنی یا محمد علیک السلام جیسا احیاء العلوم نماز کی بیان تفصیل
ایضا یعنی ان یحضر فی القلب مین لکہتی ہین فی احضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم و شخصہ الکریم و قل سلام علیک
ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ یعنے موجود کر اپنی دلمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی وجود گرامی کو اور عرض کر
سلام علیک ایہا النبی الی آخرہ اور میزان الشعرانی مین ہی کہ اسواسطے شارع فی ہر کیا ہی نماز کو سلام اور
درود کی لی التحیات مین تا کہ آگاہ کردی غافلونکو کہ جس پروردگار کی سامنی تم بیٹہی ہو اس وقت مین تمہارے نبی
موجود ہین فانہ لا یفارق حضرۃ اللہ تعالی ابدا فیخاطبونہ بالسلام مشافہۃ یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم درگاہ
الہی سے کبہی جدا نہین ہوتی پس نمازی خطاب کرتی ہین لفظ سلام کی ساتہ آپکو روبرو مسئلہ شفاء مین
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکہا ہی کہ کہا عمرو بن دینار نی جو کبار تابعین و فقہاء مکہ سی ہین کہ جب تم داخل ہو
مسجد مین اور دہان کوئی نہو تو کہو السلام علی النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ الی آخرہ اسکی شرح مین ملا حسن جمزاوی لکہتی ہین
ان روحہ حاضر فی بیوت اہل الاسلام یعنی آپ کی روح حاضر ہے اہل سلام کی گہرونمین انتہی اور مولوی عبد الحق
صاحب نی بہی علی قاری کی شرح شفا سی مضمون حاضر ہونی روح مبارک کا اسیطرح نقل کیا ہے اصل حقیقت کو
اللہ سبحانہ جانتا ہی جو کچہ عقل ناقص مولف مین آتا ہے لکہتا ہون کہ روح مبارک آپکی ابلاغ الارواح ہی اور حدیث من
المومنون من فیض نوری یعنی مومنین میری فیض روح سی پیدا ہوی ہین یہ روح البیان اور کلام مجدد الف
ثانی وغیرہ مین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین موجود ہی اور یہ بہی کلام محدث دہلوی وغیرہ مین ہی کہ آپ کی روح اوس
مین مبی ارواح ہتی انتہی اور قرآن شریف سورہ احزاب مین ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم یعنی نبی سے
بہی ایمان والونکو اپنی جانون سی زیادہ اور اس آیت مین بعد لفظ انفسہم یہ قرارت بہی آئی ہے
و ابوابہم یعنی وہ مومنین کے باپ ہین علامہ بیضاوی اور مفسر روح البیان اس مقام پر لکہتی ہین کہ جب
نبی مربی اور باپ مومنین کے ٹہہری تو اسیواسطے یہ ٹہہر گیا کہ المومنون اخوۃ یعنی ایمان والی سب آپسمین بہائی
ہین اور یہ بہی ہی کہ امت کی اعمال آپ پر پیش کئی جاتی ہین اور درود امت کا بہی آپکو نام بنام پہنچتا ہے

اور یہ سب وجوہ دلیل ہین اسپر کہ آپ کو اہل اسلام کی گھرون سے تعلق اور ارتباط شدید ہی اور یہ بھی ہے کہ اہل اسلام کی گھرون مین نماز بھی جاری ہی بچی اور عورتین اور کبھی مرد بھی جو مسجد کو نہ گئے تو گھر مین پڑہ لیتی ہین غرض کہ سب مرد وزن التحیات مین پڑہتی ہین السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو اہل اسلام کے گھرون سی برابر سلام آپ کو پہنچتا ہے بنا علیہ آپ کی روح کو تعلق ہی بیوت اہل اسلام سی پس اول خلقۃ ارواح سی لیکر اسوقت تک برابر تعلق آپ کا ثابت ہی اور روح مبارک اگرچہ ملا اعلی مین ہی لیکن اوسکو اشراق ایدہر بھی ہی اور تعلق ہی عالم خاک سی بھی مثلاً قبر شریف مین بدن کی ساتھ ایسا تعلق ہے اُس تعلق اور ربط سی بدن مبارک زندہ حساس و درّاک ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز اذن دیا گیا آپ کو اطراف زمین مین پہرنیکا اور اعمال امت مین نظر کرنیکا جیسا کہ سیوطی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے اسیطرح تحریر حسن حمزاوی و علی قاری رحمہما اللہ کو سمجھنا چاہیئے کہ آپ کی روح کو تعلق اور ربط اہل اسلام کی گھرون سی ہی یہ مسئلہ اس مقام پر بباعث ذکر السلام علیک ایہا النبی کی لکھا گیا الحاصل تشہد کی سلام مین نقل و حکایت مراد رکھنا اور اپنی طرف سی سلام نہ بھیجنا نہایت ناصواب ہی تحقیق یہ ہی کہ نمازی اس سلام مین ارادہ کری کہ مین حضرت پر سلام بھیجتا ہون کہ سلام ہو جیو آپ پر ای نبی اللہ کی ورنہ کم نصیب تعمیل حکم الہی سی جو لفظ سلام قرآن مین ہی محروم رہیگا کیونکہ خود اس ہی سلام مطلوب تھا اسنی خود نہ کیا بلکہ معراج کی حکایت سمجھ سے

**امر عجیب** بعض دشمنان خطاب یہان تک غلو کر گئی کہ کہتی ہین نماز مین السلام علیک ایہا النبی نہ کہنا چاہیئی کہ صحابہ نی چہوڑ دیا تہا اس عاجز نی ایک رسالہ مستقل مسمی بالقول النبی فی تحقیق السلام علیک ایہا النبی لکھا ہی اوسمین اس قول کو بیخ و بن سی مستاصل کیا ہی یہان طول کو گنجایش نہین مختصر یہ ہے کہ تشہد یعنی التحیات کی روایت منقول ہی عبد اللہ ابن عباس اور عمر بن الخطاب اور ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ اور ابو موسی اشعری اور عبد اللہ ابن مسعود صحابہ سی رضوان اللہ علیہم اجمعین سب مین لفظ خطاب موجود ہے سوا عبد اللہ ابن مسعود کی اور اونکا بھی یہ حال ہے کہ روایت کیا اونسی تشہد کو چند راویون نی یعنی علقمہ اسود و ابو الاحوص و ابو عبیدہ و عبد اللہ بن سخبرہ نی سو یہ بات کہ بعد وفات خطاب السلام علیک نہ بعض کسینی روایت نہین کی سوای ابن سخبرہ کی اور اونسی آگی دو راوی ہین ایک اعمش دوسرا سیف بن سلیمان

اور بخاری کی احادیث کی شرح مین ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ... جان کا ... السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ ... ہوا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ ... بوجہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ ... کرتا ہے کہ سطح ... ہین

ہو اعمش کی روایت مین وہ فقرہ نہین سیف بن سلیمان ہین اور وہ اگرچہ ثقہ تہا لیکن وہ بدعت قدر کی
ساتہ تہمت کیا گیا ہی پس جب کہ جمیع صحابہ سی طبقہ بعد طبقہ اسوقت تک یہی تعلیم خطاب ہوتی چلی آئی تہی
ابن مسعود سی یہی سوا اس روایت کی جو بخاری مین سیف بن سلیمان ہی ہی بنا علیہ اس روایت پر عمل نکیا
جائیگا اور کیونکر عمل کیا جاوی حالانکہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سی ہمکو صحیح طور سی یہی تعلیم خطاب پہنچی ہے
ہم مذہب حنفی رکہتی ہین اور ہماری امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اسیطرح بصیغہ خطاب تعلیم ہوئی پہر ہمکو
اوسیطرح اونسی پہنچی اور اسناد ہماری امام اعظم کی یہہ ہی وہ فرماتی ہین کہ میرا ہاتہہ پکڑا حماد نی اور سیکہایا
تشہد اور کہا حماد نی کہ میرا ہاتہ پکڑا ابراہیم نی اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا ابراہیم نی کہ میرا ہاتہہ پکڑا علقمہ نے
اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا علقمہ نی میرا ہاتہ پکڑا عبداللہ ابن مسعود نی اور سیکہایا مجہکو تشہد اور کہا عبداللہ
ابن مسعود نی میرا ہاتہ پکڑا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سیکہایا مجہکو تشہد جسطرح قرآن کی سورت سکہاتی
تہی پہر وہ تشہد سیکہایا ہوا آپکا کتب حنیفہ فتاوی وشروح ومتون مین موجود ہی اوسمین لفظ خطاب کی تعلیم
اور سوا اسکی دیگر مذاہب یعنی حنبلی اور مالکی اور شافعی مذہب کی کتابین بہی دیکہی گئین سب مین یہی خطاب
کی تعلیم موجود ہی اللہ رسی عناد دیکہو جمیع صحابہ کی روایتین اور خود عبداللہ ابن مسعود کی روایتین سوا ایک
روایت کی اور ائمہ مجتہدین اربعہ کی فتاوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مطلقہ یعنی بلا قید حیات و
وفات وقرب وبعد مکانی وزمانی علی العموم یہ فرمانا اذا صلی احدکم فلیقل التحیات الی آخرہ اور اذا قعد احدکم فلیقل
التحیات الی آخرہ فاذا جلستم فقولوا التحیات ان سب روایات مین خطاب موجود تہی کہ مولوی اسحق صاحب
کی مانتہ مسائل سوال بست وچہارم مین یہی اقرار موجود (در التحیات خطاب برای رسانیدن سلام وارد شدہ)
پہر ان سب احادیث وآثار وفتاوی واجماع امت محمدیہ شرقا وغربا جنوبا وشمالا اونکے قول مولوی اسحق صاحب
جنکو اپنا مقتدا اور پیشوا جانتی ہین چہوڑکر ایک روایت غیر معمول بہا پیش کرنی کیسی بی انصافی ہی اللہ تعالی
ہمپر رحم نصیب کری تحاصل اجماع امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اسبات پر ہی کہ سب چہوٹی بڑی عورت مرد پڑہتی
ہین السلام علیک ایہا النبی پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم غائب نظر سی ہین پہر بہی آپ کو خطاب حاضر موجود کہا
ہمارے زمین بعضی کہتی ہین یہ امر تعبدی ہی منقول اسیطرح ہوا ہے جواب یہ کہ امر تعبدی ہو یہ کسی کا کہنا نہین چلتا

اسلئے کہ خطاب جائز رکھنی کی روایت تو موجود ہی اب یہ بتاؤ کہ غائب کو خطاب کا لفظ بولنے کی حرمت اور
کراہت پر کونسی آیت یا حدیث ہی پیش کرو عقلی گھڑی ہوئی باتو نکو الگ کرو اور یہ سمجھو کہ جب عبادت میں
شریک کرنیکا حکم نہین پہر خاص اوسی نماز مین خطاب آپکا شریک کیا گیا تو باہر منع ہونیکی کیا دلیل اب ہمسی جواب
سنیدین سنو شاہ ولی اللہ صاحب اوسطے پڑہنی اوراد فتحیہ کی ابتدا مین لکھتی ہین فریضہ نماز با مداد گذار دو چون از
سلام دہد باوراد فتحیہ خواندن مشغول شود کہ از برکات انفاس ہزار و چہار صد ولی کامل شدہ است الخ حالانکہ
اس اوراد فتحیہ مین جسکا اول چاہے شمار کرلی سترہ بار ندای رسول صلعم ان الفاظ سی ہی الصلوۃ والسلام علیک
یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا خلیل اللہ الی آخرہ علاوہ اسکی خود مولوی اسحق صاحب اپنے مسایل مین لکھتے ہین
اگر کسی یا رسول اللہ بگوید برای رسانیدن درود و یا سلام جائز است انتہی دیکھئے یہ علما باہر نماز کی بہی
خطاب کرنا رسول اللہ کا جایز لکھتی ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب تو خود امر کرتی ہین لیکن ابہی تک ما بغیر
گنجایش ہی یہ کہہ سکتی ہین کہ یہ خطاب تو درود و سلام کی سماۃ ہے اسکو فرشتے پہنچا دیتی ہین اسلئے
ہم ایسی نظیر پیش کرتی ہین جسمین درود و سلام کی پہنچنی کی نیت سی خطاب نہین بلکہ وسیلہ
پکڑنا ہی سماۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کشف حاجت مین ابن ماجہ قزوینی باب صلوۃ الحاجۃ
مین روایت کرتی ہین عثمان بن حنیف انصاری صحابی سی کہ ایک اندہا آدمی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی پاس آیا کہ میری آنکہون کی لئی دعا کیجی آپ نی فرمایا اگر تو چاہی اسیطرح رہنی دی یہ تجھکو اچھا ہے
اور اگر چاہی دعا کرانا تو دعا کرون اوسنی کہا دعا فرمایئی آپ نی حکم دیا اچھی طرح وضو کرو رکعت نماز
پڑہو اور یہ دعا پڑہو اللہم انی اسالک و اتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی قد توجہت بک الی ربی فی حاجتی
ہذہ لتقضی اللہم فشفعہ فی اس مقام پر زرقانی شارح مواہب نے لکھا ہی کہ اس دعا مین رسول اللہ تعالی اسکو
کہ وہ اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا اذن بخشی پس کہا حاجت مند نی (کہ یا اللہ مین اپنی حاجت
مانگتا ہون تجھسی اور متوجہ ہوتا ہون تیری طرف وسیلہ پکڑکی حضرت محمد کا جو نبی رحمت ہین) جب اللہ
شفاعت مانگ چکا تو متوجہ اور مخاطب ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور شفاعت طلب کی اس طرح
(یا محمد مین متوجہ ہوا اپنی پروردگار کی طرف آپکی شفاعت کا وسیلہ پکڑکی اپنی حاجت مین تاکہ یہ حاجت

۱۲ یہ عبارت مولوی اسحق صاحب کی اپنے مسایل کے سوال ۱۲ چہارم مین ہے وان ارتجات کا خطاب بہی کہا ہے ۱۲

روا کی جائی) یعنی تاکہ اللہ تعالی آپ کی شفاعت اور آپ کی وسیلہ سی اس حاجت کو روا کردی جب
حاجت مند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی شفاعت کی درخواست کرچکا اب پھر مکرر رجوع الی اللہ کرکی
درخواست کرتا ہی کہ اللھم شفعہ فی (یعنی یا اللہ حضرت کی شفاعت میری حاجت مین قبول کیجو) الحاصل حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی حل مشکل مین اپنی شفاعت طلبی اور خطاب یا محمد تعلیم فرمایا ہی اس مقام پر ایک تماشا ہوا ہے
یعنی اس خطاب اور ندا کی مثانی کی لئی ایک بڑی عالم مشہور نی اس حدیث کی اسناد مین اعتراض کیا اور
کہدیا کہ اسکی اسناد مین ایک راوی عثمان بن خالد بن عمر آتا ہی اور تقریب مین اوسکو متروک الحدیث
لکھا ہی اس عاجز نی ابن ماجہ اور ترمذی مین یہ حدیث نکالکر اسکی اسناد نکالی تو ان دونو محدثون کے
اسناد مین عثمان بن عمر نکلا اوسکو تقریب مین متروک الحدیث نہین کہا اور عثمان بن خالد بن عمر کو
بیشک متروک الحدیث لکھا لیکن وہ اور آدمی ہی والحمد للہ علی ذلک وریہ حدیث تو محدثونکی پرتالی
ہوئی ہی یہ کسطرح ضعیف اور غیر معتبر ہوسکتی ہی لکھا ترمذی نی اس حدیث کو حسن صحیح اور نیز صحیح کہا
بیہقی نی کذا فی شرح المواہب اور کہا حاکم نی کہ یہ روایت علی شرط الشیخین ہے یہ بھی شرح مواہب
زرقانی مین ہی اور نیز لکھا ابن ماجہ نی قال ابو اسحق ہذا حدیث صحیح پس روایت کیا اس حدیث کو آٹھ
نی یہ حدیث ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نی جیسا کہ حصن حصین و زرقانی مین ہے اور بیہقی اور طبرانی اور
ابو نعیم اور بخاری نی اپنی تاریخ مین جیسا کہ شرح مواہب زرقانی مین ہے پہلا ایسی حدیث مین زبان روی کی
کوئی مغالطہ دینی لگی تو کب ہوسکتا ہی خلاصہ یہ کہ جب اس اندہی نی نماز پڑہ کی یہ دعا مانگی تو بخاری
اور ابو نعیم اور بیہقی کی روایت مین ہی فقام وقد ابصر بہ رکتہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی وہ اندہا اوٹھ کہڑا ہوا
اور آنکہیں اوسکی روشن ہوگئی حضرت کی برکت سی اور روایت کی طبرانی نی کان لم یکن بہ ضریر یعنی ایسی
روشن ہوگئی گویا اوسمین کچہ خلل ہی نہین ہوا تہا واضح ہو کہ یہ دعا اور یہ نماز اور یہ خطاب یعنی یا محمد
ہمارے نبی کی زمانہ مبارک مین خاص آپ کی تعلیم سی ہوا اور شرح ابن ماجہ مین اور نیز جذب القلوب مین ہے
کہ یہ عمل عہد صحابہ مین بعد وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہی کیا گیا ہی طبرانی نی معجم کبیر مین روایت
کی ہے کہ ایک آدمی کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ سی ایک حاجت اکثی بار ہا جاتا

حضرت عثمان اوسکی طرف التفات نہ فرماتی اوس آدمی نی عثمان بن حنیف انصاری صحابی سے شکایت
کی عثمان بن حنیف نی کہا وضو کرکی مسجد مین آ دو رکعتین پڑہ پھر یہ دعا مانگ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک
بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فتقضی حاجتی اور یہ دعا پڑہ کی تو اپنی حاجت
کو عرض کر دیجیو غرضکہ وہ آدمی موافق تعلیم عثمان ابن حنیف کی گیا اور وضو نماز دعا جسطرح اوسنی بتائی
تہی پڑہی بعد ازان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی در دولت پر حاضر ہوا اوسوقت
دربان نی اس شخص کا ہاتہہ پکڑا اور اندر لیگیا حضرت عثمان نی اوسکو اپنی مسند خاص پر پاس بٹہلایا اور
پوچہا کیا حاجت ہی اوسنی بیان کی آپنے حاجت پوری کردی اور یہ فرمادیا کہ اب سی جو کچہہ مشکل یا
حاجت پیش آیا کری مجہسی آکر بیان کیا کرو وہ آدمی بہت خوشحال حضرت عثمان کی پاس سے نکلا اور
عثمان ابن حنیف کی پاس شکریہ ادا کرنیکو گیا اور کہا جزاک اللہ خیرا میری طرف حضرت عثمان نظر بھی
نہین فرماتی تہی اب شاید تمنی اونسی کچہہ میری سفارش کی ہی عثمان ابن حنیف صحابی نی جواب دیا
قسم اللہ تعالی کی یمنی حضرت عثمان سی کچہہ نہین کہا لیکن اصل بات یہ ہی کہ مین ایکبار رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی پاس حاضر تہا ایک اندہا آیا اوسنی فریاد کی یا رسول اللہ میری آنکہہ جاتی رہی آپنے فرمایا صبر کرو وہ
بولا کوئی میرا ہاتہہ یا لاٹہی پکڑکی لیجانی والا نہین مجہہ بڑی مصیبت ہی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
یہ نماز اوسکو اور یہ دعا تعلیم کی تہی وہی قصہ ابن ماجہ والا جو ہم اوپر بیان کرچکے عثمان بن حنیف نی بیان
کیا الحاصل بعد وفات صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد صحابہ مین بہی اس خطاب یعنی یا محمد کہنی پر عمل ہوا اوسوقت
سے اب تک یہ نماز تعلیم ہوتی چلی آتی ہی ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کتاب حصن حصین مین فرماتی
ہین من کانت لہ ضرورۃ الی آخرہ یعنی جس کیلو ضرورت اور حاجت مشکل آپڑی یہ نماز حاجت اور
یہ دعا پڑہے اور کتب فقہ حنیفہ مین بہی اسکی تعلیم ہے ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ نی شرح کبیر مینیہ مین جو نماز
تعلیم کیے ہین اونمین صلوۃ الحاجت دو لکہی ہین ایک کو بیان کیا اور لکہا کہ یہ ضعیف ہی اور دوسری
یہ نماز لکہی جو عثمان بن حنیف کی روایت سے ہم ذکر کرچکے ہین حلبی نی اوسکو لکہکر بیان کیا کہ یہ حسن اور
صحیح ہے الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور صحابہ کی تلقین اور محدثین کی تعمیل اور فقہا کی

انتا اور تصحیح سی ب تک یہہ خطاب یا محمد جاری ہی علاوہ برین اور بھی خطاب کی صیغہ ہم نقل کرتے ہین اشعار وغیرہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی صفیہ نی بعد وفات آپکی بہت اشعار غم مین پڑہی اونمین سی یہ ہین ؎ الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا ۔ وکنت بنا برا ولم تک جافیا ۔ فلوان رب الناس ابقی محمدا ۔ لسرنا ولکن امرہ کان ماضیا ۔ اور حضرت حسان صحابی نی آپ کی وفات کی غم مین یہ پڑہا ؎ کنت السواد لناظری ۔ فعمی علیک الناظر ۔ من شاء بعدک فلیمت ۔ فعلیک کنت احاذر ۔ اسیطرح اور بھی صحابہ کی اشعار بعد وفات پائی گئی جسمین خطاب ہی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قاضی عیاض نی کتاب شفا کی باب لزوم محبت مین روایت کی ہی کہ ایک بار یا نوحضرت عبد اللہ بن عمر کا سو گیا یعنی سنسنانی لگا اور بیحس و حرکت ہو گیا کسینی کہا کسی آدمی کو یاد کرو جسکو بہت پیار ہو تب وہ پکار کر پکارا وہی یا محمداہ اوسیوقت اونکا پانو درست ہو گیا اور قوت آگئی انتہی یہ عبد اللہ ابن عمر کیسے جلیل القدر صحابی اتباع سنت مین نہایت غالی دیکھئی حالت غیبوبت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلفظ حاضر یا محمداہ خطاب کرتی ہین اور فتوح الشام مین صفحہ ۲۹۰ مین ہے جبکہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نی قنسرین سی کعب بن ضمرہ کو ہارادہ حلب روانہ کیا ایک ہزار سوار دیکر اور کعب بن ضمرہ کی لڑائی یوقنا سی پڑی اوسکی پانچ ہزار سپاہ تہی اور یہہ لڑائی ہو رہی تہی کہ پانچہزار سپاہ یوقنا کی اور دوسری طرف سی مسلمانو پنر آپڑی غرض کہ دس ہزار کا مقابلہ ٹہر گیا اوسوقت مسلمان جانبازی کر رہی تہی اور کعب بن ضمرہ نہایت بی آرام اور بیچین گردا دیتی تہی اور پکارتی تہی یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل اور مسلمانون کی طرف متوجہ ہو کر کہتی تہی یا معاشر المسلمین اثبتوا انتم فانما ہی ساعۃ وانتم الاعلون یہہ ایک اور نظیر ہی خطاب کی حالت غیبت مین اور یہ کعب بن ضمرہ بہی صحابیہ ہین ہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ ہو کر بہی انہون نی جہاد کی تہی غرضکہ صحابہ کی وقت سے یہ خطاب اور ندا رسول اللہ باوجود غیبوبت کی جاری رہی ہے علامہ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۹۴ھ جو متبولین روزگار سی تہی اونکا قصیدہ بردہ اوراد مشایخ مین داخل نہایت مقبول بابرکت ہے اور بہاء الدین وزیر کا حال ہم نقل کر چکی کہ وہ کمال تعظیم سے برہنہ سر برہنہ پا کہڑا ہو کر

اس قصیدۂ مقبولہ کو تاکرتا تھا اور جلی و زرقانی اور قسطلانی سب صاحب بردہ کی مداح ہین اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اس قصیدہ کو بڑہا اور اسناد حاصل کی رسالہ انتباہ مین لکہتی ہین واما قصیدۃ البردۃ فاخبرنا بہا ابوطاہر عن الشیخ احمد النخلی عن محمد بن العلاء البابلی انہ قال عن ناظمہا شرف الدین محمد بن سعید بن حماد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ انتہی الحاصل اس مقبول قصیدہ مین خطاب حاضر ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جابجاہی از انجملہ دو مقام مین تو خاص ندا بطور فریاد اور داد خواہی کے موجود ہے

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ ۔ سواک عند حلول الحادث العمم ۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا کرتی ہین کہ ای بزرگترین خلایق کوئی میرا نہین جسکی پناہ پکڑون سوا آپکی وقت اترنے بلای عام کی و وسلہ شرعیہ ہی

ولن یضیق رسول اللہ جاہک بی ۔ اذا الکریم تجلی باسم منتقم ۔ اسمین رسول اللہ منادی اور لفظ ندا محذوف بقاعدہ عربیت یعنی کچہہ کم نہوگی شان آپ کی یا رسول اللہ ہماری شفاعت کرنی سی جسوقت اللہ تعالی ظہور فرماویگا صفت انتقام سی انتہی اور اسی معنی کی قریب

**شیخ شرف الدین مصلح المعروف بسعدی شیرازی** متوفی ۶۹۱ھ

جو واصلین طریقت اور کاملین شریعت سی ہی حضرت خضر سے ملاقات کی ساتون ولایت پہری بارہا پیادہ حج کیا یہ عالم فاضل ولی کامل خطاب حاضر کی ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین شعر لکہتے ہین

چہ کم گردد ای صدر فرخندہ پی ۔ ز قدر رفیعت بدرگاہ حی ۔ کہ باشند مشتے گدایان جہل بہواں دار السلامت طفیل ۔ چہ وصفت کند سعدی ناتمام ۔ علیک الصلوۃ ای نبی والسلام ۔

اور نیز

**مولانا احمد تہانیسری** کہ امیر تیمور کے عہد مین بڑے فاضل کامل مشہور تہے صاحب ہدایہ کی نبیرہ شیخ الاسلام سے جب ایک موقع مین انکی گفتگو ہوئی امیر تیمور نے جو دیکہا کہ شیخ الاسلام کو دبایا اونکی اظہار عظمت کی لئی یہ کہا کہ یہ نبیرہ ہین صاحب ہدایہ کی مولانا نہ ڈرے اور یہ کہا کہ انکی دادانی ہدایہ مین چند محل پر خطا کہائی اگر انہون نی اسوقت ایک خطا کہائی کیا ڈرے غرضکہ یہ بڑی عالم فاضل اور عارف کامل تہے قلعہ کالپی مین انکا مزار ہی بہت لوگ زیارت کو آتی ہین انہون نی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین ایک قصیدہ لکہا ہے

ہین سی دو تین شعر لکھتا ہون ؎ یا حبوتی دیا روحی ویا جسدی ٭ دیا فؤادی دیا ظہری یا عضدی
انی لیک تطلع الہید من قبل ٭ ولیس لی یا حمیطار عنک من مدد ٭ دیکھئی یہ یمن ہی ہندوستان سے
خطاب حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہو رہا ہے اور یہ نثر مولانا نظامی متوفی ۹۳۰ھ علوم معقول
ومنقول مین فاضل کامل تارک الدنیا عارف صاحب دل سلاطین روزگار انسی برکت چاہتی وہ کسی
در پر نجاتی عرضکہ یہہ جامع شریعت و طریقت بہی اشعار مین خطاب حاضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
نسبت کرتی ہین ؎ من از کمترین امتان خاک تو ٭ بدین لاغری صید فتراک تو ٭ نظامی کہ
در گنجہ شد پای بند ٭ مبادا ز سلام تو نا بہرہ مند ٭ گنجہ شہر ہے ایران مین وہان سی یہ خطاب
رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہو رہا ہے اور مولانا عبد الرحمن ابن احمد جامی متوفی ۸۹۸ھ جنکا
فضل و کمال کسی سی مخفی نہین شرح ملا اور شرح فصوص الحکم اور شرح نقایہ و شرح لمعات وغیرہ کتب مصنفہ
انکی مشہور ہین اپنی اشعار مین حضرت کو خطاب حاضر کرتی ہین ؎ زمجوری برآمد جان عالم ٭ ترحم یا
نبی اللہ ترحم ٭ نہ آخر رحمۃ للعالمینی ٭ زمہجوران چرا غافل نشینی ٭ ملک خراسان مین ایک لایت
جام ہے جو وطن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیبوبت مین زبان
سے ہو رہا ہے اور یہہ بہی نہین کہ مثل اہل کشف کی روی مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
وقت مناجات انکی سامنی تہا اسلئی کہ یہ شعر بہی اونکا انہین اشعار کے ساتہہ ہے ؎
شب اندوہ ما را روز گردان ٭ زدولت روز ما فیروز گردان ٭ تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے ٭
نمی بر حال لب خشکان نگاہے ٭ از انجملہ مولانا عبد الحق محدث دہلوی صوفی صافی
مشرب محدث فقیہ حنفی مشرب جسکی اسیسوتین کتابین فارسی اور عربی مین تصنیف ہین تاریخ ولادت
انکی شیخ اولیا اور تاریخ وفات فخر العالم ہے اپنی قصیدہ مین جو کہ اخبار الاخیار کی آخر مین مطبوع ہی
لکہتی ہین ؎ بہر صورت کہ باشد یار سول اللہ کرم فرما ٭ بلطف خود سر و سامان جمع بی سر و پا کن
محب آل و اصحاب تو ام کار من حیران ٭ بلطف خویش ہم امروز ہم در روز فردا کن ٭
اور حضرت شاہ ابو المعالی صاحب فرماتی ہین ؎ گر بنودی مادر رسول اللہ ذات پاک تو ٭

ای بہتری ز نسل خطاب رضی اللہ عنہ حضرت
ای بہتری جہان
ای بہتری حبشیان
ای بہتری ز نسل بنی اسد
ای بہتری ز نسل بنی اسد
ای بہتری ز نسل بنی اسد

ہیچ پیغمبر نہ دی دولت پیغمبری ۔ اور[۵] حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتی ہین قصیدہ الیذب النغم مین[۵]
وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ۔ ویا خیر مامول ویا خیر واہب ۔ ویا من یرجی لکشف رزیۃ ۔ ومن جودہ
قد فاق جود السحائب ۔ الیاس دورۂ آخری مین ہی جو علما و صلحا و اہل سنت والجماعت ہین وہ سب
خطاب حاضر یا رسول اللہ کہنا جائز رکھتی ہین چنانچہ قدوۃ السالکین اسوۃ العارفین محی السنہ ماحی
البدعہ حضرت مرشدی و مولائی المشتہر بالاسنۃ والافواہ باسمہ المقدس شاہ امداد اللہ الحافظ الحاج المہاجر
نفعنا اللہ بفیضہ الوافر المتکاثر فرماتی ہین

## قصیدہ

| | |
|---|---|
| ذرا چہرہ سے پردہ کو اوٹھاؤ یا رسول اللہ | مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ |
| کرو روے منور سے مری آنکھونکو نورانی | مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ |
| اگرچہ نیک ہون یا بد تمہارا ہو چکا ہون مین | بس اب چاہو نہساؤ یا رولاؤ یا رسول اللہ |
| پہنسا ہون بیچ گرداب غم مین نا خدا ہو کر | مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ |
| اگرچہ ہون ذلیل و خوار قابل ہر طرح کے ہون | کہ پر مجھکو مدینہ مین بلاؤ یا رسول اللہ |
| جہاز امت کا حق نے کر دیا ہی آپکے ہاتھون | بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ |
| پہنسا کر اپنی دام عشق مین امداد عاجز کو | بس اب قید دو عالم سے چھوڑاؤ یا رسول اللہ |

یہہ قصیدہ جسوقت حضور حج کو کے ہندوستان مین تشریف لائی ہی تب اشتیاق مین فرمایا تہا چنانچہ
یہ مضمون ایکمصرعہ کا صاف ہی ع کہ پر مجھکو مدینہ مین بلاؤ یا رسول اللہ غرضکہ یہ ندای یا رسول اللہ
اور یہ مدد مانگنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اس قصیدہ مین ہے یہ سب ملک ہند سے خطاب و
استمداد کیا گیا ہے اور مقبول بھی ہوا چنانچہ پھر حضرت ممدوح الصدر ہندوستان سے
ملک عرب مین بلوائی گئے اور زیارت مدینہ سے مشرف ہوی اور تعریف اونکی محتاج بیان نہین ہے
مختصر یہہ ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جنکو ہماری وقت کی منکرین ہی سب بالاتفاق معتمد
علیہ اور مسلم الثبوت مانتی ہین وہ حضور کی توصیف مین لکہتی ہین اشعار

| | |
|---|---|
| بحق مقتدای عشق بازان | رئیس و پیشوای جانگدازان |

[۵] اسی قصیدہ کی اول مین یہ بھی لکہا ہے کہ جب پیغمبر صلعم معراج مین تشریف لیگئے تو وہان آپکو کوئی نہ دیکہا ہون تب آپنے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا تو انہون نے فرمایا کہ میرا بیٹا اسمعیل ذبیح اللہ ہی وہ آپکی زیارت کیلئے آئیگا اسی بیان کیطرف حضرت نے اشارہ کیا ہی اور اسی خطاب کی گرانقدر برکت سے حضرت ممدوح کو مدینہ منورہ مین بلوایا گیا اسی امید پر آپکی بخشش کے واسطے آپکی خدمت مین یہ نذرانہ پیش کیا ہی ۱۲ ۱۲

| | |
|---|---|
| امام رہبر ہازان شیخ عالم | ولی خاص صدیق معظم |
| شہ والاگہر امداد اللہ | کہ بہر عالم ست امداد اللہ |

یہ اشعار شجرہ منظومہ صابریہ مین ہین جو قصائد قاسمی کے آخر اوراق مطبع عین الاخبار مراد آباد مین مطبوع ہوئی ہین معلوم کرنا چاہیے کہ صدیق کی معنی شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی مین لکھی ہین صدیق آنست کہ قوت نظریہ او مثل قوت نظریہ انبیا علیہم السلام کامل باشد الخ پس صدیق معظم فرمانا مولوی محمد قاسم صاحب کا حضور کو حجت کافی ہی اون بیعقل نا انصافونکی تردید و تشنیع مین جنہون نی حضور کی نسبت یہ کہدیا کہ معاذ اللہ آپ علم شریعت سنی واقف ہین اور ہم اونکی مرید ہین لیکن پیرسی افضل ہین یہ نہ سمجھے جسکی قوت نظریہ ایسی بڑہی ہوئی ہوگی وہ تو حقایق احکام شریعت سے ایسی واقف ہونگی کہ تم اوسکی عشر عشیر کو بہی نہ پہنچوگی خیر آمدم برسر مطلب جناب مرشدی مولائی نی خطاب یارسول اللہ جایز رکہا خود اسپر عمل کیا اور نیز مولوی محمد قاسم صاحب کی کلام مین ہم مثالین کرتی ہین کہ انہون نے بہی خطاب ندای رسول اللہ کو جایز رکھا چنانچہ اشعار اونکے قصاید قاسمی مطبوعہ مراد آباد مین یہ ہین صفحہ ۷ ؎ ترے بہروسہ پہ رکہتا ہے غرۂ طاعت ٭ گناہ قاسم برگشتہ بخت بداطوار اور صفحہ ۸ مین ہے ؎

| | |
|---|---|
| اگر جواب دیا بیکسون کو تو نی بہی | تو کوئی اتنا نہین جو کرے کچہ استفسار |
| کروڑون جرم کے آگے یہ نام کا اسلام | کرے گا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار |
| بہت دلون سے تمنا ہی کیجئے عرض حال | اگر ہو اپنا کسی طرح تیرے در تک بار |
| مدد کرای کرم احمدی کہ تیرے سوا | نہین ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار |

یہ دیکہئے خطاب اور ندا کرنا اور مدد مانگنا سب کچہ ان اشعار مین موجود ہی اللہ ہدایت کرے منکرین کو کہ شور و شغب بیجا سے باز آئین اور مولف براہین کا یہ لکہنا کہ ان صاحبونکا خطاب و ندا کرنا غلبہ شوق و محبت سی تہا وہ جائز ہی اور دوسری آدمی جو خطاب کرتی ہین اوس طرح نہین بلکہ وہ حضرت کا علم مستقل ذاتی سمجہ کر کہتی ہین یہ شرک ہی نہایت درجہ بی اصل اور دعوی بی دلیل ہے

ہم بارہا کہہ چکی کہ کسیکا یہ عقیدہ نہین جو علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ذاتی مستقل سمجھی بلکہ سب یہ اعتقاد رکھتی ہین کہ آپکو علم اور قدرت جو کچھہ ہے سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اور جو کچھہ ہوتا ہے اوسکی ارادہ اور اذن سی ہوتا ہی اب بیان کرین ہم توجیہات خطاب وندا واضح ہو کہ بعض مجیبین درجہ عشق کو پہنچی ہوی ایسی ہوتی ہین کہ جیسی حضرت ابوالحسن شاذلی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کہ ادنی ایک دم مشاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت نہوتا تہا ایسی آدمی اگر خطاب کرین تو اونکی نزدیک تو وہ خود حاضر ناظر ہین حاضر کی معنی موجود ناظر کی معنی دیکہنی والا جب موجود ہوی دیکہنی والی ہی ہوی ایسی شہود ین کی حق مین تو خطاب یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کچھہ محل کلام ہی نہین باقی رہی دوسری طرح کی آدمی کہ اون کو حضوری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل نہین اونکی حق مین بہی خطاب کرنا درست ہی قطب ربانی امام شعرانی میزان مین لکہتی ہین کہ محمد بن زین ایک مداح رسول تہا اکثر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری مین زیارت کرتا تہا ایکبار اوس سی ایک آدمی نی اپنی واسطے سفارش حاکم سے چاہی یہ گئی اور حاکم نی اونکو اپنی مسند پر بٹہلایا اوسی دن سی دیکہنا منقطع ہو گیا اس مقام مین خاص عبارت میزان کی یہ ہی فلم یزل یتطلب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرویۃ حتی قرأ بہ شعر فقرأ لی بہ من بعید فقال لتطلب رؤیتی مع جلوسک علی بساط النظارۃ فلم یلتفتنا الی ذلک حتی مات یعنے ہمیشہ وہ مداح رسول سوال کرتا رہا حضرت سی کہ اپنا دیدار مبارک دیکہادی یہان تک کہ ایک دن شعر پڑہا تب حضرت صلعم دور سی کچھہ دکہائی دیئی اور فرمایا تو دیدار کا سوال کرتا ہے اور بیٹہتا ہے ظالمون کی فرش پر پھر ہمکو خبر نہین ملی کہ اوسکو حضرت صلعم پھر نظر آئی یہان تک کہ وہ مر گیا انتہی اس سی دیکہنی کہ محمد بن زین مداح باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی نظر سی غائب تہی اور نظر نہین آتی تہی وہ اوسحالت غیبت مین بہی حضرت سی سوال کیا کرتا تہا کہ صورت مبارک دکہادیجی انتہی پس اس سی صاف معلوم ہوا کہ اگر اوہ آدمی جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہین آتی وہ بہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی درخواست دیدار کرین اور اشعار مدایہ و خطابیہ غلبہ شوق مین ایسی مضمون پڑہین جیسی حضرت مرشدی و مولائی نی بحالت ذوق و وجد و اشتیاق ہندوستان مین

پڑھے ہتے ۵ ذرا چہرہ سی پردہ کو اوٹھاؤ یا رسول اللہ + مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ ۱۲
تو صحیح اور جایز ہے اگر نیم ملا خطرہ ایمان اسکو شرک بتادی اور یہ کہی کہ تم رسول اللہ کو حاضر الغیب جانتے
ہو کہدو کہ اصل عالم الغیب بالذات اللہ تعالی ہی لیکن اللہ تعالی اپنی رسول کو غیب کی خبر دیتا ہے
تو اونکو خبر ہو جاتی ہی حضرت شاہ عبد العزیز کا کلام جو اونکی تفسیر سورہ بقر میں ہی یاد رکھو کہ حضرت
مطلع ہین اپنی ہر امتی کی حال سی کیونکہ اونکو خبر دیجاتی ہی سب امتیونکی اور سعید بن مسیب سے روایت ہے
کہ امت کی اعمال صبح شام آپ کی سامنی پیش کئی جاتی ہین بتصرہ حدیث مین ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نی جو ہرقل بادشاہ روم کو نامہ رقم فرمایا تہا بروایت بخاری اوسکی الفاظ یہ ہتے
اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم اسمین خطاب حاضر کا ہے بادشاہ روم کو حال آنکہ آپ ملک
عرب مین ہتی اور وہ روم مین تہا اور وہ اصحاب کشف سی نہا کہ حضرت کا خطاب ہان سی معلوم
کر لیتا لیکن چونکہ یہ بات ہتی کہ قاصد اس خط کو لیجا کر اوسکی ہاتہ مین دیدیگا یہ خطاب اوسکی نظر کی سامنی گذریگا
خطاب صحیح ہو جاویگا اسی طرح اب تک رسم جاری ہے کہ ہم خطوط مین مکتوب الیہ کو الفاظ خطاب لکہدیتی ہین
کہ فلان چیز بہیجدو اور تاکید جانو فقط اسی اعتماد پر کہ جب قاصد یہہ خط اونکو دیدیگا تو ہمارا خطاب حاضر لکہنا
صحیح ہو جاویگا جب قاصدون کی چٹہی رسانی کی اعتماد پر یہہ خطاب حالت غیبوبت مین جایز ہوا تو
مضمون حدیث کی اعتماد پر کہ ہماری اعمال و اقوال ہر روز دو بار صبح و شام آپ کی سامنی پیش کئی جاتے
ہین کیونکر خطاب جایز نہو جب ہماری اقوال مخفی نرہے بلکہ آپ تک پہنچائی گئی تو اگرچہ آپ کو ہمسے
بعد مکانی ہو لیکن آپ مثل حاضر کی ہین پس خطاب حاضر کرنا جایز ہے ۱۲ اور اگر ضعیف الایمان
آدمی اس تقریر پر بہی راضی نہون تو تیسری توجیہ اور بہی ہی یعنی جسکو کسیکا عشق ہوتا ہے
اوسکا نقشہ آنکہون مین پہرا کرتا ہی اوس اعتبار سی بہی حاضر کا خطاب کردیتی ہین اشعار عرب مین
یہ بات کثرت سی ہی از انجملہ دو شعر عبد السلام ابن یوسف کی جذب القلوب سے نقل کرتا ہون ۵
علی ساکن البطن العقیق سلام + وان ابہونی بالفراق فاموا + حظرتم علی النوم وہو محلل + وحللتم التعذیب وہو حرام +
اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بی بی زلیخا کا حال جو مولوی جامی صاحب نی لکہا ہی وہ سب کو

یاد ہوگا کہ شروع عشق مین جب تک نکاح نہوا تہا کس کس طرح تصورات مین باتین کیا کرتی تہی از انجملہ
دو شعر اوس مقام کی لکہتا ہون ؎ خیال یار پیش دیدہ بنشاند ٭ ہم از دیدہ ہم از لب گوہر افشاند
کہ ای پاکیزہ گوہر از چکانی ٭ کہ از تو دارم این گوہر فشانی ٭ دلم بردی و نام خود نہ گفتی ٭
نشانی از مقام خود نگفتی ٭ یہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سی عالم غیبوبت مین خطاب کر رہی ہین نہ یہ شرک ہے
نہ کفر اور خود حضرت یوسف علیہ السلام راستہ مین جب بہائیونکی خشونت اور درشت خوئی اور آزار
اور دست درازی دیکہتی ہی جب اونکو کنوین یعنی چاہ مین ڈالنے لیچلی ہی باپ کو پکار کر فریاد کرتی ہی
قال الجامی قدس سرہ ؎ گہی در خون و گہ در خاک می خفت ٭ زاندوہ دل صد چاک می گفت ٭
کجائی ای پدر آخر کجائی ٭ زحال من چنین غافل چرائی ٭ بیا بنگر مرا تا در چہ حالم ٭ بدست اندر چہ جمع دان پیمالم ٭
پہر اسیطرح سمجہلو کہ جو اشعار شوقیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین بطور خطاب حاضر کی ہین اسلیے ہین کہ
تصور آپکا دل مین بندہا ہوا ہی غلبہ اشتیاق مین خطاب حاضرانہ بباعث حضور فی الذہن کی کرتی ہین
لیکن جن لوگونکو ایسا تصور اور ایسا خیال بندہا ہوا نہین اونکی سمجہہ مین یہ ہی نہین آنیکا کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار
کلام الہی سچا ہی **اب ہم چوتہی توجیہہ خطاب** کی اور بتاوین قرآن شریف مین وارد ہے
یا حسرۃ علی العباد یہان لفظ یا حرف ندا ہی جس سی مخاطب حاضر کو پکارا کرتی ہین یہ لفظ یا داخل ہوا ہے
حسرت پر اور حسرت ایسی چیز ہے ادراک و شعور ہے کہ اوسکو قیامت تک کبہی خبر نہوگی کہ مجہکو کوئی
پکارتا ہی امام رازی کا کلام اس مقام مین یہ ہے المقصود ان ذلک وقت تحسر فان النداء مجاز و
المراد الاخبار غرض کہ سب مفسرین اس مقام مین لکہتے ہین کہ یہ ندا کلام عرب مین شائع ہے اور مراد اس
سے یہ ہوتی ہی کہ یہ وقت حسرت کا ہے یعنی یہ نہین کہ حسرت کو پکارتی ہین اور بلاتی ہین اس مقام پر
ندا مجاز ہی جب یہ بات ثابت ہوئی کہ کہین ندا مجاز ہوتی ہی اور مراد اوس سے خبر دینا ہوتا ہی پہر
اسیطرح اس مقام مین سمجہہ لو جو کوئی کہتا ہی ؎ تمہاری نام پہ قربان یا رسول اللہ ٭ فدا ہے تجہپہ
میری جان یا رسول اللہ ٭ اوس کا اصل مطلب یہ ہے کہ میری جان حضرت پر قربان ہے مراد اوسکی جملہ
خبریہ ہی گو اوسمین لفظ ندا یعنی بولا ہے کیا ضرور کہ یون کہو یہ شخص تو خدا کی طرح حاضر ناظر جانکر پکارتا ہے

٭ یا ایہا الذین امنوا لا تخونوا اللہ و الرسول و تخونوا امانتکم و انتم تعلمون ۱۲

ہان از بتہ یہہ تم خود معنی شرک اور کفر کی لوگون کی ذہن مین جماتی ہو یہہ کہکر کہ لفظ یا نہین ہوتا مگر واسطہ
حاضر کی اور خطاب نہین کیا جاتا مگر حاضر کو حال آنکہ یہہ قاعدہ غلط ہی **کلام صحابہ مین غائب کو خطاب**
اور ندا موجود ہی روایت ہی کہ حضرت علیؓ جب وقت خلافت حضرت عثمان مین ایک رات مسجد کی
طرف آئی دیکھا چراغ مسجد مین کثرت سی روشن ہین تو حضرت عمر کو دعا دی اور دس دعا کی الفاظ سیرت
حلبی جلد ثانی صفحہ ۲۳ مین یہہ ہین نورت مساجدنا نور اللہ قبرک یا ابن الخطاب یعنی روشن کیا تو نے
ہماری مسجدون کو اللہ روشن کری تیری قبر کو ای بیٹی خطاب کی دیکھیے یہان حضرت عمر کو حضرت علیؓ خطاب
فرماتی ہین بعد وفات عمر اور یہان حضرت عمر کو پکار کر اپنی طرف متوجہ کرنا یا بلانا جو فائدہ ندا کا ہوتا ہے
مقصود نہین غرض اونکی دعا دینی ہی یعنی اللہ روشن کری عمر کی قبر کو چنانچہ بعضی راویون نے جو
روایت بالمعنی کرتی ہین معنی مقصود کو قالب دعا مین ڈہالکر روایت کر دیا ہے نور اللہ قبر عمر کما نور مساجدنا
**اب ایک مسئلہ فقہ کا بھی** لکھتا ہون درمختار اور قہستانی وغیرہ کتب فقہ مین لکھا ہے
کہ جسوقت اذان مین موذن کہی الصلوۃ خیر من النوم یعنی نماز پڑہنا اچھا ہے سونے سے اوسوقت
چاہیئے سامعین جواب اوسکا اسطرح دین صدقت وبررت یعنی تو نی سچ کہا اور بہلا کہا لکھا
فقیہ شامی نی کہ یہہ جواب دینا حدیث مین آیا ہے واضح ہو کہ یہہ جواب دینا کتب فقہ مین ہرگز
مقید باسبات کی ساتھ نہین کہ موذن کی پاس آکر جواب دین دور سی نہ پڑہین پس اسیواسطہ
یہ دستور ہے کہ جسوقت صبح صادق کو موذن اذان کہتا ہے اور آدمی اکثر اوسوقت اپنی اپنے
منازل اور مکانات مین ہوتی ہین نہ اونکو موذن وہان سے نظر آتا ہے غائب ہی نظر سے اور
نہ موذن خود ان کی جواب اور انکی خطاب کو سن سکتا ہے باینہمہ اس حالت غیبوبت مین جہان
موذن نی کہا الصلوۃ خیر من النوم سب مسلمان آدمی جواب دیتی ہین صدقت وبررت یعنی تو نی
سچ کہا اور بہلا کہا یہہ غائب کو خطاب حاضر کا ہوتا ہے پس چاہیئے ان فقہاء آخر الزمان کی نزدیک
یہہ سب جواب دینی والی کافر ہون حال آنکہ وہ مستحق ثواب ہوتی ہین اگرچہ انہون نی خطاب کیا
لیکن مراد اونکی یہہ ہی کہ موذن نی سچ بات کہی پس اس طرح جو شخص کہتا ہے

ماسوای تو یارسول اللہ ہ شد برای تو یارسول اللہ ہ اگرچہ خطاب کیا ہے لیکن مراد یہی ہے
کہ ہر مخلوق کو اللہ تعالی نے رسول اللہ کی واسطے یعنی اونکی سبب پیدا کیا ہے اور جو کوئی فقط
یہ لفظ کہی کہ یارسول اللہ اوسکی نسبت ہم یہ کہتی ہین کہ شرح ملا اور غایۃ التحقیق وغیرہ مین ہے
کہ لفظ یا بمعنے ادعو ہی اور ادعو کی معنی ہین ہندی مین کہ مین پکارتا ہون پس جبکہ کہا یارسول اللہ
اوسکی معنی قاعدہ عربی سی یہ ہوی کہ پکارتا ہون رسول اللہ کو یعنی اونکو یاد کرتا ہون اونکا نام لیتا ہون
کہو اسمین کیا شرک کیا کفر ہو گیا اور یہ بھی ضابطہ کلام عرب مین لفظ یا کی نسبت ہو چکا ہے منادی بہا
القریب والبعید یعنی پکارا جاتا ہے لفظ یا کی ساتھ نزدیک و دور ہر طرح الحاصل ہم خطاب کو چند
توجیہات سی ثابت کر چکی اور نیز ثبوت کامل دی چکی عہد رسالت سی اسوقت تک آنحضرت کو
بالفاظ خطاب و بصیغہ حاضر یاد کرنا نمازین اور خارج نماز دعا اور غیر دعا مین نظم و نثر مین صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین اولیاء و علماء و صلحاء مقبولین سی اب دیکھنا چاہیئی کہ یہ سب مقبولین باوجود
حالت غیبوبت خطاب کرنیوالی معاذ اللہ معاذ اللہ ان منکرین کی نزدیک کافر ہین یا خود انکی
تکفیر انہی پر منقلب ہوتی ہی ہماری سچی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی ارشاد فرمایا ہی من دعا رجلا
بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک لاحار علیہ متفق علیہ یعنی صحیح مسلم اور بخاری مین ہی جو شخص کسیکو
کافر یا اللہ کا دشمن کہیگا حالانکہ وہ ایسا نہین تو وہ کفر اور لعنت کا کلمہ اوسی کہنی والی پر اولٹ آئیگا انتہی
اب چاہیئے کہ مانعین اپنی ایمان کی خیر منائین کبھی الفاظ گستاخانہ بی باکانہ زبان پر نہ لائین اور
ابھی تازہ ایام مین حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً سے فتوی جواز یارسول اللہ کا آیا ہے بطور تلخیص اوسکا
مضمون نقل ہوتا ہے تحریر مفتی مدینہ ماقولکم یاعلماء الملۃ المسحۃ البیضاء ومفاتی الشریعۃ الغراء
فی النداء بقول یارسول اللہ ہل یجوز ام لا وہل یکفر قائلہ ام لا الجواب الحمد للہ تعالی اسال اللہ
المولی الکریم ذا الطول التوفیق والاعانۃ فی الفعل والقول نعم یجوز النداء برسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم والتوسل والاستغاثۃ بہ فی مہمات الامور فنعم الوسیلۃ ہو الی ربنا فی مدۃ حیوتہ فی الدنیا وبعد موتہ
فی مدۃ البرزخ وبعد البعث فی عرصات القیمۃ ولا تنقصہ تاثیرا ولا خلقا ولا نفعا ولا ضرا ولا ایجادا

ولا اعد ما الا للہ وحدہ لا شریک لہ ولا یقول بکفر المتوسل بہ الی ربہ علی ہذا الوجہ الا من انبطوت علی
فساد العقیدۃ طویتہ ولا فرق بین ان یعبر بلفظ الاستغاثۃ او التوسل او التشفع او التوجہ وان کلا منہا
واقع فی کل حال قبل خلقہ وفی مدۃ حیاتہ فی الدنیا وبعد موتہ فی البرزخ وفی القیمۃ قال فی المواہب
اما التوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ فی البرزخ فہو اکثر من ان تحصی الخ وبالجملۃ فالمسئلۃ واضحۃ
جلیۃ قد افردت بالتالیف فلا حاجۃ الی الاطالۃ فان من نور اللہ بصیرتہ یکتفی باقل من ہذا ومن طمس اللہ
بصیرتہ فلا یغنی عنہ الایات والنذر ولم یزل السلف والخلف یتوسلون بسید الوجود ویستغیثون بہ
وقد شذت طائفۃ عن السواد الاعظم منہم من یجعلہ محرما ومنہم من یجعلہ کفرا او شرکا وکل ذلک باطل ولہذا
قال الشیخ محمد بن سلیمان الکردی رحمہ اللہ حیث قال فی رسالۃ یخاطب محمد بن عبد الوہاب حین قام
الدعوۃ یا ابن عبد الوہاب سلام علی من اتبع الہدی فانی انصحک للہ تعالی ان تکف لسانک عن
المسلمین فان سمعت من شخص انہ یعتقد تاثیر ذلک المستغاث بہ من دون اللہ فاعرفہ الصواب واذکر لہ
الادلۃ علی انہ لا تاثیر لغیر اللہ تعالی فان ابی فکفرہ حینئذ بخصوصہ ولا سبیل لک الی تکفیر السواد الاعظم
من المسلمین وانت مشاق عن السواد الاعظم فنسبتہ الکفر الی من شذ عن السواد الاعظم اقرب لانہ اتبع غیر سبیل
المومنین وقال تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ
جہنم وساءت مصیرا وانما یاکل الذئب القاصیۃ والشیطان یاکل من خرج من الجماعۃ

عبد السلام بن عثمان الشامی واغستانی

ترجمہ الفقیر الی عفو ربہ القدیر عثمان بن عبد السلام واغستانی مفتی المدینۃ المنورۃ الحنفی
ترجمہ بطور خلاصہ کیا کہتی ہوای مفتیان شریعت جو آدمی یارسول اللہ پکاری وہ کافر ہوجاتا ہے
یا نہین یہ پکارنا جائز ہی یا نہین الجواب الہہی کو تعریف ہی انگتا ہون اوس سے مدد اپنی قول وفعل من
ان جایز ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا اور وسیلہ پکڑنا اور فریادرسی کا مومنین وہ اچھی وسیلے ہین جیسا کہ
ہین ہتی اور اب جو برزخ مین ہین اور جب قیامت ہوگی اوٹھینگے اور ہم نہیں اعتقاد رکہتی سوای وحدہ لاشریک
کی کسی مین کہ کوئی موثر ہی یا خالق ہی یا نفع دی یا نقصان پہنچاوی ہمت کری یا نیست کری اور رسول اللہ
کا وسیلہ پکڑنیوالیکو کافر وہی کہیگا جسکی دلمین عقیدہ فاسدہ بہرا ہے اور کچھ فرق نہیں حضرت کی نسبت لفظ

استغاثہ کی کہی یا توسل یا شفاعت طلبی یا توجہ کی لفظ کہی یہ سب حضرت کی نسبت واقع ہین قبل پیدا ہونے آپکی اور حیات
حیات دنیا مین اور بعد موت برزخ مین اور قیامت مین مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ حضرت سے وسیلہ پکڑنا بعد
آپکی وفات کی اسقدر واقع ہوا ہے کہ شمار نہین ہوسکتا خلاصہ یہ کہ مسئلہ صاف ہی مین مستقل کتاب اسمین لکھی ہی اب
کیا طول دون جسکی آنکھ مین اللہ تعالی کا نور ہی وہ اس سے بھی کم مین بس کریگا اور جسکی آنکھ اللہ نے بی نور کردی
ہے اوسکو آیات اور دلائل بینہ کافی نہین اور ہمیشہ سے سلف و خلف وسیلہ پکڑتی رہی ہین اور فرمایا جاتا ہی
ہین آپ سے اب بچھڑ گئی سواد اعظم سے ایک جماعت کوئی اونمین اسکو حرام کہتا ہی کوئی کفر اور شرک اور یہ
سب جھوٹ ہی والہ کیا اچھا کہا شیخ محمد بن سلیمان کردی نے اپنی رسالہ مین محمد بن عبدالوہاب کو خطاب
کرکی کہ مین تجھکو نصیحت کرتا ہون خدا کیواسطے اپنی زبان مسلمانون سے بند کر اگر تو کیسکو یہ سنی کہ وہ تاثیر اللہ
کی سوا اوسمین اعتقاد کرتا ہی کہ جسکو وہ پکارتا ہی اوسکو راہ صواب تعلیم کر کہ تاثیر غیر اللہ مین نہین جب وہ نماز
اوسوقت خاص اوسکو کافر کہہ یہ نہین کہ مسلمانونکی سواد اعظم کو تو کافر کہنی لگی تو خود بچھڑا ہوا ہی سواد اعظم سے
پس کفر کی طرف نسبت کرنا اوسکا بہتر ہے جو جدا ہوا سواد اعظم سے اسواسطے کہ اوسنی وہ راہ لی جو مومنین
کی نہین اور اللہ تعالی نے فرمایا جو کوئی مخالفت کری رسول کی جب کھل چکی اوسپر ہدایت کی بات اور
چلے سوا راہ مومنین کے ہم اوسکو حوالہ کرین ہی طرف جو اوسنی پکڑی اور ڈالین اوسکو دوزخ مین اور وہ بہت
بری جگہ ہی اور بھیڑیا اوسی بکری کو کھائیگا جو گلہ سے دور جا کھڑی ہوگی اور اللہ پاک مالک ہی ہدایت کی
اوسی سے عصمت و حمایت ہی لکھا اسکو عفو الہی کی محتاج عثمان بن عبدالسلام داغستانی نے جو مفتی حنفی
ہے مدینہ منورہ مین **عبارت مفتیان مکہ معظمہ** قول القایل یارسول اللہ بطریق الاستغاثہ جائز
کما فی المواہب اللدنیہ وغیرہا واللہ سبحانہ اعلم امر بر قمہ خادم الشریعہ والمنہاج عبدالرحمن بن عبداللہ سراج
مفتی مکۃ المکرمۃ کان اللہ لہما۔ یہہ مفتی حنفی ہین مکہ معظمہ مین (۲) حامداً و مصلیاً
مسلماً اصاب من اجاب یہ حضرت استادنا و مولنا شیخ العلماء محمد رحمۃ اللہ دامت فیوضہ
وہ ہین جنکا شہرہ تمام ہندوستان اور ملک حجاز اور روم وغیرہ مین ہے اور حضرت سلطان روم
اسوقت تک دو بار باعزاز تمام اونکو بلا چکی ہین اور اصل مولد آپ کا ملک ہندوستان ہے (۳) حامداً

مصلیاً وسلماً للہ در من اجاب الیہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب | محمد عبد الحق | یہ عالم محدث اور صوفی
بابرکت ہین (۴) ماحررہ مفتی الاحناف ہو علی الصواب الموافق للحق بلاشک وارتیاب واللہ
سبحانہ وتعالیٰ اعلم خادم الشریعہ ببلدۃ اللہ الحرام | ابوبکر حجی السبونی | مفتی المالکیہ (۵) قول الشخص
یارسول اللہ متضمن لندائہ وتوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم اما النداء فلا شک فی جوازہ اذا کان علی وجہ
التعظیم یانبی اللہ واما التوسل بہ فہو ایضا جائز بل مطلوب روی الطبرانی والبیہقی ان رجلا کان
یختلف الی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی زمن خلافتہ فی حاجتہ فکان لا یلتفت الیہ
ولا ینظر الیہ فی حاجتہ فشکی ذلک لعثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فقال لہ ائت المیضاۃ فتوضأ ثم ائت
المسجد فصل ثم قل اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبینا محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک لیقضی
فہذا توسل ونداء بعدہ وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی ہذا القدر کفایۃ لمن ہداہ اللہ تعالیٰ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
وکیل مفتی الشافعیہ بمکۃ المحمیہ محمد سعید بن محمد بابصیل عفی عنہ | محمد سعید بابصیل | (۶) اما قول رسول اللہ
فہو من باب التوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ وہو انفع الوسایل عند اللہ تعالیٰ واللہ سبحانہ وتعالیٰ
اعلم امر برقمہ الحقیر خلف ابن ابراہیم خادم افتاء الحنابلہ بمکۃ المشرفہ | راجی عفو الرحیم خلف بن ابراہیم | (۲۷) ما اجاب
بہ مفاتی الاسلام فوجدتہ ہا فی غایۃ الصواب الموافق لمذہب ہداۃ الانام لا یخالفہا الا من طمس اللہ
بصرہ وبصیرتہ فیجب علی المسلمین اتباع ما قالوہ کتبہ راجی رضاء الخبیر عبد القادر بن محمد علی خوکیر المدرس
والامام بالمسجد الحرام لمعہ ثامنہ اعتراضات متفرقہ اعتراض اول - مولود شریف پڑھتی
ہین بڑی زیب وزینت کرتی ہین فروش مکلف بچھاتے ہین چوکی اور مسند لگاتی ہین جواب
یہ زیب وزینت کہ باعث محفل گھر مین چاندنی قالین وغیرہ جو کچھ اوسکو ہم نیچے بچھانے بفتوای
مفتیان دین متین جایز ہے فتاوای عالمگیریہ کی جلد خامس الباب العشرون فی الزینہ مین لکھا ہے
یجوز للانسان ان یبسط فی بیتہ ما شاء من الثیاب المتخذۃ من الصوف والقطن والکتان المصبوغۃ
وغیرہا والمنقشۃ وغیرہا - اور درمختار کی مسایل شتی آخر کتاب مین ہے واباح اللہ الزینۃ بقولہ
تعالیٰ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ الایۃ اور چوکی اور خوشبو اور لوبان وغیرہ کا

جواب یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حلیہ و جمال و معجزات وغیرہ کا بیان کرنا اصطلاح محدثین مین حدیث رسول اللہ کی جیسا کہ اوپر تحقیق ہوچکا اور حدیث کی لئی استعمال امور مذکورہ کو محدثین بالاتفاق مستحب لکھتی ہین و یستحب الغسل و التطیب لقراۃ حدیثہ و روایتہ و استماعہ و ان یقرء علی مکان مرتفع عال اور امام مالک غسل کرکی کپڑی نفیس پہنکر جوکی پر بیٹھتی اور جب تک حدیث رسول اللہ پڑہتے برابر خوشبو کی دہونی سلگتی رہتی تہی علامہ زرقانی لکھتی ہین ولا یزال یبخر بالعود حتی یفرغ من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلالا لہ فانہ کان یحب الرائحۃ الطیبہ فجعل مجلس حدیثہ کمجالسہ حیا صلی اللہ علیہ وسلم اور لکہا زرقانی نی کہ امام مالک جو کچہہ یہ تعظیم حدیث رسول اللہ کرتی تہی کہتی ہین یہ سب موافق عمل سعید ابن مسیب تابعی کی کرتی تہی پہلا جن امور کی اسناد تابعین اور تبع تابعین سے ملتی ہو اوپر طعن کرنا کیسی کج فہمی ہی اللہ تعالی ہدایت نصیب کری اور بعوض ان امورکا ایک دوسری تقریر سے اوپر ہی گذر چکا اعتراض ثانی قصائد و اشعار بہت خوش الحانی سی بناکر پڑہتی ہین جواب یہ کہ زینت دینا آواز کا شرع مین مطلوب ہی زینوا القرآن باصواتکم یعنی زینت دو قرآن کو خوش آوازی سی روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نی اور دارمی کی روایت مین ہی فان الصوت الحسن یزید القرآن حسنا یعنی اچہی آواز سی قرآن کا حسن زیادہ ہوجاتا ہی اور خود اس فریق کی مسلم الثبوت عالم ربانی مجدد الف ثانی جلد ثالث مکتوبات مین فرماتی ہین دیگر در باب مولود خوانی الدراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصاید نعت منقبت خواندن چہ مضائقہ ہست ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن ہست و التزام رعایت مقامات نغمہ و ترویج بصوت ایشان بطریق الحان با تصفیق مناسب آن کہ در شعر نیز غیر مباح ہست انتہی اس سی معلوم ہوا کہ خوش آوازی ہی ہو اور ترنم ہی ہو جائز ہے بشرطیکہ الفاظ قرآنی بچائی جاوین اور رعایت راگنی کی قواعد کی بچائی ہی یا نکلتی ہو اور مواہب لدنیہ مین علامہ قسطلانی لکھتی ہین و اعلم ان السماع انما وقع لصوت حسن لشجر متضمن للصفات العلیا و النعوت النبویۃ الجلیۃ عربیا معنی و اللہ تعالی اعلم و آثار کا من الحجۃ الشریفۃ العلیۃ کان من الحسن فی غایۃ و تتمام تزکیت النفس بما یتراءی آخرہ اور

نیز مولوی اسمٰعیل صاحب صراط مستقیم میں لکھتے ہیں حسن عشق کی بیان میں از جملہ مریدات ان استماع
الحان خوش و اصوات لکش و قصص شوق انگیز و اشعار عشق آمیز ہست انتہی اب مولوی اسمٰعیل صاحب
کی دادا پیر شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کلام کو ملاحظہ کیجئے کہ وہ سماع کو درست فرماتے ہیں
وسیلۃ النجات یعنی دس سوالات مسمّٰی بہ شاہ بخارا کی جواب میں فرماتے ہیں جواب سوال ثامن آنکہ
قال السرخسی فی المبدع والسماع فی اوقات السرور تاکیداً للسرور مباح لانکان ذلک السرور مباحاً کالختان
فی ایام العید وفی العرس فی وقت مجی الغائب وقت الولیمۃ والعقیقۃ وعند الولادۃ والختان وحفظ القرآن یعنی کہا امام سرخسی نے مبدع میں کہ گانا سننا خوشی کے وقت واسطے خوشی زیادہ ہونے کے
درست ہی بشرطیکہ وہ خوشی بھی درست ہو جیسے گانا ایام عید اور نکاح میں اور پردیس سے آئی
ہوی کی خوشی میں اور ولیمہ اور عقیقہ اور بچا پیدا ہونی اور ختنہ اور ختم قرآن میں آور یاد رکھو کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تھے خوش آواز کو روایت ہی کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے پڑھتا ابی موسیٰ کا فرمایا اللہ نے اس کو مزامیر آل داؤد سے یہ خبر ابی موسیٰ
اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر علمت انک تسمع بقرأتی لحبرتہ لک تحبیراً یعنی جیسا بناتا
آپ سنتے ہیں تو خوب ہی بنا کر پڑھتا اور فرمایا حسن صوت اور خوش الحان ہر سلیم الطبع کو پسند ہے مگر
جو لوگ بلید الطبع بارد مزاج ہیں وہ اسکی قدر نہیں جانتے علامہ قسطلانی نے مواہب میں لکھا ہے
وہذا الجمل مع بلادۃ الطبع تباعد بالحدارۃ تباعد عقبہ ویصغی سمعہ الی الحادی فمن لم یحرکہ فہو فاسد
المزاج بعید العلاج انتہی ملخصاً اسی معنی میں سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

شتر بشعر عرب در حالت است و طرب ۔۔۔ اگر ذوق نیست ترا کج طبع جانوری

جب منکرین سے کسیطرح خوش آوازی رد نہیں ہو سکتی تو کہتے ہیں کہ فی زمانہ لڑکوں سے
قصائد و مدح پڑھوائی ہیں اور جلاء العیون صفحہ ۹ میں لکھا ہی دیکھو درمختار میں امرد صبیح کی
امرت کو مکروہ لکھا ہی تو مجلس میں مدح خوانی کب درست ہو دیگی انتہی ملخصاً الجواب ہزاروں
محافل میلاد ایسی ہوتی ہیں کہ جو اکابر علماء و فقراء و حفاظ پڑھتے ہیں اور لڑکوں کی پڑھنے تک نوبت بھی

نہین آتی منکرین اون سب کو چھوڑکر ایسی مجلس کو زبان پر لائی کہ جسمین بعض لڑکون کی مدح خوانی
بھی ہوئی سو اول تو یہ امر خود قابل استدلال نہین یعنی کسی مجلس مین لڑکونکی پڑہنی سے علی العموم سب
مجالس میلاد پر طعن نہین ہوسکتا قطع نظر اس سی ہم کہتی ہین کہ مانعین کے پاس کوئی سند ایسی نہین
جسمین صراحتہً یہہ مذکور ہو کہ لڑکون بالغ یا نابالغ کا نعت پڑہنا ناجایز ہے ناچار قیاس کی حاجت
ہوئی تو امامت امرد کا مسئلہ پیش کیا سو حقیقت اوسکی سُننی چاہئی ابوالمکارم شرح نقایہ و نیز دیگر
کتب فقہ مین ہے کہ لڑکا جبتک ٹہیک بالغ نہوا اوسکی پیچہے نماز پڑہنے کا یہہ حال ہے فی الاصل صحح عند محمد رحمہ
اللہ ولم یصح عند ابی یوسف رحمہ اللہ یعنی امام محمد کی نزدیک نوافل نابالغ کی پیچہی ہوجاتی ہین اور امام
ابی یوسف کی نزدیک نہین ہوتی اور کافی مین ہی قال مشایخ بلخ جاز الاقتدا بالصبی فی التراویح
والسنن المطلقہ والنوافل یعنی بلخ کی بڑی بڑی علمارنی فرمایا ہی کہ نابالغ لڑکی کی پیچہی جائز ہی تراویح
تراویح اور مطلق سُنتونکا اور نفلون کا اور خلاصہ مین ہی جوز ذالک التراویح مشایخ خراسان وبہ ناخذ
وعن الشافعی رحمہ اللہ انہا یجوز فی الفرایض ایضا یعنی خراسان کی بڑی علمانی تراویح پڑہنا نابالغون
پیچہے جائز رکہا ہے اور ہم اسیکو لیتی ہین عمل مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ سے یہہ ہی کہ فرض تک بہی جایز ہین
اور جو علما ناجائز کہتی ہین اون کا یہی صحیح ہی اونکی دلیل یہہ ہین کہ نابالغون کو جہر کے ساتہہ پڑہنا اور سامعین
کو سُننا اوسکا مفسد صلاۃ ہی بلکہ بالاتفاق یہہ دلیل قایم کرتی ہین کہ نابالغ پر نماز فرض نہین اور
بالغین جو اوسکی پیچہی پڑہینگے اوسپر فرض ہی بنا علیہ فرض اپنی قوت اور شان کی سبب غیر فرض پر
جو کہ ضعیف ہی بنا نہین ہوسکتا جب یہ دلیل منع یہہ ہی تو نابالغونکی نعت خوانی اوسپر قیاس نہین
ہوسکتی کیونکہ یہہ شی دیگری پس چاہئی کہ وہ بالاتفاق جایز ہووی یہہ حال تو نابالغ کا تہا اور جب
لڑکا بالغ ہوگیا پہر تو کسیکا خلاف نہین بلکہ بالاتفاق اوسکی پیچہی نماز فرض و نفل جایز ہین اسلئے
کہ بالغ پر احکام فرض ہوجاتی ہین تو فرض پر فرض کی بنا صحیح ہے قہستانی شرح نقایہ مین ہے
ویقتدی ببالغ غیر ملتح یعنی اقتدا کیا جاوی ساتہہ بالغ بی ریش کی اور درمختار مین جو کراہتہ نابالغ
کی ہی تو شامی شارح درمختار نی کہولدیا الظاہر انہا تنزیہیہ یعنی ظاہر یہہ ہے کہ یہہ مکروہ تنزیہی

اور مکروہ تنزیہ کو صدر الشریعۃ رحمہ اللہ نے لکھا واما المکروہ کراہۃ تنزیہ فالی الحل اقرب اور لکھا
فاضل چلپی نے واما عند محمد فھو ما کان ترکہ اولی مع عدم المنع عن الفعل اور فتح القدیر وغیرہ مین بھی مکروہ
تنزیہ کو خلاف اولی قرار دیا ہے بھلا جب یہ بات مانعین کی نزدیک اسدرجہ کی کراہیت مین
ہی کہ اگر کیجای تو گناہ ہی نہین بلکہ حلت کی طرف اقرب ہی جیساکہ صدر الشریعۃ اور چلپی سے معلوم
ہوا تو ایسی مسئلہ مین کیون انہون نے جنگ و جدال و مخاصمت و نزاع باہمی پیدا کیا جو بالاتفاق حرام ہے
اور یہ بھی اختلاف باقی ہے کہ وہ کراہت تنزیہ امامت امرد کی کس وجہ سی ہے
بعض علمانی لکھا اسواسطے مکروہ ہی کہ اکثر ایسی عمر والی مسائل سی ناواقف ہوتی ہین اور لوگ
اونکی امامت سی نفرت کیا کرتی ہین اور بعضون نے کہا اسلئی مکروہ ہے کہ اندیشہ ہی جب امرد
آگی کھڑا ہوگا شاید لوگون کو شہوت پیدا ہوجائی یہ دونون تعلیل فقیہ شامی نے بحث امامت مین
لکھی ہین پس شق اول کی موافق توسع نوت خوانی کا قیاس مانع جاتا رہا اور ظاہری کہ اگر امرد کی
آواز موجب کراہت ہوتی تو جہری کی نمازین مکروہ ہوتین اور خفیہ قرات کی نمازین مکروہ نہوتین
یہ بات تو نہین بلکہ علی العموم ہر نماز جہریہ و خفیہ مکروہ ہی تو کراہت بباعث آواز کی نہوئی اس
تقریر سی اونکی آواز ضابطہ منع مین داخل نہین پھر مدح خوانی اونکی کیون منع ہو اب باقی رہی
شق دوسری کہ کراہت بباعث احتمال شہوت پیدا ہونی مقتدیونکی ہی اس صورت مین ہم منع
کرتی ہین قیاس علی الامامت کو اسلئی کہ مجلس کا امام ہم اوسکو قرار دیتی ہین جو قاری مولد شریف
ہے مکان صدر یعنی منبر یا چوکی پر بیٹھکر پڑہتا ہی جسطرح امام اپنی قوم پر مقدم ہی اسیطرح وہ قاری
اہل مجلس پر مقدم عالی مقام پر بیٹھا ہے اور جو لوگ حلقہ مجلس مین بیٹھی ہین وہ تشبہ صف مقتدیون
سے رکھتی ہین پس حلقہ مجلس مین اگر کسی بالغ یا نابالغ لڑکی نے نعت پڑہی تو اوسکی نظیر یہ ہی کہ جب
مسجد مین مرد اور عورتین اور لڑکی اور مخنث سب نماز کی لئی جمع ہوجائین تو حکم اونکا شرع مین
یہ ہے ویصف الرجال ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء یعنی حکم دی امام صف باندہنی کا اول
مردونکو پھر اونکی پیچھے لڑکون کو پھر اونکی پیچھے مخنثون کو پھر عورتونکو انکی پیچھے دیکھئے مخنث اور عورت

حاشیہ: ۱۲ — ۱۲ — ۱۲

اور لڑکون کو شرع مین مسجد سی نکالدینی کا حکم نہین دیا گیا اگر کوئی اونکو امام بناتا تو منع کا حکم دیا جاتا
جب یہ بات ٹہیری کہ امام تو وہ ہی ہی جو قابل امامت ہی باقی مسجد کی اندر صف اقتدا مین جو
لوگ اپنی طور پر تسبیح و تحمید و تشہد وغیرہ پڑہ رہی ہین وہ سب حکم جواز مین ہین خواہ وہ عورتین ہون
خواہ لڑکی بالغ یا نابالغ ہین اسیطرح حلقہ محفل میلاد مین جو ہر طرح سب آدمیونکی زبا پر درود شریف غیرہ
کلمہ کلام جاری ہی اوسمین ہی کسی امرد بالغ یا نابالغ کی نعت شریف بہی پڑہ دی تو جائز ہے اوسکو
امامت پر قیاس کرنا ہم نہین تسلیم کرتی مان حالت اقتدار مقتدیان پر جیسا کہ ہمنی ابہی بیان
کیا قیاس کرنا ملتے ہین اور وہ جائز ہے بالاتفاق **اب ہم مسئلہ نظر بہی لکہتی ہین**
واضح ہو کہ شہوت سی امرد کا دیکہنا مکروہ ہی اور بلا شہوت درست ہی یہ بہی درمختار مین لکہا ہے
جس سی مولف برہان نی سند پکڑی ہی عبارت یہ ہی فانہ یحرم النظر الی وجہ الامرد اذا شک فی الشہوۃ
اما بدونہا فمباح ولو جمیلا اور ردسی درمختار کی مسائل نظر مین لکہا ہی ویجوز نظر الرجل من الرجل ومن
غلام لم یحد الشہوۃ ولو امرد صبیح الوجہ اور شرح درمختار غنیہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نی بیان ستر عورت
مین لکہا ہے واجمعوا علی جوازہ بغیر قصد اللذۃ والناظر مامون لک آمن الفتنۃ یعنی سب علمار نی اجماع
کیا ہے کہ نظر کرنا امرد کیطرف جائز ہے بغیر ارادہ لذت شہوت کی اور دیکہنے والا امن مین ہی
ہو فتنہ سی اس سی معلوم ہوا کہ نظر بلا شہوت بالاجماع جائز ہے اور نیز شامی نی مسائل نظر
مین لکہا فاما الخلوۃ والنظر الیہ لا عن شہوۃ فلا باس بہ ولذا لم یومر بالنقاب یعنی امرد کو خالی
مکان مین تنہا بیٹہنا اور اوسکی صورت کو دیکہنا بغیر شہوت کی کچہہ مضایقہ نہین اور
اسیواسطے امردون کو یہ حکم نہین دیا گیا کہ وہ منہہ پر نقاب ڈالا کرین انتہی بہلا جب خلوۃ امرد کے
ساتہہ جایز ہوئی تو مجمع عام مین بیٹہہ جانا کیون جائز ہوگا اور بہول گئی اپنے شیخ الشیوخ
یعنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی پیران پیر شمس الدین ابو الخیر بن جزری رحمۃ اللہ علیہ کو کہ
وہ فرماتی ہین میں سن سات سو پچاسی مین بادشاہ مصر کی محفل مولد شریف مین شریک ہوا
مین خوش رہوا پچیس حلقہ تو نوآموز لڑکون قاریون کی اوسمین موجود ہی - اور یہ قصہ ابن جزری کا

۱۲ بہتر حرام ہے یہان صورت نا بالش کا ہے جس شہوۃ کا شک ہے
۱۲ مرد بدون نعت خوان کی دست بوسی اگرچہ بصورت شہوت ہو درست ہے
۱۲ اور تیسرے کو بدن مرد کا دیکہنا دیکہنے کا جو شہوت کی صدر کے ہو جیسا کہ گذرا ہو بصورت امن فتنہ
۱۲
۱۲

ملا علی قاری نی مورد الروی مین اور ابو سعید بورانی نی مولد فارسی مین لکھا ہی جیسا کہ اوپر یہ تفصیل مذکور ہو چکا ہان یہہ بات ثابت ہی کہ متقی و محتاط لوگون نی امردون پر نظر کرنے سے احتیاط فرمائی ہی ہماری پیشوا جناب امام اعظم عطر اللہ تربتہ جب امام محمد کو سبق دیتی اور وہ بہت خوبرو اور جمیل تھی رحمۃ اللہ علیہ تب ونکو کسی ستون کی پچھی یا پس پشت اپنی بٹھلا کر سبق دیتی یہ فقیہ شامی نی لکھا ہے اس سی ثابت ہوا کہ امرد خوبرو کی ساتہہ ہمکلامی اور اوسکی آواز کا سُننا تو منع نہین مگر صورت دیکھنے مین احتیاط اولی ہی تو مولد شریف مین اگر کوئی امرد بہی کسی گوشہ محفل مین حاضر ہو اور پڑہے تو منع نہین لیکن محتاط آدمی اپنی نظر کو بچائین تو بہتر بات ہی طرفہ ماجرا یہ ہی حضرات مانعین جو امردونکی بابت امر بالمعروف فرما رہی ہین اپنی مکتبون اور مدرسون مین خوبروی و جمیل امرد لڑکونکو ہی سبق دیتی ہین وہان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تقوی کسکو یاد آتا ہی کہ شاگرد کو آنکہونسے جدا کیجئی ستون کی آڑ مین یا پس پشت بٹھا کر سبق دیجئی کیون صاحب آپ تو منصب تعلیم شریعت پر بیٹھہ کر ہین اس حالت مین بہی اس تقوی کو یاد نفرمادین اور محفل میلاد مین اگر کسی لڑکی نی نعت شریف پڑہ دی تو اوسکا ناک مین دم لائین کیا انصاف اسیکا نام ہی (اللہ اللہ) اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یہ خوب معلوم رہی کہ مانعین جو اندیشہ شہوت لڑکونکی نسبت ثابت کرتی ہین وہ ڈاڑہی والون اور بدشکلون کے کلوٹون مین بہی موجود ہی شامی شارح مختار فرض ستر عورت کی بیان مین لکھتی ہین مع ہذا شامل لمن بنت عذاره بل لبعض الفسقة يفضلها على الامرد خالي العذار بہر دو سطر کی بعد لکھا والمراد من کونہ صبیحا ان یکون جمیلا بحسب طبع الناظر ولو کان اسود لان الحسن یختلف باختلاف الطبائع جب بعضی مغلوب الشہوت ایسی بہی ہوی کہ اونکو مستی کی وجہ مین نہ ڈاڑہی کا خیال نہ رنگ اور بیرنگ کا امتیاز تو معلوم نہین ایسی بہایم سیرتونکی اندیشہ سی کہان کہان تک مجالس میلاد و وعظ و نکاح و مدارس و مجلسات دستار بندی وغیرہ مجامع کو جو امارد وغیر امارد کے اختلاط سی غالبا خالی نہین ہوتی مکروہات و محرمات مین شمار کیا جائیگا الامان الامان فقہاء و مفتیان دین نی یہ نہین لکہا کہ امرد مساجد مین نہ آئین کہ شہوت پرستونکی اوپر نظر پڑیگی ورنہ مجالس نکاح مین

آئین ادز نہ جماعات فرایض وسنن ونوافل مثل تراویح واستسقا وکسوف وغیرہ مین شریک ہوتے ہین بلکہ صرف یہ کہا
اونکا امام ہونا مکروہ ہی بنا علیہم بہی اونکی امامت کو مکروہ قرار دیکر لکہتی ہین کہ شریک ہونا اونکا مجالس
میلاد شریف مین منع نہین روایات فقہیہ اس باب مین نقل ہوچکین اور شریک ہونا حضرت ابن جزری رحمۃ اللہ
علیہ کا ایسی مجلس مین بیان ہوچکا اور خود نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جب مدینہ منورہ تشریف لیگئے سب
لڑکے اور جوان مرد اور عورت جابجا خوش ہوہوکر یہ کہتی ہوئی جارہی تہی محمد رسول اللہ الہ اکبر جارہا محمد
رسول اللہ رواہ الحاکم فی الاکلیل عن البراء اور اوسی حالت مین چند لڑکیان قبیلہ بنی النجار سے نکل کر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنے آئین دف بجاتیان اور یہ شعر پڑہتیان تھین

نحن جوار من بنی النجار ۔ یا حبذا محمد من جار ۔ یہ روایت بیہقی محدث اور اونکی استاد حاکم نے
انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہی پس جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مارد وغیرہ کا مجمع عام
گلیون اور رستون مین دیکہا اور لڑکیونکا یہ شعر پڑہنا سنا اور منع نفرمایا یہ صریح دلیل جواز ہی ما
قدوم مبارک کی خوشی مین یہ باتین وقوع مین آئین یہان یعنی مجالس میلاد مین فرحت میلاد وقدوم
وجود مسعود صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی مین ہورہی ہین **اعتراض ثالث** سلامی وجوابی مثل
مجالس شیعہ کی معین کرتی ہین جواب مجالس شیعہ مین راقم کو اتفاق نہین ہوا کہ حال وہانکا مفصلاً
معلوم ہوتا البتہ محافل میلاد شریف کی شامل ہونے مین بعض مواقع پر ایسا دیکہا گیا کہ قاری مولد
جب کوئی روایت ختم کی تب بعض حاضرین نے درود وسلام پڑہا نظماً یا نثراً پہر قاری نے دوسری روایت
پڑہی پہر اون لوگون نے درود وسلام یا منقبت پڑہی اگر سلامی جوابی اسکا نام ہی تو یہ بات
عرب مین اور خاص حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً مین بکثرت رائج ہی اور اہل حرمین
جسقدر شیعہ سے تنافر رکہتی ہین محتاج بیان نہین ہرگز سمجہ مین نہین آتا کہ جسنے عداوت تنفر
مذہبی ہو اونسی کوئی امر لیکر اپنی عبادات مین داخل کرین بلکہ یون معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب نے
یہ بات حضرت سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی فعل سی استنباط کی ہے صحیحین مین اس سے روایت
ہے کہ صحابہ مہاجرین وانصار خندق کہودتی اور مٹی نکالتے جاتی ہتی اور زبان سے

یہ پڑھتی تھی ۵ نحن الذین بایعوا محمدا ۞ علی الجہاد ما بقینا ابدا ۞ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکی جواب مین پڑھتی تھی ۵ اللہم لا عیش الا عیش الاخرہ ۞ فاغفر للانصار والمہاجرہ ۞ کذا فی المشکوۃ فی باب البیان والشعر پس یہ بات قابل طعن نہین ہی اگر پابندی قواعد تجوید و قرات مین رہے لیکن اگر یہ بات دوسری ہی اہل اسلام کیون اپنی مجالس مین امور ضائع فساق پیدا کرین اور اسباب اگر کوئی فقط اپنی آواز کا حسن ظاہر کرنیکو پڑہی اور اخلاص ہرگز دلمین نہو یہ بھی ممنوع ہے جیسے بعض قاری خوش الحان محض نوکری کی لئی قرآن مجلس مین پڑہنے لگتی ہین پس اس نیت سی پڑہنا منع ہے امور خیر مین اخلاص ضروری ہی وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین بنا علیہ اہل ایمان کو چاہیئے کہ اخلاص مدنظر رکہین اور نیز اپنی خوش الحانی کو پابند قواعد تجوید اہل فسق کا نکرین کیا تھوڑا ہی اونکی لئی وہ جو فقہا رحمہم اللہ نے جایز فرمادیا ہے مجمع البحار مین ہی یجہر تحسین صوتہ و تحزینہ یعنی پکار کر پڑہی اور آواز کو سنوار کر اور غمزدہ لہجہ بنا کر و فسر الشافعی تحسین القراۃ و ترقیقہا اور تفسیر کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اچہی طرح پڑہے نرم آواز بنا کر اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکہتی ہین و انما اختلاف تلک الطرق بمد المقصورۃ و قصر الممدودۃ والوقف فی اثناء الکلمات والقطع والوصل فی بعضہا وہذا التصرف جائز فی الشعر ولا یجوز فی القرآن یعنی خوش الحانی سی پڑہتی ہین طرق مختلف پیدا ہوتی ہین ان باتون سی کہ جہان حروف مدہ نہ تہی وہان کہینچ دیا اور بڑہایا اور جہان تہی وہان گہٹا دیا اور کلمات کی بیچ مین دم توڑ دیا ایک کلمہ دوسرے کلمہ سے کہین قطع ہوگیا کہین فصل ہوگیا سو ایسا تصرف شعر مین جائز ہے قرآن شریف مین جائز نہین یہ احیاء العلوم کی باب السماع مین ہی **الحاصل انصاف** یہ چاہیی کہ جو کوئی بات کلام علماء حقانی سی کہین تک ثابت ہو اوسمین بلا نکیر اعتراض نہ لائین اور فاعلین قدم آگی نہ بڑہائین یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق **اعتراض رابع** محفل مین روشنی کرتی ہین اور یہ بدعت سیئہ اور حرام ہے **جواب** مجمع البحار کی خاتمہ مین در باب کراہت روشنی یہ نقل کیا ہی کہ اول روشنی قوم برامکہ سے

۵ ہمارے زمانہ مین بعض لوگ جنہون نے بیعت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کو پڑہکر بیعت کو جہگڑا سمجہتے ہین

۵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے

۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے

۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے

۵ اس سے معلوم ہوا کہ جہگڑا کرنا منع ہ

نکلی ہی وہ آتش پرست تھی جب وہ مسلمان ہوگئی اونہون نی روشنی مساجد مین کرکی مسلمانو
ساتھ چراغون کی طرف سجدی کئی اور مقصد اونکا آگ کا پوجنا تھا انتہی کلامہ مین کہتا ہون جن علما نے
روشنی پر حکم بدعت سیئہ ہونیکا دیا ہی غالبًا اسی روایت پر مبنی کیا ہی حال آنکہ یہ روایت دو وجہ سے
مخدوش ہی اول وجہ یہ کہ برابر علماء اعلام اول روشنی کا ہونا روایت کرتی ہین نبی کریم
علیہ الصلاۃ والتسلیم کی وقت سی اور پھر کثرت سی قنادیل لٹکانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عہد سے اور
پھر اوسوقت سی اب تک اہل اسلام مین موجود و مشہور ہی پہلا جسکا وجود عہد نبوت سی اب تک موجود ہو
کیونکر کہا جای کہ وہ زمانہ قوم برامکہ سے ایجاد ہوئی یہ مانا کہ اونہون نی بھی روشنی کی ہوگی لیکن وہ
موجد اول نہین ہوسکتی دوسری وجہ یہ ہی کہ ہماری فقہاء کرام تصریحًا کہہ رہے ہین الصحیح انہ
لا یکرہ ان یصلی وبین یدیہ شمع او سراج لانہ لم یعبد بہا احد والمجوس یعبدون الجمر لا النار الموقدۃ
یعنی صحیح یہ ہی کہ اگر شمع یا چراغ آگی نمازی کی ہو تو نماز مکروہ نہین ہوتی کیونکہ انکو کبھی نہین پوجا
اور آتش پرست انگارون کو پوجتی ہین جلتی آگ کو نہین پوجتے جب مسئلہ یہ ٹہرا کہ اصل چراغ اور
شمع اور قندیل کی کوئی آتش پرست عبادت نہین کرتا تو کسطرح تسلیم کیا جاوی کہ برامکہ نی چراغون کو
معبود و مسجود بنایا ناچار جو علماء روشنی کو مکروہ و بدعت اس دلیل سے کہتی تھی اونکی یہ دلیل ناتمام رہی
اب وہ دلایل جو جواز کیطرف اشارہ کررہی ہین بیان کرتا ہون - یہ بات خیال کرنی چاہیئی کہ
چراغون مین زینت ہی یا نہین آیہ کریمہ زینا السماء الدنیا بمصابیح سے معلوم ہوتا ہی کہ چراغونکا
روشن کرنا موجب زینت ہی اب دیکھنا چاہیئی کہ اس زینت کی حرمت مین بندون کی لئی کوئی
نص شرعی وارد ہی یا نہین ظاہر یہ ہی کہ زینت روشنی کی نہی ثابت نہین ورنہ صحابہ کرام کیون کرتی
اور یہ بات مفسرین اصولی قرار دیچکی ہین کہ جس زینت کی نہی ثابت نہین وہ مباح ہی اور داخل ہے
آیہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ مین اسقدر اشارہ تو قرآن مجید سی نکلا اب حدیث رسول
صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سیرت حلبی جلد ثانی مین ہی کہ پہلی ایسا کرتی تھی کہ جب عشاء کا وقت آتا کھجور کی
لکڑیان جلا کر اوجالا کرلیتی تھی جب تمیم داری مدینہ مین آئے اور قنادیل اور رسیان اور روغن

زیتون لای مسجد نبوی کی ستونون سی قنادیل لٹکائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکو دعا دی کہ
تونی ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تعالی تجھکو روشنی بخشی اور بعض کتابون سی یہ بھی ثابت
ہوتا ہے کہ تمیم داری یہ قنادیل ملک شام سی لائی تھی اپنی غلام کو حکم دیا تب اونی جمعرات کو رسی
یہان سی وہان تک یعنی ستونون مین تان کر اونمین قنادیل لٹکادی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائی پوچھا یہ روشنی کسنی کی حاضرین بولی کہ تمیم داری نی آپنے اونکو فرمایا نورت لاسلام یعنی
تونی اسلام کو روشن کردیا الحدیث اور غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث الثقلین نے ایک روایت
لکھی ہی جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رغبت دلاتی ہین روشنی کی طرف روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال من علق فی بیت من بیوت اللہ قندیلا لم تزل الملئکۃ تستغفر لہ ویصلی علیہ وہم سبعون الف ملک
حتی یطفی ذلک القندیل انتہی اب آثار صحابہ سی ثبوت لیجی سیرت حلبی جلد ثانی مین ہی کہ مستحب ہے لٹکانا
قنادیل کا مساجد مین یہ کام اول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نی کیا جب صلوۃ تراویح کی لی لوگون کو
جمع کیا تو لٹکادیئی بہت قندیل جسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اوسطرف گذر ہوا دیکھا کہ مسجد
روشنی سی جگمگا رہی ہی دعا فرمائی کہ تونی ہماری مسجدون کو روشن کیا اللہ تعالی تیری قبر کو روشن
کری ای عمر بن الخطاب ورفقیہ ابواللیث سمرقندی نی کتاب تنبیہ مین اور حضرت غوث الثقلین نے
غنیہ مین لکھا ہی کہ جسطرح حضرت علی نی دعا دی اسیطرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نی بھی دعا دی
دیکھئی خلفاء راشدین کا فعل اور خوش ہونا اور دعا دینا کسقدر محبوب ہے اس فعل کی ظاہر کررہا ہی اور
روایت سابقہ سی جو معلوم ہوا تھا کہ تمیم داری نی اول قنادیل روشن کئی اور دوسری روایت سی
معلوم ہوا کہ اول یہ فعل حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نی کیا اسکی تطبیق علامہ حلبی نی اسطرح کی ہے
کہ اولیت حقیقی اس فعل کی تمیم داری رضی اللہ عنہ سی عہد رسالت نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم
مین ہوئی بعد ازان حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو جو اول قرار دیا وہ اولیت اضافی ہی یعنی
کثرت سی قنادیل روشن کرنا اول آپ سی واقع ہوا کیونکہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی قنادیل گو
متعدد تھی لیکن کثیر نہ تھی اب عہد خلفاء عباسیہ کی سند لیجی علامہ حلبی نی نقل کیا ہی ایک عالم

کہ وہ فرماتی ہین کہ مجھکو بادشاہ مامون نے حکم دیا کہ لکھدو حکم ہماری مملکت مین کہ مسجدون مین کثرت سے
روشنی کیا کرین لیکن میری کچھ خیال مین نہ آیا کہ کسطرح لکھدون تب مجھکو خواب مین بشارت ہوئی کہ
لکھدی روشنی کثیر کیواسطی اسلئی کہ اسمین دل لگتا ہے بتہجد گذارونکا اور مسجدین خانہ خدا ہین پس
خانہ خدا سی وحشت اندہیری کی دفع ہوگی جب مینی یہ بشارت دیکھی تب مین ہوشیار ہوا اور لکھدیا
یہ حکم انتہی یہ دستور العمل بیان ہوا خلفاء عباسیہ کا اب بعض اولیاء اللہ کا حال سنئی خواجہ فریدالدین
عطار رحمۃ اللہ علیہ مولف تذکرۃ الاولیا احمد خضرویہ قدس سرہ کی حال مین لکھتی ہین وقتی درویشی مہمان
احمد رحمۃ اللہ آمد احمد ہفتاد شمع برافروخت درویش گفت مرا این ہیچ خوش نمی آید کہ تکلف با تصوف
نسبت ندارد احمد گفت برو دہر چہ نہ از بہر خدا برافروختہ ام بکش آن شب آن درویش تا بامداد
آب وخاک بران شمعہا میزد یک شمع باز نتوانست نشاند جہت مراد ان ہوا شتر نصاری اونکی ہاتھ
پر مسلمان ہوی اوسکا حال اسطرح لکھا ہی آن شب احمد بخواب دید کہ حقتعالی گفت ای احمد از برای
ما ہفتاد شمع در گرفتی ما از برای تو ہفتاد دل بنور ایمان برافروختیم غرضکہ چند مقامات پر اولیاء مقبولین
مثل شبلی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر کاملین سے روشنی کا خاصتاً للہ تعالی کرنا بروایت امام غزالی و علامہ عبدالرحمن
صفوی وغیرہ نقل کیا گیا ہی سبکی نقل مین طول ہوتا ہی اب مومنین کا روز مرہ سنئی کہ ہمیشہ سی روشنی کرتی
رہی ہین مساجد مین فتاوی قاضیخان جلد اول مین ہی رجل بنی مسجدا وجعلہ للہ تعالی فہو حق لہ
بمرمتہ وعمارتہ وبسط البواری والحصر والقنادیل پھر جلد ثالث مین لکھا ہی یجوز الاتفاق علی قنادیل
المسجد من وقف المسجد ذکرہ الناطفی اور حضرت غوث الثقلین غنیۃ الطالبین ختم قران کی دعا مین ماہ رمضان
کی فضیلت مین لکھتی ہین شہر فیہ المساجد تعمر والمصابیح تنور اسیطرح چند مقام پر غنیۃ الطالبین مین ذکر
مصابیح والقنادیل ہی جس سی یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ مصابیح وقنادیل اہل اسلام مین قدیم الایام
سی معمول و مروج ہین اب ہم کہتی ہین کہ جسطرح زیادہ روشنی کرنی مین وحشت ظلمت دور ہوتی ہی مساجد
جیساکہ کلام جلی مین منقول ہوچکا اسیطرح وحشت ظلمت دور ہوتی ہی موقع ذکر اللہ اور ذکر الرسول سے
اور جسطرح زیادہ روشنی سی انس ہوتا ہی اور دل لگتا ہی نماز یوں کا اسیطرح اس مجلس پاک مین دل لگتا ہی

ر التزین بیان صفات رسول کا صلی اللہ علیہ وسلم پس صحیح یہی ہی کہ روشنی کا کرنا ممنوع نہیں اور جن
علمائی منع کیا ہی نہین پہونچی اونکو وہ حدیث و آثار جو صریح جواز پر دلالت کرتی ہین ناچار اونہون نے
جان لیا کہ یہ فعل قوم آتش پرست براکہ کا ہی بنا رعلیہ حکم بدعت و کراہت اوسپر لگا دیا۔ یا یون کہی
کہ فی الحقیقت قول کل علما کا ایک ہی جو مانع ہین وہ حد سی زیادہ کو منع کرتی ہین جو جایز کہتی ہین
وہ بقدر حاجت زینت جائز کہتی ہین تفصیل اوسکی یہ ہی کہ روشنی کی تین وجہی ہین
ایک بقدر حاجت ضروری لابدی وہ تو اسقدر ہین حاصل ہی کہ جیسے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم
شروع امر مین لکڑیان کھجور کی جلا دیتی تہی اوسمین مسجد کا فرش او سجدہ کا مقام اور نمازی لوگ ایکدوسرے
کو نظر آجاتی تہی دوسرا زینت کی لئی وہ فعل حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا تہا
کہ تمام مسجد کثرت قنادیل سی چمکا دیتی غنیۃ الطالبین مین ہے ان علیا رضی اللہ عنہ اجتاز بالمساجد
وہی تزہر بالقنادیل اور تتبیہ فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ مین ہے رای القنادیل تزہر فی المساجد
اسیطرح حلبی وغیرہ مین ہی غرض کہ کل روایتون مین لفظ تزہر صیغہ مضارع موجودہی اور وہ مشتق ہے
زہور سی اور معنی اوسکی صراح مین لکہی ہین زہر روشن شدن آتش و بالا گرفتن آن بنا رعلیہ ہم کہتی
ہین کہ یہ فعل امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا بلاشک قدر حاجت ضرور سی زیادہ تہا
لیکن یہ بہی ہی کہ قدر حاجت زینت سی زیادہ نہ تہا تیسرا وہ کہ زینت مکان تو متعدد قنادیل سے
حاصل ہو چکی تہی لیکن کسی ہلہوسی نے فضولی کر کی خواہ نخواہ نمود و فخر وغیرہ کی نیت سی روشنی حد سے
زیادہ بڑہا دی تو اگر مانعین کی مراد یہ اخیر وجہی تو کچہ اختلاف باقی نرہا فتاوی قنیہ وغیرہ اگلی
کتابون مین منع کیواسطی اسیطرح کی الفاظ لکہی ہین کسینی لکہا کثرۃ الوقید زیادۃ علی الحاجۃ کسینی
اسراج السرج الکثیرۃ لکہا ہی تو اسقدر کثیر کو کہ حاجت زینت سی ہی زیادہ ہو اگر منع کیا جاوی
تو کچہہ برا مانی کی بات نہین ہمن ہماری ہم عصر جو ایک چراغ سے دوسرا چراغ زائد روشن کرنیکو
بدعت اور ضلالت اور حرام اور اسراف کہدیتی ہین یہ بڑی شوخی ہی انکو چاہئی کہ فعل تمیم داری
اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما وغیرہ کا ادب کرین کہ اول یہ فعل اونہون نے کیا زینت کے لیے

قدر حاجت ضروریہ سی زیادہ روشنی کی اور مجھکو تعجب آتا ہی کہ جب یہ لوگ مدینہ منورہ جاتی ہونگے
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روضہ نورانی کی گرداگرد جہاڑ اور فانوس اور قندیل
کثرت سی اسقدر جہ کہ یہان کیسکو میسر بھی نہین آتی روشن دیکھتے ہونگی معلوم نہین یہ لوگ آنکہین
روشنی کی طرف سی بند کرلیتی ہونگی یا اوسکی غیظ مین زیارت ہی ترک کردیتی ہونگی اگر ترک کردیتے
ہین تو ہمکو کچھ شکایت نہین وہان محروم رہی یہان بہی محروم رہی لیکن اگر وہان اسی روشنی
مین جاکر زیارت کی اور زیارت روضہ شریف کی مستحب ہے تو حضرت کی معجزات اور مدائح اور
مناقب کا سننا بہی مستحب ہے یہ بہی روشنی مین آگر سنین روشنی ظاہری سی ظاہر کی آنکھ اور
ذکر نورانی سے باطن کی آنکہہ روشن کرین وہ روضہ پرانوار جسکی ذات اقدس کا مدفن ہے یہ محفل
نورانی بہی انہین کی فرح صفات کا موطن ہی **آخر الامر** یہ التماس ہی کہ اگر ان حضرات
کا دل روشنی کی سبب مکدر ہوتا ہی اچہا روشنی والی مجلسون مین نہ آئین بہت محفلین ایسی بہی
ہوتی ہین جنمین ایک دو چراغ پر بس کرتی ہین اونہی مین آئین ایک دو چراغ ہی ناگوار ہو تو کتنی
محفلین دن کو ہوتی ہین ایک بہی چراغ نہین جلتا وہان تشریف لائین بہلا کہین تو اپنا
قول سچا کر دکھائین **اعتراض خامس** بانیان محفل میلادی مطلق کو مقید کردیا ہی
یہ بدعتی ہی جواب ہم دعوی کرتی ہین کہ محفل مولد شریف مین کسی مطلق کو مقید نہین کیا
یعنی روایات میلاد و معجزات کا پڑہنا جسطرح ماہ ربیع الاول مین ہوتا ہی دوسری مہینون مین
بہی پڑہ لیتی ہین پہر مطلق مقید کہان ہوا اور جسطرح ذکر ولادت شریف کی وقت قیام کرتے
ہین اسیطرح اور بہی چند مقامات مین قیام کرتی ہین چنانچہ وہ مواقع بیان تحقیق قیام مین
کسیقدر لکہی گئی پس قیام بہی مقید نہوا کہ ہو قیام کسی مکان اور کسی زمان اور کسی موقع مین
مگر تاص مولد شریف مین اور اسیطرح تقسیم شیرینی یا کہانا کہلانا کہلانا اور بہی تقریبات دین
و دنیا مین ہوتا ہی مثل ختم قرآن تراویح و مجلس تسمیہ اللہ و عقد نکاح وغیرہ مین اور میز یا چوکی اور
فرش کا بچھانا وعظ مین بہی ہوتا ہی اور مجلس نکاح وغیرہ مین بہی اور پڑہنا قصائد و مناقب کا

جیسا محفل مولد مین ہوتا ہی بعض غیر مجالس مین بہی ہوتا ہی اور بعض آدمی تنہا بہی شنیدہ
پڑہتے ہین اب بیان فرماوین یہ صاحب کہ مقید کردیا ہنے کونسی مطلق شرعی کو اسطرح کہ نہ جایز
سمجھتے ہون ہم اوس مطلق کو کسی وقت مین بلا قید باقی رہی یہ بات کہ اجتماع امور مذکورہ
مجلس میلاد شریف مین اس نظر سے کرنا کہ جسقدر اظہار تعظیم و محبت اور مستحسنات شرعیہ کی
کثرت ہوگی اوسیقدر افزونی خیر و برکت ہوگی سو یہہ اور بات ہی تقیید مطلق ہسکا نام نہین
یہ بات ہر مرد سلیم الطبع جان و دیسی قبول کریگا یہ لوگ بہت اولٹ پلٹ ہورہی ہین کہ کسیطرح
مغالطہ دیکر بدعت سیئہ ہونا اس محفل کا ثابت کردین لیکن نہین ہوسکا حق الامر یہ ہے کہ کل
علماء محققین کی نزدیک یہ محفل مستحسن ہے کیونکہ جو علماء بدعت کی تقسیم مانتی ہین وہ کہتی ہین
البدعۃ ما لم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر اوسکو دو قسم کرتی ہین ایک حسنہ دوسرے
سیئہ پس اونکی نزدیک محفل میلاد شریف بدعت حسنہ مین داخل ہی اور مستحب ہے اور جو علماء تقسیم
بدعت کی قایل نہین وہ بدعت کی تعریف یہ کرتی ہین ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علماء کی نزدیک محفل میلاد خود سنت مین داخل ہی کیونکہ یہ محدث ہی
لیکن محدث علی خلاف الحق نہین ہی کہ کوئی حکم قرآن یا حدیث و اجماع کا بدلتی اور تغیر دیتی ہو پس
اصل حال تو یہ ہی کہ محفل میلاد شریف محققین ہر دو طائفہ کی نزدیک مستحسن ہے باقی جو بعض
علماء کو انکار واقع ہوا ہی وہ نہین پہنچی اس رمز دقیق کو اوسی غلطان ہیچی ہین یہ سطرین لکہ گئے
حق سبحانہ ہدایت فرماوی اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ۔

**اعتراض سادس** جب
مولد شریف پڑہتی ہین منبر یا چوکی پر بیٹہہ کر پڑہتی ہین اور قرآن شریف ہمیشہ نیچی بیٹہی پڑہتی
ہین کتاب مولد شریف کا درجہ قران سی ہی زیادہ کردیا جواب یہ بات ہرگز نہین بلکہ منبر یا چوکی
پر بیٹہہ کر پڑہنا اس سبب سے ہے تاکہ قاری مولد سب اہل مجمع کو نظر آوی اور سب اوسکو نظر آوین
اور اوپر بیٹہنی سی آواز بلند ہر طرف پہنچتی ہی نیچی بیٹہنی سی آواز کسیقدر دب جاتی ہے اور واعظین
کا بہی یہ ہی حال ہی کہ وہ وعظ جس مین شعر و قصہ و حکایات وغیرہ کیا کیا کچہہ ہوتا ہے اوسکو سب سے

اوپر بلند جگہ پر بیٹھ کر کہتی ہیں اور خالص قرآن شریف کو واعظین نیچے پڑھتی ہیں پس منبر پر بیٹھ کر پڑھنا
مقتضاء ہے مجمع عام کا اسیواسطے جب کوئی کتاب میلاد شریف کو شوقیہ تنہائی مین پڑھتا ہے
کچھ بھی منبر یا چوکی نہین لگاتا **اعتراض سابع** جب قرآن پڑھتی ہین نہ فرش بچھاتی ہین اور نہ
کچھ سامان کرین مولد شریف مین کیا کیا سامان کیا جاتا ہے جواب عیدین کی نماز کی لئی جو فرض
نہین ہی نہانا کپڑی عمدہ پہننا خوشبو لگانا طرح طرح کی تکلفات ہوتی ہین پانچون وقت کی نماز جو
فرض قطعی ہی اوسکی لئی کچھ بھی نہین سوای وضو اور استنجا کی وجہ اوسکی یہی ہی کہ وہ برس دن
مین دو بار یہ ایک ایک دن مین پانچ بار پس پنجگانہ نماز مین عید کی طرح سی سامان کرنی مین
حرج ہی اور حرج کو اللہ تعالیٰ نی اپنی بندونسی اوٹھادیا ما جعل علیکم فی الدین من حرج پس یہی حرج
قرآن شریف کا پڑہنا روزمرہ ہی مولد شریف کا پڑہنا روزمرہ نہین مولد شریف ایک آدمی برس
دن مین ایک دو بار یعنی کبھی کبھی کرتا ہی اور جو بات کبھی کبھی کرنی مین ہوسکا کرتی ہی وہ روزمرہ
مین نہین ہوسکتی دوسری یہ بات کہ عید کی نماز مین جو سامان کرنا کچھ نماز کی نظر سے نہین بلکہ اظہار
فرحت یوم السرور کی لئی ہی اسیطرح یہان یہ سامان قرارت کتاب مولد کی لئی نہین بلکہ اظہار فرحت
وسرور میلاد حضرت خیر العباد کی لئی ہی اگر صرف قرارت کتاب کی لئی وہ سامان ہوتا تب اعتراض
ہوتا کہ قرارت قران کی لئی وہ سامان نہ کیا **اعتراض ثامن** مولد شریف مین روایات
موضوعہ عربی اصل اور اشعار نا جائز پڑہتی ہین جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا اور دائی
حلیمہ کا دودہ پلانا چالیسوین سال نبوت کا ہونا اور معجزات کا واقعہ ہونا اور آپکا سید المرسلین ہونا
یہ سب کچھ مولد شریف مین پڑہا جاتا ہی یہ سب صحیح ہے اگر شاید فضایل مین کوئی حدیث مطلق
ضعیف یا موضوع بھی بیان ہوگئی یا کسی کم سمجھنی کوئی شعر خلاف شرع پڑہدیا تو انصاف کی بات یہ ہی
حاصل دن لوگون کو منع کرنا چاہیئی کہ ایسی روایات نہ پڑہین یہ نہین کہ علی العموم سب محافل مین
کو حرام کہنی لگین منی بہت سنا ہی کہ واعظین آجکل بہتیری روایتین موضوع بیان کرجاتی ہین اونکا
تمیز بھی نہین تو چاہیئی بعض واعظون کی جہالت سے علی العموم کل مجالس وعظ حرام ٹھہرجاوین

۵ نہین کیا اچھا فرقہ اتفاق تمہاری دین مین ہے

**اعتراض ۱۱** وسیع لباس ریشمین زرین خلاف شرع پہنکر محفل مولد شریف مین آتی ہین اور بعض داڑہی منڈی بہی آتی ہین اور بعض موقع مین عورت اور مرد جمع ہوتی ہین جواب یہ لوگ مجالس نکاح وغیرہ مین اور نیز عیدگاہ کی نماز پڑہنی عیدین مین بہی اوسی طرز سی بالباس فاخرہ اور داڑہی منڈی جاتی ہین تو چاہیی کہ اونکی شریک ہوجانی سی مجالس نکاح اور مجامع عیدگاہ وغیرہ بہی محرمات شرعیہ ہوجاوین اور کوئی دیندار وہان نہ جایا کریی یہ بات تو نہین بلکہ خاص بات قبیح شرعی کہین ہیش آوی اوسکو منع کرنا چاہیے نہ یہ کہ اوسکی سبب اصل چیز کو منع کرین یہ جواب جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نی دیا ہے حسن المقصد مین تاج الدین فاکہانی کی اعتراض کا جو اونی اپنی رسالہ رد مین لکہا تہا کہ مولد شریف مین مرد اور گانے والی عورتین ہوتی ہین اور ناچتی ہین اور عورت اور مرد باہم جمع ہوتی ہین عبارت سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اوسکی جواب مین یہ ہی ان التحریم فیما ذکر انما جاء من قبل ہذہ الاشیاء المحرمۃ التی حرمت الیہ لا من حیث الاجتماع لاظہار شعار المولد لو وقع مثل ہذہ الامور فی الاجتماع لصلوۃ الجمعۃ مثلا لکانت قبیحۃ شنیعۃ ولا یلزم من ذلک ترک اصل الاجتماع لصلوۃ الجمعۃ کما ہو واضح وقد رایتنا بعض ہذہ الامور تقع فی لیالی من رمضان عند اجتماع الناس لصلوۃ التراویح السنۃ فلا تمنع من الاجتماع لصلوۃ التراویح لاجل ہذہ الامور التی قرنت بہا کلا بل نقول اصل الاجتماع بصلوۃ التراویح سنۃ وقربۃ وما ضم الیہا من ہذہ الامور قبیح شنیع وکذلک نقول اصل الاجتماع لاظہار شعار المولد مندوب وقربۃ وما ضم الیہ من ہذہ الامور مذموم ممنوع **اعتراض ۱۲** شب کیکی گہر محفل میلاد شریف وقت شب ہوتی ہی اور سامعین جو زیادہ رات گئے فارغ ہوکر سوتی ہین تو صبح کو شاید اگر کیسکی نماز دیر ہوگئی یا سو آدمیون مین ایک کی نماز قضا ہوگئی تو اس بات کو دلیل عام مذمت مولد شریف کی ٹہراتی ہین حال آنکہ اگر یہی دلیل برائی ہی تو محفل عقد نکاح کی اہتمام مین اگر آدمیونکی نماز پس و پیش ہوجاوی اور اکثر ہوجاتی ہے اور نیز رمضان مین سحری کہانیکو اوٹہتی ہین بعضون کی نماز صبح قضا ہوجاتی ہی چاہیے

اس دلیل سی نکاح اور سحری بھی علی العموم حرام ہوجاوی ہر چند یہ اعتراضات واہیہ ہمارے
خیال کرنیکی قابل نہ تھی لیکن چونکہ ہمنی دیکھا کہ بعضی صاحب علم بھی اپنی زبان پر یہ مقالات
لاتی ہین اور بعضی نادان انکو کمال درجہ کی حجج ساطعہ اور براہین قاطعہ سمجھتی ہین اسلی یہ چند
الفاظ اونکی جواب مین لکھی گئی اور عطر و لوبان و پھولون وغیرہ کا ذکر اور زیب و زینت مخص
کا بیان اور چوکی یا منبر پر بیٹھکر پڑہنے کی اہلیت یہ سب باتین رسالہ مختصرہ منظومہ مسمی بہ
دافع الاوہام فی محفل خیر الانام مین بھی تحقیق کی گئی ہین اوسکی طرز اور ہے ع
ہر گلی را رنگ و بوی دیگر است ۔ طالبان حق کو چاہئی کہ وہ رسالہ بھی اپنی پاس رکھین
اور اس کتاب انوار ساطعہ مین اطناب کلام نہ فقط فتوی انکاری کے سبب واقع ہوا بلکہ اور
چند رسایل منکرین کی مغالطات و شبہات کا رد کرنا مد نظر ہوا جو شخص اس کتاب کو او
دافع الاوہام کو خوب جمیع منقوق اور قیود سے بغور ملاحظہ کرکے ذہن مین جمائیگا امید
خداوند کریم سی یہ ہی کہ وہ دہوکا اور مغالطہ نہ کہائیگا اور منکرین کی سب رسایل بغیر
کی تردید انمین صراحتہ یا اشارتہ پائیگا بنا علیہ اب یہ ضرور سمجھا گیا کہ عنان سمند خامہ کو
کوبی وادی طول تقریر سی جانب اختصار موڑ دیجئی اور جو علماء ربانی اور عرفاء حقانی مجوز
میلاد شریف ہوئی ہین اونکا ذکر کیجئے **لمعہ تاسعہ نام ذکر کیا جاتا ہی اون محدثین**
**وفقہا کا** جنہون نے عمل مولود شریف کو مستحب اور مستحسن فرمایا ہے (۱) شیخ عمر بن محمد
الموصلی من الصالحین المشہورین (۲) علامہ ابو الخطاب بن دحیہ اندلسی جو دحیہ کلبی صحا
کی اولاد مین تھی ذکرہ الزرقانی اور علماء و صلحاء سلطان ابو سعید مظفر کی محفل مین آتی
اونکی اسماء نگاری کہانتک کیجاوی جنکو جلال الدین سیوطی فی لکھا ہی وحضر عندہ فی
والصلحاء من غیر نکیر منہم (۳) علامہ ابو الربیع بن سبتی نزیل قوص من اجلۃ العلماء المالکیہ
الزرقانی (۴) امام ابو محمد عبد الرحمن ابن اسمعیل استاد امام نووی معروف بابو شامہ (۵)
علامہ ابو الفرج بن جوزی محدث و فقیہ حنبلی (۶) امام علامہ سیف الدین حمیری و مشقی حنفی

معروف باین طغربک (۷) امام القراء والمحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری (۸) حافظ
عماد الدین ابن کثیر (۹) علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ البکری (۱۰) علامہ ابوالقاسم
محمد بن عثمان الملولوی الدمشقی (۱۱) شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی (۱۲) علامہ سلیمان
برسوی امام جامع سلطان کشف الظنون مین لکھا ہی کہ مولد شریف انکا تالیف کیا ہوا
پڑھا جاتا ہے مجالس اور مجامع بلاد رومیہ مین (۱۳) ابن الشیخ آقا شمس الدین ذکرہ صاحب
کشف الظنون (۱۴) المولی حسن البحری (۱۵) الشیخ محمد بن حمزہ العربی الواعظ (۱۶)
الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیواسی (۱۷) علامہ حافظ ابوالخیر سخاوی (۱۸)
سید عفیف الدین الشیرازی (۱۹) ابوبکر الدنقلی (۲۰) برہان محمد ناصحی (۲۱)
برہان ابوالصفا انکی مولد شریف کا نام ہی فتح اللہ حسبی وکفی فی مولد المصطفی (۲۲)
الشمس الدمیاطی المعروف بابن السبناطی (۲۳) برہان بن یوسف الفاقوس انکا مولد
شریف چار سو شعر سے زیادہ ہے (۲۴) حافظ زین الدین عراقی (۲۵) مجد الدین
محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی صاحب قاموس انکی مولد شریف کا نام ہے النفحات العنبریہ
فی مولد خیر البریہ (۲۶) امام محقق ولی الدین ابوزرعہ العراقی (۲۷) ابوعبداللہ محمد بن
النعمان (۲۸) جمال الدین العجمی البہدانی (۲۹) یوسف الحجاز (۳۰) یوسف
بن علی بن زراق الشامی الاصل المصری المولد (۳۱) ابوبکر الحجاز (۳۲) منصور بشنار
(۳۳) ابوموسی ترہونے دقیل زرہونی (۳۴) الشیخ عبدالرحمن بن عبدالملک المعروف
بالمخلص (۳۵) ناصر الدین المبارک الشہیر بابن الطباخ (۳۶) امام علامہ ظہیر الدین ابن
جعفر البرینی (۳۷) فاضل عبداللہ بن شمس الدین الانصاری (۳۸) الشیخ الامام صدر الدین
موہوب بحرزی الشافعی (۳۹) علامہ ابن حجر عسقلانی (۴۰) شیخ جلال الدین سیوطی
سیوطی مجدد مائۃ تاسعہ (۴۱) محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی (۴۲) شیخ شہاب الدین
قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ وشارح صحیح بخاری (۴۳) نور الدین علی حلبی شافعی مصنف

سیرت حلبی (۴۴) علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی شارح مواہب وغیرہ کتب احادیث
(۴۵) علی بن سلطان محمد ہروی معروف بملا علی قاری انہون نی اپنی مولد شریف
مین ثابت کیا ہی عمل مولد شریف تمام ملکون مصر و شام و روم و اندلس و مغرب و بلاد
ہند و ستان و مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفاً جمع بلاد اسلامیہ سے پس درحقیقت یہ ایک کتاب
گویا اقالیم سبعہ کا ثبوت ہی اور لکھا او سین علی قاری نی کہ اس محفل کی عظمت یہ ہے کہ کوئی مشایخ
و علما سی انکار نہین کرتا اسین شامل ہونی سی (۴۶) عبد الرحمن صفوی شافعی صاحب نزہۃ المجالس
(۴۷) نور الدین ابو سعید بورانی انہون نی بھی کل ملکون سی مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہی
اور بادشاہ مصر کی حال مین لکھا ہی کہ بادشاہ مصر سایبانی ساختہ بود کہ دوازدہ ہزار کس در سایہ
او می نشستند در غایت آراستگی از جہت آنکہ درین شب و روز انرا برافرازند و غیر آن پیچیدہ
باشند (۴۸) سید امام جعفر برزنجی انکا مولد شریف نثر عبارت مقفی فصیح مشہور ہے دیار عرب
مین بہت پڑہا جاتا ہی (۴۹) سید زین العابدین برزنجی انکا مولد شریف منظوم دیار عرب
شریف مین رایج ہی (۵۰) شیخ احمد ابن علامہ ابو القاسم بخاری انکا نسب محمد بن اسمعیل بخاری
تک پہنچتا ہے (۵۱) شیخ اسمعیل حقی افندی مفسر واعظ مصنف تفسیر روح البیان (۵۲)
احمد بن قشاشی مدنی (۵۳) محمد بن عرب مدنی (۵۴) شیخ عبد الملک کردی (۵۵)
فاضل ابراہیم باجوری (۵۶) امیر محمد استاد ابراہیم باجوری (۵۷) شیخ سقاط استاد
الاستاد باجوری (۵۸) شیخ عبد الباقی پدر و استاد علامہ زرقانی (۵۹)
شیخ محمد رملی (۶۰) علامہ احمد بن حجر مولف تحفۃ الاخیار بمولد المختار (۶۱) حافظ
ابن رجب حنبلی (۶۲) ابی زکریا یحیی ابن عائذ حافظ کبیر اندلسی (۶۳) سعید بن مسعود
گازرونی انہون نی بھی بہت ملکون کی علماء و صوفیہ سی مولد شریف ہونا ثابت کیا ہی (۶۴)
مولانا زین الدین محمود نقشبندی (۶۵) علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی شارح شفا وغیرہ
انکا ایک رسالہ ہی عمل مولد کی جواز مین (۶۶) حضرت مولانا جمال الدین میرک

(۶۷) علامہ محمد رفاعی مدنی السالکن فی زقاق البدور (۶۸) قاضی ابن خلکان حنفی (۶۹) مولنا معین الدین الواعظ الہروی المعروف بہ ملا مسکین انہون نے کتاب معارج النبوۃ اسیواسطے تصنیف فرمائی کہ مجالس میلادیہ مین پڑہا کرین دیباچہ کتابہین یہ حال لکہاہی (۷۰) علامہ علامہ ابو اسحق ابن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ ملا علی قاری نی انکا حال لکہاہے کہ وہ مولد شریف مین کہانا کہلاتی رہتی اور یہ فرماتی کہ اگر مجہکو مقدور ہوتا مین ربیع الاول مین مہینہ بہر تک مولد شریف کیا کرتا (۷۱) شیخ محمد بن طاہر محدث مصنف مجمع البحار (۷۲) شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۷۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین مین اپنا شریک ہونا محفل مولد شریف مین اور دیکہنا انوار کا اوسمین بیان کرتی ہین اور اونکی کلام سی یہ ظاہری کہ جس جگہ ایسی مجالسین ہوتی ہین وہان سب جگہہ فرشتی انوار رحمت لاتی ہین کما قال فتالمت تلک الانوار فوجدتہا من قبل الملائکۃ الموکلین بامثال ہذہ المشاہد و بامثال ہذہ المجالس و رایت بخالط الانوار الملئکۃ انوار الرحمۃ واضح ہو کہ ہم شروع رسالہ مین لکہہ چکی ہین کہ حضرت شاہ ولی اللہ جمیع مفتیان فتوی انکاری کی مستند اور مقتدا اور من نمتہی الیہ اسناد ہم و اعتماد ہم ہین پس فاتحہ طعام بہی ہمنے اونسی ثابت کردی اور اب مبحث مولد شریف کا اثبات بہی ہمنی اونہی کی نام پر ختم کیا اور خاص اونکی زبان سی اس مجلس کا محل نزول ملیکہ اور مورد رحمت ہونا ثابت کردیا لو کفی بہ حجۃ

**نقل مواہیر علمای عرب** حضرت مولینا احمد سعید فقیہ محدث دہلوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی رسالہ مین جو مولوی محبوب علی جعفری کی جواب مین لکہاہی علمای عرب کے مفتیان مذاہب اربعہ کا فتوی درباب قیام نقل فرماتی ہین علاوہ اوسکی غایۃ المرام مطبوعہ کلان کوٹہی مین بہی وہ فتوی عرب کا منقول ہی اوسکو بطور تلخیص و ترک تطویل لکہتا ہون (۱) قد جمعت الامۃ المحمدیۃ من اہل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام وہی بدعۃ مستحبۃ لما فیہ من اظہار الفرح والسرور والتعظیم قالہ بفضلہ و امر برقمہ عثمان حسن الدمیاطی الشافعی المقیم بالمسجد الحرام (۲) نعم استحسنہ کثیرون کتبہ عبد اللہ بن محمد المیرغنی الحنفی مفتی المکۃ المکرمہ (۳) القیام عند ذکر ولادۃ سید الاولین والاخرین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ کثیر من العلماء کتبہ حسین ابن ابراہیم مفتی المالکیہ بمکۃ المحمیہ (۴)
نعم القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ العلماء وہو حسن الفقیر لربہ محمد عمر بن ابی بکر
الرئیس مفتی الشافعیہ بمکۃ المکرمہ (۵) نعم یحبب القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما استحسنہ
العلماء الاعلام وقداۃ الدین والاسلام کتبہ الفقیر الی اللہ تعالی محمد بن یحیی مفتی الحنابلۃ فی مکۃ المشرفہ
(۶) اما القیام اذا جاء ذکر ولادتہ عند قراۃ المولد الشریف توارثہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ
الحکام من غیر نکیر منکر ورود ادلۃ واللہ ولی التوفیق والہادی الی سواء الطریق حررہ خادم الشریعۃ
والمنہاج عبد اللہ بن المرحوم عبد الرحمن سراج المفسر والمحدث بمسجد الحرام واضح ہو کہ یہ عبد اللہ
سراج بڑی کمل رجال مین ہتی اس عاجزنی مولینا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم سی بہت کچھ اونکی
تعریف سنی ہی اور حضرت مولانا احمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی رسالہ مین لکھتی ہین کہ مولانا
عبد اللہ سراج حنفی مفسر و محدث حرم شریف یکتای عہد خویش بود و در اس رئیس فرقہ محدثہ بزانوی
ادب در درس او شان می نشست و اعتراف بجامعیت مولانا موصوف می نمود الحاصل قیام
جایز رکہنا ایسی علامہ انتخاب روزگار کا جسکی جامعیت اور کاملیت کا ہر موافق و مخالف کو اقرار ہو
واقعی سند کامل ہی پھر خوبی دوسری یہ کہ وہ اپنی سے پہلی بڑی بڑی علماء و ائمہ اعلام سی متوارث
ہونا اور جاری ہونا چلا آتا ہی اس قیام کا تحریر فرماتی ہین جیسا کہ ابہی عبارت اونکی منقول ہوچکی
اور نیز عرب کی سید امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر مین فرماتی ہین
وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمہ ذو دروایۃ درویۃ افسوس ہی کہ جب سے اب تک
کتنی صدیان گذر چکین اور مخبر صادق کا سچا وعدہ ہی کہ ہر صدی مین ایک مجدد جو بدعت کو
اوکھاڑی اور سنت کو قایم کری پیدا ہوا کریگا کیا سبب کہ بلاد متبرکہ ہندوستان مین تو جب سے
بہتیری مجدد ہوگئی اور وہان یعنی مکہ مین ایک بہی مجدد نہوا جو اس بدعت اور ضلالت کا
وہان سی استیصال کرتا پس معلوم ہوا کہ یہ قیام جو خیر البلاد مین سیکڑون برس سے علماء اسکو مستحسن
کہتے رہی اور عبد اللہ سراج مفتی مکہ معظمہ لکھتی ہین کہ کسینی اسپر رد اور انکار نہین کیا بی شک

وشبہ جایز اور مستحسن ہے ہرگز ضلالت نہین ہے مولوی قطب الدین خان صاحب کے کلام سی معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلہ پر مکہ اور مدینہ کی علما متفق ہون یہ اوسکی حق ہونیکی دلیل ہی مظاہر الحق مطبوعہ میرٹھ کی صفحہ ۱۸ مین بدعتیون کی بیان مین لکھتی ہین کہ سنیون کا مذہب سچا ہے مکہ مدینہ کہ دین وہین سے پیدا ہوا وہان کی لوگ بہی سنی ہین اگر اونکا مذہب یعنی بدعتیون اور شیعون کا اچہا ہوتا تو وہ یعنی مکہ مدینہ والی پہلی اوس مذہب مین ہوتی انتہی کلامہ اس سی معلوم ہوا کہ اگر انکار قیام مولد شریف کا اچھا ہوتا تو اول علما عرب انکار کرتی کیونکہ پختہ اہل سنت و الجماعت ہی ہین اب نقل کرتی ہین ہم بطور اختصار دوسرا فتوی علما عرب کا جیکو ۱۳۰۵ بارہ سو اٹہاسی ہجری مین مولوی عبدالرحیم صاحب دہلوی مرتب کرا کر لائی ہتی اور کتاب روضۃ النعیم کی آخر مین چہاپا ہتا عبارت سوال یہ ہے

**سوال** ما قولکم رحمکم اللہ فی ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقیام عند ذکر الولادۃ خاصۃ مع تعیین الیوم وتزیین المکان واستعمال الطیب وقراءۃ سورۃ من القرآن واطعام الطعام للمسلمین ہل یجوز وثیاب فاعلام لا تبنوا توجروا **جواب علماء مکہ معظمہ تلخیصاً** اعلم ان عمل المولد الشریف بہذہ الکیفیۃ المذکورۃ مستحسن مستحب فالمنکر لہذا مبتدع لانکارہ علی شئی حسن عند اللہ والمسلمین کما جاء فی حدیث ابن مسعود وقال ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن والمراد من المسلمین الذین کملوا الاسلام کالعلماء العاملین وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلہم رادہ حسنا من زمان السلف الی الآن فصار الاجماع والامر الذی ثبت بالاجماع فہو حق لیس بضلال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالۃ فعلی حاکم الشرع تعزیر منکرہ واللہ اعلم

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| عبدالرحمن سراج | احمد دحلان | حسن | عبدالرحمن جمال | حسن طیب | محمد شرقی |
| مفتی حنفی | مفتی شافعی | مفتی حنبلی | حنفی | حنفی | مفتی مالکی |
| سلیمان عیسی | عبدالقادر خوکیر | ابراہیم الفتن | محمد جار اللہ | احمد بانی الداغستانی | عبدالقادر شمس |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| عبدالرحمن افندي | احمد ابوالخير | عبدالقادر سخينى | محمد سعيد | عبدالمطلب عبد | احمد كمال |
| محمد سعيد الاديب | علي جوده | عبيد الله كوشك | حسين عزب | ابراهيم نوموسى | احمد امين |
| شيخ فروس | عبدالرحمن عجمي | عبدالله مشاط | عبدالله قماشي | محمد بالبصيل | محمد سيوتى |
| علي رهيتي | محمد صالح زواري | عبدالله زواري | محمد حبيب الله | احمد النخراوى | سليمان عقبه |
| عمر سيد شطى | عبدالحميد الدغستاني | مصطفى عفيفي | منصور | منشاوي | محمد راضي |

جواب علماء مدينه منوره تلخيصا اعلم ان مما يصنع من الولائم في المولد الشريف قراءة بحضرة المسلمين وانفاق المبرات والقيام عند ذكر ولادة الرسول الامين ورش ماء الورد وايقاد البخور وتزيين المكان وقراءة شئ من القرآن والصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم واظهار الفرح والسرور فلا شبهة في انه بدعة حسنة مستحبة وفضيلة شريفة مستحسنة فلا ينكرها الا مبتدع لا اتباع لقوله بل على حاكم الاسلام ان يغيره والله اعلم وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحبه وسلم ٭

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| امين محمد | جعفر حسيني البرزنجي | عبدالجبار | جمال الدين سيد | ابراهيم بن حيار | يوسف سيد |
| محمد علي السيد | السيد عبدالله بن سيد احمد | محمد بن احمد رفاعي | عمر ابن علي | علي حريري | مصطفى سيد |

جواب علماء مدينه منوره كا ترجمه
سوال منقول الاصل جو باعث نفس كيا مفيد ہوى تو جواب كى
مبذول كيا جاوے سو اشرف
پاوے اور اجر كثير
كربلا معلى اور
حضرت
اور حضرت كا
اور الله تعالى
جواب بمراد سلام

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| احمد سراج | حسن ادیب | ابوالبرکات | عبدالقادر مشاط | سالم | احمد الحبشی |
| محمد نور سلیمانی | عبدالرحیم البرعی | محمد عثمان کردی | قاسم | عبدالعزیز هاشمی | یوسف رومی |
| محسن | مبارک ابن سعید | حامد | محمد هاشم ابن حسن | عبداللہ ابن علی | عبدالرحمن صفوی |

**جواب علماء جدہ** تلخیصا اعلم ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہذہ الصورۃ المجموعۃ المذکورۃ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ شرعا لا ینکرہا الا من فی قلبہ شعبۃ من شعب النفاق وکیف یسوغ انکارہ ذلک مع قولہ تعالی ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب واللہ اعلم۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| علی بن احمد باصبرین | عباس ابن جعفر ابن صدیق | احمد فتاح | محمد سلیمان | احمد حبلس |
| محمد صالح | احمد عثمان | احمد بن عجلان | محمد صدقہ | عبدالرحیم بن محمد زبیدی |

**جواب علماء حدیدہ** قراءۃ المولد الشریف مع الاشیاء المذکورۃ جائزۃ بل مستحبۃ شیاب فاعلہا فقد الف فی ذلک العلماء وحشوا علی فعلہ وقالوا لا ینکرہا الا مبتدع فعلی حاکم الشریعۃ ان یعزرہ

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| الفقیر الی اللہ یحیی ابن مکرم | علی شامی | علی بن عبداللہ | محمد بن سالم عایش | محمد بن ابراہیم حیشری | علی طحان |
| محمد بن عبداللہ | محمد بن داود بن عبدالرحمن | علی بن ابراہیم الزبیدی | علی بن محمد حباب | احمد بن محمد ابن الخلیل | عبدالرحمن بن علی حضرمی |

**اب تازہ ان ایام مین تحریر علماء عرب راقم السطور کی پاس آئی ہی عبارت مفتیان** مذاہب اربعہ ملخصًا نقل کرتا ہون **سوال** ماقولکم دام فضلکم رحمکم اللہ تعالی فی عمل المولد النبوی والقیام فیہ ہل ہما جایزان ام لا بینوا توجروا **الجواب** الحمد للمن ہو بہ حقیق وبہ استمد العون والتوفیق نعم ہما جایزان وعلیہ عمل المسلمین فی عامۃ بلاد الاسلام والاستدلال علی الجواز مبسوط فی کتب لائمۃ الاعلام ولا عبرۃ بمن غ المالغین من الجہلۃ اللیام واللہ اعلم امربرقمہ خادم الشریعۃ راجی اللطف الخفی

**محمد صالح** (۲) عمل المولد استحسنہ جمہور السلف والخلف وقال العلامۃ الشہاب الخفاجی محشی البیضاوی فی رسالۃ فی عمل المولد انہ بدعۃ حسنۃ امربرقمہ خادم الشریعۃ المنہاج عبدالرحمن بن عبداللہ سراج الحنفی

**عبدالرحمن سراج** (۳) ماحررہ مفتی الاحناف ہو عین الصواب واللہ سبحانہ اعلم۔ خادم الشریعۃ ببلدۃ الہ الحمیہ ابوبکر حجی بسیونی مفتی المالکیہ

**ابوبکر حجی بسیونی** (۴) ما اجاب بہ مولنا ہو المذہب لذی لاینکرہ احد کتبہ راجی العفو من واہب العطیہ محمد ابن المرحوم الشیخ حسین مفتی المالکیہ ببلد اللہ الحمیہ

**محمد ابن الشیخ حسین** (۵) اللہم ہدایۃ للصواب فی کتاب قصتہ المولد للعلامۃ الشہاب ابن الحجر ان عمل المولد بدعۃ لکنہا حسنۃ لما اشتملت علیہ من الاحسان وقرارۃ القران واکثار الذکر واظہار السرور والفرح بہ صلی اللہ علیہ وسلم والمحبۃ لہ واغاظۃ اہل الزیغ والعناد من الزنادقۃ والملحدین والکفرۃ والمشرکین لم یزل اہل الاقطار فی سائر المدن والامصار یحتفلون بعمل المولد فی شہرہ الخ واما القیام فی المولد فقیل انہ مندوب شرعًا وقیل انہ بدعۃ حسنۃ امربرقمہ المرجی من ربہ کمال النیل محمد سعید بن محمد بابصیل مفتی الشافعیہ بمکۃ المحمیہ

**محمد سعید بابصیل** (۶) نعم عمل المولد جائز لاجماع المسلمین علیہ والقیام عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو ادب حسن ولا یخالف مشروعًا ویؤخذ من فعل الامام احمد الجواز وذلک انہ ذکر عندہ ابراہیم ابن طہمان وکان متکئا فاستوی جالسا وقال لا ینبغی ان یذکر الصالحون فیتکی قال ابن عقیل فاخذت من ہذا

---

ترجمہ یہ رسالہ کتابہ ہون

**سوال** سوال مولد شریف اور قیام جایز ہے یا نہین **جواب** جایز ہے اور مسلمانون کا تمام اسلامی شہرون مین اس پر عمل ہی اور جواز پر بہت سے ائمہ کا اجماع ہی اور جو جاہل اس کی اعتبار نہین کرتا اس کا کچھ اعتبار نہین (شیخ حنفی کہتا ہی) جمہور السلف والخلف (یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی) اس عمل کو اچھا سمجھا ہی (ضرر نہین حنفی کہتا ہی) اس عمل کو اچھا کہا ہی (شیخ حنفی کہتا ہی) جو حنفی شافعی مالکی حنبلی مولد کا منکر ہی وہ ہمارا مذہب نہین (مفتی حنفی کہتا ہی) (دوسرا مفتی حنفی کہتا ہی) (تیسرا مفتی مالکی کہتا ہی) (چوتھا مفتی شافعی کہتا ہی) (پانچوان مفتی حنفی کہتا ہی) قران و ذکر الٰہی و درود و اظہار سرور و فرح و محبت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم و اغاظ اہل زیغ و الحاد و زندقہ و کفر و شرک کی سبب سے مولد شریف اچھا ہی (شیخ حنفی کہتا ہی) قیام مولد کی بارہ مین مختلف قول ہین بعضون نے قیام کو مستحب کہا ہی اور بعضون نے حسن (شیخ حنفی کہتا ہی) اس مسئلہ مین ابراہیم ابن طہمان کا فعل امام احمد کی اجماع مسلمین اور ذکر مولد کی وقت قیام کرنا دلیل ہی

حسن الادب فیما یفعله الناس عند ذکر امام العصر من النهوض لسماع توقیعاته قال فی الفروع ومعلوم ان مسئلتنا اسوء فمن ترکه مع قیام الناس علی اختلاف طبقاتهم فقد سلک مسلک الجفاء دریما یحصل علیه من اللوم والتوبیخ مالا خیر فیه استخفاف بالجناب الاعظم صلی الله علیه وسلم وذکر ابن الجوزی ان ترک القیام کان فی الاول ثم صار ترک القیام کالهوان بالشخص فاستحب لمن یصلح له القیام والله سبحانه اعلم امر برقمه الحقیر خلف بن ابراهیم خادم افتاء الحنابلة بمکة المشرفة حالا

راجی عفو الرحیم خلف بن ابراهیم

(۷) قد اجمع علیه العلماء الاعلام من المذاهب الاربعة فلا یجوز خرق الاجماع ومن انفرد برده فکلامه باطل مردود علیه والله سبحانه تعالی اعلم امر برقمه الراجی من الله التوفیق عبده عباس بن جعفر ابن صدیق المدرس والخطیب للحرم المکی الشریف

عباس بن جعفر

(۸) نظرت فی هذه الاسئلة وما اجاب به مفاتی الاسلام وعلماء الانام وجدتها فی غایة الصواب لا یخالفها الا من طمس الله بصره وبصیرته کتبه راجی رضاء الخبیر عبد القادر بن محمد خوکیر المدرس والامام بالمسجد الحرام

عبد القادر بن محمد علی

(۹) ما اجاب به مفاتی الاسلام ببلد الحرام هو الحق الذی یعول علیه ویجب المرجع والمصیر الیه کتبه العبد الراجی رحمة ربه المنان محمد رحمة الله بن خلیل الرحمن عفا الله عنهما

محمد رحمة الله

- یہ حضرت استاذنا ومولینا محمد رحمت الله مہاجر مین جنکا ذکر اوپر بہی فتوی جواز زیارت رسول الثقلین گذرا ہی

(۱۰) ما کتبه فی هذا القرطاس صحیح لا ریب فیه والله سبحانه اعلم حرره محمد عبد الحق عفی عنه

محمد عبد الحق

یہ عالم ہندوستان سی ہجرت کئی ہوی عرب مین مقیم ہین عالم عامل صوفی صاحب قلب سلیم ہین الله تعالی انکی علم وعمل مین برکت کری واضح ہو کہ ہمنی یہ فتاوی قدیمہ وجدیدہ حرمین شریفین زادہما الله شرفا گی اسلیی نقل کئی کہ بعض علماء سنت اسطرف ہین کہ اجماع حرمین کو حجت جانتی ہین حتی کہ امام بخاری فی تویہ قرار دیدیا کہ حجت ہی ما اجمع علیه اہل الحرمین مکة والمدینة لکہا شارح بخاری فی وعبارة البخاری مشعرة بان اتفاق اہل الحرمین کلیہما اجماع اور جن لوگون فی وہانکی اجماع کو احتجاج قطعی کی درجہ مین

نہین کہا یہہ ضرور کیا ہی کہ ترجیح مذہب مخالف کی لئی اوسکو معتمد علیہ اور مفتی بہ ٹہرایا ہے مثلاً فاتحہ
مین دو قرارت ہین مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین ہر چند صحیح دونون ہین لیکن ترجیح
علامہ بیضاوی نی قرارت ملک یوم الدین کو دی اور یہ لکہا ہوا مختار لانہ قرارۃ اہل الحرمین
اور ہدایہ مین ہی والمستحب فی الجلوس بین السجدتین مقدار التردیحۃ وکذا بین الخامسۃ والوتر
لعادۃ اہل الحرمین اور فتاوی قاضیخان کی کتاب الحظر والاباحۃ مین ہی لایاس بان ینقش المسجد
بماء الذہب والفضۃ من ماء الرعفران الکعبۃ مزخرفۃ بماء الذہب والفضۃ مستورۃ بالوان الدیباج
والحریر اور جمعہ کی روز زیارت قبور اول روز کرنیکو جو بعض آدمی منع کرتی ہین اوسکو فقہا رد
کرتی ہین فضل حرمین سی چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بہی اوسکی طرف اشارہ فرماتے ہین
وزیارت روز جمعہ فاضل ترست از روزہای دیگر خصوصاً در اول روز جمعہ وہمین سبب در حرمین شریفین
واینچہ مشہور شدہ است از منع زیارت روز جمعہ اصلی صحیح ندارد وانہی بطور تلخیص یہ چند نظیرین
لکہی گئین علاوہ براین اور بہی نظائر موجود ہین جن سی یہ بات ظاہر ہی کہ مفتیان دین نی اعمال
مروجہ علماء حرمین پر اعتماد کیا ہی لیکن وای برحال مخالفین کہ وہ اسطرح بی توقیری سی حرمین کا نام
لیتی ہین کہ اہل ایمان کی دل کانپتی ہین لطیفہ ایک مقام پر دو عالمون مین گفتگو ہوئی ایک
اونمین مولد شریف کی مثبت تہی اور ایک منکر منکر نی کہا کہ قصبہ دیوبند مین فتوی بہیجو دیکہو مولود
شریف کو کیا لکہتی ہین مثبت نی کہا دیوبند تو کچہ دارالاسلام نہین یون کہی کہ آو حرمین شریفین
زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو فتوی بہیجین یعنی اسلئی کہ وہ دین و ایمان کا گہر ہی حدیث مین آیا ہی کہ دین
مکہ مدینہ مین سمٹ آویگا جیسی سمٹ آتا ہی سانپ اپنی بل مین یعنی جیسی سانپ اپنی بل سی نکلکر
سب جگہہ پہر کر پہر اوسمین قرار پاتا ہی اور سانپ جب بل مین گہس جاتا ہی تو ایسی قوت سی چمٹ
جاتا ہی کہ کوئی اوسکا نکالنا چاہی تو مشکل ہو جاتا ہی بس اسیطرح دین اول مکہ مدینہ سی نکلا آخر
زمانہ مین بہی اگر کہین دین ہوگا تو یہان ضرور ہوگا اور کوئی یہان سی دین کو نکالنا چاہیگا تو
نکل نہین سکیگا اور مشکوۃ کی باب ذکر الیمن والشام مین ہے الایمان فی اہل الحجاز رواہ مسلم

حجاز کا ملک شامل ہی مکہ اور مدینہ کو یعنی ایمان حجاز والون مین ہی غرض کہ فتوی اگر لکھواؤ تو
اوس ملک کے علما سی لکھواؤ جسکی شہادت اور تعریف احادیث مین ہی دیوبند کی شہادت کونسی
حدیث مین آئی ہی منکر صاحب بولی مکہ مین تو چور آدمی ہین رستہ لوٹتی ہین مثبت نی جواب دیا
رہزنی مال لوٹنا وہان بدو لوگ اطراف کی رہنی والی کرتی ہین خاص مکہ کی آدمی نہین کرتی سو
چھفرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیوقت سی ہی قرآن شریف مین آیا ہی اولم یروا انا جعلنا حرما امنا
ویتخطف الناس من حولہم یعنی سورہ عنکبوت مین ہی کیا نہین دیکھتی کہ ہمنی کردیا مکہ پناہ اور امن
کی جگہہ اور لوگ اچک لی جاتی ہین اوسکی آس پاس سی انتہی سو یہہ مار پیٹ اور اچک لینی کی
باتین قدیم سی وہان کی بدو آدمی خارجی کرتی رہی ہین اور اب بہی کرتی ہین لیکن کفر و شرک
سی منزہ ہین وہان کی بدوی کنوار آدمی بہی گناہ صغیرہ یا کبیرہ کرین لیکن کفر اور شرک
اوس ارض مقدسہ کی آس پاس تک کہین نہین ہوتا اور دیوبند مین تو کفر و شرک بہرا ہوا ہے
جابجا سیتلا پوجی جاتی ہی مندر اور شوالی بنی ہوی ہین سنکہنج رہی ہین پہر دیوبند اچہا ہوا
پاچرمین شریفین منکر صاحب کی طرف سی جواب ہوا کہ ہم دیوبند کی جاہل مسلمان عامی سی اور
مشرکان قوم ہندو سی سند نہین پکڑتی ہم تو وہان کی علماء اہل اسلام کی سند پکڑتی ہین مثبت نے
کہا بس ہمارا بہی یہی جواب ہی کہ ہم حرمین شریفین کے علماء دین اور مفتیان شرع متین کی سند
لیتی ہین وہ سب بالاتفاق محفل مولد شریف کو درست فرماتی ہین پہر تم ناحق بدوون اور
جنگلی لٹیرون کا ذکر کیون کرتی ہو پہلی یہی حرمین کی خواص علماء کا حکم اور فتوی لیا جاتا تہا
علی ہذا القیاس اب بہی بس علماء خیر البلاد کی سند منگاؤ لیکن منکر کو خوب معلوم تہا کہ اگر وہان استفتا
بہیجا تو وہان کی سب علماء حکم استحباب محفل میلاد لکہدینگی اسلئی اوسنی انکار کیا کہ ہم حرمین کو نہین
مانتی معاذ اللہ منہا ہم تو دیوبند کو مانتی ہین تب مثبت نی جواب دیا کہ آپ کو دیوبند مبارک
ہووی اوسپر ایمان رکہئی ہمکو حرمین شریفین مبارک ہون ہمارا ایمان اون لوگون کے
ساتھ ہی اسی پر گفتگو ختم ہوگئی اب دیکہئی ان لوگونکی یہ حالت ہوگئی کہ دیوبند کی آگی حرمین

شریفین کو حقیر جانتی لگی اہل حرم کی حقارت تحقیر حرم کو نوبت پہنچاتی ہی شرف المکان بالمکین قضیہ
مشہور ہی ہای وہ حرم پاک کہ ہم پانچون وقت نمازون مین اپنا منہ اوسکی طرف کرین قول وجہک
شطر المسجد الحرام اور سوتی وقت بہی رو بقبلہ سونا سنت اور مرجاوین تو بہی حکم دیا جاوی قبر مین
دفناتی وقت کہ یوجہہ الی القبلہ یعنی اسکا رخ قبلہ کی طرف کیا جاوی اور وہان کی باشندی وہ ہین
جنکی بابت صحیفہ آدم علیہ السلام مین حق سبحانہ کا ارشاد ہی کہ مین مکہ کا خداوند ہون وہان کے
رہنی والی میری ہمسایہ ہین اور حدیث شریف مین آیا ہی جو کوئی ایمان رکھتا ہے اللہ اور قیامت
پر وہ تعظیم کری ہمسایہ بیت اللہ کی اور یہہ بہی روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
عتاب بن اسید کو مکہ پر امیر کیا تو یہ فرمایا تو جانتا ہی تجہکو کسپر مقرر کیا تحقیق تو مقرر کیا گیا ہی اہل اللہ
پر وہ اہل اللہ کون ہین رہنی والی مکہ معظمہ کے پس نیکی کجاوی کی ساتھ اور کلام اللہ مین والیان کعبہ
کی نسبت ارشاد ہی ان اولیاءہ الا المتقون پس کعبہ کی مسلمان ولیا کو حق سبحانہ لفظ متقون یعنے
پرہیزگارون سی تعبیر فرماتا ہی افسوس یہ لوگ اوس حرم پاک اور اوسکی رہنی والون کو جو اہل اللہ ہین
جو ہمسایہ خدا ہین جو پرہیزگار ہین کس کس حقیر لفظون سی یاد کرتی ہین کہ العظمۃ للہ حق سبحانہ ہدایت
فرماوی یہ لوگ اپنی بزرگون کا کلام بہی بہول گئی تحفۃ العرب والعجم مین مولوی قطب الدین خان صاحب
لکہتے ہین عرب کی علماء پر جو بعضی احمق لوگ طعن کرتی ہین بڑی خطا پر ہین اسلئی کہ وہ خیر البقاع
کی رہنی والی ہین انتہی اور شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین لکہتی ہین خبردار خبردار اہل مدینہ
سے ہرگز کدورت دل مین نہ لائیو ورنہ فیضان انوار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہوگے
ہذا کلامہ ملخصا آمدم برسر مطلب ہان ای محمدیان دیندار حرمین کا اقتدار اور مفتیان حرم
کا شرف واعتبار دل مین جماکر ذرا دیکہو تو سہی وہ کس دلربا الفاظ و معانی سی مدعا ثابت
فرمارہی ہین اور یہہ نہین لکہتی کہ بس فقط ہم اہل حرم اس عمل محترم کی مجوز ہین بلکہ اپنی ساتہ مین
سب کا ثبوت دی رہی ہین کہ علماء عرب وروم وشام ومصر واندلس سب اسکو مستحسن فرماتی
ہین اور ہم لکہہ چکی ہین شمار اسماء مجوزین مین کہ سعید ابن مسعود گازرونی وملا علی قاری اور

فرمایدین ابو سعید بورانی فی تمام ملکون کی علماء کرام سے ثبوت پہنچایا ہے استحسان محفل میلاد شریف
کا بس سمجھ لو کہ ہمنی یہ دعوی نہین کیا کہ فقط اہل حرمین اس عمل کی قایل و آمر ہین بلکہ فتوی حرمین
کا دیا و تعظیماً اول نقل کیا ہی اب نیچے ماسوا حرمین کی اور بہی چند مقامات کی فتاوی ملاحظہ کیجئی

**فتوی بغداد شریف** کا یہ شہر نہایت بابرکت ہی دو وجہ سے ایک یہ کہ وہان حضرت
امام اعظم کا مزار ہی دوسری یہ کہ اسمین حضرت غوث اعظم کا روضہ پر انوار ہے ماسوا انکی اور بہی
وہان مقبولین خدا اسقدر کہ جنکی کچھہ حد ہے نہ شمار ہے اونکی سبب یہ شہر مرجع صلحا و علماء انام ہے
بڑی بڑی فضلا و محدثین کا وہان مقام ہے دیکھو کیا تحریر فرماتی ہین وہان کی مفتیان
و لیجاہ و محققان ژرف نگاہ لیکن حرفاً حرفاً عبارت طویل نقل کرنی موجب طول ہی بنا علیہ
اونکی خاص فقرات چیدہ چیدہ و مختصر نقل کرتا ہون (۱) مولنا سید محمد سعید افندی دورمی ام
اللہ برکاتہ جو حضرت غوث الثقلین کے دربار معلی مین خطیب ہین روز جمعہ کو وہان خطبہ پڑہتے ہین
انہون نے چار ورق کا رسالہ اثبات مولد و قیام مین لکہا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے حمداً لمن
من علینا باظہار انوار سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فقد اردت ان المولد الشریف ہو اصل اصیل اخرجہ
حجۃ الاسلام الشیخ ابو الفضل ابن حجر العسقلانی الی آخرہ وقد ذکر ابن تیمیہ فی کتاب اقتضاء
الصراط المستقیم ان ثواب قراءۃ المولد المبارک غیر یسیر لما فی ذلک من محبۃ الرسول علیہ
الصلوۃ والسلام وقد بسط الکلام فیہ وفی سائر البدع المقبولۃ وغیرہا وقال السیوطی ظہر لی تخریجہ
علی اصل آخر الی آخرہ وروایت الامام ابن جزری قال فی عرف التعریف فما حال المسلم الموحد من
امۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبۃ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما یکون جزاءہ
من الہہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم وقال الحافظ ناصر الدین الدمشقی مثلہ فی کتابہ فی مولد
الہادی وقال الکمال الادفوی الطالع حکی لنا صاحبنا العدل ناصر الدین محمود ابن العماد آن
ابا الطیب محمد ابن ابراہیم السبتی المالکی نزیل قوص احد العلماء العاملین کان یجوز بالمکتب
فی الیوم الذی ولد فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقول بافقیہ ہذا الیوم السرور اصرف الصبیان

فیہ فنا فہذا منہ دلیل علی تقریرہ وعدم الکارہ وہذا الرجل کان فقیہا مالکیا متقنا فی العلوم متوا
اخذ عنہ ابوحیان وغیرہ ومات سنۃ خمس وتسعین وستمائۃ والقیام حین تذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم
بقصد التعظیم والفرح والسرور بقدوم سید الاولین والآخرین وجدتہ من العلماء الاعلام وقد فعلہ
جماعۃ باستحبابہ عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی مولد المدایغی رحمۃ اللہ جرت العادۃ بقیام ا
اذا انتہی المداح الی ذکر مولدہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وہی بدعۃ مستحسنۃ مستحبۃ انتہی وتعظیمہ واجب
کل مسلم ولاشک ان ہذا القیام من باب التعظیم قال المولف والذی ارسلہ رحمۃ للعالمین لم استطع
القیام علی راسی لفعلت انبغی بذلک الزلفی عند اللہ عزوجل واللہ الموفق للصواب | محمد سعید

(۲) اس تحریر مذکور کی تصدیق فرماتی ہین جناب مولینا عبدالسلام جو حضرت غوث الثقلین
قدس سرہ کی مدرسہ مین مدرس اول ہین اور بغداد مین نقب اونکا شیخ العلماء ہی اور حضرت نقیب
صاحب سجادہ کی استاد ہین عبارت یہ ہی - اطلعت[۵۱] علی ہذا العجالۃ فرایتہا صحیحۃ غیران من شکر
فیہا فہو مخذول حررہ مدرس الحضرۃ القادریہ عبدالسلام | عبدالسلام | (۳) اور رقم
فرماتی ہین تصدیق اس فتوی کی جناب مولینا بہاء الحق صاحب جو سلطان روم کیطرف سے حضرت
امام اعظم کی مدرسہ مین مدرس اول ہین - تاملت[۵۲] فی ہذہ الرسالۃ فوجدتہا مبنیۃ علی الایمان والحب
بخاتم الرسالۃ فطوبی لمن اعلی ہذہ الشمۃ الفائقۃ حررہ مدرس حضرت امام الاعظم قدس سرہ عبدہ
بہاء الحق القرشی | یحیی اللہ الحق بکلماتہ | (۴) بغداد کی مفتی سابق مرحوم جنکی تفسیر روح معانی آٹھ جلد
مین چھپی ہی اونکی خلف رشید جو اپنی باپ مرحوم کی طرح عالم بی نظیر ہین سید محمود شکری رقم فرماتی ہی
لقد تشرفت بمطالعۃ ہذہ الرسالۃ فرایتہا مشتملۃ علی نصوص العلماء الاجل شاہدۃ لمولفہا بانہ حاز الفضل
کلہ الفقیر الی اللہ تعالی الوسی راجہ السید محمد شکری | السید محمود شکری ۹۳ ۱۲ | (۵) مفتی حال بغداد سخت
بیمار تھی بناء علیہ اونکی فرزند مولینا جمیل صدقی تصدیق فتوی ہذا رقم فرماتی ہین - قد نظرت
الی ہذہ الرسالۃ الجلیلۃ فرایتہا باحقاق الحق کفیلۃ وکیل المدرس فی المدرسۃ السلیمانیۃ راجی عفو ربہ
راجہ جمیل صدقی | جمیل صدقی | (۶) مفتی بغداد کی پیشی مین کام کرنے والی جو حین امتحا

علماء دیوبند کے اکابر کا میلاد شریف کے جواز پر دستخط

۵۱ یعنی اچھی طرح دیکھا صحیح پایا

۵۲ یعنی اچھی طرح دیکھا صحیح پایا

شریعہ مین فتوی دیتی ہین تحریر فرماتی ہین - ان ہذہ الرسالۃ محررۃ بالقبول لایشک فیہا الا مطرود ومخذول - حسبی الوہاب (۷) مدرسہ حضرت غوث الثقلین کے دوسرے مدرس کو فی الحال کل شہزادی انسی درس لیتی ہین لکھتی ہین - قد قلت اذ الفیت ہذی المقول صحیحۃ حررتہا بالقبول یا جملا اہملت حق الرسول تحامیا او مرضاۃ العقول المدرس الثانی فی حضرۃ القطب الگیلانی راوی راحہ عبد اللطیف عبد اللطیف (۸) علی افندی ترک جامع حسن پاشا کے مدرس رقم فرماتی ہین - وجدتہا مشتملۃ علی نقول صحیحۃ لایرتاب فیہا الا معاند او مکابر مخذول حررہ مدرس جامع حسن پاشا علی علی یہ فتوی بغداد شریف کا ماہ جمادی الاولی سنہ تیرہ سو چالیس ہجری مین آیا تھا تبرکا نقل کیا گیا اور جسکو زیادہ تر تحقیق منظور ہو کر اجماع جمہور امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم شرقا غربا استحسان عمل مولد شریف پر معلوم کرے وہ فتوی مطبوعہ بہم پہنچادی جسمین تمام علماء مصر و شام وغیرہ کی مہرین ہین اب نقل کیجاتی ہین مہرین علماء ہند و ستان کی جو اپنی وقت مین فرد کامل تھی **از انجملہ علمای فرنگی محل** کہ سنہ یکہزار دو صد و ہفتاد و نو ۱۲۷۹ ہجری مین محمد مصطفی خان صاحب کی مطبع مصطفائی مین فتوی اونکا مطبوع ہوا تھا جسکو اوسکی مضامین بالتفصیل دیکھنی ہون کتاب مذکور بہم پہنچا کر دیکھی خلاصا اوسکا یہ ہے کہ مولد شریف کی تعیین خاص ماہ ربیع الاول کی ساتھہ فرض اور واجب تو نہین ہان البتہ بہت علماء و مجتہدین نے مستحب اور مستحسن فرمایا ہی اور یہ بات کہ جو چیز قرون ثلثہ مین نہوئی ہو وہ بدعت سیئہ ہی صحیح نہین اور جب کہ آیۃ کریمہ و تعزروہ و توقروہ سی تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہوئی کہڑا ہونا محفل میلاد مین وقت ذکر ولادت شریف جو منجملہ افراد تعظیم ہے اچھی طرح ثابت ہو گیا یہ بدعت سیئہ ہرگز نہین احررہ ابو البرکات رکن الدین محمد المدعو بتراب علی عفی عنہ ۲ - محمد سعد اللہ عفی عنہ ۳ محمد لطف اللہ عفی اللہ عنہ وحماہ ۴ ابو الاحیاء محمد المدعو بالنعیم ۵ ابو الحسن محمد صالح ۶ محمد عبد الوحید -

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ابو البقاء محمد عبد الحکیم ۱۲۳۰ | ۱۲۲۲ حفیظ اللہ | ۱۲۳۷ نعیم اللہ | ۱۲۶۲ علی محمد | ۱۲۶۶ محمد عبد الحلیم |

ازانجملہ علمای دہلی و بریلی و رام پور افغانان واضح ہو کہ محفل مولد شریف اور قیام
کی جواز مین ایک کتاب غایۃ المرام مطبع علوی کلان کوچہ مین واقع سنہ یکہزار و دو صد و ہفتاد
و یک مطبوع ہوئی تھی اوسمین علماء و فضلاء دہلی و بریلی و رام پور وغیرہ چند مقامات کی علماء مستند ین
کی فتوی جمع کرکی چھاپی تھی اور چونکہ سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی بھی استحباب
محفل میلاد شریف کا اعتقاد رکھتی تھی اور رئیس مسلمان اسلام کی تجمل اور احتشام کا سبب ہوتا ہے
رئیس المسلمین اور زین المسلمین سمجھ کر اوسکی مہر بھی علماء دہلی کی مہرون کی ساتھ کرائی گئی تھی اور
شاہ ولی اللہ صاحب کی پوتے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم بھی اوسوقت زندہ تھی اونکی
مُہر بھی استحسان محفل مولد شریف پر کرائی گئی جسکو ہر عالم فاضل کی تحریر حرفا حرفا بالتفصیل دیکھنا
منظور ہو وہی اصل کتاب بہم پہنچا کر ملاحظہ کری اوس مین محفل مولد شریف کو مع جمیع تحسینات مروجہ
مثل قیام و تقسیم شیرینی وغیرہ جائز بلکہ مستحب لکھا ہی ایکسو بائیس صفحہ کی کتاب ہی اوسکی صفحات
متفرقہ پر جو مہرین اور دستخط مزین ہین مین اون سب کو مجتمع ایک جگہ نقل کرتا ہون سر سٹ
علماء کی دستخط اور مُہرین ہین ہر عالم کا نام ایک شکل مربع مین مندرج کرتا ہون ٭

محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی
ابوظفر سراج الدین سلطان

عالم فاضل کہ بلفظ حکیم در دہلی معروف بود — مدرس اول مدرسہ دہلی

حکیم احسن اللہ خانصاحب وزیر

عبدہ احسن الیہ

یا سید محمد فقط

امام الدین خان محمد

قاضی احمد الدین خانصاحب — قاضی محمد علی صاحب — حضرت شاہ احمد سعید مجددی — خلف حضرت — احمد سعید صاحب — خلف حضرت — احمد سعید صاحب

خان احمد سعید الدین

حبیب محمد علی — احمدی فقیر احمد سعید — احمدی محمد عمر — محمد مظہر

شیخ دستخط مولانا
جمیل علی صاحب مصنف
منتہی الکلام کہ بر فتوی
محفل مولد شریف در
ذیل جواب صلاء دہلی رقم
فرمودہ و بتوثیق آں اکتفا
در مقامین فخامت و مباہات
بالیقین قدم از دایرہ امین
و جماعت بیرون ننہاد و فتوی
دار غزال و جمیع در رقم آورد
رقم فاضل ٥
در مظہر کہ مردم ملکش بجہل اشتہار
قول بانش بین سبب کہ آدم نشناسد
و بجز شکم ہنوز مذہب حق
چنین علماء مستند کیا خلاق
حق ہی محمد مذہب حمید علی ۱۲۷۱
۱۲
۲

فاضل جامع علوم مولوی کریم اللہ صاحب — مولانا فرید الدین صاحب داغ حافظ جاتہ دہلی — یہ عالم بڑی منقی تھی

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 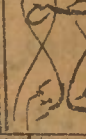 | دین محمد درفرید آمدہ | دستخط مولانا حیدر صاحب مصنف منتہی الکلام | دستخط مولوی دادار بخش صاحب | دستخط مولوی حسن الزمان محمد عفی عنہ |
| محمد عزیز الدین | سید تفضل حسین | رضوی سید یعقوب علی | محمد رضا علیخان | محمد اللہ کی مخصوص ہیں | احمد حسین |
| میر محمود علی | غلام حسین | محمد عبد الواحد | محمد لطف علیخان | درشہر علم محمد | جلال الدین محمد کمال |
| طالب المولی مذکر | | عمدۃ الحکماء شرع متین مفتی مولوی محمد شرف الدین | محمد یعقوب علی عفی اللہ عنہ | یا حافظ | کرم نبی | واللہ یوید وینصر من یشاء |
| عبد الکریم | عبید اللہ ولد محمد رفیع اللہ | فخر العلماء محمد عبد الجامع خان | ان اللہ جمیل ویحب الجمال | محمد عبد العلی | علی حسین |
| محمد لطف اللہ | نور النبی | محمد عبد اللہ | علی الدین | آل نبی | مقصود علی |
| حسین حافظ شریف | شد از ظہور حسن علم وعدل اشتہرت | سبط محمد گل باغ جاوید | نظام الدین احمد | محمد علی خادم العلماء | وزیر علی |
| مولانا محبوب علی شاہ علی خلف | آمدہ تاج محمد عالم علی | محمد سلامت اللہ | دستخط فضل رسول فاضل بدایونی | سید بشیر علی امروہوی | مولوی دادار بخش |
| حسن الزمان | محمد فضل حق | رفیع اللہ | محمد جلال الدین | وحید الدین | محمد فضل اللہ |
| فضل حسن | محمد عبد الحق | محمد حیات | محمد خلیل الرحمن | ولد مولوی سید احمد محمد حیات | |

اہل سنت و الجماعت خیال فرماوین کہ ان دو نو فتوی متاخرہ مین ہندوستان کے کیسی کیسی علماء جلیل القدر
مثل مفتی سعد اللہ صاحب و مولانا تراب علی و مولانا سید محمد مدرس اعلی و مولانا فضل حق و مولانا محمد حیات
و مولانا حیدر علی مصنف منتہی الکلام و مولانا سلامت اللہ و مفتی صدر الدین خان صاحب و مفتی
شرع متین مفتی شرف الدین صاحب استحسان محفل مولد شریف پر مہر فرما رہی ہین اور ہمنی اسوقت
کی علماء ہندوستان کی مہرین نہین کرائین علماء سلف کی نقل مواہیر پر اکتفا کیا اب یہ خیال کرنا چاہئے
کہ اس لمحہ سعہ مین ہمنی جسقدر علماء عاملین اور فضلاء کاملین کی نام ذکر کئے اگرچہ یہہ جمیع اقالیم مشرقی
و مغربی جنوبی و شمالی کی تمامی علماء و فقہا کی نام نہین اگر اون سب کو جمع کیجی تو اللہ اکبر ایک دفتر
بنتا ہے کما قال ؎ گر آن جملہ را سعدی املا کند ٭ مگر دفتری دیگر انشا کند ٭ یہہ تو
چند مقامات کی چند علما کا تذکرہ کیا گیا ہی لیکن یہہ بھی کیا کچھہ کم ہے اللہ تعالی کی عباد صالحین
کا ایک جمہور کثیر اور جمع غفیر ہے پس بموجب فرمانی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انکا اتباع اہل
سنت کو لازم ہی کہ فرمایا آپ نی اتبعوا السواد الاعظم من شاذ شذ فی النار اسکی تحقیق سابقا
محدثین سے ہم نقل کر چکی ہین وہان دیکھو معنی یہ ہین کہ پیروی کرو بڑی جماعت کی جو بچھڑا اون سے
وہ پڑیگا آگ مین یعنی جب اختلاف واقع ہو علماء مین تو جسطرف اکثر مسلمین ہون اوسپر عمل کرو یہ تو
حدیث ہی اب فقہ کا مسئلہ سنو علامہ شامی نی جلد ثانی شرح درمختار باب صدقۃ الفطر مین تصریح
کی ہی فان الطالبین جمع یسیر والمجوزین جم غفیر والاعتماد علی ما علیہ الجم الکثیر اور نیز جلد اول رسم المفتی مین
لکھا ہے فان اختلفوا یوخذ بقول الاکثرین اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بھی اس دلیل کو
حق جانتی ہین چنانچہ مصباح التراویح مطبوعہ مطبع ضیائی کی صفحہ مین لکھتی ہین اتفاق اکابر
و تسلیم اوشان یا جم غفیر از وشان نیز دلیلی است الی آخرہ اور مولوی اسمعیل صاحب بھی تذکیر الاخوان
کی فصل سادس مین کتاب و سنت و اجماع و قیاس مجتہدین کا ذکر کر کی اوسکی بعد لکھتی ہین ہمیشہ اور
کوئی مولوی مشایخ جو اپنی عقل کو دخل دیکر کوئی بات نکالی تو اوسکا کیا بھکانا مگر ہان اگر اکثر
دیندار متقی پرہیزگار اوس مسئلہ کو قبول کرین تو البتہ وہ بھی معتبر ہے انتہی اب دیکھئے

لہ نوٹ کرنے والی بات
تحریری ہمارا اور
جانب کرنے والا
گروہ شیاطین اور
اغنی واوہابیہ کر
کہ جس پر گروہ نے
لہ اگر اختلاف
کرین علی از ایسا کیا
قول ہست کا ۱۲
۱۲
۱۲
۱۲ ۱۲

اس عبارت سی صاف ثابت ہی کہ کسی مولوی مشایخ کی نکالی ہوئی بات کو اگرچہ سارا جہان متفق ہوکر نمانی مگر اکثر دیندار متفق اوسکو مان لین تو وہ بہی حق اور معتبر ہے پس اس مسئلہ مین مولوی اسمعیل صاحب اور نیز مولوی محمد قاسم صاحب تابع فقہا اور محدثین کی ہین کہ مسئلہ مختلف فیہ مین متفق ہوجانا اکثر علماء دین کا ایک جانب مین دلیل حقیت کی ہی یہ مسئلہ خاص اونکی زبان سے ہمنی سنوادیا اب اگر موقع استحسان مولد شریف مین انکی تابعین اس دلیل سی باہر ہونی لگین تو ہم ان لوگون پر کیا حجت ہوکر موکل نہین ہوی کہ اونکی دل و زبان کو امر حق کی طرف جبراً پھیر دین خود حضرت ہادی انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہ نسبت یہہ ارشاد ہی لست علیہم بمصیطر اور دوسری جگہہ فرمایا انک لا تہدی من احببت ہمارا ذمہ تو توضیح امر حق تہا وہ کرچکی جس لفظ کی قید مولوی اسمعیل صاحب نے لگائی ہی یعنی دیندار متقی پرہیزگارون ہی جواز محفل مولد شریف ثابت کرچکی مثل امام ابو شامہ و ابو الخیر سخاوی و ابن جزری و سیوطی و قسطلانی وغیرہم جنکی نامگی تاسعہ مین ہمنی لکہی ہین اور جو شخص شاہ ولی اللہ صاحب کی سلاسل طریقت اور اسانید علم حدیث سی واقف ہوگا اوس ہی یہ بات مخفی نہین ہوگی کہ ان مجوزین مولد شریف مین وہ علما ہی بہت ہین جو شاہ ولی اللہ صاحب کی مشایخ حدیث اور شیوخ طریقت کی پیشوا ہین پس خوب تحقیق کو پہنچا چکی ہم یہہ بات کہ مولد شریف کرنا جم غفیر سے ثابت ہی اور یہ مضمون ہی حدیث اور فقہ سی اور انکی علماء مستندین سے ثابت کرچکی کہ جو چیز جم غفیر سے ثابت ہے وہ معتبر اور ماخوذ بہ اور معتمد علیہ لازم الاتباع ہی جب دو لو مقدمہ صحیح ثابت ہوچکی تو یہ بخوبی ثابت ہوگیا کہ مولد شریف کرنا معتبر ماخوذ بہ معتمد علیہ لازم الاتباع ہی والسلام علی من اتبع الہدی ٭

## مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات

یا اللہ مین تیرا بندہ ہون تو سمیع و علیم ہی سنتا ہی جمیع اقوال کو جانتا ہی دلونکی احوال کو نہین لکہی مینی یہ کتاب مگر اسلئی کہ افراط و تفریط جانبین سی دور رہو ہر فریق اپنی غلو و تعصب سے تنفر ہو اگر حضرات مانعین پر بباعث تکفیر و تفسیق اہل ایمان چند تنبیہات ہین تو طرفانی کو بہی اصلاح نیت و تصحیح اعمال کی لئی ہدایات بنیات ہین اور مبنی کیا مینی اپنی جمیع مسائل و دلایل کو اون علماء

مقبولین کی دلائل و اقوال پر کہ وہ دنیا مین کل لبدر المنیر مشہور ہین اور کتابین انکی ان ملکون مین جا بجا موجود اور حوالہ دی چکا ہون مین ہر ایک مسئلہ مین تصانیف سلف صالحین کا پس میرا جو قول ہے وہ فی الحقیقت اونھی مقبولین کا قول ہی یا اللہ اون مقبولین کے توسل سی قبول کیجو مجھ سے یہ کتاب اور کیجو اسکو فریقین کے لیے فصل الخطاب یا اللہ اس کتاب کی ہر دلیل مظہر الحق اور شکنین پڑی ہو فکو دافع الاوہام ہو یہ کتاب تسکین بخشی براہین حقانی سی راحت قلوب متہام ہو یا اللہ میری کل رسائل مغفرت کی وسایل اور یہہ انوار ساطعہ اندہیری گور کا چراغ ہو میری قبر بہار جنت کا باغ ہو ای ناظرین انوار ساطعہ کہو تم میری اس دعا پر آمین یارب العالمین آمین و صلی اللہ تعالے علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ٭

## نوٹ چہارم مین تقریظات شریف ہین جو اس عصر کی فضلا نامی فی تحقیق اور بعض احباب شفیق فی رقم فرمائی ہین

علیگڈھ صورۃ ماقرظہ و رصعہ الامام الہمام الصلہام المقدام رئیس الفضلا رعریف العلما رالذی ذاع صیت فضلہ فی بلاد الاسلام عجما و عربا و شاع شرقا و غربا المشتہر بالسنۃ و الافواہ **مولینا محمد لطف اللہ** مد اللہ ظلال افضالہ و ابقاہ ٭

الحمد للہ الذی تخضع لہ النواصی و یلیح حمتہ کل مطیع و عاصی و الصلوۃ و السلام علی من بعث داعیا الی الدانی و القاصی و علی الہ و صحبتہ الذین نہجوا الناس عن سلوک طریق الضلال و ارتکاب المعاصی و بعد فیقول العبد المتہمل الی اللہ **محمد لطف اللہ** حشرہ اللہ تحت لواء نبیہ النبیہ یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ قد تشرفت بمطالعۃ ہذہ الرسالۃ الشریفۃ و الصحیفۃ اللطیفۃ فوجدتہا بحرا یخرج منہ اللولو و المرجان و جنۃ فیہا فاکہۃ و نخل و رمان و شمسا **انوار ساطعہ** و مرجانیہ فیہا التحقیق الانیق رائقہ کیف لا و مؤلفہا من ہو فرید عصرہ و وحید دہرہ الذی علمہ وسیع و ضیاءہ رفیع اعنی مولانا **محمد عبد السمیع** جرس ذاتہ و اسعد اوقاتہ - و مقدمہا ذکر ولادۃ سید الاولین و الاخرین افضل الانبیاء و المرسلین

حبیب رب العالمین علیہ من التسلیمات افضلہا ومن التحیات اکملہا وہذا ذکر لا یخفی علو شانہ و رفعۃ مکانہ تحیط رحمۃ ربنا الاعلی بمکان یتشرف الناس فیہ بہذا الذکر الشریف ویحف اعلاک مجلسا یتجاوبون فیہ بہذا البیان المنیف واما طریق الفاتحۃ التی ہی من ارسالۃ لائحۃ فلیس فی استحسانہا ارتیاب اذ ہی لایصال الثواب الی الاموات الذین یتوقعونہ من الاقرباء والاحباب اما ما احدثہ السفہاء فیہا من الامور المہنیۃ فلا یحکم بجوازہ احد من العلماء المتبعین للشریعۃ السنیۃ للہ در مولف الرسالۃ فانہ قد اختار ما ہو مختار الاخیار واثر ما ہو الاثر عن البہا بذۃ الاحبار ہذا والحمد لمن منہ الابتداء والیہ الانتہاء والصلوۃ والسلام الاتمان علی من اول المخلوقات نورہ ورحمۃ للعالمین ظہورہ ✤

سہارنپور صورۃ مانمقہ وہذبہ مولنا المخدوم المطاع امام الفضلاء بلا نزاع الغشمشم الاعظم والغطمطم الافخم المالک لازمۃ حقائق المعانی والبدیع والبیان سباق الغایات فی مضمار کشف المعضلات یوم الرہان مقدام البہابذہ استاذ الاساتذہ الذی زان وجودہ الزمن الحاج المولوی فیض الحسن خصہ اللہ تعالی بجزائل منحاتہ وجلائل المنن ✤

لقد ورد علی رسالۃ کریمۃ مشتملۃ علی انوار ولمعات فامعنت فیہا امعانا بلیغا فوجدتہا کافیۃ وافیۃ دالۃ علی حسن الاجابۃ وجودۃ الاصابۃ وسعۃ النظر فی الکتب حیث تمسک فیہا بما قال العلماء الاعلام وتحریرات عمائد الاسلام والزم المنکرین بما قال بہ مرشدوہم وآمن بہ معتقدوہم وہم انہا فرقۃ لیعون المخلصین وسنۃ لاعیان المنکرین والحق فی ہذہ المسئلۃ انہ لا باس بہ وان یمسک بما قیل ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وینسب ہذا القول الی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فہو مندوب مستحب ومن جملۃ مجلسہ فلہذا ان یقوم ان قاموا والا فلا وہکذا یقول المولوی احمد علی المحدث المرحوم تبعا لاستاذہ مولانا محمد اسحاق المغفور وقیل انہ بدعۃ فہو بدعۃ حسنۃ وقد ذکرت فی اثبات البدعۃ الحسنۃ وتخصیص کل بدعۃ ضلالۃ بحثا طویلا فی شرحی للمشکوۃ۔ کتبہ الفیض السہارنفوری ✤

قصور ضلع لاہور - صورۃ مارسمہ الصوفی الصافی المثبت لنافی الاصولی المناظر
المستدل بقواطع الآیات وسواطع السنن المحقق المدقق المجادل بالتی ہی احسن الفاضل
الکبیر مولینا ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر سلمہ القوی القدیر ؛

مسمیا حامدا مصلیا فقیر کی ایک دینی دوست کی فرمایش سے تحریک تقریظ لکھنے کتاب
انوار ساطعہ فی بیان المولود والفاتحہ کی واقع ہوئی اور فقیر ایک پنڈت
آریا مقیم امرتسر کی رسالہ تکذیب براہین احمدیہ کی بہتانات و ہذیانات کا جواب لکھ رہا ہے
طبیعت کو اوسطرف بہت مصروفیت ہی اسلئے اسوقت اسیقدر لکھ سکتا ہون کہ فقیر نے
اخبار عربی شفاء الصدور مطبوعہ پانچوین دسمبر سنہ اٹھارہ سو پچاسی عیسوی مین جناب
مولینا فیض الحسن صاحب مرحوم ومغفور سہارنپوری کی عبارت دیکھی ہی انھون نی اس
رسالہ کی عمدہ تعریف وتوصیف لکھی ہی اور میری گمان مین مولینا موصوف مرحوم اکابر
علماء ہندوستان سی تھی اور بڑی بڑی بزرگوار صوفیہ کبار کی فیض سی فیضیاب تھی
اونکی تعریف سی اس رسالہ کا موصوف ہونا کافی ہی اور مغنی ہی فقیر جیسی بی بضاعت
کی توصیف سی مہذا فقیر خود محفل مولد شریف کرتا ہے اور ایصال ثواب بارواح موتے
کو مکفر سیئات سمجھتا ہی اللہ تعالی ابناء زمان سے اختلاف کو رفع فرمائی آمین یارب
العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ وعترتہ اجمعین فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ
واضح ہو کہ یہہ مولوی غلام دستگیر صاحب وہ ہین جنکی تعریف مین خود مولف
براہین قاطعہ نی وقت اقامت ریاست بہاولپور یہ عبارت لکھی تھی (حامی دین
متین قامع اساس المبتدعۃ والضالین مولینا مولوی محمد ابو عبد الرحمن غلام دستگیر
قصوری ادام اللہ فیوضہ الی یوم الدین) چنانچہ یہ عبارت ضمیمہ رسالہ تصریح ابحاث
فریقین کی صفحہ ۱ مین موجود ہی کمال انصافی ہی کہ مولف براہین قاطعہ فی مضامین
انوار ساطعہ سی مونہہ پھیرا اور اوسکی تسلیم کئے ہوی عالم ربانی فی جنکو وہ خود حامی دین

لکھتا ہی کتاب انوار سلفیہ کو حرفاً حرفاً ایسا قبول کیا کہ اوسکی مسائل کا طرفدار ہو کر مولف
براہین قاطعہ مذکور کو مواد اوسکی حمایتیان علماء دیوبند وغیرہ واقعہ سن تیرہ سو چھ
ریاست بھاولپور مین شکست فلش دی جو تمام اخبارات مین چھپکر مشہور ہو چکے +

ریاست رامپور معروف از ان افغانان - صورۃ مارقہ البحر القمقام والنحر
الہمہام تاج المحدثین سراج المتفقہین الادیب المصقع المتکلم النبیہ العارف المحدث المفتی
الفقیہ جامع الشریعۃ والطریقہ مجمع البحرین مولنا محمد ارشاد حسین صلہ اللہ عن کل شین
الحمد للہ سبحانہ وتعالی حق حمدہ - والصلوۃ والسلام الاتمان علی خیر رسلہ وعبدہ +
وعلی آلہ واصحابہ الہداۃ الی مناہج رشدہ + وبعد فانی قد طالعت ہذہ النجالۃ
النافعہ + والعلالۃ الرائعہ + التی یفوح منہا روائح مسک لا اخلاص النبویہ + ویلوح
بہا والبتہ الطغام الغاضین من الرتبۃ المحمدیۃ + فالفیتہا مملوۃ من الفوائد الخریدۃ
الشریدہ + والعوائد الفریدۃ العریدہ + موسستہ براہینہا علی الحق الصراح +
موییدۃ مضامینہا بالصدق القراح + لم یال مولفہ العلام جہدا فی اصابۃ الحق
المبین + وابانۃ غوایل غوایۃ المنکرین + بہا کشفتہم الکواشف + وکسفت
وجوہہم الکواسف + وضاقت علیہم الحیل + وعیت بہم العلل + ولعمری لا وجہ لاصرارہم
علی النکیر الا الداء العضال الذی عمہم فاعمی ابصارہم + فاضاعوا فی طمس اشعۃ الرحمۃ
اشاعۃ مآثر معدن الرسالۃ اعمارہم + ولم یاتوا بشئ یتعلق بہ الفہم السلیم + ویتسلی بہ المقال
الفہیم + ولا یاتون بہ ولو جاؤ بہ من حسہم وبسہم ویکون بعضہم لبعضہم ظہیرا + ولا یجدون
لانفسہم ولو القوا ستراشرہم فی تشدید النکیر من اللہ سبحانہ معوانا ونصیرا + الم یعلموا ان
النکیر لہذا الامر البین رشدہ یئول الی اسارۃ الادب + والخوض فیہ ہیہات یخرب
فلسہ در مولفہا النقاد + حیث اطاب واجاد + واتی بالحق الصریح + ومیز الباطل عن
الصحیح + جزاہ اللہ سبحانہ عن طالبی الحق المبین + واللہ سبحانہ الموفق والمعین +

وانا العبد الراقم المحتاج الی رب النشاتین + محمد ارشاد حسین + عفی عنہ وعن اسلافہ فی الدارین

رآمپور ایضاً - صورۃ ماہذیہ وشتدبہ الفاضل الخبیر الفاضل البصیر الجلیل الشہیر الجمیل الجہیر
کشاف دقائق المعقول حلال حقائق المنقول مولنا محمد اعجاز حسین رفع اللہ درجاتہ
فی الدارین - احمدک یا من جلت قدرتہ وعظمت ہیبتہ وظہرت صنعتہ البباہرۃ وعلت جلالتہ
القاہرہ ارسل رسولہ بالحق بشیرا ونذیرا داعیا الی الحسنات قمر امنیرا وجعل انعقاد مجلسہ میلادہ
منتظو قالنص ورفعنا لک ذکرک ورغم انف من ترک القیام عند ذکر میلادہ صلی اللہ علیہ وسلم
المثبت بنص لتعزروہ وتوقروہ والصلوۃ والسلام علی خیر الانام الی یوم القیام وعلی صحبہ
البررۃ الکرام واہل بیتہ العظام وبعد واضحای عقیدت انتمای ذوی الافہام عاشقین
سید الانام کی ہو کہ عالم باعمل فاضل اجل قامع بدعت جامع سنت جبر محقق بحر مدقق حقایق
آگاہ دقایق بنباہ قدوۃ السالکین عمدۃ الکاملین زبدۃ علماء وکیع مولوی محمد عبد السمیع صاحب
سلمہ اللہ تعالی سبحانہ نی ایک تقریر پُرتاثیر اور تحریر دلپذیر یعنی کتاب لاجواب اور صحیفہ
لطیفہ انتخاب یادگار خلف وسلف مضمون فائقہ مسمی بانوار ساطعہ فی المولود والفاتحہ
تصنیف کرکی ہر خاص وعام کو اوسکی فیض سی شاد کام کیا چنانچہ ایک نسخہ اوسکا پاس راقم
الحروف کی پہونچا نیف نی وہ کتاب من اولہا الی آخرہ بالتفصیل دیکہی واہ واہ سبحان اللہ
کیا عمدہ طرز جواب اور طریقہ آداب جاری رکہا ہی اور کلمات اکابر متقدیان گروہ مخالفین سے
جنکی مخالفت اونپر حرام ہی جواب مین تمسک کیا ہی مصنف نی حق جواب ودندان شکن کا
ادا کرکی دریای نورالانوار الساطعہ بہاکر نہر لمعات کی کہولدی اسپر بھی اگر پیاس تشنگان
میدان مخالفت کی باقی رہی تو خدا حافظ ؎ تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ میبارد سکندر را - وکلہ در المجیب فذاک جواب عجیب وآخر
دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خاتم النبیین وآلہ واصحابہ اجمعین فقط
وانا العبد ابو النعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ وعن والدیہ والمسلمین بحق

خاتم النبیین ۔

**البریلی** صورۃ مارصعہ الطمطام الغزیر والصلہام الکبیر مفحم المناظرین مسکت المجادلین مروج عقائد اہل الحق والدین قالع اصول المبتدعین فرید العصر وحید الزمان مولینا **محمد احمد رضا خان** سلمہ اللہ العزیز الرحمن وصان عن نوائب الزمان وخص بلطفہ ماتعاقب الملوان ۔ **انوار ساطعۃ** سطعت من سنا بدر الایمان ۔ واقمار لامعۃ لمعت من سینا صدر الاتقان ۔ فدارت وسارت ۔ ونارت وانارت ۔ والی البر تدلت ۔ وعلی البحر تجلت ۔ فہیجت عُبابا ۔ فہیأت سحابا ۔ فہنأت بقاعا ۔ جنات وُفاعا ۔ وارسلت عرفا ۔ وعصفت عصفا ۔ فحملت وقرا ۔ فاجرت یُسرا ۔ فقسمت امرا ۔ فاقطرت قطرا ۔ فامطرت مطرا ۔ ان الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد والہ وصحبہ اجمعین ۔ رب صلاۃً وسلاما ۔ یعقدان ذمارا ۔ مجالس الأنس ۔ فی حظائر القدس ۔ بتبجیل مکانہ ۔ ویقومان قیاما ۔ لوعۃ وعزاما ۔ فی مجامع الاملاک ۔ ومحافل الافلاک ۔ بتعظیم شانہ ۔ وسقی الترفع والجلال ۔ بزلال الافضال ۔ ترنۃ من قال ؎ قلیل لمدح المصطفی الحظ بالذہب ۔ علی فضۃ من خط احسن من کتب ۔ وان ینہض الاشراف عند سماعہ ۔ قیاما صفوفا او جثیاً علی الرکب ۔ وقلت مضمنا ۔ سواد عیون العین عین سناذہب ۔ ولوح بحور الحور لاح کما یحب ۔ فان یک جبریل لقال اولو الادب ۔ قلیل لمدح المصطفی الحظ بالذہب ۔ علی فضۃ من خط احسن من کتب

| | |
|---|---|
| یقوم یحق المدح قوم فلاتہ | تولہ وقم ہا لوجد قومۃ والہ |
| فحق لمخضوع الوجہ رغما لکارہ | وان ینہض الاشراف عند سماعہ |

قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب

ولبعضہم ۔ فاستمع یا سعد ۔ ان الذی لاقیل لہ ولا بعد ۔ قد قضی قبل خلق السمار

وصوت الرعد + ان الواجب علی کل من عبد + بعد ذکر الصمد + الحمد والصمد
الی المدح والحمد + لاعظم کرم + واکرم نعم + واجل رحمۃ + واجلی منۃ + سید
الرسل + وہادی السبل + وامام الکل + ومکثر القل + ورافع الذل +
وواقع الفضل + امجد مولود + احمد محمود + واسعد مسعود + وجود الجود + واصل
الوجود + نعمۃ الجلیل + ودعوۃ الخلیل + وبشر المسیح + وبشیر الذبیح + ولغیۃ الکلیم +
بوادی التکلیم + واکرم کریم + علی ربہ العظیم + سیدنا ومولینا محمد ن النبی الامی الامین
الامان الاماکن الضمان الضمین + صلی اللہ تعالی علیہ وسلم + وعلی آلہ وصحبہ وبارک
وعظم + وقد قال عز من قائل الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم + قال ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اخرجہ البخاری فی الصحیح العلم
وقال تعالی واما بنعمۃ ربک فحدث فوجب التحدیث بما من اللہ بہ علی المؤمنین + من
وجود ہذا الحبیب المکین + علیہ الصلاۃ وعلی آلہ الطیبین + وقال تعالی وذکرہم بایام
اللہ وای ایام اللہ اعظم من یوم ولادۃ المصطفی + علیہ افضل الصلاۃ واکمل الثنا +
وقال تعالی قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ومن عقاید الایمان + ان محمدا صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم رحمۃ المنان + شہد بذلک الحدیث والقران + وکذلک فضل اللہ
محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تسلیما جلیلا + حکاہ الماوردی فی قولہ تعالی ولولا فضل اللہ
علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطن الا قلیلا + فقد اوجب المولی + سبحنہ وتعالی + علی امتہ +
الفرحۃ بولادتہ + فحق لنا ان نتخذ مولدہ عیدا + وان رغم انف من کان لعیدا + وعلی
ہذا مضی جہابذۃ الائمۃ + وسادۃ الامۃ + وکاشفوا الغمۃ + علیہم من ربہم رضوان ورحمۃ +
حتی جاء قوم یقرؤن القران لایجاوز تراقیہم + ویتحدثون بالحدیث فلا یکون لراقیہم +
اشکلوا اصولا ضللت المسلمین قادۃ وتبعا + وفصلوا فصولا فغرقوا دینہم وکانوا شیعا + وکان
مخرجہم نجد + کما جاء بہ الوعد + من صاحب المجد + صلی اللہ تعالی علیہم وسلم فہاجوا وماجوا +

وثاروا دبارها + وجاروا وحاروا + وعلى الحرمين المحترمين اغاروا + فالدماء سفكوا + والاموال ملكوا + المؤمنين فتكوا + والحرمات هتكوا + فظنوا انهم اهلكوا وما هم اهلكوا لكن هلكوا + وعما قليل يرون ما سلكوا + وكان قصارى مرامهم وقصوى مرماهم + وفي الشقاق والنفاق هم ماهم + ان يخمدوا ذكر من رفع الله ذكره + ويضعوا قدر من عظم الله قدره + ويطفئوا النور من اتم الله نوره + ويردوا المؤمنين اجيارا وامواتا + يخالفوا الدين نقضا واثباتا + فخاربوا جبارا + ملكا قهارا + سراعا جبارا + وليلا ونهارا + واصروا اصرارا + واستكبروا استكبارا + ومكروا بالاسلام مكرا كبارا + فالا بنياء ثلبوا + والاولياء سلبوا + والاسلام خلبوا + والالحاد جلبوا + وبالجملة كلبوا + فالدين قلبوا + فما ذا يراد بمجلس الميلاد + او ايصال الاجور + الى اوصال القبور + حتى يعيد انكاره في مفاسدهم + او يذكر بجنب مكائدهم + قاتلهم الله انى يوفكون + وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون + فلما ابادهم الله تعالى ابادة + وامطر عليهم مطر الهلاك وزيادة + حتى تداعت رُبوع نجد للدثور + وتنادت بواكيها بالويل والثبور + لجأت بوافيها الى ديار شاغرة + عطاش الفتن بافواه فاغرة + ولم تدر ان لله في كل حين + عبادا صالحين + يذبون عن الدين + ويوكدون اليقين + ويؤيدون الايمان + ويشيدون الايقان + ولله المنة ومنه الاحسان + فلم يرعها الا جنود مجندة + بسيوف مهندة + من الله مويدة + فردوا المكائد في نحور الكائدة + ودعوا المفاسد الى نار موقدة + تطلع منها على الاكباد والافئدة + حتى التجارت كبراها في الجدل والمراء + الى البهت والافتراء + واختراق الكتب اختلاق العلماء + وخلع ربقة الحياء + عن رقبة الرياء + فيتحير الناظر + في زيهم الظاهر + وطيهم البائر + وعيشهم الخاسر + وغيهم الخاسر + وكيدهم العظيم + وصيدهم العديم + فينشد الحكيم ؎ دلا اوری وسوف اخال اوری ؎ اقوم آل نجد ام نساء ؎ فمن في كفه منهم خضاب ؎ كمن في كفه منهم لواء ؎ تظن بديهة فيهم رشيدا ؎ وان تمعن فرشدهم هباء ؎

فما فیهم رشید الصدق الا + رضیع او تبیع او غدار + فما معنی تجاورهم ولکن + عسی الحنان یهدی
بین لیثار + هذا وان من اولئک الجنود + مهلکی العنود + فی الزمان الموجود + اخانا فی الله +
ذا الفضل والجاه + والقدر الرفیع + والفخر البدیع + والعلم الوسیع + والحلم الوکیع + والمجد المنیع +
والجد السنیع + مولنا المولوی محمد عبد السمیع عن کل شنیع + وفرع وقلیع + کل
مساء وسطیع + فانی وقفت علی بعض حاله من اطائب الکلام + فوجدت جلة دافع الاوهام
وراحت القلوب بهج محبوب + والنوار ساطعه وبهج قاطعه فالهیه بجزیه الجزار الحسن +
بمنح المنح ومنح المحن + والحمد لله فی السر والعلن + والصلاة والسلام علی السید الامین +
وآله وصحبه محاة الفتن + وحماة السنن + وهداة السنن + ماطلع سهیل من الیمن + قاله
بفمه + وقرره بقلمه + عبده الفقیر + الذلیل الحقیر + عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی +
الحنفی القادری + البرکاتی البریلوی + غفر الله له + وحقق امله + وصلح عمله + ولم شعثه +
وفی الصلحاء بعثه + آمین

**یدالیون** - صورت مازینه بنراس المومنین منور الاسلام والدین کاشف الظلام کالبدر
التمام داعی الانام الی سبل السلام الزاهد المتورع العابد المبتدع جامع العلوم العقلیه و
النقلیه کاشف المکنونات الخفیه مولنا الحاج المولوی عبد القادر لازال بالمعالی
والمفاخر - بسم الله الرحمن الرحیم - رسایل راحت القلوب ودفع الاوهام والنوار ساطعه وغیرها
مولفات حضرت بابرکت عاشق اذکار جناب رسول کریم صلی الله علیه وسلم وحامی دین قویم
وصراط مستقیم حاج الحرمین الشریفین فاضل نامی ومتورع گرامی مولنا محمد عبد السمیع صاحب
زاد برکاتهم که بهم در فضایل وکمالات جناب حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی الله علیه وسلم
تالیف فرموده اند وبهم در دفع اوهام منکرین مجالس اذکار شریفه ودیگر امور مثبوبات لطیفه تصنیف
نموده اند مطابق وموافق تحقیقات جمهور محققین از فقهاء ومحدثین اند منکران که براه خدیعت
وخیانت که شعار طوائف اهل ضلالت ست طعن وتشنیع جاهلانه می نمایند عوام اهل اسلام

بران گوشش فہم نہند و سعادت اتباع جمہور آئمہ دین را از دست ندہند حق سبحانہ
مولف ممدوح را برکات وارین عطا فرماید و خاتمہ فیقر و جملہ اہل اسلام بخیر نماید آمین
حررہ الفقیر احقر الطلبہ عبد القادر عفی عنہ۔

بمبئی صورۃ ما افادہ العلامۃ الکبیر والفطحل الغزیر محقق العلوم العقلیہ مدقق الفنون
النقلیہ الشیخ الاجل الاجل البحر الاوحد الاکمل الصوفی المقتفی آثار رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مولانا الحاج المولوی عبید اللہ الحنفی القادری البدایونی
البدایونی المدرس الاعلی للمدرستہ المحمدیہ الواقعہ فی بلدۃ بمبئی خصہ اللہ دائما
بفیضہ الجلی و الخفی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لمنیر انار الحق لاہلہ فغدت انوارہ
علی منار الہدی ساطعہ ٭ و منور نور الصدق بتنویر ابصار اولی الابصار فاصبحت
مصابیحہ من مشکوۃ صدور ہم لامعہ ٭ و الصلاۃ و السلام علی سیدنا محمد مفتاح
خزاین العلوم الذی اشارات لکنوز الحقایق فاتحہ ٭ و مصباح دقائق الفہوم
الذی تری الافہام بلمعاتہ دقائق المعانی علی صفحات البیان لائحہ ٭ و علی آلہ
و اصحابہ الذین بذلوا مہجہم الکریمہ لصحیح الدین فتبا ہجت روضتہ منمنمۃ یانعۃ ٭ و ریت
بمساعیہم الجمیلۃ شقائق الحقائق قرا ماتزہو علی ربا الاسلام رائقۃ رایعۃ ٭
اما بعد فانی قد تشرفت بمطالعۃ ہذہ الصحیفۃ الشریفۃ ٭ و سرحت نظری فی مضامینہا
العجیبۃ اللطیفۃ ٭ فوجدتہا تالہ کاسمہا انوارا ساطعہ ٭ و رایت نجوم الہدی من
بین اسطارہا طالعہ ٭ تہدی الی الحق لکل ضالۃ غویہ ٭ و تہدی الصواب الی کل فری
فطرۃ سویہ ٭ ما من مسئلۃ الا و ترکتہا واضحۃ جلیلہ ٭ و لا من معنی الا و کستہ بہیئۃ
الحلی حللا سندسیتہ ٭ جمعت من المطالب رعی اللہ منتہا کواکب دریہ ٭
و نظمت من المارب حمی اللہ مرتشیہا جواہر مضیہ ٭ تہدلت افنانہا بفنون
الفواید ٭ و ترنحت اغصانہا بعیون الفوایہ ٭ تقر بہجتہا النواظر ٭ تسر

بنشر بهتها الخواطر ۞ کیف لا وهی روضته رضیه مزهرة بازهار التحقیق ۞ وحدیقه
غدیه منورة بالنوار التدقیق ۞ طوبی لوارد ها مورد اهنیئا ۞ وبشری لناظرها
منظرا سنیا ۞ فما لهولاء القوم عنها راغبون ۞ ویمرون علیها وهم عنها معرضون ۞
وقد حق لها ان تترنم علی قضبانها بالقبول ۞ عنادل فهوم الفحول ۞ وبلابل
العقول ۞ جزی الله ممهدها جزاء موفورا ۞ وجعل سعی منضدها سعیا مشکورا ۞
حرره واطاه ۞ العبد الاواه ۞ الراجی رحمة مولاه عبید الله ۞ عفی عنه ماجناه ۞
ورحمه بجاه ۞ عما لا یرضاه ۞ وسلکه فیما یحبه ویرضاه ۞

**بمبئی ایضا** صورة ما قرظه العابد الزاهد المرتاض العارف المرشد الفیاض
هادی السالکین مرشد الناسکین المولوی الصوفی **السید عماد الدین** الرفاعی
النزیل بجلة بهندی بازار اجری الله فیوضه الباقیة الصالحة الی یوم القرار ۞
الحمد لله الذی بعث رسولا فی الامیین ۞ وفضله علی الانبیاء والمرسلین ۞
وجعل میلاده رحمة للعالمین ۞ وانزل الفاتحة شافیة للمومنین ۞ والصلوة
والسلام الاتمان الاکملان علی سیدنا محمد شفیع المذنبین ۞ وآله
الطیبین ۞ واصحابه المتهدین اجمعین ۞ اما بعد فرایت الرسالة النافعة
**الانوار الساطعة فی بیان المیلاد والفاتحة** التی الفها الفاضل
الاجل المنیع ۞ المولوی محمد عبد السمیع ۞ سلمه الله تعالی وجزاه خیر الجزاء فوجدتها
مشتملة علی الادلة القویة ۞ والروایات الصحیحة الفقهیة جعل الله سعیه مشکورا ۞
ونفع به المسلمین موفورا ۞ ومن انکر الفاتحة ومجلس المیلاد فهو من المتوهبین المضلین
تاب علیهم خیر التوابین ۞ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین کتبه العبد المسکین
السید عماد الدین الرفاعی کان الله له کما کان لاسلافه ۞ وعفی عنه ومن والدیه واخلافه ۞

**حیدرآباد دکن** صورة ما رقمه المنطیق الکیس الخبیر الفهیم الجهبذ البصیر الناظم

الناشر المنشئ الادیب المنطقی الفلسفی الحکیم الطبیب کثیر التالیف جید التصنیف
مولنا وکیل احمد نائب صوبہ شرقی دکن صانہ اللہ ذوالمنن عن نوائب
الزمن وحوادث الفتن بسم اللہ الرحمن الرحیم ستایش مر شارعی
راکہ شارع عام شریعت را از خاشاک بدعت وہوا پاک رفتہ + تا در فضائے
این گلستان ہمیشہ بہار ہزاران کل ہدایت در شگفتہ + وستایش مر مفتی
راکہ قانون اسلام را در کشور ستان قلوب اہل ایمان رایج فرمودہ +
واز میامن فیوض این معنی ابواب تحقیق کمالات برخوا طر آل واصحاب
برکشودہ + اما بعد بندہ درگاہ احد وکیل احمد سکندر پوری مولداً والحنفی
مذہباً والنقشبندی مشرباً میگوید کہ بر ضمیر منیر اشراقات تنویر ارباب فضل
ومہر محتجب نخواہد بود کہ از تکاثر ظلام بدعت وہوی آفتاب ہدایت را القدر
تاریک نساختہ کہ بجرانی ذرات حقایق را ببال افشانی از پا در نیارد وخاشاک افشانی
حرص این وادی چندان بر طرق اسلام خس وخاشاک نیفشاندہ کہ سالک مسالک
شریعت را پا لبلنگ در نیاید + روز افزونی قدر رواج این ہنگریزہا کساد بازاری متاع
جوہر تحقیق + ووسوسہ انگیزی خیالات این موسوسان بر ہمزنی خانمان تصدیق +
چہ روزگار عبرت انگیز است کہ حکمت دران در ضلالت افتادہ اند + وچہ زمانہ حسرت
خیز است کہ جہالت بر وران در ابجاث متین حکمت آمادہ - حرفی نخواندہ اند ودعوی
تحقیق رسیدہ اند + معنی نذریافتہ اند ودم کہنہ تلاشی مضمون آشنا گردیدہ + معانی
کہ بضابطہ شریعت بنوی وفاق دارند بہ ابتداع آن قائل اند + وامور یکہ در تحت من
سن سنۃ حسنۃ داخل اند بتحریم آن مائل اند + کوتہی کہ در مسالک این وادی سلوک ورزد +
وکجا زہرہ کہ از پای مخائل واوہام خاہات این فیافی را در نوردد + بحمد اللہ وہمۃ مصنفین این
انوار ساطعہ چہ سحر بردہ + وچہ اعجاز دمی بہ پایہ بیان در آوردہ + کہ از سطوع انوارش

بردیده بی بصران بکحل خفاشش درست آمد + واز نلموع لمعاتش آب در چشمهٔ آفتاب ریزد
الحق نور را با ظلمت تضادی تمام متحقق بود که چون تنویرات شعشعانی آفتابلمعاز مشرق
نهایت پرتو انگیزان گردد + زلف لیلای لیل را چه یارا که باحتراق بازی جمراتش
بال کشاید + مُرغان اسوله معترضان در چنگال اجوبهٔ این رسالهٔ صید بازی شهباز و
فروجگان نمودند + وقامت اعتراض مانند خار سر شکشیده که جلادان توقیع از شمشیر
اشارت فرقش را نه بریدند + ازگچینیش خلا روخاشاک بدعات بریده شد - واز نضارت
فرمایش گلشن کدهٔ هدایت شگفته + نخل فقاهت از ریشه دوانی معانیش در عمل
جوشی اجتهاد + وگلبن شریعت از بهار افروزی نسیم کلامش در عطر ریزی ریاض
اعتقاد + از افتتاح فاتحهٔ کلامش معنی فتوحات حاصل + واز نوربار یواقیت اسرارش
دیده کور سوادان حاطل + عیسی دم مسائل بارگیش مستعد احیاء عوام + وگنج کادی
سینهٔ الهام زایش قفل کشای مخازن فهوم - شعلهٔ لمعاتش سرمه بیز سواد دیدهٔ انوار
معارف فیوضاتش منور قلوب اسرار + توضیح عبارتش تنقیح فرمای تلویح معانی - ومنا
معانی مطالبش نور الانوار مواطن روسای + دُر مختار معاقد بی بهاست + محیط
ومدعاست + کشاف طینتی بتبیانش در مختصر بیانی الفاظ مطول فروش دکان مضمون
وفتوح غیب عساکر معانیش در ملک گیری طبل نویدگوی افواج معانی موزون + چون
تمدیح نثاری این رسالهٔ سترگ در پاس مقام اطناب سر فرود آورد آولی آنکه بدین دعا
اختتام توصیف کنیم + ع قبول خاطر اہل ہدی باد فقط +

**احمد آباد گجرات** صورة ما سطره النحرالفهامه والبحر العلامه واقف اسرار المعقول
والمنقول کاشف استار الفروع والاصول دامغ جیش الاباطیل مشتت شمل الاضاذیل
المدعو بمولوی نذیر احمد خان الرامپوری المدرس فی بلدة احمد آباد ابقاه الله
بالصدق والسداد والهدایه والرشاد + بسم الله الرحمن الرحیم - الحمد للخالق الذی

خلق نورنبیہ اول جمیع المخلوقات فجعل منہ الانبیاء والصدیقین والشہداء وسائر المکونات
وارسلہ آخر کل النبیین رحمۃ للعالمین وسخر لہ الملک والملکوت والارضین والسموات و
افضل الصلوات والتحیات علی خیر الانام الذی من علینا ببعثتہ العزیز العلام بقولہ
فی کتابہ المنزل المکرم الذی ہو اقوم البینات وادوم المعجزات وامر فیہ بتحدیث النعمۃ
وایۃ نعمۃ تساوی ولادتہ فذکرہا افرادا وجتماعا بہیئۃ الاحترام والاکرام کیف لایکون
من الحسنات والعبادات وآلہ واصحابہ الذین غرروہ وقرروہ بافئدتہم وجوارحہم
فبلغوا فی الدرجات الی اقصی الغایات ومن بعدہم من محققی الفضلاء البطول والکملۃ
الفحول اتفقوا علی حمر الاعصار فی الامصار علی احتفال ذکر ولادتہ واستحسنوا القیام
عندہ علی الاقدام فقالوا البرکات المتوالیات اما بعد فانی طالعت ہذا الکتاب اعنی
الانوار ساطعۃ فی بیان المولود والفاتحۃ للعالم الافضل والفاضل الاجل النحریر الرفیع
والبحر المنیع المولوی عبد السمیع اطال اللہ بقاہ ورزقنا ورایاہ لقاءہ ورضاہ وجزاہ
اللہ عنی وعن جمیع المومنین الصالحین خیرا وکفاہ اللہ اعداءہ وحسادہ صنیرا فوجدتہ
منورا القلوب المجبین سبیل المرسلین ودلیلا قاطعا لاثبات الفاتحۃ ومیلاد خاتم النبیین
وبرہانا ساطعا لاثباتہما علی المنکرین المتبعین غیر سبیل المومنین فلا یختفی منیارہ الاعلی
العنید الغوی الذی مقلتہ عمیاء والاعمی الغبی الذی لایری شعاع الذکاء فی وسط
السماء وقال المتنبی فی الذی ہو کذلک عاذرا لہ لما ہنالک شعر ولو خفیت علی
الغبی فعاذرہ ان لاتراہ مقلۃ عمیاء فجدیر للموفق اللوذعی فی مقابلۃ مثل ہذا
الجہل والغبی ان لایسلک مسلک شاعر الماہر المتنبی وارجو من اللہ جل برہانہ
وعظم شانہ ان لاینکر مضامین ہذا الکتاب احد من العاقلین المنصفین المتدینین فان الانکار
من قبیلۃ التدبر والنظر علی الکتب من المنکرین لان المولف المتمقلم النحریر الفہام
ادضحہا ایضاحا لایاتیہ الانکار واظہرہا اظہار الشمس بلاد الشرق والغرب فی نصف

النهار واقام البينة عليها فصارت عند الازدحام كالجبال الراسيه ۞ وتصدى لدفع
الاعتراضات التي تقولها اهل البدعات السيئات فاجاب عنها باجوبة مرضية شافية
فلا يسع لمن له قلب سليم الا التسليم بالتكريم واما الذين اشرب في قلوبهم حب الكابرة
والمعاندة وكان داءهم اللداد والمضادة وديدنتهم عن الحق الاستكبار وعن الهداية
الاستنكار فلا عجب ان تنفروا عن مثل هذا التحرير الازهر ويستدبروا عن هذا التقرير
الاظهر والاطهر الا ترى ان لا شيم فاقد الشامة المسك الاذفر ولم يومن بالاعجاز
الشقاق القمر المعاند الاكبر فمن ضاهاه ونشابه قلبه كيف يتخلف عنه وضوح هذا الاثر
وانكان لحد هما الاصغر من الاخر اللهم احفظنا بلطفك القديم وفضلك العميم عن
مثل هذه الصفيعة الشنيعة واغفر لنا كل الخطايا والذنوب بذريعة حبيبك خير البرية
صلى الله عليه وسلم وازرقنا خلة خليلك الكاملة وامتنا على الخاتمة الحسنة وآخر
دعونا ان الحمد لله رب العالمين وصلى الله على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين
قرره باللسان وحرره بالبنان المفتقر الى ربه القدير محمد نذير المعروف بنذير احمد خان
عفا الله تعالى عنه وعن والديه جم الخطاء والعصيان ۞

عازیپور صورة ماحرره شامخ المكان باذخ الشان العالم الجليل والفاضل النبيل
الشريف النجيب ذي المناقب طاهر الاغراس اللطيف النثيف جميل الشمايل طيب
الانفاس كنز المكارم معدن الحساب مولنا محمد ابو البركات لازال بالخير والفيض
والافادات - الحمد لله الفتاح المنان + الذي زين بالفاتحة القران ۞ وهو
نور الانوار الساطعة ۞ ورب الاقمار الطالعة + السميع العليم + الخبير المنعم القديم + والصلوة
على من هو اكرم اولاد آدم + وافصح مصاقع العالم + انه لخاتم المرسلين ومولده
رحمة للعالمين ۞ وعلى آله الاصفياء الواصلين + واعلى اصحابه الاتقياء الكاملين ۞
اما بعد فيقول العبد المفتقر الراجي رحمة رب البريات + محمد بن المدعو بابي البركات +

فاتحہ شفاعت والی مومنین
سے اور درود وسلام اس پر جو
سردار محمد شفیع المذنبین برادر بیکس
پاک اور اصحاب ہدایت مآب پر جو
بعد کہتا ہوں کہ میں نے رسالہ
دیکھا جو کہ بڑی فاضل مولوی عبد السمیع
نے تالیف کیا ہے اثر فتحالی اور کوشش
کی اور اچھی جزا رعایت کرے یا باقی
فضائل قوی دلیلوں اور صحیح نقل کی روشنی
پر اللہ تعالیٰ اس کی سعی کو شکر فرمادے اور
مسلمانوں کو بہت نفع دے

غفر الله ذنوبه و السيئات + ابن فخر العلماء + صدر الفضلاء + بدر الفقهاء + قمر الكملاء
سند الواعظين المحدثين + ناصر المسلمين + مولنا الاعظم + مقتدانا الاكرم + بحر المعانى
الملقب بالجنيد الثانى + لتفقهه فى اسانيده للاحاديث و التصوف الامام الهمام حضرت
مولانا عبد الحق محدث كانفورى عم فيضه ذو المجد و الفرو الجاه + المولنا الحاج محمد
امانت الله + الحنفى الفصيحى لازال بابه ملاذ الحنفاء الاشراف و جنابه مرجعا للشرفاء
الاحناف ان افضل السعادات الابدية و اكمل البركات الصمدية و اقدم الفيوضات
الرحمانيه و اكرم الكرامات السبحانيه ذكر افضل الانبياء صاحب الشريعه الغراء مالك الطريقة
الزهراء من فضائله الجليله و محاسنه النبيلة و ظهور البركات و الكرامات عند ولادته
الشريفه و معجزاته و آياته اللطيفه فطوبى لمن صنف فيه و اجاد و هدى الناس طريق الحق
و سبل الرشاد و ان هو الا المولى الكامل فخر الاماثل فى الفروع و الاصول و صدر
الافاضل فى المعقول و المنقول عليم باسرار الاحاديث النبويه خبير بدقايق المواعظ
المصطفيه ضابط الاحكام الشرعيه جامع النكات الاصليه و الفرعيه فاتح المغلقات
النقليه كاشف المشكلات العقليه مشكوة مصابيح البلاغة ضياء مشارق الفصاحة و البراعة
سند الاعالى مستند ارباب المعالى ذو المقام الرفيع المنيع المولوى محمد عبد السميع خانه
قد اورد كلها فى رسالته المسماة بالانوار الساطعه لقد ورد حيث سعى فى اسعاف
مرام المتصوفين المقلدين و اهتم فى رد شبهات المنكرين الضالين و اتى مانيا سبه المقام
باقوال العلماء الكرام و قدماء الاعلام بحيث لم تسمعها الآذان فلم يرها عيون الدهور
و الازمان فو الله لقد انبسطت القلوب بطالعتها و نورت العيون بمعاينتها الفاظها
بدور بازغة جملها شموس طالعة سطورها انهار رائقة تحقيق جداولها بحار التدقيق فيا معشر
الناظرين الطالبين الصادقين ان ستنتظموا ان تنتفعوا بها فشمروا عن ساق الجد و
اشتروها فانها خير لكم ان كنتم تعلمون ٭

۱۳ چڑیاکوٹ صورۃ رصعہ الادیب اللوذعی والاریب الالمعی غواص بحار التحقیق بسباق غایات التدقیق عالم صنائع الکلام عامل بدائع النظام التقی النقی الزکی الضابط الاثبت الصدوق مولنا محمد فاروق مدظلہ العالی مدی الایام واللیالی - الحمد للہ رب الانوار الساطعہ + ونور الاقمار اللامعہ + والصلوٰۃ والسلام علی من اوتی الایات الصادعۃ + والحجج القاطعہ + وبعد فان احسن ما یقصد ویراد والطیب ما یروم العباد + ویلتاق ہواجر طلبۃ الاکباد + ویساق فی منازلہ الرواحل اشد اساد + ویحوطاق مراحل سبعہ القفاد + ویستوطن فی ہواہ غوارب الرسم وظہور الجیاد + ویحتاب لاجلہ البلاد + الشاسعۃ النائیۃ البعاد + ذکر سید العباد والعباد + خیر سلائل الخلیل وابائہ والاجداد + وسلالۃ انجال اسمعیل وابنائہ الحنفاء الامجاد + من ذکر نسبہ خیر الانساب + وآیاتہ المحکمۃ المدہشۃ للالباب + وارہاصاتہ التی جاءت عند مولدہ الشریف المستطاب + فانہ اجل ما یدخر لیوم الحساب + واکرم ما یقتنی بحسن الثواب + فطوبی لرجل ملاء وطابہ وکمل نصابہ + وان ہو الا المولی الکریم + النبیہ الفہیم + مولی البلاغۃ والبراعۃ + مالک ازمۃ الطرس والیراعۃ + عالی الکعب کعبۃ المعالی + ذالی المجد الشامخ والعز المصمد والمحل الرفیع صاحب المقام الرفیع + والجاہ المنیع + المولوی عبد السمیع + فانہ قد الی برسالۃ فی مجلس ذکر المیلاد + وسعی وجد فیہا فاجاد + وہدی الناس الی سبیل الرشاد وہاد فقاق اہل الافاق وساد + وسد موارد الغی والفساد + اللہم بارک لہ فی رزقہ وحیاتہ وانشر للناس برود عوارفہ وبرکاتہ +

۱۴ لکھنؤ صورۃ ماجرہ زین العلماء سراج الادباء الذی ہو فی عصرہ وحیدہ وفی دہرہ فریدہ مولنا ابو الغفار محمد عبد المجید البقاء الولی الحمید وہو النجل السعید الکریم لمولنا الحافظ شاہ ابی الحیاء محمد عبد الحلیم ابن مولنا ابی البقاء محمد عبد الحکیم ابن مولنا ابی العیش محمد عبد الربط بن ملک العلماء ابی العباس مولنا عبد العلی بحر العلوم الکنہوی الفرنگی

محلی غفر اللہ لہم اجمعین و اعلی درجاتہم فی اعلی علیین بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ اکبر اللہ اکبر
انا اذل و ایہ افقر ہو خالق الغرد الغنار و انا فی غایۃ الذل و الغنار تعالی اللہ شانہ علوا کبیرا
لا یستطیعون ثنار علیہ و لو کان بعضہم لبعض ظہیرا یتوالی مراحمہ علینا بلا وقف فی اللیل و الیوم
یدبر الامور کلہا و لا تاخذہ سنۃ و لا نوم و ہشت اللباب عن عد نعمائہ و طاشت الحلوم و
بردا العقل عن حد آلائہ و تبلدت الفہوم نحن و ہمتنا قاصرون حد التقصر و مکارہہ فالیقہ من الحد
و الحصر فکیف احمدہ علی شانہ و اطرح الادب و کیف لا احمد حال تواتر نعمہ فیا عجبا بعد العجب و
آن تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا منہا انوار ساطعہ و عجالۃ نافعۃ اعنی ہذہ الرسالۃ العجیبۃ و الرقیمۃ الغریبۃ
فحاویہا لائقہ و معانیہا فائقہ مضامینہا من الصدق و السداد مملوہ و الفاظہا سلیسۃ
نفیسہ حلوہ تہدید لمن غشی قلوبہم الکدر و الکید و الریب و ہدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب
طریق الاستدلال فیہا احسن الاسلوب اثبات و عادیہا قوت القلوب تمیل الیہا النفوس
کما ترغب الی المآکل و الملابس بل تجلبہا جلب مغناطیس فللہ در من صنفہا و لہ حسن من
صرف فیہا الاوقات و الفہا لما جارت للمطالعہ و رایت منہا اوراقا معدودۃ و جدتہا مرغوبۃ
الطبع محمودۃ فنظرت نظرۃ بالاجمال و الاستعجال و منعنی من الامعان العلل اللاحقہ و الہزال
فجزمت فی المطالعۃ عن الاستیعاب و اکتفیت علی عدۃ اوراق من الکتاب و علیہ حمد اللہ
قاضی الحاجات و لیس حمدی الا حرکۃ الشفۃ و اللہاۃ و اعتذر انی جنابہ من من التقصیر اعتذار
البائس العاجز علی باب الامیر و ارجوہ ان یعید علینا سوابق النعم و یزیدنی لواحق الکرم
و اصلی و اسلم علی رسولنا و شفیعنا محمد الہادی الی سبل السلام و علی آلہ و اصحابہ اجمعین
الاسلام و انا الراجی رحمۃ ربہ الوحید ابو الغنار محمد عبد المجید ابن مولنا المولوی الحافظ
شاہ ابو الحیا محمد عبد الحلیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم

محمد عبد المجید
ابو الغنار

جناب مولنا عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی کا تصدیق فرمانا اس
کتاب کو جیسا کہ اونکے شاگرد مولوی سعید الدین صاحب لکھتی ہین

صورة مارقمه التقی الزکی الفطین العالم العامل المتین الرزین المولوی سعید الدین احمد من نجباء بلدة رامفور ضلع سہارنفور وہو من ارشد تلامذة مولنا عبد الحی لکھنوی المغفور —

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی انعم علی الناس ببعثة محمد خیر العباد وجعل مقدمہ قرة للعیون ومسرة للفواد والصلوة والسلام علیہ وعلی آلہ واصحابہ صلوات وسلاما لا یحیط بہا امد ولا اعداد صلوات تنقضی یوم لا تجزی الاباء عن الاولاد ولا یحمل الابناء باعباء آبائہم والاجداد آما بعد فیقول الحقیر العباد محمد المدعو بسعید الدین غفر لہ ربہ یوم التناد ان من اطیب ما یستلذہ الفواد ویلتاع الیہ الاکباد ذکر سید العباد وآلہ من محاسن اخلاقہ ومعجزاتہ وآثارہ صلاة عند المیلاد فقاز من جری علیہ ووالاہ وخاب من جحدہ وعاداہ فمن الذین اجبوہ فاکرموہ واستحسنوہ وابرموہ المولی الفاضل البارع الکامل ذو المکارم العالی والباع الرحیب المصقع الادیب الاریب صاحب الشرف الرفیع المولوی محمد عبد السمیع قد اتی برسالة نافعة موسومة بالانوار الساطعة فاکب العلماء علی مدحہا وتحسینہا واثنوا علی ما فیہا من الثناء من کل سنیہا وشنیہا منہم استاذنا المشہور المولوی محمد عبد الحی اللکھنوی المغفور فانی قد عرضت تلک الرسالة علیہ فاستحسنہا واستجادہا واحلہا محل الارشاد وقال ان ہذا الکتاب جامع جمیع الاقوال فی ہذا الباب وسلک فیہ مولفہ مسلک الصدق والسداد واجتنب عن سوء القول والعناد صلی اللہ علی النبی وآلہ لامجادہ

**بلندہ ضلع فتحپور ہسوا** صورة ماطرزہ رافع اعلام الدین امام العابدین مبید اہل البدعة ومجاعة مبدد اہل البدعة والشناعة مولنا القاضی **محمد عبد المغفور** ادام اللہ شرفہ ومد ظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی اید اہل الحق وانصارہ وہزم اہل البطلان واشیاعہ والصلوة والسلام علی حبیبہ الذی قلع اطلال الفساد وتہیاتہ وعلی آلہ واصحابہ الذین شیدوا قصر الرشاد وارکانہ اما بعد فانی طالعت الکتاب المسمی بالانوار الساطعة فی بیان المیلاد والفاتحة الذی صنفہ العالم الجلیل والفاضل النبیل عدیم العدیل فقید المثیل مولانا القریع المحافظ

المولوی محمد عبد السمیع صانہ اللہ تعالی عن شر کل غبی نزیع وغوی وجمیع فوجدتہ ظہیر الاہل السنۃ والجماعۃ ونصیرا لاصحاب الدرایۃ والہدایۃ ہادیا لدار الضلالۃ وہاتما لاسنان اہل الغوایۃ فجزاہ اللہ سبحانہ احسن الجزاء ووقاہ جمیع البلاء حیث افہم الباغین اتم الافہام وافحم الطاعنین اکمل الافحام یلین الکلام وحسن النظام فمن انصف واقبل جل ومن اعتسف وادبر ذل فقط حررہ الفقیر المشہور بمحمد عبد الغفور المتوطن بقصبہ بلندہ ضلع فتحپور

**کانپور** - صورۃ ما قرظہ ونظمہ مجمع الفواضل العالم العامل العارف الکامل لذاکر الشاغل المراض المفاضل مولنا شاہ **محمد عادل** عم اللہ فیضہ الشامل الی یوم الرجف والزلازل کان اخذ العلوم حین التعلم من علام الخلائق والاکناہ مولانا شاہ سلامت اللہ وہو من عمش العلماء مولنا شاہ عبد العزیز الدہلوی رحمہما اللہ العزیز القوی - بسم اللہ الرحمن الرحیم حمداً لمن وفق محبی حبیبہ الکریم المذی ولد فی خیر البلاد وہو مشفع الخلائق فی المیعاد لعقد مجالس المسلاۃ وجعل الحجم ہادی مبغضہ اللئیم الذی ہو معدن الشر والفساد واحد لاعدایہ سود الاکباد شر مآب جہنم یصلونہا فبئس المہاد ان تعالی عزیز ملک بر رؤف جواد الذی انعامہ علی العباد غیر معلول بعلل طاعات العباد وصلوۃ وسلاما علی من ہو باعث للایجاد ومبعوث لہدایۃ الثقلین الی سبیل الرشاد وارائہما طریق الرشاد سیدنا محمد افصح من نطق بالضاد الذی ہو الانام ہادی امرہ ثابت باجماعنا اعظم السواد وعلی آلہ الامجاد واصحابہ افضلی الزہاد والی یوم التناد اولئک الذین رحماء بینہم وعلی الکفار اشداء وہم بذلوا اجہدہم فی اشاعۃ دین الحق وصرفوا اموالہم وانفسہم فی الجہاد مع الکفرۃ الفجرۃ ذوی النفاق والعناد وبعد فیقول العبد النحاتی النحائل محمد عادل عاملہ اللہ سبحانہ بفضلہ الشامل وجعلہ من الامنین یوم الرجف والزلازل واصلح حالہ بلطفہ الکامل فی العاجل والآجل انی قد رایت مواضع شتی من ہذا الکتاب المترجم بالانوار الساطعہ فوجدتہ اوفق لمعتقدات اہل الحق ماذکر فیہ فہو بالمتابعۃ احری واحق وان الحق بالاتباع احق قربت مطالبہ بتقریر الطف وادق وبینت مسائلہ ببیان شاف

الی الذہن اسبق کیف لا وقد رصفہ من ہو جامع بین المنقول والمعقول حاو للفروع والاصول
اسوۃ اصحابنا انہی صاحب الدرجات العلی الذی قد خص بالعلم الوسیع وہو ذو الشان
المنیع والمکان الرفیع عنی مولنا عبد السمیع سمع اللہ لمسئولہ واستجاب بغیتہ لمدعوہ ومتع
ارباب الاسلام لطول بقائہ ویسر متمنا یتیسیر لقائہ جزاہ الہنا المولی الوہاب عنی وعن جمیع
المستفیدین من ہذا الکتاب جزاءً اوفی فیجعل الجنۃ لہ المثوی وخیر ماب ثوابا من عند اللہ
واللہ عندہ حسن الثواب ہذا واحمد للہ اولا وآخرا والصلوۃ علی النبی وآلہ باطنا وظاہرا۔

**اکبر آباد** ۔ صورۃ ماکتبہ ذو المجد الظاہر والفضل الباہر غائص بحار التحقیق فارس مضمار
التدقیق المشتہر المدعو بالاسنۃ والافواہ بمولنا **محمد عبد اللہ** اول المدرسین فی مدرسۃ
اکبر آباد صانہ رب العباد عن شرور اہل الغی والعناد ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ
العلی الاعلی الذی خلق الارض والسموات العلی والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان
علی من دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی وعلی آلہ الابرار واصحابہ الاخیار الی مادار
الدوار وسار السیار آما بعد فلقد رایت کتاب الانوار الساطعۃ مشتملۃ علی تحقیقات فاخرۃ
وتدقیقات فائقۃ شموس براہینیہ علی افق التحقیق طالعۃ واقمار حجیہ علی فلک التدقیق لامعۃ
انوار دلائلہ واثارہ علی الاکناف والاطراف ساطعۃ وسوانح البحر الطمطام والبحر القمقام ابادہ
بما اراد وسلک مسلک السداد وازحق الباطل الزیغ والالحاد وہدی الناس الی
سبیل الرشاد اذ ہو ہاد لاہ لکل قوم ہاد واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وعندہ
ام الکتاب نقلہ وقرظہ العبد الاواہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ما جناہ من الجناح فی المساء
والمصباح المدرس الاول للمدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ ببلدۃ اکبر آباد صانہا اللہ
عن الشر والفساد فقط ۔

**دہلی** ۱۹ ۔ صورۃ ما رقمہ الثقیف الجلال والحصیف البجال مروج عقائد الاسلام مفسر
کلام الملک العلام مقدام فنون المناظرۃ والکلام والمعانی **المولوی ابو محمد عبد الحق**

مولف عقائد الاسلام والتفسیر الحقانی لازال فائزا بالمآرب الامانی بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی - یعنی رسالہ انوار ساطعہ کو دیکھا ہے اور اسکی چند الجات کو پڑھا ہے حقیقت مین مصنف ممدوح نی کمال متانت اور بڑی لیاقت سی بحث کی ہی اگر مبالغہ نہ سمجھا
جائی تو مین کہہ سکتا ہون کہ اس مسئلہ مین یہ رسالہ بی نظیر ہے اور اسکی تحریر مین حق
بجانب مصنف ہی محفل میلاد خصوصًا اس پر آشوب زمانہ مین نہایت نیک کام اور
باعث ترویج اسلام بین العوام ہی اب جو لوگ اس محفل متبرک مین بعض بدعات کا
ارتکاب کرتی ہین یہ انکا قصور ہی اس الزام سی یہ کام برا نہین ہو سکتا بنا رمساجد
ومدارس جو بالاتفاق امر مستحسن ہے اگر اسمین کوئی بدعات کا ارتکاب کرے تو کیا اس سے
کوئی اس نفس فعل کو برا کہہ سکتا ہی نہین ہرگز نہین میری نزدیک جس فریق نے
بدعت سیہ کی معنی یہ لیی ہین کہ قرون ثلثہ کی بعد جو بات پیدا ہوئی ہی وہ بدعت سیہ ہے
اونی بڑی غلطی کی پھر جس نی اس بنا فاسد پر تقریحات کی ہین اور اسکی پیروون نے
انکو کالوحی من السماء سمجھہ لیا ہے وہ اور بہی غلطی مین پڑ گئی ہین واللہ الہادی
وہدایہ ازمتہ المقاصد والمبادی - ابو محمد عبد الحق ۞

**ایضًا دہلی** - صورۃ ماہ شاہ وہنہ الفاضل النحریر والناقد البصیر قدوۃ ارباب التدبیر
التذکیر اسوۃ اصحاب التحریر والتقریر الکریم ابن الکریم الحافظ لحدود اللہ والمتبع لسنۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مولانا محمد یعقوب ابن خازن العلوم مولانا محمد کریم اللہ الدہلوی
التلمیذ الرشید المولنا شاہ عبد العزیز الدہلوی خصہم اللہ بالفیض الہبی والاجر السنی
ہو العزیز الکریم - بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ علی انعم علینا بعثۃ سید الانبیاء
محمد المصطفی والصلوۃ والسلام علی رسولہ المجتبی وآلہ المرتضی واصحابہ المتہدی وعلی
الائمۃ الکرام المقتدی وبعد فیقول العبد الراجی رحمۃ اللہ علام الغیوب محمد یعقوب حفظہ
اللہ عن الکروب فقد اطلعت علی الرسالۃ الرشیقۃ والمجالۃ الکریمۃ المسماۃ بالانوار الساطعہ

فی بیان المولود الفاتحۃ التی الفہا العلامہ ذو المحامد والمناقب الرای الثاقب صاحب
المقام المنیع المولنا محمد عبد السمیع صانہ اللہ عن کل خصم شنیع فوجدتہا صحیحۃ وموافقۃ المذہب
اہل السنتہ والجماعۃ ومملوۃ بالروایات المقبولۃ المرضیہ فمن وافقہا فہو منا ومن خالفہا
وردہا فلیس امرہ برشید وما قولہ لسدید وکیف فاہنا مشحونۃ بالدلائل الساطعہ والبراہین
القاطعہ والمطالب النفیسۃ والمآرب المنیفہ المرویۃ عن الفضلاء والکبراء نسئل اللہ تعالی
ان یرزقنا اتباعہم وآخر کلامنا وختم مرامنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی
علی خیر خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین وآلہ الطاہرین واصحابہ الظاہرین ۞ فقط

رڑکی ۲۱ صورۃ مازبرہ الجرا السامی والبحر الطامی الفاضل الوقاد والکامل النقاد الشیخ
الشریف الحصیف اللطیف مولنا محمد عبد الحق السہارنپوری المقیم فی رڑکی
للتدریس ونشر العلوم سلمہ اللہ القادر القیوم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی نوالہ
والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ ۔ اما بعد احقر الخلایق عبد الحق عفی عنہ ملتمس خدمت
اہل اسلام ابقاہم اللہ الی یوم القیام ہی کہ کتاب لاجواب سراپا بتحقیق وصواب مسمی بہ
انوار ساطعہ مولفہ فاضل اجل عالم باعمل مولوی محمد عبد السمیع صاحب رامپوری دام فیضہ نظر احقر
سے گذری ۔ الحق مولف موصوف فی جزاہ اللہ خیر احسبتہ للہ بطور سعی فی الدین یہہ کتاب
ایسی تحریر فرمائی ہے کہ جسکے مطالعہ سے ایمان والونکی آنکھونمین نور اور دلون مین ترقی
ایمانکا سرور ہی ہان جو معاندین حق اور پیروان باطل ہی ہی وہ بلاشک اس سے
متوحش اور نفور ہی سو ایسی شپرہ چشمونکی خواہش سے آفتاب کا سیاہ ہونا ممکن نہین اگرچہ
سطوع انوار سے اونکی آنکھونمین خیرگی ہو اور فاسد طبعی ہی دلونمین تیرگی آدی ہے
نور گیتی فروز چشمہ ہور ۞ زشت باشد بچشم موشک کور ۞ پس اگر چند فضول گو
ہفوات وخرافات بکین اور فضول باتون سے اوراق سیاہ کرنیکو تحریر جواب نام رکہین
تو اونکی ناکامی اور عالم مین بدنامی خود ظاہر باہر ہے اہل نظر اور ارباب بصیرت کو ایسی

بے بصرونکی شکایت نہین کہ وہ نور کو ظلمت اور سنت کو بدعت اپنی کجی باطن اور جہالت سے قرار دیتی ہین اور نور اسلام کو زایل اور حق کو باطل کرنا چاہتی ہین واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ٭

میر ٹھ ۲۳ - صورۃ ما قرظہ الشیخ النجیب الحسیب الشاعر اللبیب الادیب المتمسک بعقائد اہل الفوز والفلاح المتشبث باعمال اہل الخیر والصلاح المشہور بالمولوی ابو محمد صادق علی مداح سلم خالق الاشباح والارواح - ای بہار آرای چمنستان کون ومکان تیرا ہزار ہزار شکر اور لاکھ لاکھ احسان انوار ساطعہ کی تجلی ریزی کی گلہای تر وتازہ سی مشام آرزوی مشتاقان دوبارہ معطر ہوا اور اس تجلی زار کی جلوات خورشید اثر سے ایوان مراد عاشقان کا در ودیوار منور ہوا اللہ اللہ کیا کتاب ہے جسکے ہر ادا لاجواب ہر لفظ کی پہین جلوہ ریز نور ہر معنی کی تجلی تماشای طور ہر سطر اسکی سفہای بی ادب کے لیے تازیانہ ہدایت ہے ہر صفحہ اسکا صلحای صافی مشرب کی واسطی آئینہ رونمای سعادت ہی یہہ کتاب تعلیم غیبی کا وہ نادر سبق ہے جسکی فیوضات کا جوش آئینہ اسرار نہ طبق ہی یہ اوس شہسوار میدان دین وایمان کا عالی نشان ہے جسکی یکہ تازی سمند تحقیق سی کشور وہابیت پامال وویران ہی وہ خضر وادی تحقیق ہادی منازل تدقیق ہالانشین صدر رفیع جناب مولنا مولوی عبد السمیع ہین سبحان اللہ دلایل وہ مدلل کہ جای گفتار نہین براہین وہ مبرہن کہ مقام انکار نہین عاشقان رسول مقبول نی اوسی آنکھوسی لگایا عالمان معقول ومنقول نی مستند ٹھیرایا مسئلین کا یہہ مذہب صوفیونکا یہ مشرب علمای ہندسی تا مفتیان حرمین الشریفین سب وسکی قائل ہر خانوادہ کا صوفی اوسپر جان ودل سے مائل علی الخصوص دہلی بستان حجاز یعنی مکہ معظمہ کا مفتی حنفی بلاغت طراز دیکھو کس خوش آہنگی سے زمزمہ پرداز ہے ٥

انزہ ربی عن مقالۃ کاذب ٭ کفور بما سمی براہین قاطعہ ٭ وما حکمہ فی ذا سوی ضربۃ ہرۃ

بسیف لہ فی الحق انوار ساطعہ ۔ یباعد منہا راسہ عن مکانہ ۔ وتبقی لاہل الزیغ والجہل قامعہ ۔

یہ اشعار ملیح یطرز تلمیح حضرت مفتی حرم محترم اون فتاوی کی ذیل مین رقم فرمائی ہین جو مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے درباب ردّ مسایل کتاب براہین قاطعہ مواہیر علماء حرمین شریفین سے ۱۳۰۷ھ مین مستند کرائی ہین اور یہ بات ان اشعار آبدار سے آشکارہ ہے کہ مولف براہین قاطعہ بالکل کاذب وکفور اور اوسکا گروہ اہل ضلالت واہل زیغ ہے اور کتاب انوار ساطعہ راہ حق مین مخالفین حق کا سر کاٹنے کے لیے تیغ بیدریغ الٰہی اس کتاب مستطاب کی شہرت ومقبولیت جلوہ آرای اوج کمال ہو اور اوسکے ناظرین وسامعین کا دل لذت یاب کیف جلال وجمال ہو آمین یارب العالمین ۔

**مولف کہتا ہی** کہ تقاریظ نقل کرتی کرتی بہت تھک گیا ہون اور ابھی علماء عصر کی بہت تحریرین آنی ہوئی باقی ہین جناب مولوی عبدالخالق صاحب اور عبدالمجید صاحب جو دونون حضرت بحرالعلوم قدس سرہ کی اولاد امجاد ہین اور مولوی عبدالوہاب صاحب خلف الصدق حضرت مولینا عبدالرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہا اور مولوی محمد ابراہیم صاحب اور مولوی محمد عبدالباقی صاحب اور مولوی محمد عبدالعزیز صاحب یہ سب حضرات عالیدرجات بلدہ لکھنؤ محلہ فرنگی محل کی علماء باوقار ہین رفع اللہ درجاتہم ونفع المسلمین بمساعیہم اور میری مشفق کرمفرما مولوی محمد عبدالعلی صاحب مدراسی دام فیضہ اور مولینا شاہ محمد سکندر علی صاحب خلیفہ حضرت شاہ عبدالسلام بہسوی رحمۃ اللہ علیہ باسوا اوسکی اور بھی مرادآباد دہلی اور بمبئی وغیرہ کی علماء جزاہم اللہ عنا خیر الجزاء بہوت دنون سے ارسال تقاریظ سے اس ذرہ بیمقدار کو مشرف فرمایا لیکن مجھکو بعض عقلاء دوراندیش نے یہ بھیجا کہ ان سبکی مطلع ہوئی ہین بہت طول ہوگا اور لمبی تحریرونکی دیکھنی سی ہر ناظر بدداشتہ خاطر اور ملول ہوگا بنا علیہ مین اون حضرات کی خدمت والا درجت مین زمطبوع ہوئی تقاریظ کا یہ عذر اونکی توجہ اور بذل عنایت تقریظ نگاری کا صمیم قلب سے شکر

ادا کرتا ہون مگر ایک تقریظ جسکو خاتم التقاریظ کہنا بجا ہے اگرچہ اوسکا پہونچنا
میری پاس آخر مین ہوا ہے لیکن اوسکو شرف تقدم ذاتی کا حصہ ہے وہ
ہر ایک بشر کو مطبوع ہی اور سبکا دل اوسکے مطبوع ہوجانی پر رجوع ہی اور کیون نہو
تمام عرب و عجم و ہندوستان و قسطنطینہ و مصر و شام وغیرہ مین وہ حضرت مشہور
ہین اور آوازی آپکی فضایل کی دور دور ہین حضرت سلطان روم نی بکمال
اشتیاق و آرزو آپکو مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً سے دوبار بلایا اور آپکا اجلال
و اعزاز اعلی درجہ پر ظاہر فرمایا چنانچہ تمام اخبار نگارون نی ممالک ہندوستان وغیرہ
مین جابجا اس خبر کو شایع کیا اور پہلایا اور نیز حضرت سلطان نی جناب
شیخ الاسلام مفتی الانام مولنا احمد اسعد افندی کی تجویز سی (پایہ حرمین
شریفین) اپکا خطاب مقرر فرمایا اور فرمان شاہی مین آپ کو الفاظ
(اقضی قضاۃ المسلمین اولی ولاۃ الموحدین) وغیرہ القاب
عالیہ سے یاد کیا جاتا ہے آپ میری اساتذہ مین اول استاذ ہین کہ درس علم
عربی شروع آپ سے کیا اور تصحیح عقاید اہل سنت کا حصہ بھی آپ سی لیا طرفہ تر یہ کہ
اس دیس کی رہنی والون مین جو صاحب میری مقابل اور مجادل ہوکر میلاد
مقدس حضرت محبوب رب العالمین کی توہین کرتی ہین وہ بھی حضرت مولینا
کو بانتی ہین ازانجملہ کتاب براہین قاطعہ گنگوہی کی صفحہ اٹھارہ سطر چار مین حضرت
کا نام اس ادب سی لیا ہی کہ (ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ) پھر صفحہ
دوسو چھہتر کے دوسری سطر مین لکھا (اب مولوی رحمت اللہ صاحب تمام
علماء مکہ پر فائق اور باقرار علماء مکہ اعلم ہین) بھلا یہ صاحب بھی جب حضرت کو
اپنا شیخ الہند تسلیم کرچکی اور دہر عرب کی جمیع علماء پر ترجیح ترقیم کرچکے اب حضرت
کی تصدیق کمال درجہ کو پہنچگئی اور آپ کی فضیلت کیا ہندوستان اور کیا عرب

سب جگھ کی علما پر خود ہماری معاصرین کی اقرار سے ثابت ہوچکی بنا علیہ انکی
تقریظکا آخر تقاریظ مین چھاپ دینا مجادلین کی اوپر آخر درجہ انتہا درجہ کی حجت
سمجھتا ہون علاوہ برین حضرت مولینا کی حکم کی تعمیل ازاکرتا ہون کہ آپنی مکہ معظمہ
زادہا اللہ شرفاً وتکریماً سی اسکو روانہ فرماکر مجھکو مشرف فرمایا اور مخدومی مولوی
منور علی صاحب مہاجر مقیم مکہ معظمہ کا یہ نوشتہ آیا کہ حضرت مولینا ارشاد فرماتی ہین
چونکہ کتاب درمنظم اور کتاب انوار ساطعہ کا اصلی مدعا اثبات مولد وقیام مین ایک ہے
اسلئی میری طرف سی تقریظ دونون کتاب کی ایک ہی وہ تقریظ یہ ہے تقریظ
مجدد زمان پایہ حرمین شریفین شیخ العلماء حضرت مولنا
رحمۃ اللہ مہاجر مکی مدالله ظله العالی مدی الایام واللیالی
اس رسالہ کو مینی اول سی آخر تک اچھی طرح سنا اسلوب عجیب اور طرز غریب بہت ہی
پسند آیا اگر اسکی وصف مین کچھ لکھون تو لوگ اوسی مبالغہ پر حمل کرینگے اسلیے
اوسی چھوڑکر دعا پر اکتفا کرتا ہون کہ خدا تعالی اسکی مصنف منصف کو اجر جمیل عطا
جمیل عطا فرماوی اور اس رسالہ سی منکرون کے تعصب بیجا کو توڑکی اونکو راہ راست
پر لاوی اور مصنف کی علم اور فیض اور تندرستی مین برکت بخشی اور میرے اساتذہ
کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کی باب مین قدیم سے یہی تہا اور یہی ہے بلکہ بحلف
صحیح صحیح ظاہر کرتا ہون کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ ع برین زیستم ہم برین بگذرم
اور عقیدہ یہہ ہے کہ انعقاد مجالس میلاد بشرطیکہ منکرات سی خالی ہو جیسی تغنی اور
باجا اور کثرت سی روشنی بیہودہ نہ ہو بلکہ روایات صحیحہ کی موافق ذکر معجزات اور
ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جاوی اور بعد اوسکی اگر طعام پختہ یا شیرینی
بہی تقسیم کیجاوی اوسمین کچھ حرج نہین بلکہ اس زمانہ مین جو ہر طرف سی بادریونکا
شور اور بازارون مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی دین کی مذمت کرتی ہے

اور دوسری طرف سی آریہ لوگ جو خدا اونکو ہدایت کری پادریون کیطرح
بلکہ اونسی زیادہ شور مچا رہی ہین ایسی محفل کا انعقاد اون شروط کی ساتھ جو مینی
اوپر ذکر کی اسوقت مین فرض کفایہ ہی مین مسلمان بھائیون کو بطور نصیحت کہتا
ہون کہ ایسی مجلس کی کرنی سی نہ رکین اور اقوال بیجا منکرونکی طرفہ جو تعصب سے کہتی ہین
ہرگز نہ التفات کرین اور یقین یوم مین اگر یہہ عقیدہ نہو کہ اس دنکی سوا اور دن جایز
نہین تو کچھ بھی حرج نہین اور جواز اسکا بخوبی ثابت ہے اور قیام وقت ذکر میلاد
کی چھ سو برس سی جمہور علماء صالحین نے متکلمین اور صوفیہ صافیہ اور علماء محدثین نے
جایز رکھا ہی اور صاحب رسالہ نی اچھی طرح ان امور کو ظاہر کیا ہی اور تعجب ہے ان
منکرون سی ایسی بڑی کہ فاکہانی مغربی کی مقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو متکلمین اور
محدثین اور صوفیہ صافیہ سی ایک ہی لڑی مین پرو دیا اور اونکو ضال مضل بتلایا اور
خدا سی نڈری کہ اسمین ان لوگونکی استاد اور پیر بھی تھی مثل حضرت شاہ عبد الرحیم
دہلوی اور اونکی صاحبزادی شاہ ولی اللہ دہلوی اور اونکی صاحبزادی شاہ
رفیع الدین دہلوی اور اونکی بھائی شاہ عبد العزیز دہلوی اور اونکی نواسی حضرت مولینا
محمد اسحق دہلوی قدس اللہ اسرارہم سبکی سب انہین ضلال مضل مین داخل ہوی جاتی ہین
اف ایسی تیزی پر کہ جسکی موافق جمہور متکلمین اور محدثین اور صوفیہ سے حرمین اور مصر
اور شام اور یمن اور دیار عجمیہ مین لاکھون گمراہی مین ہون اور یہ حضرات
چند ہدایت پر یا اللہ ہین اور اونکو ہدایت کر اور سیدھے رستہ پر چلا آمین ثم آمین
اور وہ جو بعضی میری طرف نسبت کرتی ہین کہ عرب کے خوف سی تقیہ کی طور پر سکوت کرتا
ہون اور ظاہر نہین کرتا بالکل جھوٹ ہی اور اونکا قول مغالطہ دہی ہی مین بحلف
کہتا ہون کہ مینی کبھی حضرت سلطان کی سامنی جو میری نزدیک خلاف واقع ہو اونکی
رعایت یا اونکی وزراء امراء کی رعایت سے کبھی نہین کہا بلکہ صاف صاف دونون فریق مین

جو مین بلایا گیا ہون کھتا رہا ہون اور کبھی خیال نہین کیا کہ حضرت سلطان المعظم یا اونکے
وزرا و امرا ناراض ہونگی اور میرا جھگڑا اور گفتگو جو عثمان نوری پادشاہ کہ بڑے
بادشاہ جہانبانی زبردست تھی اور اپنے حکم کی مخالفت کو بدترین اُمور کا سمجھتے تھے
میری گفتگو سخت جو مجلس عام مین آئی تمام حجاز والی خاصکر حرمین بڑی چھوٹی سب کے سب
بخوبی جانتی ہین بلکہ اگر مین تقیہ کرتا تو ان حضرات منکرین کے خوف سے تقیہ کرتا
مجھے یقین ہی کہ جب انکی ہاتھ سے امام سبکی و جلال الدین سیوطی اور ابن حجر اور
ہزارہا علمای تقوی شعار خاصکر اونکی استادون اور پیرون مین شاہ ولی اللہ وغیرہ
قدس اللہ اسرارہم نچھوٹی تو مین غریب نہ اونکے سلسلہ استادون مین داخل ہون اور
سلسلہ پیرون مین کسطرح چھوٹ سکتا پھر تو ہر حسی تفسیق اور بلکہ تکفیر مین قصور نہ کرینگے پر مین
اونکی ان حرکات سی نہین ڈرتا اور جو میری ان اقوال کی تائید اور سند مع مدلل رسالہ
جا بجا تحریر فرمائی ہی اسی پر اکتفا کرتا ہون واللہ اعلم و علمہ اتم فقط امر بر قمہ و قال بلفہ
الراجی رحمۃ ربہ المنان محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما اللہ المنان رحمت اللہ

## اختتام کتاب بکلمات طیبات مرشد زمان ہادی دوران حضور مرشدی و مولائی نقشبندی و رجائی المشتہر بالاسنتہ و الافواہ الحافظ الحاج المہاجر مولانا شاہ امداد اللہ متع الہہ المسلمین بامدادہ و ارشادہ و تقواہ

بعد حمد و صلوۃ فقیر حقیر امداد اللہ عرض مینماید کہ دریغولا چیزی کیفیت اعتقاد
مذہب و مشرب خود کہ جامع شریعت و طریقت میدانم بقلم آورون مناسب نمیداند
دانست و بغور باید شنید کہ فقیر مدعی مذہب حنفی و مشرب صوفی است اگرچہ در دعوی خود گاہی باشد
مگر خود را حنفی مذہب صوفی مشرب میگوید و میشمارد زیرا کہ فقیر را از راہ عقل و نقل کشف
محقق و معلوم شد کہ ہر قدر کہ فہم معانی قرانی و ادراک حقایق و معارف کلام الہی جل شانہ
و فہم و ادراک حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم این دو گروہ یعنی علمای مجتہدین احناف و محققان

و مشایخ صوفیہ را حاصل و نصیب است دیگران این درجہ ندارند کہ از یک مسئلہ مسایل کثیرہ استخراج کردہ اند
و پشت پناہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم گشتہ اند رضوان اللہ علیہم اجمعین لہذا فقیر بدل متقلد ہر دو
فریق موصوف گشتہ مذہب و مشرب ایشان اختیار کردہ است فواید بسیار ظاہری و باطنی حاصل کردہ است
و میکند ہو الموفق و المستعین پس متقد و مختار فقیر آنست کہ دران مسئلہ کہ این ہر دو فریق متفق اند
یعنی احناف و صوفیہ فقیر بی تکرار و بحث بدل قبول نمودہ بران کاربندی شود و دران مسئلہ کہ بین
موصوفین اختلاف واقع شدہ دران مسئلہ دیدہ خواہد شد کہ اگر آن اختلاف در حقایق و معارف
توحید است رجوع بصوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالی کردہ خواہد شد زیرا کہ این گروہ محقق و اہل کشف
ہستند و فریق ثانی نظر و فکر عقلی را دخل میدہند و اگر اختلاف در مسایل عبادات و معاملات است
دران نیز غور کردہ خواہد شد پس اگر آن اختلاف در مسایل اعمال جوارح تعلق دارد و اہل ہند
حنفی رجوع کردہ آید و اگر اختلاف در اعمال قلبی است رجوع بصوفیہ خواہد شد (دستور العمل حضور پرنور صفحہ ۳۰)

**وقال دام ارشادہ و امدادہ** از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ بخدمت با برکت جناب مولوی
نذیر احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالی۔ بعد علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ آنکہ نامہ موحوبہ ۲۱ رجب
مع ایک پرچہ مرقومہ مطبع محبوب المطابع شہر میرٹھ جو فقیر کی خط سی نسوب ہے جناب مولوی غلام بیگ صاحب
کی ہاتھ پہونچا فقیر کا یہ مسلک نہیں ہے کہ اہل اسلام کی تکفیر پر جرات نہیں کرتا بلکہ اوس سے تنفر قلبی رکھتا ہے
اور دین میں فسادات کو حماقت بلکہ خسران و خذلان کا موجب سمجھتا ہے جہانتک ممکن ہو تاویل کو محبوب
سمجھتا ہے بشرطیکہ سواد اعظم کی خلاف نہ ہو اور فقیر صلح بین المومنین کا بدل خواہاں ہے اور اپنے احباب
بھی فقیر کی یہی نصیحت ہے کہ نزاع سی کنارہ کش رہیں اور مسایل مختلفہ فیہا میں سواد اعظم کا اتباع کریں
اگرچہ وہ مسئلہ اپنی تحقیق کی مخالف ہو کیونکہ سواد اعظم علما و مشایخ کا خلاف منزل مرتبہ ایمانیہ کا
موجب اور انحطاط کمالات کا مثمر ہے * اوس خط میں یعنی خط مطبوعہ محبوب المطابع میں جو فقیر کے خلاف ہے اوس کی
تصریح کرتا ہوں جو اجابا دل میں امکان وقوع کا فرق بتایا گیا ہے فقیر کو اوس سے اتنا معلوم ہوا کہ کذب کا
نقایص میں سے ہونا متفق علیہ ہے پھر ذات مقدس باریتعالی کی طرف نقص کا استناد کسطرح جائز ہو سکتا ہے گو

برسبیل امکان ہے سہی جواب ثانی مین آیہ انما انا بشر مثلکم الخ کا منکر کوئی اہل اسلام نہین ہے بلکہ یہی اعتقاد
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہین حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد مین ہین انکار
اس بات کا ہے کہ کوئی بشر سمجھکر بڑا بھائی کہنے لگے یا مثل اوسکی اور کلمہ گستاخی زبان سے نکالے یہ البتہ موجب
خذلان ہے فقیر کی اعتقاد مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشرف المخلوقات ہین اور باعث ایجاد کائنات ہے
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر جواب ثالث کی تصریح یہ ہی کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا ہیئت کذائی
معمولہ علماء ثقات صلحاء ومشایخ کرام بارہا اقرار کرچکا ہی اور اکثر اوسکا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر
تقریرات وتحریرات سی یہ مضمون ظاہر ہے فقیر کو اس مجلس شریف کی باعث حسنات وبرکات
کی معتقد ہونیکی علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجالس مبارک مین فیوض انوار وبرکات رحمت
الہی کا نزول ہوتا ہی جواب رابع مین فقیر کا یہ عقیدہ ہی کہ علماء حرمین شریفین کے توہین
شرعی ہرگز جایز نہین اور اونکا اتفاق کسی مسئلہ شرعی مین حجت سمجھتا ہون جیسا کہ بزرگان
سلف لکھتے آئی ہین جواب خامس فقیر ہمیشہ سے حنفی المذہب صوفی المشرب ہونیکا مدعی
ہے اگرچہ اپنی دعوی مین کامل نہو فقیر تقلید کو واجب جانتا ہی اور اس بات کو اچھا نہین جانتا
کہ کوئی حنفی المذہب ہوکر ایسی مسئلہ کی تایید کری جسمین حمایت لامذہبی پائی جاوی اور عوام
ضلالت مین پڑین (فقرات مندرجہ کرامت نامہ حضور مرشدی سی مولوی نذیر احمد خانصاحب
مدرس مدرسہ احمد آباد گجرات مرقومہ رمضان ۱۳۱۷ھ) وقال دام ارشادہ وامدادہ
از امداد اللہ عفی اللہ عنہ بخدمت عزیزم پیری مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی عزیز
مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی سلمہما اللہ تعالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمام بلاد
ممالک ہند مثلاً بنگال وبہار ومدراس ودکن وگجرات وبمبئی وپنجاب وراجپوتانہ در
رامپور وبہاولپور وغیرہ سی متواتر اخبار حیرت انگیز حسرت خیز اسقدر آتی ہین کہ جسکو
سنکر فقیر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہی اسکی علت یہی براہین قاطعہ ودیگر ایسی سے
تحریرات ہین یہ آتش فتنہ انوار ساطعہ کی تردید سی مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اوسکی حمایت

مین کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نی اوسکو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ تمام ممالک کے علماء و
مفاتی نی ساری کتاب کو تہ دل سی پسند فرماکر اوسپر اتفاق کیا دیکھو ہندوستان مین
سیکڑون مذاہب کفریہ و عقائد باطلہ مخالفہ مین و بیخ کن اسلام ظاہر ہوتی جاتی ہین
اور کیسی کیسی الزام و اعتراض و شبہات و شکوک مذہب اسلام پر وارد کرتی جاتی ہین
پس ایسی وقت مین آپس کی مجادلہ کی جگہ اوسکی تردید کرنی چاہئی اور قرآن شریف
کی خوبیان و فضایل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محامد و مکارم اخلاق و محاسن
اوصاف کو ہر مقام و ہر شہر و قریہ مین نہایت زور شور سی مشتہر کرنا چاہئی ایسی وقت مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محامد اوصاف و مکارم اخلاق کو مشتہر و اشاعت عام
کرنیکے لیے ہر مقام مین مجلس مولود شریف کا جرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہی (فقرات منذرجہ
کرامت نامہ حضور مرشدی اسمی پیر جی خلیل احمد صاحب و مولوی محمود حسن صاحب مرقومہ ۱۳۰۶ھ)
**وقال دام ارشادہ و امدادہ** انوار ساطعہ کی اکثر مسائل مین فقیر دل سی متفق ہوا
تو اللہ تعالیٰ کی جناب مین بہت التجا و دعا کی کہ اللہ اگر مین ان مسایل مین صراط مستقیم پر
ہون ارحم رحیم بجانب مین ہون تو اس کتاب کو مقبول علماء دیار و امصار و اہل اسلام کر چنانچہ ظاہر
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نی اوسکو قبول فرمایا کہ تمام علماء حرمین شریفین و بلاد اسلام اوسکی
مسایل مین متفق ہین اور خود کتاب کو بھی پسند کرتی ہین ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔
(مرقومہ دہم رمضان روز سہ شنبہ ۱۳۰۱ھ اسمی راقم الحروف) **وقال دام ارشادہ و امدادہ**
مین خود مولود شریف پڑہ ہوتا ہون اور قیام کرتا ہون اور ایکدو مبرایہ حال ہوا کہ بعد قیام سب
بیٹھ گئے مگر مین بے خبر کھڑا رہگیا بعد دیر کے مجھکو ہوش آیا تب بیٹھا (مرقومہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۰۱ھ
اسمی راقم الحروف) **وقال دام ارشادہ و امدادہ** انوار ساطعہ را از اول تا آخر شنیدم و
بغور و تدبر نظر کردم ہمہ تحقیق را موافق مذہب مشرب خود و بزرگان خود یافتم (مرقومہ ۱۵ ربیع الآخر
۱۳۰۱ھ اسمی راقم الحروف) **وقال دام ارشادہ و امدادہ** فی الحقیقت نفس مطلب کتاب

---

یہ کتاب ہے مسمی بہ انوار ساطعہ
مصنفہ مولوی محمد رحمت اللہ
حضرت مجدد زمان شیخ العلماء
صاحب آں تقریظ اردو و زبان
مروجہ مین بیان ادلہ
تحریر فرمودہ مین
تصحیح کرنے مین

نہایت قبول ہے
اور قبول سے ہرگون
قبول ہے کہ اگر فنا
فرمادے تجویز ورود ہے ارشاد
فرمائے ہین کہ ہمکو بھی تقریظ
ہو جاتے ہین لیکن بباعث قبول
مین مذکور کسی کی طرف سے
کیا جاتا ہے و آخر دعوانا ان
الحمد للہ رب العالمین
۲

انوار ساطعہ موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب نوشتید جزاکم اللہ خیر الجزاء
اللہ تعالیٰ او شما را در جمیع مقامات در ذوق و شوق و محبت خود دائمہ حسن خاتمہ نصیب کناد آمین
(مرقومہ بست و دوم شوال ۱۳۱۰ھ اسمی راقم الحروف) واضح ہو کہ اول انوار ساطعہ سنہ تیرہ سو
دو مین مطبوع ہوا تھا رفتہ رفتہ کچھ مدت بعد مکہ معظمہ پہنچا اور حضرت مرشدی مولائی نی
بتدریج اوسکو ملاحظہ فرمایا بعد ازاں حضور نی جسقدر کرامت نامجات مکہ معظمہ سے رقم فرمائے
سب مین یہہ مضمون تھا کہ اس کتابکے مسایل میری اور میرے مشایخ کی مشرب سے بالکل
موافق و مطابق ہین پہر حضرت کی قبول فرمانیکی یہ برکت ہوئی کہ یہ کتاب مقبول عام ہوگئی
سب سکو ہاتھون ہاتھ لیگئے ایک نسخہ باقی نرہا اور لوگونکا اشتیاق یہ کہ دور دور سے خطوط
اسکی طلب مین آرہی ہین گلوگیری تمنائی مشتاقین نی مجبور کردیا کہ پھر چھپوائی تب بارشاد
حضرت مرشدی مولائی انوار ساطعہ کی نظر ثانی سنہ تیرہ سو چھہ مین شروع کی لیکن اسقدر
موانع اور حرج پیش آئی کہ العیاذ باللہ دو روز کام ہوا تو دو مہینے ناغہ گئی باری شکر اوس
مولی عز اسمہ کا کہ انجام کار سنہ تیرہ سو سات مین اسکام سی فراغ حاصل ہوا والحمد للہ رب العالمین
والصلوٰۃ علی شفیعنا خاتم النبیین اللہم اجعلنا بذکرک و ذکر حبیبک متلذذین و بآلائک و
نعمائک فی الدنیا و الآخرہ متعمین توفنا مسلمین و الحقنا بالصالحین و ارزقنا شفاعۃ سید
المرسلین و ادخلنا الجنۃ بسلام فرحین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ محمد و آلہ و اصحابہ
و اولیاء امتہ اجمعین اللہم ارحمنا معہم برحمتک یا ارحم الراحمین فقط ❊

وا لصلوۃ وا لسلام
علی رسول محمد
و آلہ و اصحابہ
و اولیاء امتہ
اجمعین ۱۲
۱۲
۱۲

# یہ غلطیاں بنظر سرسری نکالی گئیں باقی قرائن سے معلوم ہو سکتی ہیں

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۳ | حلت | علت | ۵۵ | ۷ | تالعین | مالعین |
| ۲ | ۴ | حلت | علت | ۵۶ | ۲ | ان بہی | مان رہی |
| ۲ | ۱۱ | ضعفہ | صفہ | ۵۷ | ۱۹ | ان الانسان | ان للانسان |
| ۲ | ۲ | ولی اللہ صبا | ولی اللہ صباکی | ۵۸ | ۹ | باہم جزیہ | باسم جزیہ |
| ۲۱ | ۱۱ | مباعث | مباحث | ۷۰ | ۳ | یہ دسل | یہ دلیل |
| ۳۱ | ۱۵ | یا اپنی بود گاروں سے | یا اپنے مددگاروں سے | ″ | ۲۱ | درقلیل | درجہ قلیل |
| ۲۶ | ۴ | فرالفیں | چند مسائل | ۸۱ | ۱۱ | مصنفون | منصفون |
| ۲۸ | ۱ | ہو تلوح | تلویح صـ۱۳۵ ہو | ۸۵ | ۱۸ | یعنی | بعضی |
| ۳۲ | ۸ | بدعتون | بدعتیون | ۹۱ | ۱ | من حیث | |
| ۳۳ | ۶ | شرح | شرع | ۱۰۴ | ۱۴ | تقلۃ زخبتہم | تقلۃ رغبتہم |
| ۳۵ | ۹ | ارتداد | ارتراد | ۱۰۵ | ۱ | خوف الکی | خوف الٰہی |
| ۳۶ | ۵ | کرتی | کرنی | ۱۰۶ | ۷ | الذی تعجز | الذی تعجز |
| ″ | ۹ | مطرود | مطردہ | ۱۱۵ | ۷ | سیتاز | امتیاز |
| ۳۸ | ۱۰ | فہو | فہورد | ۱۲۲ | ۱۶ | حاصل | حاصل |
| ۳۹ | ۵ | لم یقیم | لم یقم | ۱۲۳ | ۱۱ | الی امراۃ | الی امراۃ |
| ″ | ۸ | مخدشتہ | محدثہ | ۱۲۸ | ۷ | علی الطلاقۃ | علی الطلاقۃ |
| ۴۲ | ۹ | نزک لا احب | نزکہ الاحب | ۱۳۱ | ۱۴ | کما لکہا شمی | کما للہاشمی |
| ۴۶ | ۱۸ | ہی | نہی | ۱۳۹ | ۲۱ | ہینو کنا | ہینولنا |
| ۴۶ | ۱۹ | فقیہ | فقیہہ | ۱۴۲ | ۹ | فلا تقعین | فلا تقعین |
| ۴۸ | ۸ | دحاضربی | وچار ضربی | ۱۴۴ | ۱۳ | یہ بہم | بید بہم |
| ۴۹ | ۶ | کسلی اصولی | کسی اصولی | ۱۵۵ | ۵ | المشاہدو | المشاہدہ |
| ۵۲ | ۱۲ | خیتز | حیتز | ″ | ۲۰ | من اشین | من اشین |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۷۰ | ۱۲ | لمنجدل | لمنجدل |
| 〃 | ۱۳ | لہانوضاء | لہاذوالضاء |
| ۱۷۸ | ۵ | مفید | مقید |
| ۱۸۲ | ۱۶ | مخالف بہی | مخالف بہی |
| ۱۸۷ | ۱۴ | آیت بسطرح | آیت جسطرح |
| ۲۰۴ | ۱ | لقدرآہ | لقدرآہ |
| ۲۱۳ | ۵ | اورہ | اورنہ |
| ۲۱۵ | ۴ | اصل تحقیق | اہل تحقیق |
| ۲۱۶ | ۲۰ | بنام ہے | بنام ہوتی ہی |
| ۲۱۷ | ۱۹ | ایک دن | ایک دن رات |
| 〃 | ۲۰ | کرکہانا | کوکہانا |
| ۲۱۹ | ۱۱ | اس درسے | اس ڈر سے |
| ۲۲۲ | ۵ | ترک | یتبرک |
| 〃 | ۶ | سح الرالفہ | شیخ الطریقہ |
| ۲۲۴ | ۱۹ | الیہ الہی | الیساہی |
| ۲۲۹ | ۱۹ | صورت | صوت |
| ۲۳۳ | ۳ | دل این چیزہا | اصل این چیزہا |
| ۲۳۴ | ۵ | فلازی بیا | فلانزی بہ با |
| ۲۳۵ | ۱۹ | غالب نہین | غائب نہین |
| ۲۳۹ | ۷ | عیض | غیظ |
| 〃 | ۱۹ | النبی ای ایمان | یعنی ہے ایمان |
| ۲۴۸ | ۱۰ | انتظام | انتقام |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۶۱ | ۴ | مستولہ | مسئولہ |
| ۲۶۶ | ۸ | یاجبند | یاجبذا |
| 〃 | ۲۰ | اس سے | انس سے |
| ۲۶۷ | ۱۱ | وترفیقہا | وتزفیقہا |
| ۲۷۵ | ۸ | رسالہ مورد | رسالہ ورد |
| ۲۹۱ | ۴ | حرتہ | حریۃ |
| ۲۹۸ | ۲ | المترل | المستدل |
| ۳۰۵ | ۴ | القلہبد د | القلہدم |
| ۳۰۶ | ۸ | ومن الکر | ومن انکر |
| ۳۰۹ | ۱۸ | والغی النبی | والغنی الغنی |
| ۳۱۱ | ۱۵ | لتدرہ | للہ درہ |
| ۳۱۲ | ۱ | صورۃ رصعہ | صورۃ مارصعہ |
| 〃 | ۶ | ولیطمانی | ولیطمانی |
| 〃 | ۱۴ | قدای | قدای |
| 〃 | ۱۶ | فقاق | فقاق |
| ۳۱۳ | ۱۳ | ومغنی | ومغنی |
| ۳۱۵ | ۱۴ | ہوالانام | ہوللانام |
| ۳۱۶ | ۱۵ | ازحق | ازہق |
| ۳۱۹ | ۲۱ | امرہ | امرءٍ |
| ۳۲۰ | ۴ | ۱۳۰۷ء | ۱۳۰۷ھ |
| 〃 | ۹ | بہت ہوا | بہت طول ہوا |
| 〃 | ۱۰ | عبدالمجید | عبدالحمید |
| ۳۲۲ | ۱۵ | بلکہ بحلت | بلکہ بحلت |

**اعلان عام** بفحوائے قانون ستمبر ۱۸۷۶ء کوئی صاحب یا اہل مطبع بلا اجازت مصنف قصد طبع رسالہ ہذا نہ فرمائیں۔

انما المؤمنون اخوة واصلحوا بين اخويكم

الحمد للہ کہ رسالہ فیض مقالہ سالبۂ عناد و فساد و جالبۂ
وداد و اتحاد زنگِ اختلاف را مصقلہ مسمّٰی بہ

حقیقی ادا نہ حضرت سیدنا و مولٰنا العالم الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب

حسب فرمایش ذی القول الرشید بفضل السدید جناب مولوی محمد سعید
صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ واقع مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً

مطبع انتظامی نول کشور لکھنؤ

# گذارش نیازمندانہ

اللہ کی عنایتون کا مین کس زبان سے شکر ادا کرون۔ کہ اوسنے مجھ جیسے روسیاہ و ناکارہ
اپنے فضل و کرم سے اس قابل کیا کہ مین اوسکے خاص اور مقبول بندون کی خدمات کو بجا لاؤن
میرے واسطے یہ امر نہایت ہی فخر و مباہات کا باعث ہے کہ میرے پیر و مرشد منبع الفیوض والبرکات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب دامت برکاتہ نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ چھوٹا سا رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" جو اسوقت آپکے ہاتھ مین ہے چھپوا کر شائع کردون۔ اس رسالے کی نسبت میرا بیان کرنا شاید بیجا نہو گا کہ دریا کو کوزے مین بند کیا ہے جس محققانہ اور منصفانہ طور پر یہ فیصلہ لکھا گیا ناظرین خود ملاحظہ فرمالینگے بلکہ یہ رسالہ اس قابل ہے کہ تمام مدارس دینیہ طلبہ کو پڑھایا جاوے۔ رسالہ ہذا بلا قیمت مفصلۂ ذیل مقامات سے شائقین صرف آدھ آنہ کا ٹکٹ محصول ڈاک کیلئے بھیجکر یا بیرنگ منگوا سکتے ہیں

| نمبر شمار | نام مقام | اسمائے گرامی اون حضرات کے جن سے یہ رسالہ مل سکتا ہے |
|---|---|---|
| ۱ | گنگوہ ضلع سہارنپور | جناب مولنا مولوی رشید احمد صاحب |
| ۲ | دیوبند " | مہتمم مدرسۂ عربی دیوبند |
| ۳ | کانپور | جناب مولنا مولوی محمد اشرف صاحب مدرس اول جامع العلوم۔ جناب مولنا مولوی احمد حسن صاحب مدرس اول فیض عا |
| ۴ | کمپ میرٹھ | جناب مولنا مولوی عبد السمیع صاحب |
| ۵ | شہر میرٹھ | جناب مولنا مولوی ناظر حسن صاحب اندرکوٹ مدرسۂ اسلامیہ |
| ۶ | مراد آباد | جناب حاجی اکبر صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ |
| ۷ | دہلی | جناب مولوی کرامت اللہ صاحب ہندو راؤ کا باڑہ |

دعاے خیر کا طالب

محمد سعید عفی عنہ مہتمم مدرسۂ صولتیہ

مکہ معظمہ عرب ۱۳ صفر ۱۳۱۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات
اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ
لا شریک لہ ونشہد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ۔ اما بعد فقیر امداد اللہ المخفی
بخشتی سب مسلمانون کی خدمت مین خصوصاً جو اس فقیر سے ربط وتعلق رکھتے ہین عرض کرتا
ہے کہ یہ امر مسلّمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات دنیوی ودینی اور نا اتفاقی موجب
مضرت دنیوی ودینی ہے اور آجکل بعض مسائل فرعیہ مین ایسا اختلاف واقع ہوا ہے جس سے
طرح طرح کے شرور وفتن پیدا ہو رہے ہین اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے
حالانکہ اکثر امور مین محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً مسلمانون کی اور خصوصاً اپنے
تعلق والون کی یہ حالت دیکھکر نہایت صدمہ ہوتا ہے اسلیے فقیر کے دلمین آیا کہ مسائل مذکورہ
بے تعلق مختصر سا مضمون قلمبند کرکے شائع کردیا جاے امید قوی ہے کہ یہ نزاع وجدال رفع
ہو جاوے۔ ہرچند کہ اسوقت مین اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہین مگر فقیر نے ان تین
مسائل کو لیا جنمین اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے اول تو کثرت اختلافات
اس درجہ پہونچی ہے کہ اوسکا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہین اور اپنی

جماعت مین جو اختلافات ہین اولاً وہ معدود دوسرے امید قبول غالب پس ایسے مسائل
جنمین ان صاحبون مین زیادہ قیل وقال ہے سات ہین پانچ علمی دو عملی ترتیب بیان مین
اسکا لحاظ رکھا ہے کہ جنمین سب سے زیادہ گفتگو ہے اوسکو مقدم رکھا جسمین اوس سے کم ہے اوسکے
بعد علی ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل مین جو عملدرآمد مناسب ہے نیز لکھدیا گیا حقتعالی
سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اسکو قبول فرماکر منتفع ہون تو دعا
یاد فرماوین اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نکرین کہ مقصود یہ امناظرہ کرنا نہین - واللہ ولی التوفیق

## پہلا مسئلہ مولد شریف کا

اسمین تو کسی کو کلام ہی نہین کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم موجب خیرات و برکات دینوی و اُخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات تقیید
مین ہے جنمین بڑا امر قیام ہے بعض علما ان امور کو منع کرتے ہین لقولہ علیہ السلام کل بدعۃ ضلا
اور اکثر علما اجازت دیتے ہین لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اوسکو
کہتے ہین کہ غیر دین کو دین مین داخل کرلیا جاوے کما یظہر من التتبع فی قولہ علیہ السلام من احد
فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود
نہین سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر انکے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب
کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہین مثلاً عمل قیام کو لذاتہا عبادت نہین اعتقاد کرتا مگر تعظیم
ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اوسکی یہ ہیئت
معین کرلی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت
وقت مقرر کرلیا اور مثلاً ذکر مولد کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر مصلحت سہولیت دوام یا اور کسی

صلحت سے ۱۲ ربیع الاول مقرر کرلی اور کلام تفصیل مصالح مین ازبس طویل ہے ہر محل مین
صلحت ہے رسائل مولدین بعض مصالح مذکور بھی ہین اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہو تو مصلحت
ہی ان کا اقتضا ہی اوسکے نزدیک مصلحت کافی ہے ایسی حالت مین تخصیص مذموم نہین تخصیصات
حال ومراقبات وتعینات رسوم مدارس وخانقاہ جات اسی قبیل سے ہین اور اگر ان تخصیصات
قرب مقصود وہ جانتا ہے مثل نماز وروزہ کے تو بیشک اوسوقت یہ امور بدعت ہین مثلاً یون
عتقاد کرتا ہے اگر تاریخ معین پر مولد نہ پڑھا گیا یا قیام نہوا یا بخور وشیرینی کا انتظام نہوا تو ثواب
ن ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور
لالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونون صورتون مین تعدی حدود ہے اور اگر ان امور
ضروری یعنی واجب شرعی نہین سمجھتا بلکہ ضروری یعنی موقوف علیہ لبعض البرکات جانتا ہے
یسے بعض اعمال مین تخصیص ہوا کرتی ہے کہ اونکی رعایت نہ کرنے سے وہ اثر خاص مرتب نہین
تا مثلاً بعض عمل کھڑے ہوکر پڑھے جاتے ہین اگر بیٹھکر پڑھین وہ اثر خاص نہوگا اس اعتبار
ے اوس قیام کو ضروری سمجھا جاتا ہے اور دلیل اس توقف کے موجدان اعمال کا تجربہ یا
شف والہام ہے اسی طرح کوئی شخص عمل مولد کو بہیئت کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا
نے تجربے سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کر قیام کو ضروری سمجھے
ہ اثر خاص بدون قیام نہوگا اسکے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہین اور اعتقاد ایک امر باطن ہے
کا حال بدون دریافت کیے ہوے یقیناً معلوم نہین ہوسکتا محض قرائن تخمینیہ سے کسی پر
رمانی کرنا اچھا نہین مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہین تو ہر چند کہ یہ ملامت بیجا ہے
ر قیام شرعاً واجب نہین پھر ملامت کیون بلکہ اس ملامت سے شبہ اصرار کا ہوتا ہے جسکی
بت فقہانے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہے مگر ہر ملامت سے نہ بچا کرین لیا

کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست نہین کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہین ہوتی ہین
کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم وعادت خواہ عادت دنیوی ہو یا مبنی
سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اوس لائم کے زعم مین خواہ زعم صحیح
فاسد کسی قوم بدعقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اِس فعل سے وہ شخص استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی
لوگون مین ہے اِسلیے ملامت کرتا ہے مثلاً کوئی بزرگ مجلس مین تشریف لاوین اور سب لوگ
تعظیم کو کھڑے ہوجاوین ایک شخص بیٹھا رہے تو اوسپر ملامت اِسوجہ سے کوئی نہین کرتا کہ
واجب شرعی ترک کیا بلکہ اِسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان مین
عموماً عادت ہے کہ تراویح مین جو قرآن مجید ختم کرتے ہین شیرینی تقسیم کرتے ہین اگر کوئی شیرینی
تقسیم نکرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اِسیوجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی
زمانے مین مخصوص معتزلہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہو اُسکو اِس خیال
سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اِسی قسم کا ہے اور اوس سے اوسکے دوسرے عقائد پر استدلال کر
مخالفت کرتا بہرحال صرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے اور فرضاً کسی عالم
کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض وواجب ہے تو اِس سے صرف اوسکے حق مین بدعت ہوجائیگا
جن لوگون کا یہ اعتقاد نہین اونکے حق مین مباح ومستحسن رہیگا۔ مثلاً بعض متشددین
رجعت قہقری کو ضروری سمجھتے ہین تو کیا یہ رجعت سب کے حق مین بدعت ہوجاویگی اور بعض
اہلِ علم صرف جاہلون کی بعض زیادتیان دیکھکر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ
جیساکہ مجالسِ جہلا مین واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہین یہ بھی انصاف
کے خلاف ہے مثلاً بعض واعظین موضوع روایات بیان کرتے ہین یا اونکے وعظ مین بوجہ اختلاط
مردون عورتون کے کوئی فتنہ ہوجاتا ہے تو کیا تمام مجالسِ وعظ ممنوع ہوجاوینگی

بہر کیکے تو یگمی را مسوز ۔ رہا یہ اعتقاد کہ مجلس مولد مین حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم
رونق افروز ہوتے ہین اس اعتقاد کو شرک و کفر کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن ہے
عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اسکا وقوع بھی ہوا ہے رہا یہ شبہ کہ آپکو کیسے علم ہوا یا کیسے
کیسے ایک وقت مین تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے آپکے علم و روحانیت کی وسعت
جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اوسکے آگے یہ ایک ادنی سی بات ہے علاوہ اسکے
اللہ کی قدرت تو محلِ کلام نہین اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہہ تشریف رکھین اور
درمیانی حجاب اوٹھ جاوین بہرحال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپکی نسبت
اعتقادِ علمِ غیب لازم نہین آتا جو کہ خصائص ذاتِ حق سے ہے کیونکہ علمِ غیب وہ ہے
جو مقتضا ذات کا ہے اور جو باعلامِ خداوندی ہے وہ ذاتی نہین بالسبب ہے وہ مخلوق کے
حق مین ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکر ہو سکتا ہے البتہ ہر ممکن
کے لیے وقوع ضروری نہین ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل مل جاوے
بتاخود کشف ہو جاوے یا کوئی صاحب کشف خبر دیدے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بی دلیل
ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اوسکو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہین ہو سکتا۔
پس تحقیق مختصر اس مسئلے مین یہ ہے جو مذکور ہوئی ۔ اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ مولد مین
شریک ہوتا ہون بلکہ ذریعۂ برکات سمجھکر اپنے گھر پر ہر سال منعقد کرتا ہون اور قیام مین
لطف و لذت پاتا ہون رہا عملدرآمد جو اس مسئلے مین رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ ہرگاہ یہ
مسئلہ اختلافی ہے اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہین گو قوت و ضعف کا فرق
ہو جیسا اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ مین ہوا کرتا ہے پس خواص کو تو یہ چاہیے کہ جو اونکو
تحقیق ہوا ہو اوسپر عمل رکھین اور دوسرے فریق کے ساتھ بغض و کینہ نہ رکھین نفرت

وتحقیر کی نگاہ سے اوسکو دیکھین نہ تفسیق وتضلیل کرین بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی شافعی
کے سمجھین اور باہم ملاقات ومکاتبت وسلام وموافقت ومحبت کے رسوم جاری رکھین اور
تردید ومباحثہ سے خصوصاً بازاریون کے ہذیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے
پرہیز رکھین بلکہ ایسے مسائل مین نہ فتوے الکھین نہ مہر ودستخط کرین کہ فضول ہے اور
ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل مین شریک ہوجاوے
تو بہتر ہو کہ اوس محفل مین قیام نہ کرین بشرطیکہ کسی فتنہ کا برپا ہونا محتمل نہو اور جو قیام
ہو تو مانع قیام بھی اوسوقت قیام مین شریک ہوجاوے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیان
کرلین ہین اوسکو نرمی سے منع کرین اور یہ منع کرنا اون لوگون کا زیادہ مفید ہوگا جو
خود مولد وقیام مین شریک ہوتے ہین اور جو مانع اصل کے ہین اونکو سکوت مناسب ہے
ایسے امور مین مخاطبت ہی نکرین اور جہان ان امور کی عادت ہو وہان مخالفت
نہ کرین جہان عادت نہو وہان ایجاد نکرین غرض فتنے سے بچین قصہ حطیم اسکی دلیل
کافی ہے اور مجوزین مانعین کے منع کی تاویل کرلیا کرین کہ یا تو اونکو بھی تحقیق ہوا ہوگا
یا انتظاماً منع کرتے ہونگے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرین تب غلو سے بچتے ہین اگرچہ
اسوقت مین یہ تدبیر اکثر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہین وہ مجوزین کی تجویز کی تاویل
کرلیا کرین کہ یا تو اونکو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبۂ محبت سے یہ عمل کرتے ہین اور حسن ظن
بالمسلمین کی وجہ سے لوگونکو بھی اجازت دیتے ہین اور عوام کو چاہیے کہ جس عالم کو متدین
ومحقق سمجھین اوسکی تحقیق پر عمل کرین اور دوسرے فریق کے لوگون سے تعرض نکرین
خصوصاً دوسرے فریق کے علما کی شان مین گستاخی کرنا چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق
ہے غیبت وحسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہین ان امور سے پرہیز کرین اور تعصب وعداوت سے بچین

اور ایسے مضامین کی کتابین اور رسالے مطالعہ نہ کیا کرین کہ یہ کام علما کا ہے عوام کو علما سے بدگمانی اور مسائل مین شبہہ پیدا ہوتا ہے اور اس مسئلے مین جو تحقیق اور عملدرآمد تحریر کیا گیا ہے مجھ اس مسئلے کے ہی ساتھ مخصوص نہین نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہے جو اکثر مسائلِ اختلافیہ خصوصاً جنکا یہان ذکر ہے اور جو اسکے امثال ہین مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نمازہاے پنجگانہ و تکرار تہلیل بعد نماز پنجگانہ اور دست بوسی و پابوسی اور انکے سوا بہت امور ہین جنمین اسوقت شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور مین اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا کہ سب اسی قاعدے پر مبنی ہین فاحفظہ تنتفع انشاء اللہ تعالے

## دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اسمین بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولد مین مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصالِ ثواب بارواح اموات مین کسیکو کلام نہین اسمین بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہین بلکہ کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ کی ہے تو کچھ حرج نہین جیسا مصلحت نماز مین سورتِ خاص معین کرنے کو فقہاے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد مین اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یون معلوم ہوتا ہے کہ سلف مین تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرلی متاخرین مین کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز مین نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقتِ قلب و لسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح یہان اگر زبان سے کہہ لیا جاوے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلان شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک عام ہے

اسکے ساتھ اگر کچھ کلامِ الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت کی بھی امید ہے اور اوس کلام کا
ثواب بھی پہنچ جاویگا کہ جمع بین العبادتین ہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔
قرآنِ مجید کی بعض سورتین بھی جو لفظون مین مختصر اور ثواب مین بہت زیادہ ہین پڑھی جاوے
لگین کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لیے رفع یدین سُنّت ہے ہاتھ بھی اوٹھانے لگے کسی نے
خیال کیا کہ کھانا جو کسی مسکین کو دیا جاویگا اوسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا
بھی بڑا ثواب ہے اوس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس ہیئتِ کذائیہ حاصل ہوگئی
رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت مین معمول ہو
اوسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہین تو سالہا سال گذر جاتے ہین
کبھی خیال بھی نہین ہوتا اسی قسم کی مصلحتین ہر امر مین ہین جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور
نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کرکے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے
اِنمین بعض اسرار بھی ہین پس اگر صرف یہی مصالح بناءِ تخصیص ہون تو کچھ مضائقہ نہین
رہا عوام کا غلو اولاً اوسکی اصلاح کرنا چاہیے اِس عمل سے کیون منع کیا جاوے ثانیاً
اُنکا غلو اہلِ فہم کے فعل مین مؤثر نہین ہوسکتا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ۔ رہا شبہ تشبہ کا اِسمین
بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اوسوقت تک رہتا ہے جبتک
وہ عادت اوس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہو کہ جو شخص وہ فعل کرے اوسی قوم سے
سمجھا جاوے یا اوسپر حیرت ہو اور جب دوسری قومون مین پھیل کر عام ہوجاوے تو
تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قومون سے ماخوذ ہین
مسلمانون مین اِس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم و درویش کا گھر بھی اوس سے خالی
نہین۔ یہ امور مذموم نہین ہوسکتے قصۂ تطہیر اہلِ قبا کا اِسمین کافی حُجّت ہے البتہ جو ہیئت

عام نہین ہوئی وہ موجبِ تشبہ ہے اور ممنوع - پس یہ ہیئتِ مروجہ ایصال کسی قوم کے ساتھ
مخصوص نہین - اور گیارھوین حضرت غوثِ پاک قدس اللہ سرہٗ کی دسنوان بیسوان
چہلم ششماہی - سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ
درسہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حلواے شب برات اور دیگر طرق
ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہین - اور مشرب فقیر کا اس مسئلے مین یہ ہے کہ
فقیر پابند اس ہیئت کا نہین ہے مگر کرنے والون پر انکار نہین کرتا - اور جو عملدرآمد
اس مسئلے مین رکھنا چاہیے یعنی دو فریقون کا باہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ وقیل وقال
کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑون سے منع کرنا یہ سب بحث مولد مین گزر چکا

## تیسرا مسئلہ عُرس و سماعؑ

لفظِ عُرس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی بندۂ صالح سے کہا جاتا
ہے کہ عروس کیطرح آرام کر کیونکہ موت مقبولانِ الٰہی کے حق مین وصالِ محبوبِ حقیقی
ہے اس سے بڑھکر کون عروسی ہوگی - چونکہ ایصالِ ثواب بروحِ اموات مستحسن ہے
خصوصاً جن بزرگون سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہین انکا زیادہ حق ہے اور
اپنے پیر بھائیون سے ملنا موجبِ ازدیادِ محبت و ترائدِ برکات ہے اور نیز طالبون کا یہ
فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش مین مشقت نہین ہوتی بہت سے مشایخ رونق افروز ہوتے ہین
انمین جس سے عقیدت ہو اوسکی غلامی اختیار کرلے اسلیے مقصود ایجادِ رسمِ عرس سے
یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ مین جمع ہوجاوین باہم ملاقات بھی ہوجاوے
اور صاحبِ قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پونچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعیینِ یوم

مین رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اسمین اسرار مخفیہ ہین اونکا اظہار ضرور نہین چونکہ
بعض طریقون مین سماع کی عادت ہے اسلیے تجدید حال واز دیاد ذوق وشوق کے لیے
کچھ سماع بھی ہونے لگا پس اصل عرس کی اس قدر ہے اور اسمین کوئی حرج معلوم
نہین ہوتا بعض علمانے بعض حدیثون سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رہ گیا شبہ حدیث
لاتتخذوا قبری عیدًا کا سو اوسکے صحیح معنی یہ ہین کہ قبر پر میلہ لگانا اور خوشیان کرنا اور
زینت وآراستگی ودھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت
اور تذکر آخرت کے ہے نہ غفلت وزینت کے لیے اور یہ معنی نہین کہ کسی قبر پر مجمع ہونا
منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلون کا جانا واسطے زیارت روضۂ اقدس کے بھی منع ہوتا
وہذا باطل پس حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفرادًا واجتماعًا دونون طرح جائز اور ایصال
ثواب قرارت وطعام بھی جائز اور تعیین تاریخ بمصلحت بھی جائز سب ملکر بھی جائز رہا
رہا یہ شبہ کہ وہان پکار کر سب قرآن پڑھتے ہین اور آیۂ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کی مخالفت
ہوتی ہے سو اولًا تو علمانے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر استحباب کے لیے ہے ترک
مستحب پر اتنا شور وغل نامناسب ہے ورنہ لوگون کا مکاتیب مین پڑھنا بھی ممنوع ہوگا
دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل عمل کے منع کرنے سے یہ بہتر
ہے کہ یہ امر تعلیم کر دیا جاوے یہی جواب ہے سوم مین قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس
مجلس مین امور منکرہ مثل رقص مرقج وسجدہ قبور وغیرہ ہون اوسمین شریک نہونا
چاہیے۔ رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث ازبس طویل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے
سماع محض مین بھی اختلاف ہے جس مین محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہون
اور عوارض مانعہ مرتفع ہون تو جائز ہے ورنہ ناجائز کما فصلہ الامام الغزالی رحمہ اللہ

اور سماع بالآلات مین بھی اختلاف ہے بعض لوگون نے احادیث منع کی تاویلین
کی ہین اور نظائر فقہیہ پیش کیے ہین چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنے رسالہ سماع مین اسکا ذکر فرمایا ہے مگر آداب و شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے
جو اسوقت مین اکثر مجالس مین مفقود ہے مگر تاہم ع خدا پنج انگشت یکسان نکرد
بہرحال وہ احادیث خبرِ واحد ہین اور محتمل تاویل گو تاویل بعید ہی ہو اور غلبۂ حال
کا بھی احتمال موجود ایسی حالت مین کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے۔ مشرب فقیر
اس امر مین یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرتا ہون
اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت مین وسعت ہوئی مولد پڑھا جاتا ہے
پھر ماحضر کھانا کھلا دیا جاتا ہے اس سب کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور زوائد موقوف
کی عادت نہین نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہلِ حال
پر کبھی اعتراض نہین کیا۔ ہان جو محض ریاکار و مدعی ہو وہ بُرا مگر تعیین اسکی کہ فلان
شخص ریاکار ہے یا بحجتِ شرعیہ نادرست ہے اسمین بھی علد رآمد فریقین کا یہی ہونا چاہیے
جو اوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کرین اونکو کمال اتباع سُنّت کا شائق سمجھین جو کرین
اونکو اہلِ محبت مین سے جانین اور ایک دوسرے پر انکار نکرین جو عوام کے غلو ہون
اونکا لطف و نرمی سے انسداد کرین

## چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اسمین تحقیق یہ ہے کہ ندا سے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہین کبھی محض اظہارِ
شوق کبھی تحسر کبھی منادی کو سُنانا کبھی اوسکو پیغام پہنچانا سو مخلوق غائب کو

یگانہ زنا اگر محض واسطے تذکرا ور شوقِ وصال اور حسرتِ فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا
نام لیا کرتا ہے اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتا ہے اسمین تو کوئی گناہ نہین مجنون کا قصہ مثنوی مین کورہے
؎ دید مجنون را یکے صحرا نورد + در بیابانِ غمش بنشستہ فرد + ریگ کاغذ بود و انگشتان قلم +
می نمودی بہرِ کس نامہ رقم + گفت ای مجنونِ شیدا چیست این + می نویسی نامہ بہرِ کیست این +
گفت مشقِ نام لیلی میکنم + خاطرِ خود را تسلی می کنم + ایسی ندا صحابہ سے بکثرت روایات مین منقول
ہے کما لایخفی علی المتبحر المتسع النظر اور اگر مخاطب کا اسماع یعنی سُنانا مقصود ہے تو اگر تصفیۂ باطن
سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہین کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلان ذریعے
سے اوسکو یہ خبر پہونچ جاویگی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف
حضورِ اقدس مین پہونچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام
علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہین اور اگر نہ مشہود ہو نہ پیغام پہونچانا مقصود ہو نہ پیغام
پہونچنے کا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ ندا ممنوع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اسطرح
کہ اوسکو سُنانا منظور ہے اور وہ روبرو نہین نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ اونکو کسی
ذریعے سے خبر پہونچیگی یا ذریعہ متعین کیا مگر اوسپر کوئی دلیل شرعی قائم نہین یہ اعتقاد افترا علی اللہ
اور دعوای علمِ غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے مگر بے دھڑک اوسکو شرک و کفر کہدینا جرأت ہے کیونکہ
اللہ تعالی اگر اوس بزرگ کو خبر پہونچادے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہین مگر چونکہ امکان
کو وقوع لازم نہین اسلیے ایسی ندا کی یعنی کی اجازت نہین ہے البتہ جو ندا نص مین وارد ہے مثلاً
یا عباد اللہ اعینونی وہ بالاتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام مین ہے اور جو اہلِ خصوصیت
ہین اونکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ اونکے حق مین یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص مین
سے ہوگا خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہین بیان سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا

لیکن اگر شیخ کو معتقد حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے ہان اگر صرف وسیلہ و ذریعہ جانے یا ان
لفاظ کو بابرکت سمجھکر خالی الذہن ہوکر پڑھے کچھ حرج نہین یہ تحقیق ہے اس مسئلے مین اب
بعض علما اس خیال سے کہ عوام فرق مراتب نہین کرتے اس ندا سے منع کرتے ہین اونکی نیت
بھی اچھی ہے انما الاعمال بالنیات الحدیث۔ مگر مصلحت یون ہے کہ اولاً تو ندا کرنے والا اگر سمجھدار
ہو تو اوسپر حسن ظن کیا جاوے اور جو محض عامی جاہل ہو تو اوس سے دریافت کیا جاوے اگر
اوسکے عقیدے مین کوئی خرابی ہو تو اوسکی اصلاح کردیجاوے اور اگر کسی وجہ سے اصل عمل سے
منع کرنا مصلحت ہو بالکل روک دیا جاوے۔ لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہین
ہوتا۔ ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہہ کار آمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص
کسی عمل فاسد مین مبتلا ہو اور یہ قرائن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ہرگز ترک نکریگا
اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اوسکو مجبور کرے کہ بجز فساد و عناد کوئی ثمرہ نہین
اور اوسکو بالکل مہمل و مطلق العنان چھوڑدے کہ شفقت و اخوت اسلامی کے خلاف ہے
بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اوسمین جو خرابی ہو اوسکی اصلاح کردے کہ اسمین امید قبول اغلب
ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ اور رسوم جاہلیت
کے شیوع کے وقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوئے ہین اونمین غور کرنے سے اس قاعدے کی
تائید ہوتی ہے۔ مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندا میرا معمول نہین ہان بعض اشعار مین
ذوق و شوق سے صیغۂ ندا برتا گیا۔ اور عملدرآمد وہی رکھنا چاہیے جو اوپر تین مسئلون مین کہا گیا

## پانچوان مسئلہ جماعت ثانیہ کا

مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کراہت و امام ابو یوسف سے

بعض شرائط کے ساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح و تصحیح دونون جانب موجود ہے اہل
بھی گفتگو کو طول دینا نا زیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ دونو
قول مین یون تطبیق دیجاوے کہ اگر جماعت اولی کاہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے او
جماعت ثانیہ مین شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لیے موجب زجر و تنبیہ ہوگا تو اسکے
لیے جماعۃ ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت تعلیل تقلیل جماعت
سے یہی معلوم ہوتا ہے اور اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہگئی تو دوسری جماعت
ساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی شخص ایسا لاابالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کر
اوسکے حق مین کچھ بھی موجب زجر نہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھیگا کہ جلدی سے جاکر
مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نما
نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدیل و اطمینان سے ادا کریگا۔ علماء اس مسئلے مین
ایسا ہی رکھنا چاہیے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدلیل کی وجہ سے معذور
رکھے اور جہان جماعت ثانیہ نہوتی ہو وہان تنہا پڑھ لے خواہ مخواہ جماعت نکر
اور جہان ہوتی ہو وہان شریک ہو جاوے مخالفت نکرے۔ یہ پانچ مسئلے تو علی
اب دو مسئلے علمی باقی رہگئے ہین وہ مرقوم ہین

## چھٹا ساتوان مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دونون مسئلون کی تحقیق تفصیلی کا سمجھنا موقوف علم حقائق پر ہے اور ان
دقیق ہے مگر مجملاً دو چیزون کا اعتقاد رکھنا چاہیے ایک اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِ
یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ یعنی اللہ تعالے تما

عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع وغیرہا ان سب سے
پاک ہے۔ رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شئے مین داخل ہے کہ اوسپر قادر کہا
جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اوس سے تبریہ کیا جاوے سو جس
جگہہ دلائل متعارض ہون وہان اس تحقیق کے ہم مکلف نہین بلکہ بوجہ نازک ہونے
ایسے مسائل کے یون معلوم ہوتا ہے کہ اینمین قیل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب
نہین کہ منع ہو دیکھیے تقدیر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ و مجمع اشکالات تھا اوسمین گفتگو کرنے سے
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سخت ممانعت فرمائی سو اس ممانعت کی علت
یہی دقت و اشکال ہے سو ان دو مسئلون مین بھی جب بوجہ تعارض ظاہری ادلہ عقلیہ
و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قیل و قال کرنے کی کیسے اجازت ہوگی۔ اسی مضمون کا
خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جسکو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی علمدار آہ
نہین اور جو طبع آزمائی کے لیے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت مین ہو اور اگر تحریر
کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابین۔ اور اگر اسیکا شوق ہے تو عربی عبارت
کرنا چاہیے تاکہ عوام خراب نہون اور عوام کیلیے تو بالتعیین سکوت ہی ضروری ہے تمام ہوا بحمد اللہ جو کچھ لکھنا تھا

## وصیت

اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقیر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات مین اپنے علم تحقیق پر وثوق نکرین
سورۂ فاتحہ اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بہت خشوع سے پڑھا کرین اور ہر نماز کے بعد رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا
پڑھکر دعا کیا کرین اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کامون مین خصوص تزکیۂ
نفس و تصفیۂ باطن مین صرف کرین اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کرین خصوص

عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجودِ بابرکت کو ہندوستان مین غنیمت کبر
و نعمت عظمیٰ سمجھکر اونسے فیوض و برکات حاصل کرین کہ مولویصاحب موصوف جامع کمالات
ظاہری و باطنی کے ہین اور اونکی تحقیقات محض للّٰہیت کی راہ سے ہین ہرگز اوسمین شائبہ
نفسانیت نہین یہ وہیت تو مولویصاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافق اور معتقد ہین
اونکو چاہیے کہ مولویصاحب کی مجلس مین ایسے قصّون کا تذکرہ نہ کیا کرین اور اپنے جھگڑو
مین اونکو شریک نہ کیا کرین۔ اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث و تکرار مین عمرِ عزیز کو تلف
نکرین کہ یہ حجاب ہے محبوبِ حقیقی سے ؎ چہ خوش گفت بہلولِ فرخندہ خو + چو بگذشت
برعارفِ جنگجو + گرین مدّعی دوست بشناختی + بہ پیکارِ دشمن نہ پرداختی + وصلی اللہ
علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین فقط

فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی

## اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت نا شناسی

پیل اندر خانه تاریک بود — عرضه را آورده بودندش هنود

بهر ای دیدنش مردم بسے — اندران ظلمت همی شد هر کسے

دیدنش با چشم چون ممکن نبود — اندران تاریکیش کف می بسود

آن یکے را کف بخرطومش فتاد — گفت همچون ناودانستش نهاد

آن یکے را دست بر گوشش رسید — آن بروچون بادبیزن شد پدید

آن یکے را کف جو بر پایش بسود — گفت شکل پیل دیدم چون عمود

آن یکے بر پشت او بنهاد دست — گفت خود این پیل چون تختی بدست

همچنین هر یک بجزوی چون رسید — فهم آن می کرد هر جا می شنید

از نظر گه گفت شان بد مختلف — آن یکی دالش لقب داد آن الف

در کف هر کس اگر شمعی بدے — اختلاف از گفت شان بیرون شدے

چشم حس همچون کف دست است و بس — نیست کف را بر همه آن دسترس

# التماس مدیر مطبع

حامداً و مصلیاً - عاجز عبد الواحد مہتمم مطبع انتظامی واقع کانپور ناظرین باتمکین از ارباب انصاف و دراز اعتساف کیخدمت مین ملتمس ہے کہ عنایت ایزدی سے اِندنون مطبع ہذا کو یہ شرف حاصل ہوا - کہ رسالۂ ہذا تصنیف لطیف و تالیفِ منیف حضرت اقدس و الاجاہ آیۃ کبری من آیات اللہ مولٰنا الشیخ الحافظ الحاج محمد امداد اللہ صاحب مہاجر و نزیل حرم محترم مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً لازالت شموس فیوضہم بازغہ و بدورا فادتہم طالعہ مع مجمع الفضائل و الکمالات جناب حاجی مولوی محمد سعید صاحب سلمہ اللہ تعالے مہتمم مدرسۂ صولتیہ بنا کردۂ حضرت مولانا مولوی محمد رحمت اللہ صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ مکہ معظمہ سے چھپنے کے واسطے پونہچا - جس پر مطبع ہذا فخر کرتا ہے - یہ ایسا عجیب رسالہ ہے کہ ہر طالب علم و سالک طریق کے پاس رہنا اِسکا ضروری ہے - اصل تحریر مہری و دستخطی حضرت مصنف ممدوح الذکر کی مطبع ہذا مین محفوظ ہے شایقین ملاحظہ فرما سکتے ہین -

نیاز مند

عبد الواحد پروپرائٹر انتظامی پریس کانپور

مقام پرمیڈ کوٹھی شیخ ولایت علی صاحب مرحوم

مورخہ ۲۵ - رجب سنہ ۱۳۱۲ھ